

کتابخانه  
المجید

# کشف المحجوب

از  
علی بن عثمان جویری معروف و تاج بخش  
(متوفی ۴۸۱ھ — ۵۰۰ھ)

از روی قدیم ترین نسخہ کہ بقلم خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی برہمنقول

و یکی از نسخہ گران جای کتاب خانہ یروفور مولوی محمد شفیع است

بمقتضی

پروفیسور ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (ستارہ پاکستان)

ایم۔ اے (کیٹب) ڈی۔ او۔ ایل

نشان دانش درجہ اول و نشان پاس درجہ اول (ایران)

رئیس سابق قسمت دائرۃ المعارف اسلامی - پنجاب یونیورسٹی لاہور

پیش و مستقیم

اسد زبانی

ایم۔ اے۔ پاکستانی ریجنل سکول

لاہور







۳۵۸	باب الحجج و ما يتعلق بها	۱۸
۳۶۵	باب المشاهدة	۱۹
۳۷۳	باب العجبة و ما يتعلق بها	۲۰
۳۷۷	باب آدابهم في العجبة	۲۱
۳۸۲	باب آدابهم في العجبة في الاقامة	۲۲
۳۸۷	باب آدابهم في السفر	۲۳
۳۹۰	باب آدابهم في الاكل	۲۴
۳۹۳	باب آدابهم في الشئ	۲۵
۳۹۵	باب نومهم في السفر والحضر	۲۶
۴۰۰	باب آدابهم في الكلام و السكوت	۲۷
۴۰۴	باب آدابهم في المواعظ و الذكر	۲۸
۴۰۸	باب آدابهم في الترويح و الترفيه	۲۹
۴۱۲	باب سماح القرآن و ما يتعلق بها	۳۰
۴۱۵	باب سماح الشعر و ما يتعلق به	۳۱
۴۱۸	باب سماح الاصنام و الالهة	۳۲
۴۲۰	باب احكامهم في السماع	۳۳
۴۲۲	باب اختلافهم في السماع	۳۴
۴۲۴	باب مراتبهم في حقيقة السماع	۳۵
۴۲۶	باب الوجود و الوجود و الوجود و الوجود	۳۶
۴۲۷	باب الرقص و ما يتعلق به	۳۷
۴۲۸	باب الخرق	۳۸
۴۲۹	باب آداب السماع	۳۹

پیش لفظ

پیش لفظ

حال ہی میں ماسکو سے کثرت الحجاب کا ایک پرانا نسخہ رسید ہوا ہے۔ اس کے  
 ویسچر میں یہ مذکور ہے کہ دنیا کا قدیم اور صحیح ترین نسخہ والدہ بزرگوار ڈاکٹر محمد شفیع  
 مرحوم و مغفور کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے۔ والدہ صاحبہ کے شاگرد غیدہ شیخ محمد اکرام  
 علی ایس پی کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے میرے طریقہ اور مشق و دست  
 پید محمد اشقی فرید آبادی کی وساطت سے مجھے کہلایا کہ اس اصول نسخہ کو چھپوانا چاہیے۔ مجھے  
 پید اشقی مرحوم کا بے حد احترام تھا۔ چنانچہ میں نے اس کام کی حامی بھری۔ شیخ  
 محمد اکرام اُس وقت محکمہ اوقات کے مالک اعلیٰ تھے چنانچہ انہوں نے نہایت غور سے یہ  
 پیش کش بھی کی کہ محکمہ اوقات اس گھر پر بھا کر چھپوانے کے لئے میری کچھ مالی امداد  
 بھی کرے گا۔ مجھے احترام ہے کہ اگر شیخ صاحب ہر شکل میں میری مدد پر کمر بستہ  
 نہ ہوتے تو میں یہ عظیم کام کبھی اس کامیابی سے سر انجام نہ دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں  
 جزائے خیر دے۔

سرکاری کام کی گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے مجھے بہت کم فرصت میسر تھی اس  
 پر چھ سو صفحات کے قلمی نسخہ کا دوبارہ مرتبہ کرنا میرے لئے انتہائی دشوار اور صبر آزمائے  
 مسئلہ تھا۔ اس کام میں والدہ مرحوم کے ایک عزیز شاگرد عتی محمد شفیع خوشنویس حکیم  
 عاذق نے میرا ہاتھ بٹایا یہ صاحب اُن کی وفات کے بعد ۱۹۶۲ء سے میری کتابوں  
 کی کتابت کر رہے ہیں۔ انہوں نے میری بہت مدد اترائی قرآنی بلکہ ذاتی مدد کرنے  
 کا یقین دلایا۔ بغیر کسی ہمت کے اور بغیر کسی مدد کے، محبت ہوا کہ اس زمانہ میں  
 بھی ایسے بے لوث اور علم دوست حضرات موجود ہیں جنہیں استاد کا حق ادا کرنے کا



بغال ہے۔ منشی محمد شفیع صاحب نے تین سال اس نسخہ کا مسودہ تیار کرنے میں میرے ساتھ مسلسل کام کیا اور علم و فہم نے اس نسخہ کو اول سے آخر تک کئی مرتبہ پڑھا۔ خدا انہیں عمر صاف اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ ان کی مدد کے بغیر یہ نسخہ میں مکمل نہ کر سکتا تھا۔ میں نے اس قدیم عربی تصنیف کو سیرت منقول کرنے میں انتہائی ادبی دلیالتاری کو ملحوظ رکھا ہے۔ اگر تاریخی حضرات میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی سقم نظر آئے تو اس میں میرا قطعی کوئی قصور نہیں۔ کتاب میں جو لکھا تھا اور جیسے لکھا تھا۔ میں نے کسی دامن نقل کر دیا ہے۔ ان انسانی کمزوری کو مؤلف رکھتے ہوئے میری انتہائی کوشش اور احتیاط کے باوجود اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں غور کا طالب ہوں۔ میرا مقصد محض یہ ہے کہ یہ گوہر ثانیاب دنیا کے سامنے آجائے اور زمانہ کے انقلابات اور حادثات اس کو صفحہ ہستی سے نہ مٹائیں۔

محسن اتفاق دیکھئے کہ والد محترم نے اس نسخہ کا خود کسی وقت ریباچ لکھا تھا۔ وہ میں نے بہت تلاش کے بعد دہشتہ نکالا۔ اس ریباچ کا پتہ لینا بہت ہی دشوار تھا۔ الحمد للہ میں نے اسے کامیابی سے اس کتاب کی ابتداء میں نقل کیا ہے۔ تاریخ کے لیے بطور نمونہ دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں کہ وہ خود افادہ لائیں کہ اسے صحیح نقل کرنا کتنا مشکل تھا۔ اس کام میں والد مرحوم کے اشیاء گرامر مولوی احمد شاہ صاحب نے جو اس وقت ریو سے میں ملازم ہیں میری امداد کی۔ ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔

تاریخی کی دلچسپی کے لئے میں نے کشف المحجوب کے صفحہ اول و آخر کی اور بادشاہوں کی مہرول دالے دو صفحوں کی تصویریں بھی چھاپ دی ہیں۔ انہی تصویر کے نیچے غالباً دارا شکوہ کے دستخط ہیں۔

اس نسخے کو مرحوم میر محمد اشرفی فرید آبادی اور مسعود ریویڑی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے بھی ایک مرتبہ پڑھا ہے۔ اس کے لئے ان دونوں حضرات کا شکریہ میرے والد صاحب ہے۔ میں اپنے عزیز دوست ڈاکٹر محمد بشیر جنہی پروفیسر ادبیات کالج

لاہور کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہر ممکن مدد کی اور مجھے بعض مفید مشوروں سے نوازا۔

آخر میں ایک روح پرور واقعہ قلمبند کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اہل دین اس پر غور کریں اور ملاحظہ ہوں۔ حضرت بہاء الدین کریم کے عطا کا نمونہ دنیا میں ناپید ہے۔ ان کے مرید بے شمار ہیں غالباً والد مرحوم کو ڈر تھا کہ ان کا یہ نسخہ چوری نہ ہو جائے اس لئے انہوں نے سرت اسی ایک نسخے کو اپنے سیکرٹوں نسخوں میں سے انتہائی امانت میں پیچھے چھپا کر رکھا ہوا تھا جب میں نے شیخ محمد کلام کے کہنے پر کتاب چھپوانے کا ارادہ کیا تو مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ والد مرحوم نے اسے چھپا کر رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے اس نسخے کو دھوڑنے کے لئے گھر کا کونہ چھان مارا مگر اس کا کس پتہ نہ پایا۔ سیرت ہوئی کہ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ میں یہ تو خوب جانتا تھا کہ والد محترم اپنی کوئی کتاب کبھی کسی کو خارج بھی نہ دیتے تھے، اور قلمی نسخہ کا تو ذکر ہی کیا۔ سخت دل برداشتہ ہوا، اور سمجھا کہ وہ غائب ہو گیا ہے۔ ذہنی کڑوت اور روحانی پریشانی میں رات کو سیرا خواب میں حضرت داتا گنج بخش تشریف لائے۔ ان کا جلال اور رعب مجھ پر اتنا طاری تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں نے انہیں نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہرأت نہ کی، بلکہ کشف المحجوب کا نسخہ ان کے سامنے کھول کر کھڑا ہوا اور کہا "داتا" اس آدمی کو آپ سے کس قدر عقیدت ہوگی کہ اتنی خوبصورت کتابت کی ہے۔ صبح اٹھا تو طبیعت بشارت تھی، کدورت دور ہوئی اور میں نے جا کر بید محمد عاشقی سے اپنا خواب بیان کیا، سیرت سے ان کے چہرے پر مدق 1 گئی، انہوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے کہ نسخہ گھر ہی میں موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر اسے دوبارہ تلاش کرنا شروع کیا، میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہ مجھے اٹھارہ دوسرے قلمی نسخوں کے پیچھے رکھا ہوا لایا۔

کچھ دنوں کے بعد اس کتاب پر کام شروع ہوا تو رات کو سوتے میں حضرت داتا گنج بخش پیر خواب میں تشریف لائے۔ ان کے دست مبارک میں مفید کپڑے کی ایک



## مقدمہ

داتا گنج بخش کی زندگی کے حالات کم و بیش اتنے ہی مسلم ہیں جتنے انہوں نے خود  
استطرداً کشف المحجوب میں بتائے ہیں۔ شاید ہی اس سے زائد کوئی بات کسی اور مافذ  
سے ملے۔ ان کے متعلق نقباء الانس میں ہے کہ علی بن عثمان بن علی بجلالی منزوی  
عالم و عابد تھے۔ شیخ ابو الفضل بن حسن نخعی کے مرید تھے اور بہت سے ائمہ  
مشائخ کی صحبت سے بھی فیض اٹھایا تھا وہ کشف المحجوب کے مصنف ہیں جو اس  
فنی دینی تصوف کی مشہور معتبر کتابوں میں سے ہے، انہوں نے بہت سے لطائف و

حقائق اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔  
اپنے مرشد جناب النخعی کے متعلق کشف المحجوب میں وہ لکھتے ہیں:

طریقت میں میں ان کا پیرو ہوں۔ وہ تفسیر و روایات کے عالم تھے اور تصوف  
میں بیحد کے منصب کے پیرو تھے اور جناب حصری کے مرید تھے، ساٹھ سال تک گشتہ نشین  
رہے اور گناہی اختیار کیے رہے، زیادہ تر وہ جیل کھاتم میں منزوی رہے۔ "گوشہ نشین گوشہ میں رہے"

۱۱ [یعنی جیل لیٹاں میں جس کے متعلق ابن بطوطہ ۱۱۸۲ء]

نے لکھا ہے کہ وہ دنیا کے نہایت سربلین بیادلوں میں

پڑی سی گھڑی تھی اور فراتے لگے: یہ تجھے میں تمہارے والد کے لئے لایا تھا، مگر  
اب تمہیں دیتا ہوں۔ میں نے ان کی بھی بھر کر زیارت کی، جب میں نے اس گھڑی کو  
کھولا تو اس میں ایک بیش قیمت خوبصورت حیدر آدمی بچہ تھا، داتاؒ نے کہا: مجھے پہن  
کر دکھاؤ۔ میں نے پہنا اور ان سے کہا: داتا دیکھئے یہ میرے لٹوئے تک آتا ہے۔ اس  
وقت میں خوشی اور اجماع سے دوبارہ ہوا ہاتا تھا۔ اس کے بعد میں نے گھڑی سے  
ایک اٹک کا گولا نکالا اور اپنی ایک عزیزہ سے جو میرے پاس گھڑی تھی راہ جو  
مجھے اب یاد نہیں، کہا: دیکھو! داتا میرے لئے اٹک کا گولا لائے ہیں کہ تم جیسی  
بچہ کر مجھے دو۔ اس پر داتا نے اشارے سے میری بات کی تصدیق کی۔ گھڑی میں  
تیسرا تختہ ڈور کا ایک گولا تھا جس سے لوگ پیٹک اٹتے ہیں، اس گولے  
میں ٹور اوپر سیاہ رنگ کی تھی اور نیچے سفید! مجھے پیٹک اٹانے کا شوق  
ہے چنانچہ یہ تختہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوا، داتا صاحب مجھے یوں خوش دیکھ  
کر بڑے دل فائدہ انداز میں مسکرائے۔

اس خواب کا ذکر پندرہ ہجری سے دوبارہ کیا تو ان کی خوشی کا اندازہ لگانا  
مشکل تھا، کہنے لگے: خوش بخت ہو کہ تمہارے اس منصوبے کی تصدیق داتا صاحب نے  
فرمائی ہے۔ اب یقیناً تم یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچاؤ گے تب ہے کہ مجھے ان تمام مشکلوں  
بجوریل اور مالی تکلیفوں کے باوجود اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت میسر آتی۔

کشف المحجوب حاضر ہے اسے پڑھیے اور زندگی کے رموز و اسرار سے پردہ  
اٹھا کر زندگی کی صحیح تصویر دیکھئے۔

کچھ ایسے روپ میں محجوب بے حجاب ہوا: کہ محجوب کشف نے بلا دل و نظر کا مزاج  
(مخدعان کلیم)

افتر البیاد

احمد ربانی

پیم سے پاکستان پبلشرس سروس

۲۲ مین روڈ - لاہور

۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء



گھنوں میں رہیں ہے اور میں شہر لہور میں جو مٹان کے مقامات ہیں ہے انہوں  
کے دریاں گردا ہوں۔ اس جو سے ظاہر ہے کہ کشت لہج کا اتنا کچھ حصہ لاہور  
میں مرتب ہوا۔

خلاصہ التاریخ میں ہے کہ جناب امیر غزنی سے سلطان محمود کے ہمراہ آئے  
اور سلطان نے فتح لاہور کو ان کے برکات قدم کی طفیل سمجھا۔ یہ بیان غالباً درست نہیں  
اس لیے کہ اگر قبول شدہ سلطنت سلطان محمود نے لاہور مستقر میں فتح کیا ہے غالباً  
داتا صاحب کے بچپن کا زمانہ ہے یا تو شاید اس وقت بھی پیدا ہوئے ہوں۔

ان کے ورود لاہور کے متعلق فراز الخوار رکھنہ ۱۱۹۰ھ میں ایک  
دلچسپ گفتگو لکھی ہے حضرت نظام الدین اریار قریب اللہ سرہ الودیع نے ۹۰۰  
۱۱۰۰ھ کی مجلس میں لاہور کی قبروں کا ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا بہت بزرگوں کی  
خواب گاہ وہاں ہے۔ پھر جامع فوائد سے پوچھا تم نے لاہور دیکھا ہے۔ عرض کیا گیا  
دیکھا ہے۔ اور بعض بزرگوں کی (قبروں کی) زیارت کی ہے۔ مثلاً شیخ حسین زنجانی اور  
دوسرے اریار کی۔ فرماتے گئے کہ محمود علی بھوی سے پہلے ان کے مرشد نے ان کے  
پیر بھائی خواجہ حسین زنجانی کو لاہور کا قلعہ مقرر کیا ہوا تھا جب محمود صاحب  
کو لاہور ہا کر مقیم ہونے کا حکم ملا تو انہوں نے کہا کہ زنجانی وہاں ہیں ان  
کے ہوتے میرے بھیجے میں کیا حکمت ہے؟ جواب ملا تم وہاں جاؤ تم کو حکمت  
پہنچنے سے کیا واسطہ؟ عرض جب یہ لاہور پہنچے تو رات کو شہر کے باہر ٹھہرے  
صبح جب شہر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ خواجہ زنجانی کا جنازہ آ رہا ہے۔ یہ جنازہ  
کے ہمراہ ہوئے اور واپسی پر شہر کے مغرب میں جہاں ان کا مزار مبارک ہے جا ٹھہرے  
شیخ حسین زنجانی اور شیخ علی بھوی دونوں ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ وہ  
پیر قلعہ ہند تھا۔ حسین زنجانی مدت سے لاہور میں مقیم تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد خواجہ  
علی بھوی کے پیر نے ان سے فرمایا کہ لاہور جا کر مقیم ہوں عرض کیا کہ شیخ

حسین زنجانی وہاں ہیں فرمایا تم جاؤ تو سہی۔ جب علی بھوی حکم کے مطابق لاہور پہنچے  
تو رات کا وقت تھا صبح ہوئی تو شیخ حسین کا جنازہ لوگ باہر لائے  
اس کے برعکس لاہور میں نے سیر الدلیار قلعہ میں ۲۰ پر لکھا ہے کہ جب خواجہ  
لاہور پہنچے تو بھوی کا اسی سال میں انتقال ہو چکا تھا مگر حسین زنجانی زندہ تھے۔ ان  
ہی دنوں میں دلی فتح ہوئی اور معز الدین محمد سام بطون غزنوی مدد دیا اور سادہ  
میں مارا گیا۔ حالانکہ دلی مستقر میں فتح ہوئی اور محمد سام مستقر میں مارا گیا۔  
جہاں میں خواجہ امیر کی چل کشتی پر مزار داتا صاحب کا ذکر نہیں البتہ ص ۸ پر ہے  
کہ جہاں جو بغداد سے ۷ دن کی فاصلہ پر ہے وہاں شیخ عبد القادر جیلانی کے پاس تھا  
۷ دن رہے۔ ان کا مجھ وہاں ہے۔ جہاں نے زیارت کی۔

شیخ حسین زنجانی کا حال لاہور کی تاریخوں میں قرا ہے مگر ان کی تاریخ وفات کا  
صحیح پتہ ان سے نہیں ملتا اگر مل جائے تو پیر بھوی کے ورود لاہور کی تاریخ  
مل جائے۔ میر محمد بللیٹ نے یہ تاریخ ۱۱۹۰ھ دی ہے مگر ان کا ماخذ معلوم  
نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ زمانہ غزنویوں میں سے سلطان مسعود اول بن محمود  
غزنوی کی سلطنت کا تھا۔

داتا شکوہ نے صفینہ الاولیاء میں ان کی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے جس  
سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک مسجد بنوائی تھی جس کی محراب اور مساجد لاہور  
کی نسبت مال محبوب تھی اور عمارت کے اعتراض پر خود امامت کرانی۔ تب  
منتہیوں کو کہہ مسجد کے عمارت میں نظر آیا (دیکھیے تحقیقات چشتی)

اسی قسم کا قصہ حسن اتقان مرید خواجہ بہار الدین زکریا کا سیر الاولیاء صفحہ ۴۴ میں  
ہے کہ دہلی میں ایک مسجد بن رہی ہے لوگ شک میں تھے انہوں نے اشارہ کیا  
کہ وہ دیکھو کہہ۔

اس کے بعد صاحب صفینہ نے لکھا ہے ان کی قبر بھی ان کی مسجد کی



عراق کے مطابق ہے۔ ہمارے ایک فاضل سامنے اس مسئلہ پر توجہ دی ہے کہ سوائے شاہی مسجد کے وہ ان خطوں کی مسجد کا رخ صبح سمت قبلہ کی طرف نہیں ہے پرانی مسجد کو بلند مرتبہ از سر نو تعمیر کیا گیا اور مسجد قدیم اس وقت بعورت تعلیم موجود نہیں مگر ریاضین کے نقطہ نظر سے یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے کہ مسجد اور قبر کی سمت میں کیا نسبت ہے ؟ اور وہ سمت کیا ہے ؟

داتا صاحب کے متعلق مولانا جاتی نے لکھا ہے کہ وہ عالم اور مارت تھے۔ صاحب غوثیہ الامینار نے لکھا ہے کہ وہ تاج علوم ظاہری و باطنی شاہد متورع متقی صاحب خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ لاہور میں دن کو تدبیریں و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہ کر ہزار ہا جہان کو عالم و فاضل اور مدد گم کردگان ماہ حق کو ماہ راست بتائی۔ ان کی تاریخ وفات نفحات اور حاشیہ نفحات مآثر الکرام راکرہ ۱۹۱۰ء ۶۱۱ میں نہیں دی ہے اور اکثر دیگر مآخذ میں اور حزار کے کتبوں میں شک و درج ہے اور نقطہ سواد اس کو ظاہر کرتا ہے۔ صرف غوثیہ الامینار میں سفینۃ الاولیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ۴۶۰ھ یا ۴۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ مگر دارا شکوہ کے نمونہ ششہ نسخہ میں جس کے مدلول گرات پنجاب بدینورسٹی لاہوری میں ہیں سوائے چار صد اور نوادہ اور علامت زیادت کے اور کچھ درج نہیں۔ یعنی غرض اس نسخہ کی تحریر کے وقت آپ کے یہ وفات کی تحقیق معصت کو نہ تھی۔ ۴۶۵ھ میں سلطان ابراہیم بن مسعود غوثی کا جہد سلطنت تھا۔

داتا صاحب کی قبر کے متعلق اور افضل نے کہیں لکھری میں تعین نہیں کی صرف اتنا لکھا ہے کہ آپ کی خراب گاہ لاہور میں ہے۔ البتہ دارا شکوہ نے تفصیل دی ہے اور یہ کہا ہے کہ قبر شہر لاہور کے درمیان قلعہ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ کچھ عجیب سا بیان ہے اس لیے کہ قبر شہر کی تفصیل کے باہر ہے البتہ شہر کی بیرونی آبادی کے درمیان ہے اور قلعہ کے مغرب کی بجائے جنوب مغرب کہنا زیادہ صحیح تھا۔





ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارا شکوہ کے زمانہ میں قلعہ سے مغرب کو آتے تھے تو شاہی  
مسجد تر اس وقت تھی ہی نہیں پہلا قابل ذکر مقام دیارے گاوی کا گھاٹ تھا۔ دیا ایں  
وقت قلعہ کے نیچے سے بہتا تھا اس گھاٹ کو کابل یاٹے والی سڑک عبور کرتی تھی اور گھاٹ  
کے بعد داتا صاحب کے مزار مبارک والا علاقہ ہی قابل ذکر تھا۔ چنانچہ ایک انگریز  
بیاح فنج نامی نے جو سلطنت عثمانیہ بھانگیر بادشاہ کے عہد میں ۱۶۶۶ء کے قریب لاہور  
میں ٹھہرا وہ اسی ترتیب سے ان مزاروں کا ذکر کیا ہے مگر وہ مسجد شکر گنج کہتے  
ہے بجائے مسجد گنج بخش کے۔

صاحب سینۃ الدلیا (دارا شکوہ) نے لکھا ہے کہ محمد صاحب کے والد کی قبر  
غزنی میں ہے اور ان کی والدہ امجدہ کی قبر بھی غزنی ہی میں اپنے بھائی تاج الدلیا  
کی قبر کے متصل ہے۔ دارا نے آپ کے والدین اور ماموں کی اور لاہور میں خود ان کے  
روضہ مندر کی نیابت کی تھی۔ داتا صاحب کا مزار سنگ مرمر کا گل کار ہے اور سید سنگ  
مرمر کے چھوڑے پر واقع ہے۔ سارا تصویر ایک ٹال پتھر کا ہے اس مزار مبارک کے  
دائیں اور بائیں دو اور قبریں ہیں۔ بڑی چشتی ایک شیخ احمد قادری سرخسی کا ہے وہ  
نام معلوم کتاب میں مسخ شدہ ہے اور دوسری شیخ ابو سعید مجوسی کی مجسم اللہ تعالیٰ  
سرخسی کا ذکر کشف المحجوب میں محمد صاحب نے چار پانچ مرتبہ کیا ہے، وہاں موصوفات  
مناظرین کی فہرست میں ان کو شامل کر کے لکھا ہے کہ وہ مدت تک میرے رفیق تھے۔  
ایک دوسری جگہ تبیین سے کہا ہے کہ وہ اور اور انہر میں میرے رفیق تھے، مگر ان  
کے لاہور میں آنے کا ذکر نہیں کیا۔ شیخ ابو سعید مجوسی کا ذکر کتاب کے آغاز میں صرف  
ایک مرتبہ کیا ہے اور ان کا سوال بیان کر کے کتاب کو اس جواب سے شروع کیا ہے۔  
تحقیقات چشتی میں ہے کہ مزار ابو سعید غزنی نے بولا واللہ اعلم۔

پہلے قبر پر گند نہ تھا۔ یہ ۱۶۷۸ء میں تعمیر ہوا اور پتھر چونی بنایا گیا اور اس  
میں آئینے لگائے گئے۔ حاجی فیروز دہلی نے اس چونی پتھر کی بجائے سنگ مرمر کے ستون







تربیت بہ صحت ہی ہے۔

داتا صاحب د عزت و عروت تھا بکرا عالم اور مصنف بھی تھے ان کی سب سے مشہور تصنیف کشف المحجوب ہے جس کی نسبت مولانا جہاں نے لکھا ہے کہ اس نے وہی تعوت کی معتبر اور مشہور کتابوں میں ہیں۔ میں پہلے نے بہت سے لطافت و خفا کو جمع کر دیا ہے۔ کشف المحجوب کے علاوہ کم سے کم نو تصانیف ان کی اور ہیں جن کا ذکر دوسری طور پر اسی کتاب کشف المحجوب میں کیا ہے۔ اور جو اب تالیف ہیں۔ ان کشف المحجوب میں بعض مضامین ان کتابوں کے اختصار سے بیان ہوئے ہیں ان کتابوں کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک دیوانہ اور ایک دیوانہ کا قصہ۔  
۲۔ منہاج الدین جس کا پیر مرفوع طریقت تعوت تھا۔ اس میں مناقب اصحاب صفہ تفصیل بیان کیے گئے اور حسین بن منصور حلاج کا کچھ حال بھی بتایا تھا۔ دیوانہ کی نسبت لکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے مانگا اس کا اور نسخہ نہ تھا۔ مانگے والے نے میرا نام سر کتاب سے حذف کر کے اس کی نسبت پٹ دی اسی طرح دوسری کتاب بھی کسی نے اپنی طرف منسوب کر لی۔

۳۔ اسرار الفرق و لطائف کشف المحجوب کے لاہوری ایڈیشن اور ایک عظیم نسخہ میں جو شیخ بہار الدین دکنی طائی کے قلم سے نقل ہے اس کتاب کا یہی نام ہے گر وہی ایڈیشن یہ ہیں کا نام اسرار الفرق و لطائف کشف المحجوب تھا۔ یہ بہر حال مضمون اس کا مرقعات ظاہری و باطنی سے متعلق رکھتا ہے۔

۴۔ کتاب نقاد و نقادہ لطائف و لطائف اللہ ان کی پرورش جہاد کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ کتاب فقہ میں ہوں کوئی دینی اصول ان کے وقت ہم نے بھی اس قسم کا کلام لکھا ہے۔

۵۔ کتاب و شرح کلام حسین منصور حلاج۔ یہ کتاب کا نام نہیں اس کا مضمون ہے۔

۱۔ ایک دیوانہ اور ایک دیوانہ کا قصہ۔  
۲۔ منہاج الدین جس کا پیر مرفوع طریقت تعوت تھا۔ اس میں مناقب اصحاب صفہ تفصیل بیان کیے گئے اور حسین بن منصور حلاج کا کچھ حال بھی بتایا تھا۔ دیوانہ کی نسبت لکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے مانگا اس کا اور نسخہ نہ تھا۔ مانگے والے نے میرا نام سر کتاب سے حذف کر کے اس کی نسبت پٹ دی اسی طرح دوسری کتاب بھی کسی نے اپنی طرف منسوب کر لی۔  
۳۔ اسرار الفرق و لطائف کشف المحجوب کے لاہوری ایڈیشن اور ایک عظیم نسخہ میں جو شیخ بہار الدین دکنی طائی کے قلم سے نقل ہے اس کتاب کا یہی نام ہے گر وہی ایڈیشن یہ ہیں کا نام اسرار الفرق و لطائف کشف المحجوب تھا۔ یہ بہر حال مضمون اس کا مرقعات ظاہری و باطنی سے متعلق رکھتا ہے۔  
۴۔ کتاب نقاد و نقادہ لطائف و لطائف اللہ ان کی پرورش جہاد کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ کتاب فقہ میں ہوں کوئی دینی اصول ان کے وقت ہم نے بھی اس قسم کا کلام لکھا ہے۔  
۵۔ کتاب و شرح کلام حسین منصور حلاج۔ یہ کتاب کا نام نہیں اس کا مضمون ہے۔



اس میں دلیلوں اور تجزیوں سے علاج کے قدر کلام پر گفتگو کی ہے۔  
 ہر کتاب الہیان لابل ایسان: قراتے ہیں کہ میں نے حال ہیئت میں یہ کتاب لکھی  
 حد باب جمع و تفوقہ

۱۔ نحو: اقلوب: اس میں اسی جمع و تفوق پر سیر حاصل لکھو ہے۔

۲۔ اربعہ بحقوق اللہ تعالیٰ: تزیید کے معنیوں پر قریناً اسی نام کی کتاب ان سے ۱۰  
 صدی سے زیادہ پہلے ابو جعفر اللہ الحدیث بن احمد، اسی نام سے لکھی جو چھپ  
 چکی ہے۔

۳۔ ایک کتاب روان کے موضوع پر انہوں نے لکھی جس کا نام نہیں بتایا۔

کشف المحجوب کتاب کے لئے لکھے گئے ہیں ایک دفعہ لاہور میں چھپی ڈاکٹر مکیں کا انگریزی  
 ترجمہ لاہوری ایڈیشن پر مبنی ہے۔ کتاب کا ایک نقیض ایڈیشن پروفیسر کرکوسکی نے  
 ۱۹۱۷ء میں لینن گراڈ سے شائع کیا۔

کشف المحجوب تصوف کی اولین تصنیف ہے جو فارسی میں لکھی گئی۔ صوفیائے کرام کے ملامت  
 اور تعلیمات کے بارے میں اس سے پہلے عربی میں متعدد کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً ابو نصر  
 مزاح کی کتاب الملح، ابو طالب کئی کی ثروت، اقلوب، کلابازی کی کتاب الترقی، اسی  
 کی طبقات الصوفیہ، ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء اور رسالہ قشیری۔ مگر مخدم صاحب نے اس  
 کتاب کو لوگوں کی آسانی کی غرض سے سلیس فارسی میں لکھا۔ ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ  
 "میری مراد اس کتاب کے لکھنے سے اثبات اصول طریقت ہے۔ ایک دوسری جگہ کہنا ہے  
 کہ مقصد تحریر کتاب سے یہ ہے کہ مراد طریقت کے مغلطات کو کھولا جائے۔ کتاب میں  
 تاریخی منظر قریناً مفقود ہے۔ کسی واقعہ کی تاریخ نہیں دی ہے۔ شاید ایک حد تک اس  
 کی وجہ یہ تھی کہ بقول ان کے لاہور میں جہاں کتب مکمل ہوئی ان کو کتابیں نہ  
 ملتی تھیں۔

اس کتاب میں معتقید علیہ الہیہ کی حیثیت، ماہر اصول علم تصوف کی ہے۔

یوں سمجھئے کہ گویا کسی صوفی کا حال بیان کرتے گئے ہیں تو اس کے دو چار اقبال بیان  
 کرنے کے بعد وہ ان مسائل کی حقیقت پر ایک ضمنی عنوان قائم کر کے ایک پوری  
 فصل لکھ دیتے ہیں۔

مقدمہ کتاب کے بعد فقر: تصوف، مرتبہ پوشی، ملاست، وغیرہ کی بحث کے بعد ۱۰  
 ائمہ تصوف کے طبقہ اول میں صاب کلام، ابن بیت اور تابعین کا ذکر کرتے ہیں خصوصاً  
 اہل صفہ حضرت بلال اور حضرت سلمان فارسی کا، دوران اللہ عظیم جمیع تابعین میں سے  
 انہوں نے حضرت حسن بصری کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے حضرت حسن بصری کے دور  
 کے بعد بتایا گیا ہے کہ بعد معتق کے ترویج تک ۱۰ صوفیائے کرام کا  
 ذکر ہے ان میں امام ابو حنیفہ، امام احمد حنبل اور جناب داؤد بن نعیم الطائلی کو بھی  
 شامل کیا ہے۔ یہ صحابہ مذہب تھے۔ اکابر صوفیائے حق کا ذکر اس باب میں کیا ہے  
 ان میں تھانوی مصری، ابراہیم بن ادھم، بایزید بسطامی اور عیسیٰ دلاج ہیں۔

ان کے بعد معتق نے صوفیائے حاکمین سے پہلے دس اکابر کا ذکر کیا ہے۔ جن  
 میں ان کے پیر ابو الفضل محمد بن الحسن الختلی بھی شامل ہیں۔ پھر ایک ہی فرست  
 شام و عراق، ایران، اصفہان، النہر اور غزنی کے صوفیوں کی دی ہے جن کے متعلق ان  
 کے پاس عدا کافی ہے۔ تمام اس فرست سے مسلم، قرآن ہے کہ یہ تمام عوامان میں  
 تصوف کے عروج کا تھا۔ خود معتق نے فرمایا ہے کہ عوامان کے تمام صوفیہ کا شمار  
 میرے لیے دشوار ہے۔ میں صرف عوامان میں تین سو ایسے لوگوں سے ماہوں کہ ان  
 میں سے ہر ایک کا ایک مشرب تھا ان میں سے ہر ایک جہاں بھر کے لیے کافی ہے  
 اور یہ سب کچھ ان لیے ہے کہ آفتاب محنت اور اقبال طریقت عوامان کے طالع  
 میں ہے۔

طبقات صوفیہ کو بیان کرنے کے بعد جو کتاب کی ایک پرتھالی سے کچھ زیادہ  
 ہے جناب معتق نے صوفیوں کے ۱۱ فرقوں کے فرق پر ایک اہم باب بالذات



ہے۔ یہ فرق چنداں اہم محسوس نہیں ہوتا۔ اور ایسا لگتا ہے کہ جناب معصیت نے ان فرقوں کا ذکر کر کے تصوف کے اصولوں کی وضاحت کے لیے موقع تلاش کیے ہیں مثلاً پہلا فرقہ اسی رضی رضا کو مقامات میں نہیں احوال میں شمار کرتا ہے، معصیت نے یہ بیان کرنے کے بعد حقیقت یہ ہے کہ ایک عقائد تھوڑے توڑا ہوا ہے۔ دوسری فرقہ لامتیہ تناسخ کا قائل ہے، اس کا ذکر کرنے کے بعد معصیت نے حقیقت روح پر مفصل گفتگو کی ہے۔ دوسری علی ہذا۔

اصلی سلام کی مزید تشریح کے لیے جناب معصیت نے باب اور سرفتب کے لیے اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔ ان باب کا عنوان کشف الحجاب، رزل، کشف الحجاب الثانی، تا کشف الحجاب الحادی عشر، کہ ہے۔ ان میں معرفت الہی، توحید، ایمان، طہارت، از غیاست، توبہ، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ سے بحث کی ہے مگر ہر امر کی تشریح میں صوفیہ کا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ ہذا محاذ کے متعلق فرماتے ہیں:

جان لو کہ نماز ایسی عبادت ہے کہ ابتدا سے انتہا تک مردے اس میں رہ رہتی پاتے ہیں اور ان کے مقامات کا انکشاف اس میں ہوتا ہے۔ چنانچہ طہارت مردوں کے لیے توبہ کی جگہ لیتی ہے اور پیر پکڑنا قبلہ راست کرنا ہے اور قیام بجائے بجاہر نفس ہے اور قرائت بجائے ذکر و فکر کے اور رکوع کرنا بجائے تواضع اور سجدہ کرنا بجائے معرفت نفس ہے اور تشہد بجائے مقام الہی و اقدس سلام پیر پکڑنا سے گوشہ گیری اور بند مقامات ہے باہر نکل آنے کے بجائے ہے۔

حج کے شعائر ارتداد ہوتا ہے۔

”حج“ دو طرح کا ہوتا ہے ایک غیبت، دوسری حور میں حضور (الہی) میں جو شخص کمر کے قرب و دور میں غیبت میں ہے وہ ایسا ہے گویا اپنے گھر میں غیبت میں ہے اس لیے کہ ایک غیبت دوسری غیبت سے بہتر نہیں ہوتی۔ اسی لیے کہ اگر کے اور حضور میں رہے وہ ایسا ہے گویا کہ میں حضور میں ہے اس لیے کہ ایک حضور دوسرے حضور سے بہتر نہیں ہوتا اس لیے کہ ایک بجاہر ہے جن سے مقصود مشاہدہ ہے اور بجاہر مشاہدہ کی وجہ نہیں بلکہ اس کا اندیشہ ہے پس مقصود حج غاد کہہ کی زیارت نہیں بلکہ مشاہدہ کا حصول ہے۔

اس سے کچھ پہلے داتا صاحب نے حضرت بابریہ بسطامی کا ذکر نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

پہلے حج میں میں نے گھر دینی غاد کہہ کے سوا کچھ نہ دیکھا، دوسری مرتبہ گھر بھی دیکھا اور گھر والے کو بھی دیکھا، تیسری مرتبہ گھر والے کو دیکھا ہے اور گھر کو نہ دیکھا حقیقت سماع میں صوفیہ کے مراتب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک درویش کو میں نے پختہ خود بھال آندا، بھال میں دیکھا تھا کہ وہ پتے پتے سے شر لگتا رہا تھا۔

واللہ ما طلعت شمس ولا غربتہ الا وانت منی قلوبی و لیسوا سی ولا جلیستہ الا قیوم احدہم لا الا وانت حدیثی بین جلاسی ولا تنقصت محزونیا ولا طربیا الا وجھک مقرون بانفا سی ولا همت بشیء الا من عطش الا رأیت خیالاً لک فی الکاس فلو قلدت علی الایمان زدت کم سبحاً علی الوجہ او منشا علی الواس



خدا کی قسم سورج کبھی طلوع نہ ہوا اور کبھی غروب نہ ہوا بھڑا بھڑا ہے کہ تم میرے دل کی آفتاب ہو۔

اور میں نے کبھی لوگوں میں بیٹھ کر بات چیت نہ کی بھڑا ہے کہ تم میرے ہم نشینوں میری گفتگو کا موضوع تھے۔

اور میں نے کبھی غم یا غمخیزی میں سانس نہ لیا بھڑا ہے کہ تمہاری محبت میرے سانس کے ساتھ جاری تھی۔

اور میں نے کبھی پیاس میں پانی نہ چلایا بھڑا ہے کہ تمہاری رحمت مجھے پانی کے پیالے میں نظر آئی۔

اگر مجھ میں لذت ہوتی تو میں آکر تمہاری عیادت کرتا مگر آتا مگر آتا ہوا سر کے بل چلتا ہوا۔

یہ شعر پڑھتے ہی اس کا رنگ اڑ گیا تھوڑی دیر تک بیٹھا اور ایک پتھر کے ساتھ پیچھے لگا لی اور ہم دسے دوا دی۔

موقیہ کلام اہل مال میں ہم اہل مال ان کی حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں مگر چونکہ صالحین کی محبت سے امید ہو سکتی ہے کہ خدا ہم کو بھی توفیق صلاح دے۔ ان بزرگوں کے حالات کے مطالعہ سے فلاح و بہبود اور خیر و برکت کی توقع جائز طور پر کی جا سکتی ہے۔ ان بزرگوں نے خواہر دین کی حقیقت تلاش کی اور لفظ کو سچائی سے روشناس کرایا۔ روح کی گہری باتوں کے ممکنات کو ڈھونڈا اور چونکہ انہوں نے خود کو تمام عمل بنایا ان کی زندگیوں لوگوں کے لیے نمونہ بنیں اور ان کے سکھات ہیں وہ حاکمیر پیدا ہوئی جس سے ایک عالم کو ماہ ہدایت نہ صرف نظر آئی بلکہ اس پر چلنے کے لیے ایک قوی جذبہ برسرے لگا آیا۔ انہی کی پاک زندگیوں نے مذہب اسلام کی صحیح تفہیم دینا کے سامنے پیش کی کہ جس سے اپنے اور بیگانے کشاں کشاں اس کی طوٹ آئے

اور شہرہ رعوں میں زندگی کی لہر دھڑکنے لگی۔ جی میسا نفس بزرگوں نے اس ملک کے لوگوں کو حقیقت کا پیغام پہنچایا ان کی صفت اہل میں حضرت داتا گنج بخش کا مقام ہے۔

مشرقیہ



## حضرت داتا گنج بخشؒ

حضرت داتا گنج بخشؒ کا نام علی احمد ان کے والد ماجد کا نام عثمان تھا۔ ان کا پورا نسب اور ان کی نسبت یہ ہے: علی بن عثمان بن علی الجبلی ثم الجبیری النزاری۔ ان کی کینیت ابراہیم ہے۔ محدثی الخفیر میں ہے کہ آپ کا شجرۂ نسب امام حسنؑ تک پہنچتا ہے۔ ان کا تمام گھرانہ دہلی و قنوی کا گھرانہ تھا۔ سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت داتا صاحب کی اصل افغانستان کے شہر غزنی سے ہے۔ بڑا آب اور جوہر غزنی کے دو محلے ہیں۔ آپ پہلے ایک محلے میں رہتے تھے۔ پھر دوسرے میں منتقل ہوئے۔ اس لیے انہیں کبھی بڑا آب اور کبھی الجبیری کہتے ہیں۔ ان کے والد بزرگوار کی قبر غزنی میں ہے اور ان کی دلدلہ ماجدہ کی قبر بھی اسی شہر میں داتا صاحب کے ہاں تاج الاولیاء کی قبر سے متصل ہے۔ ان تمام قبروں کی زیارت شہزادہ دارا شکو نے خود کی دہلوی صاحب کشتہ ہوں پر نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو مجھے بتایا کہ یہ قبریں اب بھی موجود ہیں وہ غزنی گئے تھے اور انہوں نے ان قبروں کو موجود پایا۔ گنج بخشؒ جناب الجبیری کا لقب ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسین الدین چشتیؒ آپ کے عہد پر متکلف رہے، جاتے وقت یہ مشہور شعر

گنج بخشؒ فیض عالم مظہر نور خدا  
حاصل رہا پیر کمال کاوان رہا  
میں میں آپ کو گنج بخشؒ کہا ہے، پڑھا۔ مگر بعض قرآن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو آپ کی زندگی ہی میں اس لقب سے ملقب کیا گیا تھا۔

مختلف تذکروں میں داتا صاحب کا کچھ نہ کچھ حال دیا ہے۔ "نعمت الانس" میں انہیں "عالم

و عارف" کہا ہے۔ "سفینۃ الاولیاء" میں ہے کہ ان کے خوارق و کمالات محدثیہ سے زیادہ ہیں اور محدثان الخفیر میں ہے کہ آپ اولیاء متقدمین میں سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی، عالم قیام و فتنی، مظہر خوارق و کمالات اور حنفی المذہب، لیکن مستقل حالات پر جاتے تو کفر نہیں رہیں۔ ان سے کسی نے نہیں لکھے، نہیں سمجھے کہ ان کی تالیف و ولادت و وفات اور ان کے وجود و لاہور کی تاریخ بھی قطعی طور پر معلوم نہیں۔ ذرا سے سے کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت پانچویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہوگی۔ اور وفات کی تاریخ مشہور شمسہ در شمسہ کے دریاں بتائی جاتی ہے۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ ان کا زمانہ اس سے بہت بعد ہوگا۔ ان کی دلیل ابھی بیان ہوگی۔ مواد کی اس قلت کے باوجود داتا صاحب کی کتاب کشف المحجوب میں ان کی زندگی کے بعض کمالات اتفاقاً ذکر ہو گئے ہیں۔ انہیں چاہتا ہوں کہ کچھ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شدید طریق تعویذ پر گامزن ہونے سے پہلے داتا صاحب پر ایک دور رہا بھی گذرا جس میں وہ عراق میں مقیم اور دنیا طبعی اور فکری امور میں بے بسی کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ اس زمانے میں انہوں نے بہت سا ترقی بھی لے لیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہر کسی کی یہ ہودہ غرائش مجھے برداشت کرتا پڑتی تھی۔ لوگ میری طرف رخ کرتے تھے اور میں ان کی غرائشات کے سرجام دینے کی مشکل میں گرفتار تھا۔ اس وقت حیوانی وقت میں سے ایک سے مجھے یہ خط لکھا: "کچھ دینا جو دل میں ہے وہاں میں مشغول ہے۔ اس کی خاطر سے تم اپنے دل کو دھائے، غور و فکر سے نہ بھلاؤ۔" ہاں اگر تم ایسے دل کو پاؤ جو تمہارے دل سے گراوی نہ ہو تو اس دل کو بے راحت دینے کی خاطر تم بے شک اپنے دل کو مشغول کرو۔ دوسرے ترک ہاؤ۔ اس لیے کہ بندوں کے لیے خدا خود کافی ہے۔ داتا صاحب لکھتے ہیں کہ اس بات سے مجھے فدا سکون دل حاصل ہو گیا۔

ایک دوسرے مقام پر آپ نے اپنی زندگی کا ایک اور واقعہ بھی بیان فرمایا ہے۔



بظاہر ان کے دنیا کو ترک کرنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ کہتے ہیں: میں کہ علی بن عثمان الجلابی ہوں، گیارہ سال تک شادی کی کثرت سے محروم رہا۔ مگر میری تقدیر میں تھا کہ میں ازدواج میں پھنسوں میں نے طرف ثانی کو دیکھا بھی تھا۔ مگر یہ مفت میرے سامنے بیان ہوئی، میرا ظاہر و باطن اس کا اسیر ہوا اور میں کمال طور پر اس میں جھگڑا کر گیا۔ نزدیک تھا کہ میرا دل تباہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کمال فضل اور پاری جہانی سے اپنی نگہداری کو میرے ناچار دل کی حفاظت کے لیے بھیجا اور اپنی رحمت سے مجھے نجات دلائی۔

والحمد للہ علی جمیع نعمائہ علیکم کام میں بہت زیادہ کوشش کرناوالہ

میں تو داتا صاحب نے بہت سے شیخ کی صحبت سے فیض پایا لیکن انہوں نے حضرت ابوامیرس شتانی کی نسبت لکھ ہے کہ: مجھے ان سے کمال انس تھا اور وہ بھی مجھ پر سچی شفقت فرماتے تھے۔ بعض علوم میں وہ میرے استاد تھے۔ یہ بزرگ نہ صرف ان نعمت کے بزرگان اجل میں سے تھے۔ بلکہ مختلف اصولی اور فروعی علموں میں ہم بھی تھے۔ یہ تو تمام علم ظہر۔ ہر ماہ میں داتا صاحب نے شیخ ابو الفضل محمد ابن حسن اقلی سے فیض پایا۔ نقل یا نقلان برحقان کے مشرب میں دیانے بھون کے دائیں کنارے پر ایک علاقے کا نام ہے۔ کبھی اس نام کا اطلاق خراسان کے مشرق اور شمال کے تمام بلاد پر بھی ہوتا ہے۔ جناب حق کی نسبت داتا صاحب فرماتے ہیں: میں طریقت میں ان کا پیرو ہوں وہ علم تفسیر و روایات کے عالم تھے اور لغت میں مذہب جلید کے پابند تھے۔ صغریٰ کے مہر اور ان کے بار بار تھے۔ گوشت نشینی کی دیر سے ساتھ ساتھ سال تک گوشوں میں چھپا کینے اور اپنا نام خلقت کے درمیان گم کر دیا۔ وہ اکثر جہل تکلم میں رہا کرتے تھے۔ جہل تکلم اسلئے کہ ان کی تانتی - TAURUS کا وہ حصہ ہے جو اٹھائیکہ اور مرقعہ کے متصل ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جناب حق نے میری عمر پائی وہ مرقعہ کے پاس اور ان کی رسوم کے پابند تھے۔ بلکہ اپنی رسم کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔ ان کے بعد داتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے ہاتھ دھوا رہا تھا کہ میرے دل

میں خیال گذرا کہ جب کلام تقدیر اور قسمت سے جتنے ہیں۔ تو کیا ضرور ہے کہ آزاد لوگ خود کو برصوں کا غلام بنیں۔ شیخ نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیٹا، میں جانتا ہوں کہ تم نے کیا سوچا ہے، تمہیں معلوم ہے کہ ہر حکم کا ایک سبب ہوتا ہے۔ جب خدا کے یہ منظر ہوتا ہے کہ وہ ایک جوان بچے کے سر پر تاج کرامت رکھے تو اسے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اپنے دوست کی خدمت میں مشغول کر دیتا ہے۔ غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ خدمت اس کی کرامت کا سبب بن جائے۔ تو ان دیوان سلطان کے سرنگوں کو کہتے ہیں۔ اس قصے سے گمان گذرتا ہے کہ داتا صاحب کے بزرگوں میں سے شاید کسی کا تعلق کبھی اس گروہ سے رہا ہو۔ مگر اور کسی کا تعلق ہے۔ ان کی تائید نہیں ہوتی۔ دشت کے قریب ایک گاؤں ہے جسے "بیت الحق" کہتے تھے۔ جناب حق کا اقبال اس گاؤں میں ہوا۔ جب ان کا وقت قریب آ پہنچا تو داتا صاحب کو یہ وصیت کی: تمہیں معلوم رہے کہ ہر مقام پر ایک دہریہ پیدا کرنے والا خدا ہے تو وہ جیل ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اس کے کام پر جھگڑا نہ کرو۔ اور وہی کہ "بیت الحق" ہونے والا اس کے سوا آپ نے ہر کوئی حقیقت کی "داتا صاحب حق" تسلیم کی۔

"کشف المحجوب" داتا صاحب کی واحد تصنیف ہے جو ہم تک پہنچی۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ داتا صاحب نے نو (10) کتابیں اور بھی لکھیں۔ مگر وہ سب کتابیں اب ناپید ہیں۔

"کشف المحجوب" کے متعلق مولانا جہاں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب "ان نعمت کی مشہور اور معتبر کتابوں میں سے ہے اور اس میں معنی نے بہت سے لطافت و حقائق جمع کر دیے ہیں۔ دارا شکوہ نے لکھا ہے کہ "کشف المحجوب" میں کسی کو جائے سنی نہیں۔ وہ ایک کامل مرشد ہے۔ تعویذ پر جو کتابیں فارسی میں لکھی گئیں ان میں سے کوئی بھی اس کتاب کی ٹوٹی کو نہیں پہنچتی۔

داتا صاحب نے یہ کتاب اپنی عمر کے آخری حصے میں تصنیف کی اور کم از کم



اس کا ایک مختصر لاہور میں لکھا وہ ایک جگہ لکھتے ہیں "اس وقت اس موضوع پر اس سے زیادہ لکھا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ کتابیں دارالسلطنت غزنی سرسہا اللہ میں ہیں۔ اور میں دہلی ہند میں لاہور کے شہر میں جو کتاب کے مصنفات ہیں۔ ہے۔ "تاجنوی کے درمیان گرفتار ہوں۔ اس جلد سے۔ یہ نہ سمجھتا چاہیے کہ تحریر کتاب کے وقت داتا صاحب کے پاس کوئی تحریری مواد موجود نہ تھا۔ درج ذیل کتابت شریفہ ۱۲۴۷ ہجری ۱۸۳۱ء اور "عربی اشعار جو اس کتاب میں آئے ہیں ان کا قرابی لکھ لینا تو پختہاں و شمار نہ تھا، مگر تقریباً تین سو اذیل مشایخ اور بیس آئیں کتابوں کی جہازیں جو بقید مصنف کتاب ہیں۔ درج ذیل ان کا جائزہ ہے۔ درج ذیل کتابت تیار ہیں۔

"کشف المحجوب" کی ترتیب یہ ہے کہ جناب بھجوری نے اپنے ہم وطن ابو سعید بھجوری کا ایک سول نقل کیا ہے۔ اس میں سائل نے تحقیق طریقت کا بیان داتا صاحب سے پایا ہے۔ اور صوفیوں کے مقامات، ان کے غائب و مقالات اور ان کے تصور و اشارات کی تشریح آپ سے طلب کی جسے محبت خدا اور اس کے صفوں میں ظاہر ہونے کی کیفیت پر بھی ہے۔ اس کی کہ و حاجت سمجھنے میں حقلوں پر جو صاحب چھانچاتے ہیں ان کا سبب دریافت کیا ہے۔ داتا صاحب نے عارفی کتاب میں سوال کے جواب دیئے۔ کے لیے لکھی ہے۔ انہوں نے ائمائے اسلام سے شروع کر کے تعویذ کا پورا حال بیان کیا ہے۔ صہرہ اہل بیت (ع) میں آج تالیفیں اور متاخرین، مونی اماموں کو، پھر عربی و ہنرمند کے رجوں صوفیہ کو لگتا ہے اور ان کا حال دیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کا اہم ترین باب ہے۔ یعنی مختلف مونی فرقوں کا فرق ان کے مذہب و آیات و مقامات و حکایات۔ اس باب میں گیارہ مونی فرقوں کا حال بیان کیا ہے اور اکثر فرقوں کا حال بیان کرنے میں تعویذ کے ایک یا زیادہ نمونوں کی مفصل تشریح کی ہے۔ اس باب کے بعد کشف و حجاب کے گیارہ باب دیئے ہیں۔ جن میں تعویذ کے نقطہ نظر سے اسلام کی تشریح کی ہے۔ صحبت کے آداب و احکام بیان کیے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاحات کی تشریح

کی ہے۔ اور انہوں میں جمیع اور اس کے اذکار پر بحث کی ہے۔ کشف المحجوب فارسی میں تعویذ کی اولین کتاب ہے۔ مگر اس میں تعویذ کی تمام اصطلاحیں عربی میں دی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تعویذ کی ابتداء عرب مالکہ میں ہوئی تھی۔ جناب داتا صاحب اصول تعویذ کے ماہر ہیں۔ اسی حیثیت سے انہوں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ ان کا اذکار نور نما نہیں ہے۔ ساری کتاب میں شاید ہی کوئی تیسری دی ہو۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ تعویذ کے مسائل اور نکات کی تشریح کیا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں:

"یہ کتاب براہِ حق بیان کرتی ہے۔ کلمات کی تشریح کرتی ہے اور مختلف پرہیز کو لاتی اور ہٹاتی ہے۔"

لاہور میں کشف المحجوب دو تین دفعہ چھپی ہے۔ ایک حمد ایڈیشن ایسے گراڈ اور ایک سرمد میں طبع ہوا۔ اس کتاب کا اردو اور انگریزی ترجمہ علی شایع ہو چکا ہے۔

داتا صاحب نے اپنی عمر کے آخری سال لاہور میں گذارے۔ یہ غزنیوں کا دور تھا۔ آپ نے یہاں اپنا وقت اشاعت اسلام، تعلیم اور تدبیر علم میں صرف کیا۔ اور یہیں آپ نے انتقال فرمایا شاید یہ سلطان ظہیر الدین ابراہیم غزنوی کا زمانہ تھا جس نے سلطنت سے سلطنت تک حکومت کی۔ کہتے ہیں کہ ان کی سبب مرر کی قبر اسی سلطان نے بنوائی تھی۔ مگر مجاہد کسی کو یہ پتہ دیکھتے نہیں دیتے جس سے ممکن ہے قیاسات میں کچھ مدد ملے۔ ذوالفقار علی خان صاحب نے لکھا ہے کہ مشہور کے آخر میں حضرت نظام الدین اویار کے سامنے ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں نے لاہور میں داتا صاحب کے حجاز کی زیارت کی ہے۔ دارا شکر خان نے مسند اللیلہ میں لکھا ہے کہ "داتا صاحب کی قبر شہر لاہور کے بیچ میں قلعے کے مغرب کی طرف واقع ہے۔ مسجد کی مات کو دائیں کا بھوم ہوتا ہے۔ میں نے خود بھی ان کے مزار کی زیارت کی ہے۔ یہ تو دارا شکر خان کے خطبہ کا حال تھا۔ بعد کی صدیوں میں بھی اس جگہ زیارت بکثرت زیارات کے لیے لگتے رہے ہیں اور آتے ہیں اور حضرت کا فیضان جاری ہے۔" مگر کوئی حال آپ کا سون ہوتا ہے۔



عہدِ نبویؐ میں حضرت انا گنج بخشؑ اہلِ تقیم تہیں جو لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے پنجاب میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ یہ پانچویں صدی ہجری کا زمانہ تھا۔ پنجاب میں سلطان محمود غزنوی کے حواریوں کی وجہ سے اگرچہ مسلمانوں کی مسرت و جہزت کا رنگہ دوں میں بیلے چکا تھا لیکن میں اسی وجہ سے اور دیگر وجہ سے بھی غیر مسلموں کا ردِ عمل مسلمانوں کے سخت خلاف تھا۔ اور ان کے دل اسلام دشمنی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ایسے زمانے میں اس ملک میں پہنچ کر انہیں لوگوں کے درمیان تبلیغ اسلام کرنا کسی معمولی فرد بشر کا کام نہ تھا۔ اس مطلب کے لیے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو عالم و عارف ہو جس کا یقین اور ایمان پہاڑ کی طرح محکم ہو جس کا مدق و صفا قلبیت اور بے غرضی یعنی جس کا فقر کمال ہو جس میں نہایت مددوں کو زور اسلام سے منور کرنے کا بے پناہ جذبہ موجود ہو جس میں جذب اور مقناطیسیت بے حساب ہو جس کی روحانی قوت ایسی ہو کہ مومن کو درست بنا دے جو آٹھنی عزم کا مالک ہو اور عبادت کا غلام نہیں ان کا اتنا ہو جیسے اپنے بعد مقصد کے حصول کے مقابلے میں اپنے کام دہریش کی کوئی پروا نہ ہو۔ ایسا اہل کمال اور کامل کا راجہ وہ ہیں اللہ اور عظیم الشان بزرگ تھا جس کے ذکر خیر سے ہم رحمتہ الہی کو دولت نروں دیتے ہیں۔

افسوس ہے کہ جناب شیخ کے شخصی حالات بہت کم محفوظ رہے ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں اور تاریخ وفات جو مشہور ہے وہ بھی یقینی نہیں۔ ان کے لائے آنے کا زمانہ ان کے تقیم لاہور کی مدت ان میں سے کوئی بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی، بعض باتیں جو انہوں نے اپنے متعلق اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں لکھ دی ہیں صحت انہیں پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی تاریخ وفات کے سلسلے میں بھی اسی کتاب نے حدیث کی ضرورت ہے۔

"سینۃ الاولیاء" ملبورہ میں دارا شک نے لکھا ہے کہ: ان کی وفات کی تاریخ ۷۵۶ھ ہے اور ایک دیگر روایت کی رو سے ۷۶۴ھ ہے مگر خزینۃ الاصغیاء میں

ہے کہ مسیحیہ میں ۷۸۴ھ اور ۷۸۵ھ (یا ہے) اسی لوح خزینۃ الاصغیاء ہی میں ہے کہ "وفات الانس" میں آپ کی تاریخ وفات ۷۲۵ھ دی ہے۔ مگر "وفات" کے ملبورہ اور تقیم نسخوں میں جو میں نے دیکھے ہیں انہیں آپ کی تاریخ وفات ۷۵۶ھ نہیں ہے۔ بہر حال آپ کے اصحاب مزار میں ہذا جگہ جاتی لاہوری کے بعد تعلقات تاریخ میں ۷۸۴ھ ہی تاریخ دی ہے اور یہی تاریخ "آثار الکرام" ضائق الخفیفہ اور نزادۃ الخواطر میں اختیار کی گئی ہے مگر بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخؒ نے کئی سال بعد تک زندہ رہے۔ منتقل بحث کا یہ مقام نہیں صحت ہے کہنا کافی ہے کہ حضرت انا صاحب نے "کشف المحجوب" میں متعدد معاصر شیوخ کا ذکر بصیغہ ماضی کیا ہے۔ مثلاً کہا ہے کہ "قال ہرگز زید و تقویٰ اور صلاحیت میں ایسے ایسے تھے۔" ان بزرگوں کی وفات کی تاریخیں کہیں تو وہ ۷۸۴ھ سے ۷۸۵ھ تک پہنچتی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ حضرت شیخ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ اس سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ جناب ہجیری کی وفات ۷۸۴ھ یا اس کے بعد ہوئی ہوگی۔

ایک اور دلیل یہ ہے کہ کشف المحجوب میں جو فراموشیہ میں لکھی ہیں جناب خشی کی وفات کے وقت وہ ان کی خدمت میں حاضر تھے۔

جناب خشی کی وفات زمینی کی تاریخ الاسلام کی رو سے ۷۸۴ھ میں بیت لکھنؤ کے مقام پر ہوئی تھی مقدم و شوق سے کچھ فاصلہ بہ تھا۔

اگر وہاں سے روانہ ہو کر حضرت شیخ ۷۸۴ھ میں بھی لاہور پہنچ گئے ہوں اور ۷۸۵ھ میں فوت ہو گئے ہوں تو ان کے تقیم لاہور کی مدت صرف ۴ سال کے قریب بنتی ہے۔ چہ چاہا شکوہ ہے کہ بہت سی بیاحت کے بعد وہ لاہور پہنچے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ اور وہاں لاہور کے لوگ سب ان کے مرید و متقہ ہو گئے۔ تو اتنی عظیم الشان کام سرانجام دینے کے لیے جو غیر زمان غیر مذہب اور مذاہب متعصب و متعصب لوگوں میں سرانجام دیا گیا۔ بہت اہم ہے۔



پس اگر حسب بیان بالا ان کی تاریخ میل مسکدہ یا اس کے بعد تھی تو اس صاحب سے قریب قیاس ہے کہ ان کی ولادت بھی یہی تھی صدی ہجری کے اواخر یا پانچویں کے اواخر میں ہوئی ہوگی۔ علامہ التاریخ کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کہ جناب شیخ سلطان محمود کے ساتھ اس ملک میں آئے۔ اس لیے کہ سلطان کے عہد کا زمانہ بقول میں پابل مسکدہ ۳ مسکدہ مسکدہ مسکدہ تھا۔ پس اگر جناب جویری مسکدہ میں بھی لاہور آئے ہوں تو ان کی عمر اس وقت ۲۰۱۵ سال کے قریب ہوگی جو ان کے کارناموں کے لیے موزوں عمر نہیں ہے۔

مکتف الجہا میں ہے کہ وہ ابو سعید ابی الخیر (م۔ ۴۴۰ھ) کی قبر پر پہنچے۔ یعنی ۴۴۰ھ یا اس کے بعد کسی سال وہ خراسان میں تھے۔ اگر وہ ۴۴۰ھ یا اس کے بعد خراسان میں تھے اور ۴۴۰ھ میں دمشق کے راج میں تھے تو وہ یا تو لاہور ۴۴۰ھ کے بعد آئے یا ایک سے زیادہ دفعہ یہاں آئے۔

حضرت شیخ نے بہت سفر کیا۔ اپنی زندگی مشکلات سفر اور ان کی بے سہانی کو نہ نظر رکھتے ہوئے عقل حیران ہوتی ہے کہ ان کا طویل طویل سفر کس طرح ممکن ہو سکا۔ مگر ان میں شک نہیں کہ تجرید اور توش کے قدم بہد حضرت شیخ نے عالم اسلام میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گردش کی۔ حدود شام سے مشرق ترکستان تک اور بحیرہ خوار سے لاہور تک پہنچے اور بے شمار صوفیائے کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا۔ چنانچہ بقول ان کے تین سو شیوخ سے صرف خراسان میں ملاقات کی رکشت احوال مسامریں کہیں سے حدیث سنی کہیں سے اور باقیہ کے نکتے جمع کیے، اسی اکابر سے ان کی ملاقات ہوئی ان میں مشائخ ذیل بھی شامل تھے: شیخ المشائخ ابوالقاسم گرگانی (م۔ ۴۶۲ھ)، ابوالقاسم قشیری صاحب زبیر قشیرہ (م۔ ۴۶۵ھ) شیخ ابو سعید ابی الخیر مہنی (م۔ ۴۴۰ھ) جناب جویری کے

پیر ابو الفضل بن حسن نخعی تھے (م۔ ۴۶۰ھ) اور عقی ربک واسطے سے شیخ ثعلبی کے اور حضرت عقیقہ کے مرید تھے۔ ابوالجاس احمد بن عمر اشعری (م۔ ۴۶۹ھ) بعض علوم میں جناب جویری کے استاد تھے "رکشت" الفی (بہاول پور) الامام (م۔ ۱۸۱۱ھ) ان کے بے شمار بزرگوں سے حضرت شیخ نے مختلف مسائل پر گفتگو کی اور ان کے اقوال کا قیمتی اور نایاب ذخیرہ اپنی کتب میں جمع کیا۔



## حضرت بہار الدین زکریاؒ

چھٹی صدی ہجری رابعیوں صدی ہجری میں شیخ اشیرخ عالم شہاب الدین سہروردی، صاحب خوارزم المعارف نے جو شیخ صدیقی کے استاد تھے، بغداد میں اس صحیح عقیدہ تعارف کی بنیاد رکھی جسے سلسلہ سہروردیہ کہتے ہیں۔ شیخ الاسلام بہار الحق و الدین زکریا ثانی قدس اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے بیعت کی اور ان کے خلیفہ کی حیثیت سے ان سلسلہ کو ہمارے ملک میں رواج دیا۔ اس سلسلے کی خصوصیت یہ تھی کہ باطن ہوتے میں مصروف رہے اور ظاہر شریعت و طریقت میں۔ اب ہم سہروردیہ ہند کے سر سلسلہ شیخ الاسلام بہار الدین زکریا علی وجہ الدین محمد بن کمال الدین علی کی زندگی کے حالات مختصر طور پر بیان کرتے ہیں گو آپ کے حالات بہت کم محفوظ ہوتے ہیں۔ آپ کا ولادت رجب ۱۰۶۲ھ میں شیخ بہار الدین کے پوتے شیخ رکن الدین سے تھا کہ ان کا ہجرت اعلیٰ محمد بن قاسم قرشی اس شکر میں ہجرت ہو کر مدینہ پہنچا جو محتاج ابن یوسف نے بھیجا تھا۔ اور فتح مدینہ میں شامل ہوا اور فتح کے بعد مدینہ ہی میں بس گیا اور اسے اللہ نے بہت سی آل اولاد دی۔ شہر مدینہ کے مطابق شیخ الاسلام زکریا کا دادا مولانا کمال الدین علی تکر کریم سے اگر خوارزم میں آہو ہوا۔ وہاں سے ملتان آیا اور وہاں کی سکونت اختیار کی۔ گویا کچھ افراد اس خاندان کے مدینہ سے حجاز کو واپس ہوئے اور وہاں یہاں آئے۔ تحصیل ینہ میں ایک قدیم قصبہ کوٹ کرڈ ہے۔ ایک ہاجر مذہب مولانا حامد الدین ترمذی خوجہ کھٹار کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں آئے۔ ان کی بیٹی سے مولانا کمال الدین علی تھے اپنے بیٹے وجہ الدین محمد کی زندگی کی اور ۵۶۵ھ (۱۱۶۹ء) یا بروایت ۵۵۸ھ (۱۱۶۲ء) میں ان کے گھر شیخ بہار الدین پیدا ہوئے۔ ابتدائے شہاب بنی

ہیں آپ نے تحصیل علم کے لیے سفر اختیار کیا۔ پہلے خوارزم کے بزرگوں سے مغلز میں پڑھیں۔ پھر ترمذ کا رخ کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ وسط ایشیا میں خوارزم شاہیہ کا تسلط تھا۔ پہلے کشک اور اس کے بعد علامہ ابن محمد خوارزم شاہ تخت نشین ہوا۔ بخارا اور سمرقند میں اس دور میں فقہ و حدیث کا بحر زخار موجود تھا۔ چھٹی صدی کے مشہور محدثین علامہ اس دور میں ترمذی تھے۔ مثلاً قاضی خاں و زہدی زفانی علی مرغینانی صاحب "ہدایہ"، نجم اللامہ بخاری، نوادہ وغیرہ وغیرہ اہی بزرگوں اور ان کے شاگردوں اور مامولوں کی کشش ہو گیا جو شیخ بہار الدین زکریا کو بخارا اور سمرقند کی طرف لے گئی۔ اور جب وہ اسلامی دنیا کے طویل سفر کرنے کے بعد ملتان واپس آئے تو وہیں ایمانیت مستند مذہبی طریقہ کی روایت ہو ان دنوں اور انہر میں پیدا ہوا تھا اپنے ہمراہ اپنے وطن میں لائے۔ انہوں نے بخارا میں صرف اپنی تعلیم کو مکمل کیا بلکہ ۱۵ سال تدیس اور افتادہ علوم میں بھی مصروف رہے۔ پھر وہ نیا دینارت عربین شریفین کے لیے گئے۔ اور حج و زیارت سے فارغ ہو کر پانچ برسن تک عہدہ متبرک میں مقیم رہے، اور شیخ کمال الدین محمد بن علی سے جو بہت بڑے محدث تھے، ۵۳۵ھ میں حج کے لیے ملتان میں حریث پڑھا رہے تھے، کتاب حدیث پڑھ کر اہوازہ حاصل کیا۔ مدینہ منورہ سے وہ بیت المقدس گئے اور مسجد اقصیٰ اور شاہد انبیاء کی دیدار کی سعادت حاصل کی۔ پھر بغداد پہنچے اور شیخ اشیرخ عالم شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت کی، اور فرقہ خلافت حاصل کی۔ شیخ نظام الدین ادیب سے روایت ہے کہ فقط بترو دن میں آپ نے جو قدر حاصل کیا، پیر روشن ہمیر نے آپ کو مداح کرتے وقت ثانی کے نیم کا حکم دیا۔ اور اس علاقے کی ہدایت و ارشاد آپ کے سپرد کی۔ آپ ایکس مولیٰ ملتے سے بغداد سے خوارزم ہوتے ہوئے ملتان پہنچے۔ متاثر ہوئے اور خدا نے انہیں رشید اور صالح اولاد عطا فرمائی۔

علم ظاہر و باطن کی خاطر اس زمانے کے وصال نقل و حرکت کے اعتبار سے اتنا طویل بلکہ مشکل سفر ہجرت تاکہ دل سے اور ہڈی سے اور شوق اور جفاکشی پر دلالت لکھتا



چہرہ جب ان کا نظر میں آتا ہے کہ ان سے روز پشت بعد ان کی اطلاع دینی سے ایک شخص بہر الدین اسٹیل اسے بیچ فارس کے کنارے بدر رام ہرز میں ملاوہ مشائخ تبریز وغیرہ سے تعلیم پا کر اس شہر میں مقیم تھا تو ذرا بھی تعجب نہیں ہوتا کیونکہ بزرگوں کے سفر صلی کی ایسی شاندار رعایت ان کے گھر میں موجود تھی۔

شیخ الاسلام کے دست حق پرست پر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ غازیوں کے زمانے میں بہت سے غیر مسلم راجپوت قبیلے ہندوستان کے مروجہ سے ہجرت کر کے پنجاب میں آجسے تھے، ان میں کھروں، لوہڑوں، گجپڑوں اور پنجابریالوں کے، جہاد بھی شمل تھے۔ جناب بہار الحق اور ان کے خاتمہ تراد بھائی اور دوست باوا فرید گنج شکر کی مدد سے یہ لوگ اس کثرت سے مسلمان ہوئے کہ ایک اگرین افسر لکھتا ہے کہ: اس زمانہ میں مسلمان بوجہا فیشن میں داخل ہو گیا تھا۔ لوگوں کے قبول اسلام کی دوسری وجہ اس زمانے کے سیاسی حالات بھی تھے۔ زمان میں اس دور میں بہت سے انقلاب آئے۔ غازیوں کی حکومت گئی تو قوری آئے۔ پھر خانان غلامان برسر اقتدار آیا جن کے نو بادشاہوں کا زمانہ قلب الدین ایک سے جہاٹ الدین جہاٹ تک جناب شیخ الاسلام نے دیکھا۔ ملک ناصر الدین تاجپ اور آیتش کے دربار میں ان اور آج کے بارے میں غازیوں کے بڑے جہاٹ میں بالآخر آیتش کا بیاب ہوا۔ پھر جہاٹ الدین مکر رہی نے قادیان پر قبضہ کرنے کے لیے سخت کوشش کی اور ملک میں سخت ازافری پیدا ہوئی۔ پھر تاجپ اس کے نقاب میں چند بار ان علاقے میں آئے اور تیماچی پیمانی۔ پھر تاجپ ترکوں نے ان علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ان میں اور خلیفہ دہلی میں کشکش رہی۔ اس تمام پدامنی اور برادری اور دیرانی اور غازی نے لوگوں کے دلوں کو مذہب سے تسکین دینے پر مجبور کیا۔ اور جناب شیخ الاسلام نے اسلام کا پیغام بد وقت ان تک پہنچایا۔ ان کی دھندیں بھڑھاتی اور ان کی ایمید کی سخت کشتہ نادر کو پھر سے ہرا کیا۔ شیخ الاسلام کے متعدد صاحبزادوں اور مریدوں اور خلفاء اور ان کے خلفاء نے اس اعلیٰ کو جاری رکھا۔ چنانچہ آپ کے خلیفہ

بیت جلال الدین غازی اسی کے ہاتھ پر چنتر ہاتھ کے اہلاد نے سلام قبول کیا۔ اور ان کے ہاتھ میں خدمت جہاٹوں کی کوشش سے ملاقات قادیان کے قریب کے اہلاد سلطان جوتے اور اسی طرح اور بہت سی قریب علاقہ گورنر اسلام ہوئی۔

مذہب اور جنوبی پنجاب میں ہابجا مال کے درختوں کے نیچے کوئی پانچ سو بیٹھکیں ہیں۔ لوگ ان درختوں کو نہیں کاٹتے۔ کہتے ہیں کہ مذکورہ بیڑوں کے قبیلے دروں کے ساتھ ان بیٹھکیوں کا تعلق ہے۔ پس یہ بیٹھکیں آج بھی ان بیڑوں کی سی بنے مشورہ کی شاہد ہیں۔ جناب شیخ کے نامور مریدوں میں سے دو مشہور شاعر ہیں ایک شیخ غز الدین عراقی جو آپ کے مرشد کے بھائی تھے اور دھان سے اقتصاد وضع میں آپ کے پاس پہنچ کر ہاں سالی تک آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور آپ کے دھان کے بیڑ چھ گئے۔ دوسرے امیر حبیبی حروی ہیں۔ جو مشہور کنواریوں اور ذوالساقین اور شہزادہ الامداد کے معتمد ہیں۔ وہ ظاہر و باطن کے عالم تھے۔ باپ کے ساتھ بدھ تجات قادیان آئے اور واپس گئے۔ باپ فوت ہوئے تو راجپوتوں نے قادیان پر قبضہ کیا۔ مال ذوالساقین قادیان کو ہارٹ ہوئے قادیان آ گئے اور جناب شیخ الاسلام سے بیعت کی اور تین برس قادیان مقیم رہ کر فیض باہر۔ ان کی قبر حرات میں ہے۔ ان دونوں بیڑوں نے جناب شیخ اسلام کی تعریف اپنے اہلاد میں بہت جوش سے کی ہے۔ ایک نے آپ کی ماں پاک کو "منج بصدق و یقین" کہا تو دوسرے نے آپ کی جبین کو "مشرق و مغرب یقین" بتایا ہے۔ ایک نے آپ کی وجہ سے ہندوستان کو "جنت آبادی" کہا ہے تو دوسرے نے آپ کو "شیخ جہاٹ اور اہم زمان اور قلب وقت" کہا ہے۔

شیخ الاسلام جہاٹ الدین کے وصال کی تاریخ اکثر ماخذ میں، مفر ۷۶۶ھ (۱۲۶۷ء) اور ۷۶۷ھ (۱۲۶۸ء) لکھی ہے۔ گو بعض جگہ ۷۶۸ھ بھی ذکر ہے۔ چنانچہ جہاد آپ کے صاحبزادے۔ شیخ صدر الدین نے پڑھائی اور آپ کو قادیان میں دفن کیا گیا۔ سلطان برہ نے آپ کی غائبہ کے لیے بہت سے گاؤں دیے۔ بدھ کے زمانے میں محمد تعلق نے بھی غائبہ اور مدفن کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے پتا متبرہ اپنی زندگی



ہاں میں خود بخود اتفاقاً ہندوستان میں اس قلعہ کی طرف تھیں۔ دوسرا نمونہ مشرقی ہند  
اور ہے جو سری پت میں ہے۔ عمارت کا بیچ کا حصہ مرقع ہے۔ اس کے اوپر تخت پہلو  
عمارت ہے اور اس کے اوپر نیم کردی گنبد۔ مشرقی رخ کاشی کار ہے۔ باقی ٹیٹھی طرزوں  
پر کاشی کا کام اب باقی نہیں رہا۔ مسئلہ میں جب انگریزوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا تو  
گور باری سے قلعہ کا میگزین اڑ گیا۔ اور قلعے کی عمارتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس  
مقیہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔ مگر محترم شاہ محمد نے پندرہ کوکے مرتے گرا دی۔

اسی زمانے میں یہاں ٹولج ہوئے دارالان کے بیان کیا کہ تعلیم الیاس سے بعد  
سلاطین و حکام و مقرر تھے کہ جب سرکار سے کیا ہوئے دارالان متین ہو کر قتل آتا تو  
موجہ دار سوزل اور موجہ دار منسوب خانہ جناب شیخ بہار الحق پر حاضر ہوتے۔ اور کلیہ  
تعلیم کے امور کو وہاں دی جاتی اور یہ امر مرقم کے لیے ہاشم و مکتبہ تھی۔  
جناب شیخ الاسلام کو خدا نے مال و دولت سے بھرا دیا مگر وہی تمام انعامات الہیہ  
بمبارک و اثباتہ فی الدنیا حسنة و ائمة فی الاخرۃ نبین الصالحین۔ ان کی عمر  
کے آخری سالوں میں تباہیوں کے تلخ کے اشکات کے گرا دیا تو آپ نے لاکھ و پانچ  
اپنے زمانے سے خولے کے اہل شہر کی مگر خلاص ہو گئی۔

اگرچہ مذکورہ علامتے ہند میں لکھا ہے کہ جناب شیخ الاسلام کی متعدد تصانیف مشہورہ  
عالم سلوک میں ہیں، لیکن دنیا کے مشہور کتب خانوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ صرف ایک  
ادوارد کی کتب خانہ پنجاب، لاہور، لاہور میں ملے گی ہے۔ اس کے دیباچے سے اور بعض

نے بعض روایتوں میں اس قصے کی یہی صورت ہے مگر انٹونی مڈی بھری کا ڈورٹ سینٹی بریڈی اپنی کتاب  
تاریخ نامہ بہرہ طبع مکتومہ جدیدہ لکھتا ہے کہ شیخ الاسلام حاکم قسطنطنیہ کی طرف سے تلامذہوں سے بات چیت کرنے کے  
یہ گئے اور یہ طے کیا کہ تاتاریوں کو حاکم شہر لاکھ دینار دے دے تو وہ شہر سے چلے جائیں گے۔ دوسرے دن شیخ الاسلام  
لاکھ دینار لے کر شہر سے باہر آئے۔ مگر یہ نہیں کہا کہ یہ رقم وہ اپنے حواریوں سے لاتے۔

کتابوں سے آپ کے بہت اقبال آپ کو ملتا ہوں۔

اوراد میں فرماتے ہیں: راحت و آسائش کا دروازہ اپنے گہبہ پر بند کرنا چاہیے، خلقت کی صبح و شام سے بے نیاز ہر ہانا چاہیے۔ خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ مانگنا چاہیے، گنگو کم کرو، بے فائدہ علم نہ پڑھو، ایسا نہ ہو کہ جلا جُو اور بھشت طلب بن جائے، تقسیم افوات اسی طرح سے کرو کہ صبح کا وقت بیکار نہ کھو یا جائے اللہ سبحانہ اور تمہیں غافلوں کی غفرت سے بیزار نہ کرے وَلَا تَحْزَنْ وَلَا تَوَلَّ وَلَا تَقْوَمُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اَسْمٰی الْعَظِیْمَہ

آپ کی تربیتوں میں ہے۔ آپ کے پدر و امینا ہے کہ اللہ کی عبادت صادق اور اخلاص سے کرے وہ اس طرح سے کہ بیمار کو قہر کرنے سے آزاد عبادات و انذار میں لوگوں اور چیزوں کے خیال کو مٹا دے۔ یہ مرت ہی طرح سے ہو سکتا ہے کہ احوال کو نیک بنائے اور قول و فعل میں نفس کا عہدہ کرے غیر ضروری قول و فعل سے پرہیز کرے۔ لیکن قول و فعل سے پہلے اللہ سے التجا کرے اور اس سے مدد مانگے تاکہ اللہ اسے اچھے عمل کی توفیق دے۔

ایک خط میں ایک مرید کو لکھتے ہیں : بدن کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی سلامتی لوگوں کو ترک کر دینے میں ہے۔ اور دین کی سلامتی خیرِ نعتی عہد پر درود بھیجنے میں ہے۔

شیخ محمد زکریا نے، جو سلسلہ زہدِ ختمیہ کے بانی ہیں، نویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) میں شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے متعلق جو پاکیزہ خیالات ظاہر کیے ہیں وہ ہیں: وہ شیخ الاسلام، ایسے مرشد تھے جن سے اولیاء کے بہت سے طریقے متفرع ہوتے ہیں۔ لوگوں کو کفر سے ایمان کی طرف، گناہ سے طاعت کی طرف، نقصانیت سے روحانیت کی طرف راہنمائی کرنے میں آپ کو جتنا مرتبہ ماضی شغاف سے،

بھلا میں جب وہ قیسم میں مشغول تھے تو الہی بخارا ان کی حققت اور صلاحیت سے متاثر ہو کر انہیں شہار الیقین فرشتہ کہا کرتے تھے۔ باور الہیہ سے آپ حج و زیارت کے لیے



حزین شریفین گئے۔ بعد میں مندرجہ میں پانچ سال تک مقیم رہ کر ملائکہ کمال الدین محمد بنی سے جو پچاس سال سے بیمار و عجز تھے، حدیث پڑھی اور وہاں سے خبر حاصل کر کے لیے بھی جاتے رہے۔ پانچ برس کے بعد حدیث پڑھانے کا اجازت نامہ حاصل کر کے آپ بیت المقدس گئے اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے مشغول ہو کر جہاد آئے۔ اور سلطان رشید شاہ شہاب الدین حمزہ سہروردی صاحبہا زیارت المساجد کے سرفراز ہوئے۔ قسطنطنیہ میں دکن میں پیر روشن ضمیر نے انہیں غزوہ خلافت عطا فرمایا اور ملائکہ میں حاکم بنے۔

انہوں نے کہ آپ کے علم و فضل کے ثمرات اوراق میں بہت کم ضرور رہے۔ آپ کے چند اقوال اور روایا ہیں جو متفرق کتابوں میں ملتے ہیں اور آپ کی صرف کتاب کتاب الادوار ہم تک پہنچی ہے جس کا ذکر اہل بیت ہے۔ آپ کے روایا کے ایک دو نمونے ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:-

”میرے پروردگار ہے کہ اللہ کی عبادت حدیث و اخلاص کے لیے ہے۔ اس طرح سے کہ عبادت و اذکار میں ایثار کو نڈ اور شخاص کو خر کر دے۔ اس کی کوئی سیل سوائے اس کے نہیں ہے کہ احوال کو درست کرے۔ اور اقوال و افعال میں نفس کا مجاہد کرے۔ سوائے ضرورت کے قول و فعل سے احتیاط کرے اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ سے اتجا کرے اور امانت طلب کرے کہ اللہ متوکل ہو۔ اس کو بہترین عمل کی تلقین دے۔“

ایک امر کہ نہایت فراموش ہے:-

”ذکر یعنی اللہ کی یاد کی فراغت اپنے اوپر لازم کر دے۔ ذکر سے جانب محبت تک پہنچتا ہے اور محبت تک پہنچتا ہے۔ جو ہر میل کو جلا دیتا ہے اور جب محبت تک پہنچتا ہے اور درست ہو جائے تو ذکر کرنے والے کا کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ اسے ذکر کے ساتھ مشاہدہ ذکر و توحید میں کا ذکر کیا جائے۔ وہ بھی غیب ہو جاتا ہے اور یہی ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حیات کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ نراک

کہ: دَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا تَمْلِكُوْا ثَغْلِيْوْنَ رَدِّدْ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تہری نجات ہو۔ یہاں پر حدیث ہے: ”اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تہری نجات ہو۔“ علم ادبیہ اور ادوار میں آپ کی ایک گراں پایہ تصنیف ملتی ہے۔ اس علم کا شمار فروغ حدیث میں ہے اور اس میں دعاؤں اور احوال کے کلمات کا ضبط اور ادوار کی روایت کی تفصیل وغیرہ احمد سے بحث ہوتی ہے۔ معتد امر اسلام نے ادوار جمع کیے چنانچہ شیخ بہار الدین ذکر کے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی ایک مجموعہ ادوار کا ترتیب کیا جس میں شاہ کبار اور سہروردی ساکنان طریقت کی جمع کردہ دعائیں درج ہیں۔

اپنے پیر کے طریقہ پر شیخ الاسلام بہار الدین ذکر کیا ہے بھی ادوار جمع کیے۔ جو صدیوں تک صغار کے سموات میں مثال رہے۔ ان کے مستند اقتدار و پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ اصل ادوار کے کئی نسخے رام پور لائبریری میں اور ایک نفیس قدیم خط نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہے۔ یہی کتاب غانے میں کتاب الادوار کے بعض اجزاء کا حامل تھا۔ فارسی ترجمہ بھی ہے جو غالباً انھوں نے ہدی جبری میں تراجم و تشریح کے ترتیب لکھا۔ اصل کا مترجم نے ارادۂ شیریں اور دل آویز القادری اور تیار نگین جہالت میں ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ غار اور ادوار پڑھنے والا جو سمجھتا ہو۔ انہیں سمجھے اور اللہ کے مخلصی ان کے دل میں چلے جائے۔

اسی طرح کتاب الادوار کی نہایت نفیس اور مستر فارسی شرح ”کنز الہاد کے نام سے علی بن محمد انوری نے دو ضخیم جلدوں میں نہایت فاضلہ طریق سے لکھی۔ کتاب ادوار میں مختلف نمازوں اور دن دعاؤں کا ذکر کیا ہے جو مختلف تقریروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ تقریریں سونے، جاگنے، کمانے، پینے، آنے، جانے، غرض زندگی کے ہر چہ پر آتے ہیں۔ تقریریں لکھی ہیں۔

فقیر اللہ نے ساگ دیکن میں جناب شیخ الاسلام کو مہران ریسٹی میں شہد کیا ہے اور کہا ہے کہ امیر خمد کی طرح انہوں نے بھی چند ساگ اور ساگیاں ایجاد کیں۔ مثلاً



قادی دھامسری انہی کی ایجاد ہے جس میں دھامسری اور المہری کو مخلوق کیا گیا ہے آپ نے چند کلموں پر کئی نئے اعتراض کیے جن میں خدائے واحد کی تائید اور داستانِ حق اور بندگی کے طریق پر بھروسہ و افسار کی کیفیت بیان کی۔

اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق شیخ الاسلام بہارالدین زکریا نے قادیان کو تعلیم و ارشاد کا مرکز بنایا اور خلقِ خدا کو ہدایت کا پیغام پہنچایا اور اپنی عمر کے ماضیہ شریا اس سے بھی زیادہ حال آپ ان اشغال میں منہمک رہے۔

دارالشمس، صلیبہ الدیار میں لکھتا ہے کہ بہت سی خلقت نے ان کے قادیان میں تشریف لانا چاہا کیونکہ اسے ہدایت پائی اور کچھ کچھ بھی اس ملک میں سب اس کے موافق ہیں۔ آپ کے فیضان کا دُور دُور تک پہنچا۔ دہلیستان کے مرکز کافی گرام میں بھی آپ کے سرے تھے۔ ایک طرف تو اس دُور دست علاقے تک آپ کی دعوت و تبلیغ پہنچی دوسری طرف "تحفۃ الکرام" (۱۳۶: ۲) میں ہے کہ وہ سہان تشریف لائے۔ کراچی سے چند میل کے فاصلے پر منگ پیر کے پاس ایک پہاڑی ہے جسے کتابوں میں "لوق منگ" لکھتے ہیں۔ اس کی چوٹی پر نشانات مسموع ہیں۔ مقامی لوگ یہ مشہور ہے کہ شیخ بہارالدین اور ان کے تین رفیق یہاں آکر بیٹھے تھے۔ یعنی آپ کی تبلیغی مساعی کی جڑی مد یہ تھی۔ غرض کم و بیش اس سارے علاقے میں جو اب "منزل پاکستان" کہلاتا ہے، شیخ بہارالدین نے تبلیغ کے فرائض انجام دیتے۔ خبریوں کے زمانے میں بہت سے غیر مسلم راجپوت قبیلے ہندوستان کے صوبوں سے ہجرت کر کے پنجاب میں آئے۔ ان میں کھول، ٹوانا، گھیبوں اور پٹواہیالوں کے اجداد بھی شامل تھے۔ شیخ بہارالدین زکریا اور شیخ فریدالدین گنج شکر رحمہما اللہ کی تبلیغی کوششوں اور ان کا جہاد اور نفوسِ تدبیر کی تاثیر سے یہ غیر مسلم قبائل مشرفِ اسلام ہوئے۔ بعض اقوام میں اب تک آپ کے نبوی روحانی کی یاد باقی ہے۔ ضلع جہلم کے قلاترم کے لوگ برابر آپ کی خانقاہ پر زیارت کے لیے آتے ہیں۔ گڑگڑوں کے سیرانی آپ کو اپنا پیر مانتے ہیں۔ شاہ پلہ اور قادیان کے چارہ جوتھاٹ ہیں

آپ کی اولاد کے سوا کسی دوسرے کے مد نہیں جانتے۔ قادیان گنپیر دس ۱۳۳۹ میں ہے کہ آپ کی کرامت کی وجہ سے چناب اور سندھ کے قادیان شکل پڑنے پر آپ کو پکارتے ہیں۔

قادیان اور سندھ میں چوتھی صدی ہجری کے آخر میں قریبوں کا قادیان تھا۔ محمد غزالی نے قادیان فتح کر کے اپنی سلطنت میں لایا اور قادیان اسی کے ہاتھوں سندھ کے قادیان حکام کا خاتمہ ہوا۔ انہوں نے پھر سرالیا تو محمد غزالی نے سندھ (۱۳۳۹) میں پھر سندھ اور قادیان ان سے جینا۔ مگر حکومت چمن ہانے کے باوجود لوگوں کے عقائد کی تصحیح کا کام انہی باقی تھا یہ وہ کام تھا جو جناب شیخ الاسلام اور شیخ فرید الدین جیسے بزرگوں کے ہاتھوں انجام پایا۔

جن لوگوں کی آپ نے تربیت کی ان میں بہت سے نامور لوگ شامل تھے۔ مثلاً آپ کے فرزند بزرگ شیخ عبداللہ، سید جلال دھامی شیخ فرید الدین عراقی، ہدانی شاعر مشہور، امیر مسیتی صاحب "نزع اللوح" وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں نے اپنے پیر کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس سے جناب شیخ کی عظمت دل پر نقش ہو جاتی ہے۔

آپ کی قیمتی مساعی کی شہرت بیرون ہند تک پہنچی۔ چنانچہ ذیل صدی ہجری میں شیخ محمد نور بخش جو "نور بخشہ" ذبح کے "سرسلسلہ" میں لکھتے ہیں: بہارالدین زکریا قادیان میں سنو بلا ہند میں رئیس لاہور تھے۔ عظیم ظاہر کے علم اور کاشفات و مشاہدات میں صاحب احوال و مقامات۔ وہ ایسے مرشد تھے جن سے بہت سے اولیاء کے سلسلے چلے۔ کتر سے ایمان گاہ سے علامت، لغایت سے روحانیت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنے اور لوگوں کو ہدایت دینے میں آپ کی شان بہت بلند تھی۔



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ









این کتاب بخود کند و مقصود معرفت اذن بر نیاید که مراد از تالیف و تصنیف  
 کردن بجز آن نباشد که هم معرفت بدان کتاب ندهد باشد و خوانندگان و مستفان  
 وی را دعاء بیکو کند که مرا این عادت افتاد بود یار یکی اگر دیوان شوم کسی  
 بخواست و باز گرفت و اصل نسخ جو آن بود آن جمله را برگرداند و تمام من  
 از سر آن بیفتد و رنج من ضایع گردید تاب الله علیه و دیگر کتابی تالیفت  
 کردم هم اندر طریق تقوی عزرا شد تمام آن مندرج الدین کردم یکی از تدوین  
 بیک که گرای گفتار او نمک نام من از سر آن پاک کرد و نزدیک خواص چنان  
 نمود که آن وی کرده است هر چند خواص بر آن کوی وی غنیدند و تا حدیقت  
 بی شک آن بود حدیث رسانید و نامش از دیوان مطالب بود که خود پاک گردانید اما  
 آنچه نصیب خاق بود آنست که چون کتابی بیند و داند که موقت آن بدین وقت  
 و علم عالم بوده است و معنی رعایت حقوق آن بهتر کند و بر خواندن آن  
 و یاد گرفتن آن بجهت باشد و مراد خواننده را صاحب کتاب اذعان بجزر و کمال  
 و الله اعلم

به سبب ضعف  
 بجزر و بجزر  
 بجزر و بجزر  
 بجزر و بجزر

فصل

و آنچه گفتیم که طریق اختاره پیروم مراد اذن حفظ آداب خداوند بود عز و  
 جل که مر پیغمبر خود را علی علیه السلام و متابعت وی را بدین فرمود و گفت فاذا ابتدأت  
 القرآن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم و استعاذ به استعاذت و استعاذت بحد  
 یعنی طلب کردن و تسلیم امور خود بخداوند پس در سجده و تعالی باشد و نجات  
 از آفتای گوناگون و صحابه پیغمبر صلی الله علیه و سلم و رضی الله عنهم روایت آورده  
 اند که پیغمبر صلی الله علیه و سلم ما را اختاره آفرین چنانکه قرآن پس چون بنده  
 بداند که خیریت بخود اندکسب و تمیز وی باشد نیست که اصلاح بیند و تعالی  
 بهتر داند و خیر و شتری که به بنده رسد مقدر است چه تسلیم چه مدعی باشد میرا

ص

تقاربا و یاری خواستن از وی تاقر نفس و آنگاه آن از بنده شرح کند اندک  
 احوال دینی و غیرت و صلاح وی خداوند بخواند و بیاید که بعد از آنکه  
 ایشان بنده اختاره کند تا خداوند تعالی وی را از خطر و غفلت و آفت آن نگاه دارد  
 و الله التوفیق

فصل

و آنچه گفتیم که اغراضی که بغض بازی گشت از دل ستروم مراد آن بود که  
 اند هر کدی که غرض نفسانی اندر آید برکت اذن کار بریزد و دل از طسیر  
 مستقیم بحق اوجاج و مشغولی اندر افتد و آن از دو بیرون نباشد یا غرضش برآید  
 و یا بر نیاید اگر غرضش بر آید برکت دای اندران بود و دو دوش را یکد بجز  
 حصول مراد نفس نیست و اگر غرض بر نیاید باری وی را بیشتر از دل بشود  
 که نجات وی اندران بود و یکد در بهشت بجز مرغ نفس از اغراض وی نیست  
 چنانکه خداوند تعالی گفت وَ نَحْنُ النَّفْسَ عَنِ النَّمَى فَإِنَّ الْبُكَّةَ هِيَ الْغَرَضُ  
 نفسانی اندر اندر دین بود که بنده اندک کاری که می کند پس در جو خوشنودنی خداوند  
 تعالی باشد و نجات نفس از عقوبت طلب کند و در جو درجات نفس را مدی  
 پیدا نباشد و تمیضای وی اندران ظاهر جود و اشیای کتاب بهایگاه خود بانی اندری  
 معنی بیاید انشاء الله تعالی

فصل

و آنچه گفتیم که بحکم استدعا تو یقام کردم و بر تمام کردن خدات ازین  
 کتاب عزای تمام کردم و مراد اذن این بود که مرا اهل سوال دیدی و حافظ خود  
 از من بپرسیدی و این کتاب اندر خاستی و مراد اذن قایده بود لا محاله بر من  
 واجب شد حق عنوان تو گزاردن و چون اندر حال بقای حق سواست زیدم دوی تمام



بایدست و نیتی که تمام کنم تا اندر حال ابتداء کتاب و نیت تمام کردن آن حکم و  
 جواب آن را ادا کرده باشم و قصد بنده چون ابتدای عمل دی به نیت متوکل بود  
 اگرچه دی را اندران عمل خلل پیدا کند آید جدا بدان مضروب باشد و از آن بود که  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت که نیت المؤمن خیر من عمله نیت که در عمل باشد  
 بهتر از ابتداء کردن عمل بی نیت و نیت را اندر کارها سلطان عظیم است و برسان  
 صادق که بنده بیک نیت از حکمی حکم دیگر شود بی زکات بر ظاهرش هیچ تاثیر پیدا کند  
 آید چنانکه یک چندی بی نیت بوده کسی گرسنه باشد دی را بدان هیچ ثواب نباشد  
 و چون عمل نیت بود و نیت متوکلان گردد بی از آنکه ظاهرش نیت باشد و پدیدار  
 آید چون سازگی بشنوی ۱۶ در آید و دقتی نباشد معین گردد تا نیت اقامت نکند  
 و چون نیت اقامت کرد معین گردد و نیت این بسیار  
 است پس نیت حیرت اندر ابتدای عمل گذاردن حق این باشد و الله اعلم

## فصل

و آنچه گفتیم که مراد این کتاب را کشف المحجوب نام کردیم مراد آن بود که تمام  
 کتاب ناظر باشد بر آنچه اندر کتاب است هر چه می دانیم که بصیرت بود چون نام کتاب  
 بشنود دانند که مراد از آن چه بوده است و بداند که هر عالم از لطیف تحقیق محجوب  
 اند و اولیای خدای عز و جل و عزیزان درگاهش چون این کتاب اند بیان داده  
 حق بود و شرح کلمات تحقیق و کشف حجاب بشریت بود این نام او را اند  
 نه بود و بحقیقت کشف باک محجوب باشد چنانکه حجاب باک کاشف معنی چنانکه  
 نزدیک طاقت دوری ندارد و دوری طاقت نزدیکی ندارد و چون عالمی که از سرکه  
 نبرد اند هر چه افتد بیرون و آنچه از چیزهای دیگر بیرون اند سرکه باک شود  
 و طریق سپردن معنی و شراب باشد چنانکه آنکه دی را از برای آن آرزو باشد که  
 پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم جعلت لسان علی له و خدی عز و جل هر کسی

ما برای چیزی آرزو است و طریق آن بر وی سهل گردانیده اما حجاب دو است  
 یکی حجاب رئیسی و این هرگز برنیزد و دیگر حجاب غیبی و این بندد برنیزد و بیان  
 این آن بود که بنده باشد که ذات وی حجاب حق باشد تا یکسان باشد بزرگ و  
 حق و باطل و بنده بود که صفت وی حجاب حق باشد و پیوسته طبع بود  
 سرش حق حق اعلم و باطل حق غریبه پس حجاب ذاتی که این یعنی است هرگز  
 برنیزد و معنی برین دغم و طبع یکی بود چنانکه خدای تعالی گفت کَلَّا بَلْ دَانَ  
 عَلَىٰ تَلَوْنِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ آنگاه حکم این ظاهر کرد اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرْنَا سَوْفَ عَلَيْهِمْ  
 عَذَابٌ رَّهِيْنٌ اَمْ لَهُمْ مُّؤْتَدُونَ لا يُؤْمِنُوْنَ اَنْكَلْ عِلْقَتِمْ بِيَان کرد ختم الله علىٰ تلوونهم  
 و نیز گفت طبع الله علىٰ تلوونهم و حجاب صفتی که ای غیبی بود جدا باشد که  
 دقتی دون دقتی برنیزد که تبدیل ذات اندر حکم غریبا و بداند که نیت این  
 تا ممکن اما تبدیل صفت چنانکه هست جدا باشد و مشایخ ما قد معنی دین و یقین  
 اشارت لطیف است چنانکه بنده گوید رحمة الله علیه طریق من جملة الوطئات و النین  
 من جملة الخطات برین از جمله وطئات و نین از جمله خطرات و طبع پایدار بود و  
 خطر مادی چنانکه از هیچ سنگ آئینه توان کرد اگرچه مثقالی بیدار مجتمع گردند و از  
 چون آئینه سنگ گیرد به مثقاله صافی شود از آنچه تا یکی اندر سنگ اصلی است و مثقالی  
 اند آئینه اصلی چون آئینه اصل پایدار بود آن صفت حایتی را بقا باشد پس این  
 کتاب مر آن را ساخته که مثقال دانا بود که اندر حجاب غیبی گرانده باشد و نایز  
 نه حق اندر دل نشان مرده باشد تا ببرکت خواندن این کتاب آن حجاب برنیزد  
 بحقیقت معنی راه یابند و چنانکه آنگاه جنتی ایشان را جنت بود آنگاه حق و دانا  
 از کتاب باطل بود هرگز در ۱۸ راه نیابد بشواید حق و از این کتاب مر ایشان را هیچ  
 قانع نباشد و الحمد لله علىٰ جملة المعانی



فصل

و آنچه گفتیم مقصود معلوم شد و سخن نیز غرضت اندین کتاب مقصود شد مراد  
 ازین قول آن بود تا سؤل را مقصود سایل معلوم گردد مراد سایل معلوم نگردد که  
 سوال از اشکال کنند و چون بجواب اشکال من نشود نایده نمید و حل اشکال نیز  
 بصرفت اشکال توان کرد و آنچه گفتیم سخن اندر غرضت مقصود شد یعنی سوال بر محمد  
 را جواب بر محمد باشد چون سایل بر محمد درجهات و اخوات سوال خود عالم بود و  
 باز بندی را تفصیل حاجت باشد و اقلام بیان و حدود آن خاصه که فرقی تو  
 اسعدك الله تعالى اندین آن داده است که تا تفصیل دوم و کتاب سابع از سوال  
 تو باشد التوفیق بسم الله الرحمن الرحیم

فصل

و آنچه گفتیم که من از خداوند تعالی توفیق و استعانت خواهم مراد آن بود که  
 بنده را ناصر بجز خداوند نباشد که وی را بر غیرت نصرت کند و توفیق نصرت و حدیث  
 و حقیقت و توفیق موافقت تأیید خداوند بود با فعل بنده اندر اعمال صواب و کتاب  
 و سنت و وجود صحت توفیق ناطق است و اتمت بجمع مجز و گرومی از مستزاد و  
 قدیان که لفظ توفیق را از کل معانی خالی گیرید و گرومی از مشایخ این طریقت گفته  
 اند که التوفیق هو القدرة على الطاعة عند الاستعانة بربك بنده خداوند را  
 ملحق باشد از خداوند بعد نیرو زیادت باشد و اتمت افزون رس ۱۹ از آنچه پیش  
 از این بوده باشد و در این محله ظاهر است آنچه می باشد از سکن و احوال و الله  
 فعل و خلق خدای است توان پس آن توفیق را که بنده بدان طاعت کند توفیق  
 خوانند و این کتاب جایگاه این مسئله نیست که مراد ازین چیزی دیگر است و باز گشتم  
 بر مقصود تو و پیش از آنکه بر سر سخن شوم نخست سوال ترا بپرسم و از آنجا ابتداء

ص ۹

کتاب پرورم و باشد التوفیق

السؤال

قال السائل وهو ابو سبيد المجوسي بيان کن مرا اندر  
 تحقیق طریقت معرفت و کیفیت مقامات ایشان بیان فرمای و مقالات آن و اندر  
 کن مرا درود و اشارات ایشان و چگونه بجهت خلافت عز و جل و کیفیت اظهار آن بر  
 داد و سبب حجاب عقول از حقیقت آن و نزول نفس از حقیقت آن و اقلام روح  
 صفت آن و آنچه برین تعلق دارد از معانی آن قال المستمل و هو علی بن  
 الهادی رحمه الله علیه چه آنکه اندین پندارم با این علم بچهارت مندرج گشته است خاصه  
 ندین علیه السلام و علی بن محمد مشهور است که در این طریقت رفقا و طلاب صفه و عرفان  
 وقت را ازین طریقت صورت بر خلاف اصل آن بت است پس بیاید حجت پیگیری که  
 دست الی نطفه ما شما اندین کوتاه بود و بجز خواص حضرت حق و مراد هم اهل راهادت ازان  
 منقطع و معرفت همه اهل معرفت از مراد آن سزوی بجز خواص حضرت حق خاص و عام  
 خلق آنرا به اجابت آن پندارم کرده اند و امر حجاب آنرا به اهل بهان و حل پیرویار  
 گشته و کار از تحقیق بتبلید افزاده و تحقیق مدعی خود اند و درگاه ایشان پذیرفته و برانم  
 بدان پند کرده گویند که با حق را همی بشناسیم و خواص بدان خرمند شده که اندر و  
 تنقی با بند و اندر نفس حاجی و اندر صدر سلی بدان سوی از سر مشغولی گویند این  
 شوق مدیت است و احرقت حقیقت و مدیت بدوای خود از کل معانی باز مانده و مریدان  
 از جهادت دست باز داشته و خلق معلول خود را مشاهده عالم کرده و حق را پیش  
 ازین کتب ساقم اندین معنی جمله شایع شد و در میان کاذب یعنی سخن ازان مر  
 مید خلق را به پیروید و دیگر به باشندند و ناچار کردند به آنچه صاحب طبع به سران  
 حد و انکار نعمت خداوند باشد و گرومی دیگر نشسته آتا بر نوازند و سنی ندانند  
 و بهمانست آن پند کردند که تا بفریید و یاد گیرند و گیرند که با علم تصرف و  
 معرفت می گویم و ایشان اندر حق حرکت اند و این جمله ازان بود که این معانی  
 کبریت امر است و آن عزیز باشد و چون به پندارم که به پندارم و دایک سنگی از

ص ۱۰



دی بسیار مس و روی را نه سرخ گرداند و فی الجمله هر کسی که این معجزه را در حق خود مشاهده کند  
مواقی دین باشد و مجبور آن نباشد چنانکه یکی گوید که بزرگان مشهور

فصل فی خداوند و جنت

بطلب شجاعت یافتن الوجوه

کسی را که داند وی حقیر ترین دین را چیزها بود دی را در دین و مرقای نماید  
تا به تیش و دماء الملک آمیزش و این معنی عزیز تر از آنست که هر کسی را اذن  
نعیب باشد و پیش ازین جهان این علم بر کتب مشایخ عین کردند چون آن خواص  
اسرار خداوند بدست ایشان افتاد و معنی آن توانسته بودند کلاه عدنان بجهان بگشایند  
بمیلریان ناپاک دادند تا آن را استر کلاه و بعد دوا بر شر ابو اس و مرل جاسه گردانیدند  
و تا حدی چون با آنکه در دیوار سرای پیرانی نشسته بود و باش برید و خداوند عز و  
جل را در راه راه پدیدار آورده است که بپل آن احوال و شریعت هم کرده و از آن  
طلب جاه را زیاده و تکبر را عفو و علم را بپای خلق و انوار و انوار و انوار  
را اند دل هم و محافه را معاف و محافه را محافه و محافه را محافه و محافه را  
زهد و تقوی را امداد و هدایان طبع را معرفت و حرکات دل و حدیث نفس را محبت  
و اتحاد در فقر و مجود را صفوت و زهد را فنا و ترک شریعت پیغمبر را صلی الله  
علیه وسلم طریقت و آفت اهل زاهد را محالست نام کرده اند تا باب مصافی  
اند بمان ایشان محب گشته اند و ایشان غده گرفته چون اند فقرت و اهل بیت  
رمول علیه الله علیه وسلم با اهل مردان - چگونه نیکو گفته است آن شاه اهل خلیق و برهان  
تحقیق و تقابل را بکر الواسطی رحمه الله علیه ایتلیما بزمانه لیس فیه آحاب الاسلام  
و لا اخلاق دین ۱۲ الجاهلیة و لا احکام دوی المروءة و متنبی است موافق

من ۱

من ۲

بجاء الله فی الدنیا و الآخرة  
فصل فی جهنم و جهنم

این

بدان تو تک الله که یافتن این عالم را محل اسرار خداوند و محکات را موضع  
و درج دی و شهبات را جایگاه لطایف آن اند حق و دلائل و جواهر و اعراض و  
عناصر و اجرام و اشباح و طایف جمل محاب آن اسرار و اند محل توحید اثبات این  
هر یک شرک باشد پس خداوند تعالی این عالم را در محل محاب پدیدار است تا  
طایف هر یک اند عالم بود بفرمان دی طایف یافتن الله و الله خود از توحید  
حق محب گشته و ادراج اند عالم بفرمان دی منزله گشته و بشارت این از محل خواص  
خود دور مانده تا اسرار ربانی اند حق و قول شکل شده است و لطایف قرب اند  
حق ادراج پدیدار گشته تا آدمی در مظهر غفلت بستی خود محب گشته است و در  
محل خصوصیت محاب خود میوب گشته چنانکه خداوند تعالی گفت وَ الْعَصِيدُ إِنَّ الْإِنْسَانَ  
لَكُنْ حَسْبُ و نیز گفت إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَبَلًا و در محل گفت صلی الله علیه وسلم  
خلق الله الخلق فی ظلمة ثم اتق عیبه و ما پس این محاب دی را اند عالم  
مراشش افتاده است بتخلق طایف و بتفکرات عقل اند و تا لایم بپای پس کار شده  
است و مر محاب خود را از حق بمان خریار آمده اداچه از محال کشت به خبر  
است و از تحقیق سریت ربانی دین ۱۳ معنی دین محال نجات بتمن آید و از محال  
خود ریمده و بلی توحید ناشیده و محال احدیت تا دیده و توحید توحید ترکیب  
از تحقیق مشاهده بانه مانده و بحسب دنیا از امداد خداوند رجوع کرده و نفس جوهریت  
بی حیات ربانی مر تاطف را مقور کرده تا حرکات و طلیش جمل اند نعیم جوهریت مقرر  
شده است و به خودی و خفق و قنای شواص بدون هیچ چیز نداند و خداوند عز و جل  
مردودان خود را ازین جمل احراض فرموده گفت ذَرُّهُمْ یَا کُلُّادَ یَسْتَعْمُوا و یَلْبِصُوا  
لَأَمَلُ قَسَمٌ یَسْتَعْمُوا اداچه سلطان طبع ایشان سر حق را بر ایشان پوشیده بود و بجای  
طایف و توفیق اند حق ایشان غفلان و حریان آمده تا جمل طایف نفس آمده گشته  
که آن محاب عظیم است و نفع سود و شر چنانکه خدی تعالی گفت إِنَّ النَّفْسَ لَأَفْقَاةٌ  
یَالشُّوْءَ اکنون من ابتداء کتاب کنم و مقصود ترا اند مقامات و محب پیدا کنم و

من ۱۳



یا بیانی لطیف مر آن را بسط گردانم و بجایات اهل مناجات ما شرح دهم و لکنی از  
 کلام مشایخ بدان پیوندم و از غرض حکایات مر آن را بعدی دهم تا مراد تو بر آید و آنکه  
 نیز اندرین گردد از علماء قاهره و دیگرانی بدانند که طریقه تعریف را اسی قیست و فری مشر  
 و جمله مشایخ ایشان از اهل علم بوده اند و جمله مریدان ما بر اموختن علم باحث بودند  
 اند و بر مدد دست کردن بدان ایشان را حوصله داشته اند و هرگز متعجب نبودند و هرگز در  
 بنده اقم و میرق قمر سپرده اند و پس آنکه بپای این مشایخ طریقت و علماء ایشان  
 اوردان سخنی تصانیف ساخته اند و به عبارات لطیف از غرضهای خود بران نموده اند  
 و باشد التوفیق

۱۴

# باب اثبات العلم

خداوند تعالی گفت اندر صفات اعلا **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** و پیغمبر  
 گفت **صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة** و نیز گفت  
**صلى الله عليه وسلم** اطلبوا العلم و لا بالصين و بدانکه علم بپایست است و عمر کوتاه و  
 اموختن جمله علوم بر نوزده فریضه نیست چون علم نجوم و طب و علم حساب و مشاهدات  
 بدیع و آنچه بدین ماند مگر ازین هر یک بدان مقدار که بشریت عقل داد و از نجوم  
 مر شافق اوقات اندر شب و طب مر احتیاج و حساب مر فزونی را و دست عدت  
 ما و آنچه بدین ماند پس فزایش علم چند است که بدان عمل درست باشد که حق تعالی  
 بدان **وَمَنْ زَمَّ كَسْفِي سَا كَ عِلْمِي** گفت **أَمْرٌ بَعْدَ عَزْ وَ جَلِّ وَ يَقْتُلُونَ مَا يَفْتَرُهُمْ**  
**وَلَا يَقْتُلُونَ رَسُولَ مَنِ** و بعد علیه **وَلَمْ يَزِدْهُ خَاسِرَةً** و گفت **أَعُوذُ بِكَ مَنِ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ**  
 پس بانکه از علم عمل بسیار توان کرد و باید که علم مقبول عمل باشد که رسول صلی الله  
 علیه و سلم گفت **المتجدد بلا قسده كالسار في البطانة متجدد في قلة بخر خواص** ماند  
 کرد هر چند می گویند بر پی نصیب باشند و هیچ راه نشان ندهد نباید و از حوام و بیم  
 گردد می که علم ما بر عمل فضل ندارد و در و گروشی عمل را به علم و این هر دو باطل  
 است از آنکه عمل بی علم غرض عمل نباشد که عمل انگاه عمل گردد که طول علم بود  
 بند بدان مر ثواب حق ما مترجم گردد چون نماز که تا نخست علم از کان طهارت نمود

ص ۱۵

و علم شافع آف و علم معرفت قبل و علم کیفیت نیست و امکان ناز نبود چون عمل  
 بین علم علی می گردد چگونه جلال را این جدا کند و آنکه که علم را بر عمل فضل  
 نماند هم محال است که علم بی عمل علم باشد چنانکه خداوند تعالی می گوید **قَدْ فَرَّقَ**  
**بَيْنَ الَّذِينَ آمَنُوا بِيَكْتَابِ كِتَابِ اللَّهِ وَبَيْنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** نعم عالمی بی عمل  
 از عالمی نمی گردد از آنچه آموختن و یاد داشتن و یاد گرفتن این جدا نیز عمل بود و دانست  
 که بنده بدان مشابست و اگر علم عالم بغض و کسب او نبودی او را در آن هیچ ثواب  
 نبود و این سخن دو گرده است یکی آنکه که نسبت به علم کند مر جا غنی را و طاقت  
 معالمت آن ندارند و تحقیق علم نرسیده باشد عمل را اذن بهر کنند نه علم دارند و نه  
 عمل تا چاهلی گوید که قائل نباید کار باید و دیگری گوید که علم باید عمل نباید و از  
 ابراهیم ادمی رضی الله عنه می آید که گفت سگی دیدم در راه افتاد و بران  
 نوشته بود که مرا بگردان و بخوان پس برگردانیدش بران نوشته بود که نت لا تصل  
 بما تعد فکیف تطلب العلم ما لا تسد و تر علم خود عمل نه کنی حال باشد که  
 ندانسته را طلب کنی یعنی کار بند آن باشد که دانی در ۱۱۶ تا بركات آن ندانسته نیز  
 بدانی و انس بن مالک گوید رضی الله عنه که **هَمَّةُ الْعَمَلِ الدَّائِيَةِ وَهَمَّةُ السَّعْيِ**  
**الدَّائِيَةِ** از آنچه اخوات جمل از علماء مشتقی باشد آنکه از علم جاء و عز دنیا طلب نه عالم بود  
 که طلب جاء و عز دینی از اخوات جمل است و هیچ وجه نیست اندر مرتبه علم ازاں بلندتر  
 که اگر علم نباشد هیچ طبعه خداوند را **شماست** و چون علم نوجود باشد همه مقامات و  
 شواهد و مراتب را سزاوار بود و الله اعلم بالصواب

فصل

بدانکه علم دو است یکی علم خداوند تعالی و دیگر علم خلق و علم بنده الله جنب علم  
 خداوند تلاشی بود نمیرد که علم او صفت نیست بهر تعلیم و اوصاف او را  
 نهایت نیست و علم ما صفت است و با تعلیم و اوصاف ما قیاسی است و قیودند

تعالی گفت **وَمَا أَوْفَيْتُمْ قَوْلَ الْغُلَامِ إِلَّا قَلِيلًا** هر چه علم از صفات بدست و قدش  
 احاطه العلوم است و تبیین المعیوم و غیرترین حدود نیست که العلم حفاة یصیر الی به  
 عالما و خداوند تعالی گفت **وَاللَّهُ يَحْصِي بِالْحَقِيقَاتِ** و نیز گفت **وَاللَّهُ يَكِلُ شَوْءَ**  
**غَيْبِهِ** و علم او یک علم است که بدانی می داند همه موجودات و معدومات اما و خلق را  
 و بدان با دی مشارک نیست و تخری نه د از دی بود و در پس بر طیش ترتیب  
 فعلش است که فعل حکم علم قائل اقتضا کند پس علم دی با سرار لائق است و به  
 انشاء محیط طالب با باید که باعمل انچه مشابست دی کند چنانکه در ۱۱۷ می داند  
 که دی بد و افعال او بینا است **الحسبکیت** یعنی آید که باعمل بصورتی بود  
 بهمانی خود رفته بود چشمش بر حسن تن بنزدگر خود افتاد مرد با بشکل فرستاد و تن را  
 گفت در را در بند زن گفت همه در جا بستم مگر یک در که نمی توانم بستم گفت  
 آن کدام در است گفت آن دری که میان با و خداوند است فی توانم بستم  
 مرد پشیمان شد و استغفار کرد و باقم الامم گفت رضی الله عنه که چادر علم افتید کردم  
 و از همه علماء عالم بدستم گفتم که کدام است پس گفت یکی آنکه بدانستم که مرا  
 مدتی است مقوم که زیادت و کم نشود از طلب زیادت بر اسودم و دیگر آنکه دانستم  
 که خدای را بر من حق است که جز آن کسی دیگر نمی تواند گذارد با داد آن مشغول  
 گشتم بیم آنکه دانستم که مرا طالبی ست یعنی مرگ که اود توانم گزینیت آن را بدانستم  
 و چهرم آنکه دانستم که مرا خداوندی است مطلع بر من از دی شرم داشتن و از آن  
 کوفی دست باز داشتم و چون بنده عالم بود که خداوند بود ناظرست کاری نکند که بیست  
 اند **شهرم والله**

فصل

اما علم بنده باید که انچه امری خداوند را بدست می باشد و فریضه بر بند علم  
 وقت باشد و آنچه بر موجب وقت بخار آید ظاهر و باطن و آن بود قسمت یکی

۱۷



قسمت اهل است و دیگر قسمت فروع ظاهر اهل قتل شهادت و باطنش تحقیق صرف  
و ظاهر فروع و درین صفت و باطنش تصحیح نیست و قیام هر یک ازین بی دیگری  
مستلزم است و حال باشد ظاهری بی حقیقتی باطن اتفاق بود و باطن بی ظاهر زعمه و  
ظاهر شریعت بی باطن نقص بود و باطن بی ظاهر محض پس علم حقیقت را سه رکن  
ست یکی علم بذات خداوند تعالی و وحدانیت دی و نفی تشبیه از دی و دیگر علم  
بصفات خداوند تعالی و احکام آن و سوم علم بافعال و حکمت دی و علم شریعت را  
نیز سه رکنست : یکی کتاب و دیگر سنت و سوم جماع است و دلیل بر علم باثبات  
ذات و صفات و افعال خدای متعال و جل قول اوست قُلْ اَعْلَمُوْا اَنْتُمْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ  
نَزَّلَتْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَوْلُكُمْ وَ نَزَّلَتْ اَلَمْ تَرَ اِلَّا نَزَّلَتْ كَيْفَ مَذَّ الْوَقْلُ  
و نیز گفت اَفَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ اِلَّا الْاَوَّلَ كَيْفَ خُلِقْتُ وَ مانند این آیات بسیارست که جمیع  
دلایل بر نظر کردن اهل افعال دی تا بدان صفات قاطع را بشناسی و نیز رسول گفت  
صلی الله علیه و آله و سلم ان الله تعالى ربه و انا نبينه حرم الله تعالى لحمة و  
دمه على الناس انا شرط علم بذات خداوند تعالی آنست که مایل انا باشد که حق  
تعالی موجود است بعد بقیه ذات خود را بی خود و بی حدود است از اهل مکان و  
بسمت نیست و ذاتش موجب آفت نیست از غفلت مانند نیست و دی را زن و  
فرزند نیست و هر چه اندر دهم تو صورت بنده و اندر خود اندازد بنده دی آفریدگار  
آنست و دارنده و پروردگار آن قوله تعالى لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ  
و انا علم بصفات دی آنست که بدانی که حق را صفاتیست بعد موجود که آن  
و است و در ۱۹ بر دی بعد موجود و بعد قیامت و دی ما دیم است آن صفات  
چون علم و قدرت و بطور و ابدیت و سب و بعد و کلام و پنا چنانکه خدا تعالی گفت  
اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّلُوبِ و نیز گفت وَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و نیز گفت  
وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ و نیز گفت قُلْ اَلَمْ يُولَدْ اَنَا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا  
اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا

ص ۱۸

ص ۱۹

بدانی که دی آفریدگار خلقان هست و غایب افعال ایشان عالم نابود و بطن دی هست  
شده است - مقدمه غیرد شرست و غایب نفع و ضررست چنانکه گفت الله خَلَقَ كُلَّ  
شَيْءٍ وَ دَرَسَ بِرِ اِثْبَاتِ احکام شریعت آنست که بدانی که از خداوند تعالی با رسولان  
آمدند با مجروحای ناقص عادت و رسول با علم معطی علی الله علیه و سلم حق است  
و اعدا و عیون است بسیار است و آنچه با در خیر و احکام است از عیون و عیون حق  
ست یکی اول از شریعت کتابست چنانکه گفت عز من قائل فیه آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ  
هَٰئِلَةٌ اَوْ اَلْكِتَابِ وَ دیگر سنت است چنانکه گفت وَ مَا اَنزَلْنَاهُ اِلَّا قُرْآنًا عَرَبِيًّا  
وَ تَعْلَمُوْهُ اِنَّهٗ فَاخْطَا اِنَّهٗ سَآءَ اِلٰهٌ اَلَا اللّٰهُ وَ  
نَزَّلَتْ فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَوْلُكُمْ وَ نَزَّلَتْ اَلَمْ تَرَ اِلَّا نَزَّلَتْ كَيْفَ مَذَّ الْوَقْلُ  
و نیز گفت اَفَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ اِلَّا الْاَوَّلَ كَيْفَ خُلِقْتُ وَ مانند این آیات بسیارست که جمیع  
دلایل بر نظر کردن اهل افعال دی تا بدان صفات قاطع را بشناسی و نیز رسول گفت  
صلی الله علیه و آله و سلم ان الله تعالى ربه و انا نبينه حرم الله تعالى لحمة و  
دمه على الناس انا شرط علم بذات خداوند تعالی آنست که مایل انا باشد که حق  
تعالی موجود است بعد بقیه ذات خود را بی خود و بی حدود است از اهل مکان و  
بسمت نیست و ذاتش موجب آفت نیست از غفلت مانند نیست و دی را زن و  
فرزند نیست و هر چه اندر دهم تو صورت بنده و اندر خود اندازد بنده دی آفریدگار  
آنست و دارنده و پروردگار آن قوله تعالى لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ  
و انا علم بصفات دی آنست که بدانی که حق را صفاتیست بعد موجود که آن  
و است و در ۱۹ بر دی بعد موجود و بعد قیامت و دی ما دیم است آن صفات  
چون علم و قدرت و بطور و ابدیت و سب و بعد و کلام و پنا چنانکه خدا تعالی گفت  
اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّلُوبِ و نیز گفت وَ اللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ و نیز گفت  
وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ و نیز گفت قُلْ اَلَمْ يُولَدْ اَنَا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا  
اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَ نَهَارًا

### فصل

یادگار گرویی اند از طایفه منعم الله که ایشان را در حق و سقراطین گویند  
و مذهب ایشان آنست که هیچ چیز علم درست نیست و علم خود نیست گویند و ایشان  
که این دانش که می دانید که هیچ چیز علم درست نیست و علم خود نیست گویند و ایشان  
گویند که هست پس علم ما اثبات کردند و اگر گویند که نیست پس چیزی که  
درست نباشد آن را معارضه کردن محال باشد و سخن با آن کس گفتن از خود نبود  
و گرویی از طایفه که تعلق بدین طریق دارند همین گویند که علم هیچ چیز درست  
نیاید پس ترک علم را تمام تر از اثبات آن باشد و این از حق و بحالت  
ایشان بعد که ترک علم از بد بیرون نبود یا علمی بود یا بجمعی پس علم مر علمی  
ما نفی نمکند و شد نیاید و علم ترک علم محال بود مانند اینجا جمل و چونی درست  
شد که نفی علم جمل بود و ترک علم محال بود و جاهل مذموم باشد و جاهل قریب

ص ۲۰

کفر و باطل بود که حق را بطل تعقل نبود و این خلاف جزم شیخ است و چون این قول را بعد مردمان بشنیدند و بدین ازکاب کردند و گفتند که ذهب جزم اهل تقوی نیست و روش شن چنین است اعتقاد نشان مشوش گشت و از تمیز کردن حق از باطل باز ماند و ما امروز بطل را بخودند تسلیم کردیم تا اندر خلاصت خود می باشد اگر دین گریبان ایشان گیرد و تقوی بهتر ازین کفندی و حکم رعایت ما از دست برداردی و اندر دستان حق بدین چشم نگردی و احتیاط روزگار خود نکوتر ازین کفندی. اگر کسی از طاعنه تعقل به دین اصرار کردند تا بجان ایشان از آستان خود رستگار گردند و اندر دین را ساید عزت ایشان از بزرگانی نکند چرا باید که هر را با ایشان قیاس کنند و اندر سادگی ایشان مکابره بجان بر دست گیرند و قدر ایشان اندر زیر پای آرند و معتقد گوید مرا با یکی از مستبدین علم که کلاه دیوت را عزت نام کرده بود و متابعت صواب را سکت رسول و موافقت شیطان را سیرت رفته مناظره می رفت. بعد زیاده گفت طبعه و دانه گرو گشتند یک گرو. از ایشان در میان متفاوت اند. گفتم اگر یک گرو در میان ایشان اند بازده گرو اندر میان شما اند و ایشان از یک گرو خود را بهتر ازین توانند نگاه داشت که شما از بازده گرو. اما این جمله از توجیه شرک حاشی زایل است و آفت حاشی که پیدا آمده است و خداوند تعالی بیوسه ادبیای خود را اندر میان آن قوم صفت داشته است و آن قوم را از رحمت ایشان اندر میان خلق مجروح داشته و نیکو گفته است آن پیر پیران و آفتاب مریدان علی بن بداه العیفری رحمه الله علیه شاهد القلوب علی حسب قساص الزمان و اهله اکنون به فصلی از تقادیل ایشان بیایم تا تبیینی بود آن را که در کار آمد از حق تعالی عنایتی صادق است از مکران بدین طایفه و تامله استوفی.

ص ۲۱

## فصل

محمد بن فضل الجلی گوید رحمه الله علیه در توحید و معرفت الله و صفات علم و علم الله

و علم مع الله و علم بالله. علم بالله علم معرفت بود که همه انبیاء و اولیاء او را بدو داشتند و از آنجا تعریف و معرفت وی میوه ایشان می گشتند و از آنجا علم ایجاب کتابت ص ۱۲ مطلق از حق تعالی مستطیع است و علم بدو معرفت حق را طاعت گردد که طاعت معرفت وی علم هدایت و اعظم وی بود و علم من الله علم شریعت بود که که این از وی بما فرمود و تکلیف است و علم مع الله علم مقامات و طرق حق و بیان وجبات ادبیا بود پس معرفت بی پذیرفتن شریعت درست نیاید و در روش شریعت بی اطلاع مقامات درست نیاید و ابو علی تمثیلی گوید رحمه الله علیه العلم حقیقه القلب من المجلد و نور العین من الظلمة علم زندگی دست از مرگ بجل و نه چشم یقین است از ظلمت کفر که هر که را علم معرفت نیست دلش بجهل موه است و هر که را علم شریعت نیست دلش بتنادبی چهار دست پس دل کفار موه باشد که بخودند تنالی جاهل اند و دل اهل خفیت بیار باشد که بزرگوار وی جاهل اند. اندر دراتی ترمذی گوید رحمه الله علیه من اکتفی بالکلام من العلم دون الزهد فقد تلوذق و من اکتفی بالفعلة دون الودع فقد تظنق. هر که از علم تجرید عبارت آن پندیده کند و از احوال آن روی گرداند زنیق شود و هر که بعلم شریعت و قدر بی درج پندیده کند غاصق گردد و مرد ازین ایست که بی محاسن و بی حجت تقریر توجیه بخیر باشد و موقد بجرای قتل و قدری نفس باشد تا روش وی اندر میان قدر و ببرد دست آید و این قول حقیقت آنست که آن پیر گفته رحمه الله علیه التوحید دون الجبر و فوق القدر پس هر که از علم توحید بی محاسن عبارت آن پندیده کند و از احوال آن روی گرداند زنیق شود اما قدر را شرط اعتقاد و تقوی بود و هر که بعلم قدر و شریعت بی درج پندیده کند و در خص و تکلیفات و تعلق شیمات مشغول گردد و بدون مذهب گرد بختدان گردد مر برائی را زود باشد که بختش باشد افتد و این جمله از غفلت پدید آید و نیکو گفته آن شیخ (اشباح بیخی این معارف الراسی رحمه الله علیه اجتناب حصه ثلثة اصناف من الناس: العلماء الغافلون و اسقراء المدهانین و المتصوفة الجاهلیین) اما علماء غافل آنان باشند که دنیا را قبله دل خود

ص ۲۲

ص ۱۷۳



گردانیده باشند و از شرع آسمانی اختیار کرده و پرستش ملائین و ظلم بر دست گرفته و درگاه ایشان را لغوات گاه خود ساخته و جای خلق را بمرحوب خود گردانیده و بخود و نیکوئی خود تفریق نهاده و بدقت کلام خود مشغول نشده و اندک اندک از امتدادان زمان طعن دراز کرده و بقهر کردن زندگان دین و بعضی زیادتی مشغول شده آنگاه اگر کوفین را در پله خزانگی از نمی پندارند آنگاه معتقد و حسد را در صلب گردانیده و خود را این علم نباشد بر علم صفتی باشد که اوضاع جمل از معرفت آن منتفی شود اما تمام ماضی آن باشد که چون کسی قبل بر موافقت مبادی وی کند اگر باطل بود آن فعل وی را مدح گویند و چون کسی بر مخالفت وارد او کاری کند اگر حق بود وی را بدین ختم کنند و از خلق بمخالفت خود جاه طع داده و بر باطل (ص ۱۶۴) مرقع را در اهتک کند اما مستحق جاهل آن بود که در محبت پیروی نموده باشد و از بدی دوستی بخافند بود از خوف بد در میان عقل و انگشته و گوشمال زدن نیز پیشه و بنایانی کیوی در پوشیده و خود را در میان ایشان افکند و به بی حرمتی طریق انسانی می پیروی و اندر محبت ایشان و حق وی و امتدادان داشتند که بعد از این خود پندارد و آنگاه طریق حق و باطل بر وی پوشیده بود پس این سه گروه با که آن بر مرقع یاد کرده و سرایان را از محبت ایشان اراض فرمود و آن بود که ایشان اندر دعای خود کاذب بودند و اندر روش ناهم و لا یزید بسطای رحمة الله علیه گویند علیست فی المجاهدین ثلاثین سنة فما وجدت شيئا اشد حلت من العلم و متابعتهم گفت سی سال مجاهده کردم بر من هیچ چیز سختتر از علم و متابعت آن نیامد و در جمله قدم بر آتش نهادن بر طبع آسان تر ازان بود که بر موافقت هم رفتن و بر صراط عزاد یار گذاشتن بر دل باطل آسان تر ازان بود که یک مثل از علم آموختن و اندر دوزخ خیمه زندن دوستر ازان بود بر فاسق که یک مثل از علم به کار بستن پس بر تو یاد به علم آموختن و اندران کمال طبع و کمال علم بنده من بود علم خلوت تعلل و بهیله که چندان بلای که بدانی که نمی دانی و این آبی سختی بود

ص ۲۲

که بنده بر علم بدی نتواند دانست و بدی حجاب اعظم است از خداوندی و اندرین معنی گویند - شعر

الجز عن حرك الاموات حراك

بالوقف في خلق الاعداء من

آنکه بنامند و بر جمل خود مقرر گردد مشترک بود و آنکه بیاموزد و اندر کمال علم خود وی را معنی ظاهر شود و پندار علمش بر خیزد و بداند که علم وی بجز علم اندر علم عاقبت وی نیست که تسبیحات را اندر حق تعالی تاثیر نباشد این بحر لد از دیانت علم و دیانت علم باشد

ص ۲۵

باب اثبات الفقر

بدانکه حدیثی را اندر راه حق مرثه عظیم است و درویشان را خوری بزرگ  
 چنانکه خدای عز و جل گفت لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ آمَنُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ  
 حَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنَاءَ مِنَ النَّعْتِ وَ نِزَاجُكَ صَوَّبَ اللَّهُ  
 مَثَلًا حَبَدًا شَمَلًا لَا يَحْدُرُ عَلَى شَيْءٍ و نیز گفت تَقَاتَىٰ جُحُوبَهُمْ  
 عَنِ الصَّالِحِ يَذْعُونَ دَبْهُمُ خَوْفًا وَ طَمَعًا و نیز رسول صلی الله علیه و سلم فقر  
 اختیار کرد و گفت اللهم اعين مسكينا و امسك مسكينا و احشرفني في زمة  
 المساكين و نیز گفت در روز قیامت خداوند تعالی گوید ادعوا مني اجابني فيقول  
 من اجابك فيقول الله فقراء المساكين مانند این کلمات و اخبار بیاد راست تا  
 حدی که از مشهوری آن باثبات آن حاجت نیاید هر صحت و دلائل را - و اندر  
 وقت پیغمبر صلی الله علیه و سلم فقر را مجرب نداده اند آنان که اندر حکم آداب  
 عودیت حق تعالی و صحت متابعت پیغمبر صلی الله علیه و سلم نشسته بودند اندر مسجد  
 وی و از اشغال بکار احوال کرده و ترک معاشرت بگفته در ۱۲۴ و خداوند تعالی  
 را بداند مدعی خود بود داشته و توکل بر حق کرده تا رسول صلی الله علیه و سلم  
 مامور بوده بصحبت و قیام کردن به حق ایشان چنانکه خدای عز و جل و کلام  
 تَعْلَمُ الَّذِينَ يَذْعُونَ دَبْهُمُ بِالْحَقِّ يَوْمَئِذٍ وَجْهَةٌ و نیز گفت

ص ۳۷

و بعد هبتك عنهم توبين ذينة الحيوة الدنيا تا رسول صلی الله علیه و سلم هر کجا  
 می را از ایشان بدیدی گفتی مایه و پند خدای آنان را که خداوند از برای ایشان  
 این عذاب کند پس خداوند هر قدر را مرتبتی و درجه بزرگ داده است بجهت فقر  
 را بدان مخصوص گردانیده تا بزرگ اسباب طاهری و باطنی گفته اند و بحقیقت  
 بمسبب رجوع کرده تا فقر ایشان فزایشان گشت تا برفقن آن نادان شدند و  
 بآتش تشاوری شدند و مرایشان را در کنار گرفتند و بجز اوقات آن بداند بکار  
 گرفتند و اما فقر را رسمی است و حقیقی و شمس افلاس و اضطرار است و حقیقی  
 اقبال و اختیار - آنکه رسم دید با نعم بیارایید و چون مراد یافت از حقیقت برید  
 اگر حقیقت یافت روی از موجودات بر تافت و بقا کل اندر رویت کلی  
 شافت من در یحوت روی رسیده بود یسمع سوف اسعده پس فقیر آن بود که  
 هیچ چیزش نباشد و اندر هیچ چیزش خلل نیاید بستی اسباب غنی گردد و نیستی وی  
 بسبب احتیاج او نه شود و دهد و دم اسباب نیز بیک فقرش یکسان بود و اگر اندر  
 نیستی خرم تر بود در ۱۲۴ بعدا بود از آنچه مشایخ گفته اند که هر چند درویش  
 تنگ دست تر بود بعدا بود که حال بر وی گشاده تر بود زیرا که وجود معلوم مر  
 درویش را شوم بود تا حدی که هیچیز را در بند نکره آلا بدان مقدار اندر بند  
 شود پس زندگانی دوستان حق با الطاف حق و اسرار پیری است با حق نه با آلات  
 دنیا و قدار و سرای قیام پس مترع مشاع باشد از راه رضا حکایت آورده اند  
 که حدیثی را با یکی ملاقات افتاد ملک گفت از من حاجتی بخواه و درویش گفت  
 من از بنده بندگان خود حاجت نخواهم - گفت ای پسر که باشد گفت مرا دو پند  
 اند که آن هر دو خداوندان تو اند یکی حرص و دیگر اهل و رسول گفت صلی  
 الله علیه و سلم - الفقر نوره لاعداء پس چیزی که اهل را عزا بود مرا اهل را دل  
 بود و ترش است که فقر محظوظ الجوارح بود از دل و محفوظ الحلال از خلل نه  
 بر تنش معیشت و لذت بود و نه بر مایش خلل و آفت گردید از آنچه ظاهرش

ص ۲۶



مستغرق نعم ظاهر بود باطنش منبع نعم باطن تا نقش مدحانی و دیش ربانی بود خلق را بدو حالت نماند و کرم را بدو نسبت و تا از حوالت حق و نسبت آدم فقیر باشد ملک این عالم غنی گردد امدین عالم و ملک آن عالم غنی گردد اندر آن عالم و کونین اندر بقیه ترازوی فقرش پیر پشته نهد و یک نفس دی اندر هر دو عالم بگذرد

## فصل

قوات دس ۱۲۸ که اندر مشایخ رحمهم الله این تفسیر را از اندر فقر و غنا ۳ کلام فاضل تر است. اندر صفات خلق از آنچه خداوند تعالی غنی بر حقیقت است و کمال آنکه علامه اوصاف غنی را در حدیث بیکی این صافه از ازای علامه ابن ابی الحارثی و عابد المراسی و از ابیاس ابن عطا و بیجم و ابو الحسن بن شمعون و از متأخرین شیخ المشایخ ابو محمد فضل الله بن محمد البیضاوی رحمهم الله عطا برانند که غنا فاضل تر است از فقر و دلیل کنند که غنا صفت حق است تعالی و تقدس و فقر بر وی روا نباشد پس اندر دینی منفی که مشرک باشد میان بدو و خداوند تعالی تمام تر بود از آن که بر خداوند تعالی و آن صفت روا نباشد گوئیم که این شرکت اندر اسم است و در معنی که شرکت معنی را مماثلت باید چون صفات دی تعلیم است و اذان خلق محدث این دلیل باطل بود و من می گوئیم که علی بن عثمان الجلابی اسم رضی الله عنه که غنا مرقی را نامی بزمراست و خلق مستغرق این نام نباشند و فقر مرقی را نامی بزمراست و مرقی را آن تمام روا نباشد و آنکه بجهاد امر کسی را مرقی اطلاق می کنند که غنی بر حقیقت بود و نیز دلیل واضح تر آنکه غنا با وجود ابواب بود و با سبب باشیم اندر حال قبول ابواب و دی سبب ابواب است و غنا دی را سبب نیست پس شرکت اندرین صفت باطل بود و نیز چون اندر بین ذات شرکت نیست کسی را

۷۸ ص

با دی اندر صفت هم بود و چون اندر صفت روا نباشد اندر اسم هم روا نبود نماند این جا دس ۱۲۹ تفسیر و تفسیر نشانی است بجهان خلق و آن عداوی پس غنا بر حق تعالی است که دی را هیچ کس نیاید نیست و هر چه خواهد کند عداوتش را داغ فی و نقدش را مانع فی و بر قلب ایمان و آفرینش حدیث توانا و همیشه بدین صفت بود و همیشه صفت و غنا خلق مثال میبشتی با وجود مرتبی یا رستن از آفتی یا کرم بمشاهدتی و این جمله حدیث و تفسیر بود و باید طلب و تحمیر و مرفوع عجز و تقدیر پس این اسم بده را بجا بود و حق تعالی را حقیقت بود قوله تعالی یا ایها الناس انشروا النعماء الی الله و الله هو الغنی البصیر و نیز گفت و الله الغنی و انکم الفقراء و نیز گوی از حوام گویند که قانگر را فضل تیمم بر عداوتش زیرا که خداوند عزوجل او را اندر خدا جهان میدهد آفریده است و وقت توانگری بر وی داده و این گردد اینجا از غنا کثرت دنیا و یافتن کام بشریت و دانستن شمول خواهند و برین دلیل کنند که بر غنا شکر فرمود و اندر فقر مبر پس مبر اندر بلا بود و شکر اندر نما بود و بحقیقت تنها فاضل تر از بلا بود گوئیم که بر نعمت شکر فرمود و شکر را علت زیادت نعمت گردانند و بر فقر مبر فرمود و مبر ما علت زیادت قربت گردانند و گفت یا ایها شکرتکم لا یبیدنکم و نیز گفت یا الله مع الشاکرین هر که اندر نعمتی که اصل آن خلقت شکر کند خلقت بر غفلت زیادت کنیم و هر که دس ۱۳۰ اندر فقری که اصل آن بیعت است مبر کند قربش بر قربت زیادت کنیم اما آن غنا که مشایخ مر آن را فضل نمند و بر فقر مراد شان از این باشد که حوام مر آن را غنا گویند که این غنا یافت نعمت بود و آن یافت نعم پس یافت و صفت چیزی دیگر بود و یافت خلقت چیزی دیگر و شیخ المشایخ ابو سید گویند رحمة الله علیه الغنا هو الفناء بالله مراد ازین کشف ابدی باشد بمشاهدت حق گوئیم که کشف ممکن الحجاب باشد پس اگر این صاحب مشاهدت را محجوب گردانند از مشاهده محتاج آن مشاهده کردند یا نه اگر گویند مگر دو

دس ۱۲۱

دس ۱۳۰

حاصل باشد و اگر گریه گردد گریه چون احتیاج آمد اسم غنا ساقط شد و نیز غنا  
 بخلاف کسب است که تقایم الصفت و ثابت اللفظ باشد و با اقامت احوال و  
 اثبات اوصاف آرزیت غنا دوست نباید بلکه عین این غنا را قابل نیست  
 از آنچه در وجود بشریت عین نیاز باشد و علامت حدوث عین احتیاج پس باقی الصفت  
 غنی باشد و قالی الصفت مرسل است اسم را شایسته و پس لغتی من اختار الله  
 از آنچه غنی باشد قائل بود و اختار الله معقول و قائل بود تقایم بود و قیام معقول  
 با قائل بود پس اقامت خود بصفت بشریت بود و اقامت خود بحق صفت خود بود  
 می گویم که علی بن عثمان الجلابی هم رقی الله عنه که در جنگی چون دوست شد که  
 غنا بر حقیقت بر او بود صفت دوست نباید که بقاء صفت علی علیه السلام بود و موجب  
 آلت بدلائل مذکور و غنا در صفت خود غنا نباشد زیرا که هر چه بود  
 باقی نباشد آن را نای د و صد پس غنا را قیام صفت نام باید نهاد و چون  
 صفت قانی شد محل اسم ساقط شد برین کس و اسم فقر افتاد و اسم غنا و  
 باز جمله مشایخ و بیشتری از عظام فضل نمند فقر را به غنا از آنچه کتاب و سنت  
 بفضل آن مطلق است و بیشتری از آلت بدان مجمع و اندک حکایات یافتیم که  
 مدعی میان جیند و ابن عطا رحما الله این مسئله می رفت این عطا دلیل آورد بر  
 آنکه افتخار قاضی تر نه که با ایشان یتیم است بر آن حساب کنند و حساب شتابان  
 کلام بی واسطه باشد اند محل عتاب و عتاب از دوست بدوست باشد چنین گفت  
 اگر افتخار حساب کنند از بدویشان خدا ما خواهیم و خدا قاضی تر است از حساب  
 و این با لطیف محب است گریه اند تحقیق محبت خدا بیگانی بود و عتاب مخالفت  
 و دوستی اند محلی باشد که این هر دو اند احوال ایشان وقت نماید از آنچه  
 در اندر موجب تقصیری بود که اند حق دوست کرده باشد اند فرای دوست چون  
 دوست حق خود از وی طبع این از وی خدا خواهد و عتاب بر موجب تقصیری بود که  
 دلت باشد اند فردن دوست آن گاه دوست بدان تقصیری را عتاب کند و این

ص ۲۱

هر دو محال باشد در همه مطالب باشد فقر بصیر و افتخار بکر و اندر تحقیق دوستی و  
 دوست از دوست چیزی طلب بود و دوست از ۱۳۲ فرای دوست علاج کند پس ظلم  
 من سنی این اندر میداد و قد ساء ربه فقیرا من را که نامش از حق فقیر است  
 اگرچه امیر است فقیر است و هلاک گشت آنکه پندارد که وی به امیر است اگرچه  
 جایگاهش تحت و سر است زیرا آنچه افتخار صاحب مدق باشد و فقر صاحب مدق بود  
 هرگز صاحب مدق چون صاحب صدقه نباشد پس اندر حقیقت فقر سلمان چون غنا  
 سلمان باشد از آنچه الوب را دوست داشتند و همیش گفت رَغَمَ الْهَيْدَا سَلَمَانَ بود  
 انتقامت مکش گفت رَغَمَ الْهَيْدَا چون رفای رحل حاصل شد فقر سلمان را چون غنا  
 سلمان گردانیده

ص ۳۲

الحکایة مصنف گوید از استاد ابو القاسم قشیری رحمه الله علیه شنیدم که گفت مردی  
 اند فقر و غنا سخن گفته و خود را اختیار کرده اند و من آن اختیار کنم که حق  
 مرا اختیار کند و مرا اندران نگاه دارد اگر تو اگر دارم غافل باشم و اگر درویش  
 دارم حریص و معری باشم پس غنا نعمت و غنفت اندر دی آفت و فقر نعمت و  
 موفی اندر دی آفت مانی بود نیک و مصلحت بود بوش الله و حق غنفت و فقر فراغت  
 دل از ما دور و غنا شغولی دل بغیر چون فراغت آمد فقر از غنا اولی تر بود و  
 غنا فقر اولی تر بود غنا کثرت متاع بود فقر قلت متاع و متاع بعد از این متاع بود  
 چون طالب تبرک ملک گفت شرکت از میان برخواست و از هر دو اسم فاسخ شد

فصل

و از مشایخ طریقت هر یک که ما از ایشان معنی معرفت و حق بمقدار دهن ۱۳۳  
 امکان تأویل ایشان دین کتاب یادم انشاء الله تعالی یکی از متاخران گوید بیس التقریر  
 من خلا من اللود انما الفقیر من خلا من العباد فقیر من آن بود که دستش باز  
 متاع و خدا تعالی بود بلکه فقیر آن بود که طبعش از مراد تعالی بود چنانکه اگر نخواهد

ص ۱۳۲



تعالی مال دهد دی را اگر مردش حفظ مال بود غنی بود و اگر مردش تنگ مال هم غنی بود که هر دو تصرفات امر ملک غیر و فقر ترک حفظ و تصرف بود یعنی این ملاک الهی را گیر علامه الفقیر نعمت الفقیر علامت محبت فقر است که بقدر الله کمال ولایت و بیاض مشاهدت و قنای صفت می ترسد از ثبات و تطبیق پس به کمال آن حال رسد که ترسد از تطبیق و در علم این محمد گوید رحمة الله علیه من نعت الفقیر حفظ سوره و صیانتة نفسه و اداء فرائضه نعت فقیر است که سرش از اغراض محذوف باشد و نقش از آفت مستون و احکام فرائض بر دی جاری بود چنانکه آنچه بر اسلام گذرد با مشغول گردانید آنچه بر ظاهر گذرد همراه با مشغول گرداند و غلبه آن از گزافان امر باز ندارد و این علامت اذلت بشریت بود که کل بنده مرافق حق گردد و این معنی علم بحث گردد بشر حافی گوید رحمة الله علیه انقل استقامات اعتقاد الصبر علی الفقر لی القدر اعتقاد کردن بر طاقت صبر بر عیویش و این صبر کردن و اعتقاد کردن از جمله مقامات پند بود و فقر (ص ۳۲) تمام مقامات بود پس اعتقاد صبر بر فقر علامت رسیدت آفت اعلی و افعال بود و همت تمام اوصاف و اما معنی ظاهر این قول تفخیر فقر است بر توانا و اعتقاد کردن هرگز از طریق فقر روی نگردانم شلی گوید رحمة الله علیه الفقیر من لا یستغنی بشئ عن الله فقیر بدون حق هیچ چیز آرام نگیرد از آنچه جز دی مراد و کام نباشدش و ظاهر لفظ است که جز به فقر تو انگری نیایی و چون او را یافتی تراگرندی پس حتی تو دون دی است و چون تو انگری جز به ترک دادن نیایی تر حجاب تو انگری گشتی و چون تو از راه بر نیازی تراگر کی باشی و این سخن سخت خاموش و لطیف است بنزد اهل حقیقت و حقیقت معنی این آن بود که الفقیر لا یستغنی عنه یعنی فقیر آن بود که مراد او هرگز نخواهد بود این معنی است که آن پیر گفت یعنی خواه جدا شد انصاری رحمة الله علیه که انده با ابدی است هرگز همت با مقصود را باید و نه کیست با نیست گردد

ص ۳۲

امر دنیا و آخرت از آنچه یافتن چیزی را بجا نیست باید و دی جنس در و اعراض از حدیث دی در خطرات باید و درویش غافل از پس کاری افتاده همیشگی و سامی پیش آمده مشکل از آن وقتی است با آن که کسب را بپرداز دی راه در و فصل دی از جنس مقدور خلق در و در فنا بقدر صورت در و در بقا تغییر بعد از هرگز قانی باقی شود تا و صلت بود و در باقی فانی شود تا قریب بود در ۱۳۵ کار در شان دی سرسبز عزت است تنی دل در سعادتی موهبت ساخته اند و آرام جان در مقامات و مقامات و طریق عوینا گردانیده جهانات ایشان از خود بخود و مقامات ایشان از جنس بخش و حق قانی منزله از اوصاف لا احوال خلق و در این آن گوید رحمة الله علیه نعت الفقیر السکون عند الضرر و البذل عند الجود و قال یحیی الاضطراب عند البیوة چون نیاید غاروش باشد و چون بیاید دیگری را از خود دوری تر داند و قبل کند پس آن را که مراد فقر بود چون از مراد باز ماند دلش ساکن بود و چون آن فقر پذیرد آید آن تا که اولی تر از خود داند بدو دهد حکیم کاری بود و در اندرین قول دو معنی است یکی سکون در حال هم رضا بود و در دلش در حال وجود محبت و از آنکه معنی درونی تقابل غلبت بود و در غلبت غلبت تقابل فقر بود و محبت متارک غلبت بود که در غلبت غلبت نشان فقر است بود و سکونش الله هم انتظار دهد بود و چون موجود گشت آن دهد غیر دی بود و دی ما با غیر آرام نبود بزرگ آن گیرد و این معنی قول شیخ الشیخ ابو القاسم بنیدین محمد ابن الحنفیه است که گفت الفقیر خلو القلب عن الاشکال چون نفس از اندیشه شکل عالی بود و در شکل غیر بود بجز انداختن چه روی داد و شلی رحمة الله علیه الفقیر یحو البلاء و یلاک کل عثم فقر دریای با صفت از بلاهای او بجز عثم است و عثم نصیب غیر است از آنچه مبتلا در عین بلا صفت دی و در عثم چه خبر در ۱۳۶ تا آنگاه که در عثم بیکی کرد آنگاه بلاش بجز عثم گردد و عثم بجز وقت و وقت بجز محبت و محبت بجز شادمانی تا دماغ طالب بجز عثم شود از عثم خیال تا بی عثم بیننده گردد

ص ۳۵

ص ۱۳۶

و بی گوش شونده پس عزیز بنده باشد که بار بلاد دوست کشد که بلا موی حقیقت  
است و نماذی بر حقیقت از آنچه مولا آن بود که شده با حق حاضر کند و نقل  
آنکه غایب کند از حق و بلاد فقر نشان حضور است و راحت غنا نشان غیبت پس  
حاضر بحق عزیز باشد و غایب از حق ذلیل - برای ما که سعی آن مشاهده است و دیدار  
انسان خلق بدان هر صفت که باشد غلبت بود و جنتی گوید رحمت الله علیه یا معشر  
الفسقوا انکم انما تعلمون بالله و تکلمون الله فانظروا کیف تکلون مع الله اذا  
خلوتم به ای شما که درویشید شما را بخندند شما را از برای او کرامت کنند  
نگرید تا الله غلامان را بی چگونگی باشد حق چون خلق مر شما را بدیش خواند و حق  
شما را بگوید شما حق حقیقت بدیشی بگوید خواهید گذارد و اگر حق شما را بنام  
دیگر خواند بخلاف دعوی شما آن از ایشان می پندید که شما نیز انصاف دعوی خود می  
نمید که باز بهترین مردمان آنست که خلق از آن بود و آنچه و با خود از آن او باشد  
خاک آنکه خلق از آن او دانند و از آن او باشد و عزیز ترین آنست که خلق او را  
و از آن او دانند و او از آن او بود مثل آنکه در ۳۷ خلق از آن حق دانند  
و از آن او بود و چون مردی بود که دی دعوی میبوی کند و بپایان ما دارد  
کند و چون خود بیمار شود طبیب دیگری بایش تا داند او بداند و مثل آنکه خلقش  
از آن حق دانند و دی از آن حق بود چون مردی بود که دی میبوی کند و بپایان ما دارد  
دارد کند و تا خود چون بیمار شود طبیب دیگر بایش تا داند او بداند و مثل آنکه  
خلقش از آن حق دانند و او از آن حق بود چون مردی بود طبیب و خلق به بدان  
علم و در راه از خلق فاسد خود را بپایان موانی و شریعت مای منزه و  
صواحای مقتدی یکدیگر داد تا بیمار گردد و چشم خلق بمل از حال او فرو دختر باشد  
و بعضی از متأخران گفته اند الفقر عدم بلا وجود و عبادت ازین قول منقطع است  
ببراکه مدوم شی نباشد و عبادت جز از شی نتوان کرد پس ایضا چنین صدمت گیرد که  
فقر هیچ چیز نبود و عبادت و جماع جمله ادبیای ضایع بود و معلی نباشد که آن اند

۳۷ ص

مین خود فانی و مدوم بود و ایضا عبادت در عدم مین خواهد که عدم گفت خواهند  
از مین و کل اوصاف آدمی برفت بود و چون آنست نفی شود آن فناء صفت بود و فناء  
صفت آلت رسیدن و تا رسیدن تا از پیش ایشان میگیرد که عدم مدش  
ایشان را بین نفی مین نماید و اندران هلاک گویند و من گردی دیدم از شکلمان  
که صدمت این معنی را معلوم نکرده و برین خندیدند که این سخن مقول نیست و گردی  
دیدم از مدعیان در ۳۸ که این سخن نامقول را قبول کرده بودند و اعتقاد و اعتقاد  
کرده و اصل این قصه معلوم ایشان نبود و می گفتند که الفقر عدم بلا وجود و  
مرده گردد به خطا بودند یکی از ایشان سخن مرش را منکر شد و دیگری جل ما حال  
ساخت و بدان پدید آمد و مراد از عدم و فنا اند عبادات این طایفه پیری شدن  
آلت مدوم بود و صفت تا ستوده اند طلب صفت محمود در عدم معنی وجود آلت طلبند  
و در علم بدیشی اندر کل معانی فقر عاریت است و اندر کل اهل اصل بی گاه  
اما گذرگاه اسرار ربانی است تا امور دی مکتب دی بود و فعل دی را نسبت بود  
بود معانی را اضافت بود و چون امری از بند کعب رها شد نسبت فعل از  
منقطع بود آن گاه آنچه بر دی گذرد او ماه آید نه ماه مد پس پیچید ما بود  
نکند و از خود دفع نکند هر از آن غیر است آنچه بر دی نشان کند و دیدم  
گردی را از مدعیان ارباب اللسان که نفی کمال ایشان از اندرک این قصه نفی دید  
می نمود و این خود صفت حریز باشد و بصفت گوید و دیدم که نفی مراد نشان  
از حقیقت فقر نفی صفت می نمود اندر مین فقر و دیدم که نفی طلب حق و حقیقت را فقر  
و صفت خوانند و دیدم که اثبات مراد نشان نفی کل می نمود و هر کسی اندر صبح از  
حجب فقر اندر مانده بود از آنچه پندار این حدیث مراد علامت کمال ولایت بود و تولا  
و تمت این حدیث فایة الخلیف است بعین این معنی قوی کردن فعل کمال است  
پس طالب این قصه را چاره در ۳۹ نیست از راه ایشان بقت و مقامات شان  
پسرون و عبادات ایشان دانستن تا عامی نباشد اندر عمل خصوصیت که حواس اهل از

۳۸ ص

۳۹ ص



امول موقوف بود و عوام فروع از فروع معیوب کسی که از فروع باز ماند با موقوف نسبتی  
بود چون از اموال باز ماند هیچ بابش نسبتش نماند و این بود براسه این گفتیم تا راه  
این معنی سپری و بعایت حق این مشغول باشی. ماکون خلق و اموال و رموز و اشکالات این طایفه اند  
باب انقراض پیدا کنم و آنگاه اسامی الرجال بیایم و آنگاه اختلاف مذاهب مشایخ متفرقه  
را بیان کنم و آنگاه احکام حقایق و محارف و شرایع بیایم و آنگاه آداب و رموز  
مقامات ایشان بقره امکان بیایم تا بر تو و خوانندگان حقیقت این کشف گردد و باشد  
التوفیق

## باب التصوف

خدای گفت: لَوْ دَجَلُ وَ جَبَلُ الرَّسُولِ الْوَحْدَانِ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا إِذَا  
مَخَاطَبْتُمْ إِلَهُكُمْ كَأَنَّمَا سَلَامًا و رسول گفت: صلی الله علیه و سلم من سمع صوت  
اهل التصوف فلا یومن علی دعائهم کتب عند الله من الفضائل و مردمان اهل تحقیق  
این اسم بسیار سخن گفته اند و کتب ساخته گروهی اذعان گفته اند که صوفی بد از  
مای آن صوفی خوانده اند که بهر صوت صادر و گروهی گفته اند که بد برای این گروهی  
خوانده که اهل صف اول باشد و گفته اند بدان صوفی گویند که تالی یا صاحب صف رضی  
الله عنهم کرده و گروهی گفته اند که این اسم از صفا مشتق است و هر کسی را در  
۱۴۰ اندین معانی اندر تحقیق این طریقت لطایف بسیار است اما بر مقتضای وقت  
اندرین معانی بعدی باشد پس صفا در جمله محمود باشد و ضد آن کفر بود و رسول  
گفت صلی الله علیه و سلم ذهب صنو الدنیا و بقی کدورها و تمام لطایف چیزها صفا  
آن چیز باشد و نام کثایت کفر آن چیز بود پس چون اهل این قلمه اخلاق و  
مسائل خود را مبتدب کرده اند و از آفات طبیعت بیزار بجهت مر ایشان بد صوفی  
خوانند و این اسمی است. مر آن گروه بسیار از اسما و اعلا و از آنچه ظاهر اهل آن  
اهل اذعان است که مسالک ایشان را بتوان پوشید تا اسم ایشان را اشتقاق یابید و  
اندرین زمانه بیشتر خلق را حق تعالی ازین قلمه و اهل این محبوب گردانیده است و

لیقۀ این قفسه بر دلہای ایشان پرتابند تا گردوی پندارند کہ این ورزش صلاح ظاهر  
ست جزو بی مشاہدت باطن و گردوی پندارند کہ اسی است بی حقیقتی و اصلی تا ندی  
کہ برویت اہل ہزل و عمار ظاہر بین کلیت این را انکار کردہ اند و بحجاب این قفسہ  
خوشد شدہ تا توأم بدیشان تقلید کردہ اند و طلب صفای باطن را از دوا محو کردہ و تہذیب  
سلف و صحابہ را بر طاق تعادہ شمر

ان الصفا صفة الصديق      انك لندت صديقاً على التحقيق

ازانچه صفا را وصل و فرعی است مجلس انقطاع دل از اغیار و فرض خلوة دل  
 است از دنیا و خدار و این هر دو صفت صدیق اکبر است ابو بکر محمد بن ابی  
 قحافة رضی الله عنهما ازانچه اهل این طریقت اند بود و در ۱۲۰ انقطاع دل وی  
 از اغیار آن بود که از صحابه برحق پیاپی صلی الله علیه و سلم بحضرت معلّا و مکان مصفا  
 شکفته دل گشت بود و عمر رضی الله عنه تشبیه بر کشید که هر که گوید که پیغمبر صلی الله  
 علیه و سلم بر او سرش را بر سر صدیق اکبر بیرون آمد و آواز بلند برداشت و گفت لا  
 من عبد محمد فان محمد قد مات و من عبد ابی محمد فانه حي و یوموت  
 آنگاه بر خواند و ما محمد بن ابی رسول قد خلت من قبله الرسل کذا قال قلت اذ قیل  
 انقلبتم علی اعقابکم انکه بود وی محمد بود وی رفت و انکه ندای محمد می پشنید وی  
 زنده است که هرگز نمیرود انکه دل در دستان فانی بند فانی بقا شود و هیچ وی جمله لها  
 شود و انکه همان حضرت باقی فرست چون نفس فانی شود وی باقی بجا شود پس انکه  
 اندر عمده یحشمت گردیده است چون وی از دنیا بشد تعظیم عمر از دل وی با وی  
 بشد و انهر که اندر وی بین حقیقت نگویست رفیق و بودن وی هر دو انهر را  
 یکسان بود زیرا که انهم حال با بقا فانی دید و انهم حال فانی فانی دید  
 دید از محفل اعراض کرد و محفل اقبال کرد قیام محفل و محفل دید مقدار اکبر حق وی را  
 تعظیم کرد سبیدی دل اندر کس نیست و مراد عین بر خلق نکشاد از پنجه من نظر الی  
 الخلق هاتک و من دعی الی الحق ملک که نظر بخلق نشان ملک بود و انهم

بجای نشان ملک بود آن غوث دی از دنیای قدار آن بود که هیچ داشت از مل دس  
(۲۱) و مثال و مرالی جمله بدار و گیتی پوشید و نزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمد و دس  
صی الله علیه و سلم گفت ما خلقت بیبالک فقال الله و رسولہ - مریدان خود را چه  
باز گذاشتی از مال خود گفت دو خریدم بی نهایت و دو گنج بی غایت گفتا چه چیز گفت  
بخت خود و تنای و دیگر متابعت رسول و چون دل از تعلق منو دنیا آزاد گشت  
دست از کدر آن غالی کنس - این جمله صفت صوفی صادق بود و انکار این جمله انکار  
حق و مبارزه میان بود و گفتم که صفا فدا کرده بود و کدر از صفات بشر بود و بحقیقت  
صوفی بود آنکه او را از کدر گذر بود چنانکه اندر حال اشتراق مشاهده یوسف علیه السلام  
و لطایف بحال دی نشان مصر را بشریت غالب شد و آنی قلبه بکس باز گشت چون  
بغایت رسید بنهایت رسید و چون بنهایت رسید ایشان را بدان گذر افتاد و بقاء بشریت  
ایشان را نظر افتاد گفتند ما طماننا بشرًا نشان دی را کردند و حمایت از حال خود  
کردند و اذعان بود که گفته اند مشایخ این طریقت رحمهم الله بیس اصفا من صفات  
البشر لاق البشر مدد و المدد لا یغوا من الکدر - صفا از صفات بشر نیست زیرا که  
دار مدد جز بر کدر نیست و بر بشر را از کدر گذر نیست پس مثال صفا بافعال  
باشد و از مدی مشاهده امر بشریت با احوال نباشد و صفت صفا را نسبت  
بافعال و احوال نباشد و اسم آن را تعلق با اسمی و انقباض الصفات صفات الاجاب  
و هم ششوس بلا مضایب از آنچه صفا صفات دوستان است و آنکه دس (۲۲) از صفات  
خود قانی بود و بصفت دوست باقی بود دوست آنست و احوال ایشان نزدیک ارباب  
حال چون بقیاب چنانست چنانکه حبیب خداوند صمد مصلی الله علیه و سلم را پریدند  
از حال حدیث گفت عبد الله قلبه بالایمان او بنده نیست که دلش از نور ایمان  
منور است تا مدیش از تاثیر آن مقرر است و او نور ربانی معزور است و گفته اند  
که  
قیاب الشمس و القمر اذا اشتقکا  
تموذج من صفاء الحب والتوحد اذا اشتقکا



جمع نور آفتاب و ماه چون یکدیگر مقرون شد مثل مناره مجت و توحید که با یکدیگر مجت و نور ماه و  
 آفتاب ما چه مقدار بود اینجا که نور مجت و توحید بجا باشد تا این ما به کنی اضافت کند اما در دنیا هیچ  
 نور نیست ظاهر آنرا این دو نور که دیده با کمال برهان نور آفتاب و ماه را نتواند دید الله سبحانه  
 آفتاب و ماه آسمان را بینند و دل بدمرست و توحید و مجت عرش را بینند و بر عقی ملق  
 شود اندر دنیا و بعد مشایخ این طریقت مجمع اند بر آنکه چون بنده از بند مقامات رست  
 شود و از کده احوال خالی گردد و از غل تغییر و تلویح آزاد شود و همه احوال محمود  
 موهبت گردد و وی از همه دولت جدا شود یعنی در بند هیچ صفت محموده خود نگردد و  
 مر آن ما را بیند و بدان موجب نگردد حاش از ادراک عقل غایب گردد و درنگارش  
 از تقرت فزون منزله گردد و حضورش (ص ۱۳۴) در ذهاب نباشد و وجودش را ابواب  
 لا یلحق الصفا حضور بلا ذهاب و وجود بلا اسباب حاضری بود بی غیبت و  
 داعی بود بی سبب و علت زیرا که آنچه غیبت بود صورت گیرد حاضر نباشد و آنکه  
 سبب علت وجودی شود و دهبانی شود و وجود و چون بدین درجه برسد بعد دنیا  
 و عینی فانی گردد و اندر پیش انسانیت ساقی شود نور و کلوخ بنزدیک وی یکسان  
 بود و آنچه بر خلق دشوار بود از حفظ احکام و تکلیف بر وی آسان شود چنانکه حارثه  
 بنزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمد و رسول گفت کیف أصبحت یا حارثه قال أصبحت  
 مؤمناً بالله حقاً فقال انظر ما تنزل یا حارثه انما بكل شیء حقیقة فما حقیقة  
 ایمانك فقال حرمت نفسي عن الدنيا فاستوی عندی حبیروها و ذہبها و فضلتها و  
 مددھا فاسهرت بیل و اضأت نهاری حتی صرت کأنی انظر الی عرش ربی  
 یسرنا و کأنی انظر الی اهل الجنة یتناولون فیها و کأنی انظر الی اهل النار  
 یتعذون و فی رواية یتغاولون الحديث - بعداد چگونه کردی یا حارثه گفت بعداد کردم  
 و من نمونی بدم و حق پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم نیک نگاه کن یا حارثه تا چه  
 می گویی که هر حقیقی را حقیقتی و برهانی بود برهان این گفتار تو چه چیز است گفت  
 آنکه تن را از دنیا گشتم و نشان این است که نور و سنگ و سیم و کلوخ آن بنزدیک

(ص ۱۳۴)

من (ص ۱۳۵) یکسان شد و چون از دنیا گشته ندیم بیتی پیوسته ندیم تا بهشت و  
 دوزخ و عرش را می بینم گفت عرفت فالزم کتاب ثلاثاً شأخی یا حارثه لازمست  
 کن بدان که چون نیست - و موفی نالی است مرکاطان ولایت ما و متعلقان ادبیا را  
 بدین نعم خوانند و خوانند اند و یکی از مشایخ گوید که من صفاه الحب فهو صدف و  
 من صفاه الجیب فهو صوفی آنکه مجت مضافاً شود صافی بود و آنکه مستغرق دوست شود  
 و از غیر دوست بری شود موفی بود و به متعلقی نعت اشتقاق این اسم را دست  
 نگردد از هیچ چیزی از آنکه معنی عظیم تر از ان است که این را پیشی بود تا اذن جا  
 شستن بود که اشتقاق شی از شی مهارت خواهد و هر چه هست خدا صفا است  
 اشتقاق شی از خدا کند پس این معنی ظاهر من انش است عند الله و حاجتند بجا است  
 نشود و محتاج اشارت نگردد لا ان الصوفی ممنوع عن الصلوة و الاشارة چون موفی از  
 کل عبادات ممنوع است بعد عالم از مبتلان وی باشد اگر دانند یا نه دانند هر اسم  
 ما چه خطر باشد در حال حصول معنی پس اهل کمال ایشان را موفی خوانند و متعلقان و  
 طایبان ایشان را مستغفون و تصوف از تغفل بود و نفس مملکت افتخار کند و این  
 زرع اصل باشد و زق این معنی از علم لغت و معنی ظاهر است الصفاء دلایة لها  
 آية و رواية و التصوف حکایة للصفاء بلا تشکایة پس صفا معنی متالی (ص ۱۳۶)  
 و ظاهر است و تصوف حکایت از ان معنی و ال آن معنی اهلین صبر بود  
 سه قسم اند یکی موفی بود و دیگر مستغفون و یکی مستصوف - پس موفی آن بود که  
 از خود فانی بود و بحق باقی داند قبضه طایف برتر و بحقیقت خالق پیوسته و  
 مستغفون آنکه بمجاهدت این درجه را طی طیلد و اندر طلب خود را بر محاسن  
 ایشان دست نمی کند و مستصوف آنکه از برای مال و مثال و جاه و حظ دنیا خود  
 را مانند ایشان کرده بود و این هر دو هیچ خبر ندارند تا حدی که گفته اند  
 المستصوف عند الصوفیة كالذباب و عند غیوهم كالذباب مستغفون بنزدیک موفی  
 از حقیری بعد چون مگس و آنچه این کند بنزدیک وی موفی بود و بنزدیک دیگران چون

(ص ۱۳۵)

(ص ۱۳۶)

گردد و گفتند بی اختیار بود که همه همتش لایق مراد بود پس موصی صاحب دهر بود و  
 مقصود صاحب اهل و مستوف صاحب فضل - آن را که نصیب واصل آمد بیافین مقصود  
 در رسیدن مراد از مراد بی مراد شد و از مقصود بی مقصود و آن را که نصیب اصل  
 آمد بر اهل طریقت ننگین شد و از لطایف آن حاکم و معکم شد و آن را که  
 نصیب فضل آمد از جور بلا ماند و از نگاه چشم فرو نشست و برسم از حق محجوب  
 گشت و محجوب از واصل واصل میبوی شد - و شایع این قصه را اندرین معنی روز  
 بسیار است تا مدتی که کثرت آن را احصا توان کرد اما بعضی از بزرگان ایشان در ۱۵۷  
 اندرین کتاب بیایم تا فایده تمام تر شود یاد کنم ان شاء الله تعالی و بالله التوفیق  
 ذو النون مغمی رحمة الله علیه گوید المصوف اذا نطق بالحق لطفه من الحقائق و لب  
 سکت لطفه عنه الجواهر بقطع الصلوق - موصی آن بود که چون بگوید بیان نقوش  
 حقایق حال او بود یعنی چیزی نگوید که او آن نباشد و چون خاموش باشد محاشش میسر  
 حال وی شود و بقطع ملائق حال وی تعلق شود یعنی گفتارش همه بر اصل صحیح باشد  
 و کدهاش بحد تجرید صفت - چون می گوید قولش همه حق بود و چون خاموش باشد  
 فعلش همه فقر - و بخند گوید رحمة الله علیه التصوف تحت اقیوم العبد فيه قيل تحت  
 للعبد لعل الحق فقال تحت الحق - حقیقتش و تحت العبد وسمه - یعنی نقوش  
 لقی است که تمامت بنده اندر آن است گفتند که تحت حق است یا تحت خلق گفت  
 حقیقتش تحت حق است و در پیش تحت خلق یعنی حقیقتش تمام صفت بنده اقتضاکند و تمام  
 صفت بنده ببقا صفت حق بود و این است حق بود و در پیش دوام مجاهدت بنده اقتضا  
 کند و دوام مجاهدت صفت بنده بود و چون بعضی دیگر مانی چنان بود که اندر حقیقت  
 تجرید هیچ بنده تا تحت صفت نیاید از این صفت بنده مراد ما داریم نیست و تحت  
 خلق جز برسم نیست که تحت خلق مانی نبود و ملک و قل حق باشد پس بحقیقت اندرین  
 حق باشد و معنی این آن بود که خداوند تعالی بنده را فرمود در ۱۵۸ که روزه دار و

ص ۳۷

ص ۳۸

باز از روی حقیقت اذنان حق چنانکه خداوند تعالی گفت و رسول ما را خبر داد که الصومر لی  
 و انا اجعل به روزه اذنان منبت از انچه از مغز است جمله ملک و است  
 و نسبت و اضافت خلق سر هر چیزی را نمود رسم و مجاز بود نه حقیقت - و ابو الحسن  
 نوری گوید رحمة الله علیه التصوف تلك كل حظ النفس تصوف يستادش من از جمله مخلوق  
 انسانی بود و این بر دو گونه باشد یکی رسم و دیگر حقیقت و این معنی آن بود که اگر  
 وی تا ملک حظ است ترک حظ هم خلقی بود و این رسم باشد و اگر حظ تا ملک وی باشد  
 این خاد حظ بود و تعلق این معنی بحقیقت مشاهده بود پس ترک حظ فعل بنده بود و خاد  
 حظ فعل خداوند و فعل بنده رسم و مجاز بود و فعل حق حقیقت و بدین قول میسر شد  
 قول بینه که پیش ازین رفت و هم ابو الحسن نوری گوید رحمة الله علیه الصوفية هم  
 الذين صفت العاصم فصادا في الصفت الاقل بين يدي الحق موافق انانند که  
 هاضای ایشان از کدورت بشریت آزاد گشته است و از آفت لغاتی مانی شده و از  
 موا غلام یافته تا اندر صفت قول و درجه اعلی باقی بیارند اند و از غیر حق ریزند  
 و هم او گوید المصوف الذي لا يملك ولا يملك - موصی آن بود که هیچ چیز اندر بند  
 وی نباشد و (ص ۳۹) - هم در بند هیچ چیزی نباشد و این عبارت از معنی قفا بود  
 که قافی صفت ملک نبود و ملک در از انچه صفت ملک بر موجودات درست کرد و  
 مراد ازین آنست که موصی هیچ چیز را از متاع دنیا و تربیت عجبی بکس نگذارد که خود را  
 اندر تحت ملک و حکم نفس خود نباشد - سلطان ارادت خود از غیر بکسلد تا غیر طبع  
 بندگی از وی بگسلد و این قول لطیف است مراد آن گروه که قافی کلی گیرند و با غلامان  
 ایشان اندرین کتاب بیایم تا تمام موسم شود انشاء الله تعالی و این الجوا گوید التصوف  
 حقيقة لا رسم له - تصوف حقیقی است که رسم را رسم نیست از انچه رسم نصیب خلق  
 باشد اندر معاملات و حقیقت آن خاموشی بود چون تصوف از خلق اعراض کردن بود  
 لاحاله مراد ما رسم نبود - ابو مراد شقی گوید رحمة الله علیه التصوف فعبة الكون بعين  
 النقص بل غنط الطيف عن الكون - تصوف آن بود که اندر کون نگری بود بعین نقص

ص ۳۹



و این دلیل بقای صفت بود بلکه چشم فزاد کنی از کن و این دلیل فزای صفت بود از این نظر اندر کن باشد چون کن نامد نظر هم نامد و غرض طوط از کن بی بقای بصیرت برآنی بود یعنی هر که بخود ناپیدا شود بحق بینا شود از آنچه طالب کن هم طالب بود و کار وی از وی ای باشد وی را از خود بیرون راندی بود پس یکی خود را بیند و لیکن ناقص بیند و یکی چشم از خود فزاکند و بیند و آنکه می بیند اگرچه ناقص بیند دیده وی همانست در ۱۵۰ و آنکه می بیند با بینائی محبوب اند و آنکه می داند با بینائی محبوب نیاید و این اصل آوی است اندر طریق متقوه و ارباب معانی آگاهی جایگاه شرح این حدیث نیست و در دیگر شبلی گوید رحمة الله علیه التصوف شرك لانه صيانة القلب عن دويبة النير ولا غيره تقوت شركت از آنچه آن حیانت دل بود از بدویت غیر و وجود غیر نیست یعنی اندر اثبات توحید بدویت غیر شرک بود و چون اند دل غیر را نیست بود حیانت کردن مراد از ذکر غیر عمل و حضری گوید رحمة الله للتصوف صفاء السر من كل دويبة المخالفة تقوت عقول دل بود از کدورت فحاشی و معنی این آن بود که سر را از فحاشی تن نگاه دارد از آنچه دوستی موافقت بود و موافقت ضد مخالفت بود و دوست هر هم عالم بهر حفظ فزان دوست نیاید و چون مراد یکی باشد مخالفت از کجا صورت گیرد و محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب گوید رضی الله عنهم التصوف خلق نمن نزل عليك في الخلق ناد عليك في التصوف تقوت یک نوعی باشد هر که یک نوع تر او معنی تر و نوعی نیک بر دو گرد باشد یکی با حق و یکی با خلق نیک نوعی با حق معنا بود بقضای او و یک نوعی با خلق عمل نفل صحت ایشان از برای حق و این هر دو وجه بطالب باز گردد و حق تعالی را صفت اشتیاق است از بقا و حفظ طالب و این هر دو صفت اندر انظار وحدانیت وی بسته است و در شرح گوید رحمة الله علیه الصوفی لا یسبق همته خطوته البتة - معنی آن بود که اندیشه وی با قدم وی برابر بود - یعنی همه حاضر بود دل آنجا که حق و حق آنجا که دل قول آنجا که هم و قدم آنجا که قول و این نشان

حضوری بود بی غیبت بر غلاف آنکه گریزند از خود غایب است و بحق حاضر لایل که بحق حاضر و بود حاضر و این جدت از جمیع المحجوب بود از آنچه تا بدیت بود بود غیبت نبود از خود و چون بدیت بر خاست حضوری بی غیبت بود و تحقق این معنی بقول شبلی است رحمة الله علیه که گفت الصوفی لا یبدی فی الدنایین مع الله غیر الله - معنی آن بود که اندر دو جهان هیچ چیز نبیند بخود فدای عز و حق و در همه هستی بنده غیر بود و بدین غیر نبیند خود را نبیند و از خود بیکت فارغ شود اندر حال تقی و اثبات خود - و جمیع گوید رحمة الله علیه التصوف همتی علی ثمان خصال السقاء و الرضاء و الصبر و الافتراة و القویة و لبس الصوت و السیاحة و الفقر و اما السقاء قدیراهیم و اما ارضاء فلاستعیل و اما الصبر فلا یب و اما الاشادة فلزکوب و اما الضربة فلیجی و اما لبس الصوت فلیوسی و اما السیاحة فلیعی و اما الفقر فلیستند صل الله علیه و علیه جمیع - گفت بنای تقوت بر هشت خصلت است انکذا هشت پیغمبر سخوت با هم در آن چنان بود که پسر فر کرد و رضای اخیل که بفران خدا رضا داد و تبرک جان عزیز خود بگفت و بهر ایوب که اندر در ۱۵۱ برای کران و غیرت رحمن صبر کرد و اثبات زکریا که خدا تعالی گفت اَلَا تُحْكِمُ النَّاسَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا دَمًا و هم اندرین صورت گفت اِذْ نَادَى رَبَّهُ يَدَاؤُهُ خَفِيفًا و بزرگ میی که اندر وطن خود غریب بود و اندر میان خویشان از خویشان بیجان و بیاحت میی که اندر سیاحت خود چون مجز بود که بهر کاسه و شانه نداشت چون دید که کسی بدو مشیت خود آب می خورد کاسه بیاحت و چون دید که کسی با مشتان خال می کرد شاد بیاحت و بلبس صوت موسی که همه جامهای دی پشیم بود و بقدر هیکل صلی الله علیه و سلم که حق تعالی بگوید همه گنجای روی زمین بدو فرستاد و گفت محنت بر خود منه و ازین گنجها خود را تنخل ساز گفت تو هم بار خدایا مرا یک روز میرد از یک روز گزمت - و این اصول اندر سالت سخت نیکوت حضری گوید رحمة الله علیه الصوفی لا یوجد بعد عدمه و لا یعدم بعد وجوده معنی آن

بود که هستی وی را نیستی نبود و نیستی وی را هستی نه یعنی آنچه بیاید مر آن را هرگز  
گم کند و هر چه گم کند آن را هرگز نیاید و دیگر معنی آن که یافتن را هرگز نیافت  
باشد و نایافتن را هرگز یافت نه یا اثباتی بود بی نفی و یا نفی بود بی اثبات  
و مراد از جمله این معانی آنست که حال بشریت بود بکلی ساقط شود و شواهد جسمانی  
از حق وی غایت شود و نسبتش از کل منتقل گردد تا ستر بشریت اندر حق ص ۵۳  
ظاهر شود و یا تعاقب وی اندر عین خود جمع گردد و از خود بخود قیام یابد و صورت  
این اندر دو پندار ظاهر توان کرد یکی عیبه اسفهم که اندر وجودش عدم نبود تا گفت  
نَبْتَ اشْرَحَ بِي صَدِّيقٍ دِیْگَرِ رَسُولٍ مَا عَلَيهِ الْعِلْمُ و السلام که اندر خودش وجود نبود تا  
گفت اَلَمْ تَشْرَحْ لَكَ صَدِّيقُ كَيْ اَمْلِئْ شَوْاسْت و تَعْلَمُ طَلَبُ كَرْد و دِیْگَرِ مَا بِيَارَانْتَد  
و وی را خود خواست نه - علی بن ابراهیم المصیری التیابری گوید رحمه الله علیه التصوت  
استقاط المویة الحق ظاهراً و باطناً - تصوت آن بود که صاحب آن ظاهر و باطن خود  
را نبیند و همه مرتقی را بیند از آنچه اگر بظاهر نگری به ظاهر نشان توفیق یابی و  
چون نگاه کنی معاملات ظاهر اندر جنب توفیق حق پر پیشو نشیند ترک ریت ظاهر بگوئی  
و چون باطن نگری بر باطن نشان تائید حق یابی چون نگاه کنی معاملات باطن اندر جنب  
تائید حق بنده گرای بزک باطن بگوئی همه مرتقی را بتی پس چون همه حق را  
بینی خود را هیچ بینی - محمد بن احمد المقرئ گوید رحمه الله علیه التصوت انقاعة الحول  
مع الحق - تصوت اقامت احوال است با حق یعنی احوال مرتضوی ما از حال گرداند  
و باحوال اندر نیفتد از آنچه کسی را که دل چید منزل احوال است احوال او را  
از درجه استقامت نیفتد و از حق باز ندادش با

ص ۵۳

### فصل در معانی

ص ۵۴

الله آنچه معاملات گفته اند: از خلق خدا نیاید گوید رحمه الله علیه التصوت  
محلله اذاب لكل وقت اذاب و لكل مقام اذاب و لكل حال اذاب فمن لزوم اذاب

الانقادات بلغ مبلغ الرجال و من طبع الآداب فهو بعيد من حيث يطلق الذرب و مردود  
من حيث يطلق القبول - تصوت بجزه آداب است که هر وقتی و مقامی و حال و مکانی  
بود که هر که ملازمت آداب انقادات کند بدو جهت مردان رسد و هر که آداب ضایع کند  
او دور باشد از پندار نیردکی و مردود باشد از گمان کردن بقبول حق و این معنی  
نزدیک است بقول ابراهیم لری رحمه الله علیه که گفته لیس التصوت رسوماً و لا علوماً  
و گفته اخلاق - تصوت رسوم و علوم نیست لیکن اخلاق است یعنی اگر رسوم بادی مجاهدت  
حاصل شوی و اگر علوم بادی تعلیم بدست آیدی پس اخلاق است تا حکم آن از خود  
اندر خواهی و معاملات آن با خود درست و کنی و انصاف آن از خود درمی حاصل  
گردد و فرق میان رسوم و اخلاق آن بود که رسوم فعلی بود بتکلف و آداب چنانکه  
ظاهر معاملات باطن بود فعلی - از معنی غالی و اخلاق نفس بود محرومی بتکلیف و آداب  
ظاهر موافق باطن از دعوی غالی - در قریش گوید رحمه الله علیه التصوت حسن الخلق ص ۵۵  
تصوت حق نیکو است و این بر سه گز باشد یکی با حق نگذاشتن ادا امر دی بی بیا  
و دیگر با خلق بمحضت محضت و شفقت به کسرتان و نعمات هم چنان و از  
جود عرض و انعام تا طبعیدن و از خود مناجات تا گردان صفا و شیطان و هر  
که اندرین سه معنی خود را درست کند او از نیک خویان باشد و این که یاد کردم  
حق است - بدو که یکی از عاقله حدیقه رضی الله عنها پرسید که تا که از خلق پیغمبر  
علیه السلام خبر ده گفت از قرآن به خوان که خدای تعالی خبر داده است آنها که گفت  
خُذِ الْعَفْوَ وَ أْمُرْ بِالْعَدْلِ و أَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ و هم قریش گوید رحمه الله علیه هذا  
مذهب کله جده فلا تقاطعوه بشی من المنزل این مذهب تصوت همه بدست و آن  
را با حلل میبیزید و اندر معاملات مترسمان میبیزید و از اهل تعلیم بدان بگریزید و  
چون علوم اندر تمام گزینند و مرتزمان متعوقه اهل زمانه بدیدند و بر پای گرفتن  
و سود گفتن و بهنگاه سلاطین رفتن و از برای جلست و فقر تصومت کردن ایشان  
شرف شده اعتقاد بجهل بر کردند و گفته که اصل این طریقت همین است و منتقدان

ص ۵۵



هم برین رفعت و معلوم کردند که نهاد خست است و بعد از بلا و لاحول چون حرم  
 در سلطان را بجز آنکه در طمع سر عام را بشنود و زنا آنگند و بیا مر زاهد را بتفاتی  
 آنگند صواب نیز مر صوفی را بپای کوفتی و سود رس (۵۶) گفتن آنگند و بدایک اهل طریقت  
 تیار شوند اهل طریقتا تیار نشود و بدایک اگر گردی از اهل عزل که عزل خود را  
 اندر حد احوال پنهان کنند بعد از آن عزل نشود و از علی قزوینی گوید رحمه الله علیه التصوف  
 هو الاخلاق الرضیة - تصوف اخلاق رفیه است و کوه پندیده آن بود که بنده اندر همه  
 احوال از حق پند کاه باشد که شنی را می بود و از احوال نوری گوید رحمه الله علیه  
 التصوف هو الحریة و الفتوة و ترك الکلف و السخاء و بدل الدنيا بآخرة آزادی بود  
 که بنده از بند صواب آزاد گردد و قوت آن بود که از دیدن قوت مجرود شود و  
 ترک ثقل آن بود که اندر متعلقات و لیسب نکوشد و سخاوت آن بود که دنیا یا  
 اهل دنیا بگذارد و از احوال بر شمر گوید رحمه الله علیه التصوف ایوم اسم د ۷ حقیقة  
 ۱ حد کون حقیقة و لا اسم - تصوف امروز نامست بی حقیقت و پیش ازین حقیقتی  
 بود بی اسم یعنی در وقت صفا و سلف رحم الله این اسم نبود و معنی آن در هر کس می  
 بود اکنون اسم هست و معنی در بیعی معاملات صورت بود و دوی محمول اکنون دوی  
 معروف شد و معاملات محمول اکنون این مقدار تحقیق مقالات مشایخ اندین باب بیادوم  
 در باب تصوف تا بر تو رسد که اقد طریق این کشاده گردد و مرعکون این را بگوئی که  
 مرادتان چیست (دس ۵۷) باکار تصوف اگر اسم بخور و انکار کنند پاک نیست که معانی  
 الله حق نیست بیجا باشد و اگر عین این معانی را انکار کنند انکار کلی شریعت پیغامبر  
 صلی الله علیه وسلم و تحصیل نتوده باشد و مر ترا اسعدك الله بما اسعد به اولیاءه اندین  
 و بیست کنم که تا حق این مواضع کنی و انصاف بدی تا دوی کوتاه کنی و با اهل این  
 نیکو اعتقاد باشی و باشد التوفیق ۵

ص ۵۶

ص ۵۷

## باب لبس المرتقات

بدایک شاعر متوفی لبس مرتقه است و لبس مرتقات سق است از آنجا که رسول صلی  
 الله علیه وسلم گفت عليك لبس الصوت تجدی خلافة الايمان في قومك و نیز  
 کی گوید از صحابه کسان اتی صلی الله علیه وسلم یلبس الصوت و یوکی المصبر و نیز  
 رسول صلی الله علیه وسلم گفت مر عایشه را رضی الله عنها لا تفتنی الثوب حتی توقیعه  
 گفت بر شاو و چهارم پیشین تا خلوت ایان بیاید و رعایت کرده اند که پیغامبر  
 صلی الله علیه وسلم چهارم پیشین پوشید و بر طو نظمت و نیز گفت مر عایشه را رضی  
 الله عنها یا عایشه مر هار را ضایع کن تا بیرونها بدان نرزی و از عمر خطاب  
 می آید رضی الله عنه که دی مرتقه داشت سی رقه بران گذاشته بود هم از عمر خطاب  
 رضی الله عنه می آید که گفت برترین جامه آن بود که عزت آن یک تر بود و  
 هم از عمر خطاب رضی الله عنه می آید که پیرامی (دس ۵۸) داشت که آستین آن  
 با انگشتان برابر بود و اگر دقتی پیرامی دوازده پوشیدی سر آستین آن نو دیدی و  
 نیز رسول را علیه السلام فرمود آمد از خدای عز و جل بتقصیر چهار چنان که گفت  
 يَا أَيُّهَا فَطِيحُ أَيُّ فَقِيْرٍ وَ حَن بَعْرِي رَحْمَةُ اللهِ گوید صفاد یار بدی را دیدم که  
 هر را چهارم پیشین بود و متیق اکبر اندر حال تجرید چهارم موت پوشید و هم حسن  
 بصری گوید که رحمة الله علیه که سلطان را دیدم رضی الله عنه میگی با رتبه پوشیده

ص ۵۸

امیر المؤمنین عمر رضی الله عنه و امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه و هم بنی چون رضی الله  
عنه روایت کرده که ایشان هر ادیس کرنی را با جامهای پیشین دیدند و آنها بران گذارند  
و حسن بصری و مالک دینار و سنین ثوری و عیسی بن عیسی صاحب مرقه موفی بوده اند  
و از امام حاکم ابو حنیفه کوئی رحمة الله علیه روایت کرده و این روایت اندر کتاب  
تاریخ المشایخ که محمد بن علی حکیم حرزدی کرده است و کتب مست که در ابتدا دی  
موفی پوشیده و قصد سولت کرد تا پیغمبر را صلی الله علیه و سلم بخواب دید گشت ترا اند  
میان خلق می باید بود از آنچه بهای بهای بهت می رفتی نگاه دست از سولت  
بداشت و هرگز جامه پوشیده که آن را نفیستی بودی و داود لای رحمة الله علیه پس  
موفی فرمود و او یکی از حقان مقبول بود رحمة الله علیه و ابراهیم ادمی ۱۵۹  
بزرگیک ابو حنیفه رحمة الله علیه آید با مرقه موفی صاحب دی را چشم تغییر نگریستند  
و حنیفه گفت پنهان ابراهیم بن ادمی آمد صاحب گفتند در میان امام عزل نرود  
دی این بیادت بچه یافت گفت بخودت بر مقام که دی بخودت خداوند تعالی جل  
و جلاله مشغول شد و با خودت تنی ای خود تا دی بیدار گشت و اگر اکنون بعضی  
از اهل آباد را مراد از پس مرقه و خلق جاه و جاه خلق مست و بدل  
موفی ظاهر نیستند ما باشد که اندر بادر لشکر کی باشد و در بعد طوایف حقی ازک  
باشد تا بعد ما نسبت با ایشان کند هرگاه بیک چیز شان با ایشان عادت بود از  
احکام پس از ایشان باشد و سول گفت صلی الله علیه و سلم من تشبه بقوم فهو منهم هر که بقرمی تنی  
کند بر قادی یا با متقادی وی ازان قوم است اما گروهی را چشم بر رسم ظاهر  
معاشرت ایشان اند و گروهی را بر مرقه صفای باطن ایشان و در جمله هر که قصد  
مهمت مقصود کند از چهار مسی بیرون نباشد گروهی را صفای باطن و جلای خاطر و  
لطافت طبع و اعتدال مزاج و صفت بهریت با ابراهیم ایشان دیدار دهد تا قربت  
حقان و رفعت کبریاوی ایشان بنیند و انولات آن همه دامن گیر ایشان گردد و تعلق  
بدیشان کنند بر بصیرت و ابتدای حالی شان بر کشف اعمال و تجرید از هوا و عین ۱۶۰

صفحه ۵۹

صفحه ۶۰

و احزان الله نفس باشد و گروهی دیگر را علاج تن و عفت دل و سکون و دردمست  
صدها به ظاهر ایشان دیدار دهد تا در پیش شریعت و حفظ آداب اسلام و حسن معاشرت  
ایشان بینند و قصد صحبت ایشان کنند و در این علاج و دستگیری و ابتدای جان  
ایشان بر معاشرت و عین معاشرت ببرد و گروهی دیگر در اوقات فراغت و رفق مجامعت  
و حسن میرت باطن ایشان را در نماید تا زندگی ظاهر ایشان ببینند آراسته بلوق موفی با  
لغزین و حسن و اما کثران قوت خود با اقران خود عشرت آموختن از طلب حیلست و آراییده  
با تقاضا قصد صحبت ایشان کنند و طریق معاش و تعب دنیا به خود آسان کنند و خود را  
بفرست از محل نیکان کنند و گروهی دیگر را کس مع و عونت نفس و طلب ریاست  
بی اکت برود و قصد صحبت بی نفس و محنت و تعب بی علم راه نماید باطن ایشان را پندارند  
که در این ظاهر دیگر هیچ کار نیست قصد صحبت ایشان کنند و ایشان بخلق و کرم و دیار  
معارف و معاشرت می کنند و بحکم معاشرت با وی زندگی می کنند و از آنچه رند  
و لهای ایشان از حدیث حق هیچ نباشد و در تنهای ایشان از معاشرت طلب طریقت  
هیچ چیز و باید تا خلق ایشان را حیرت دادند چنانکه عفتان را در ایشان بشکوند  
چنانکه از خواص خداوند تعالی و بصیرت و تعلق بدیشان آن خواهند که از آفات  
خود را اندر علاج ایشان پنهان کنند در ۱۶۱ و جامه ایشان اندر پوشند و آن  
جامهای بی معاشرت بر کوب ایشان می خورند که آن ثواب ندر باشد و لباس طهر  
و صحت مدد حشر و نشود قوله تعالى سَلِّ لِرَبِّكَ تَحْتَ الْوُضْءِ ثُمَّ لَمْ يَجْعَلْ لَكَفَلًا الْجَنَابِ  
يَعْمَلُ اَسْفَافًا يَتَسَنَّوْنَ الْقَوَارِ الْبَاقِيَاتِ اَللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
الظَّالِمِينَ و اندین زمان این گروه بیشتر پس بر تر باد که تا هر چه ازان تواند گردد  
تو قصد آن کنی که اگر هزار بار تو بقبل طریقت بکوشی چنان نباشد که یک لحظه  
طریقت ترا قبول کند که این کلام بخودت بخور و است و آشنا با قیامها بود چون  
کمال طریقت آشنا بود دی را قیامها چون بود و چون کسی بیگانه بود از مرقه  
دی رفته ادبار و نشود تفاوت روم انشور باشد چنانکه آن پیر بزرگ را گفتند که

صفحه ۶۱



نعم لا تلبس الرقعة؛ قل من اتفق ان تلبس لباس الفسق ولا تدخل في حبل القتل  
الفتوة چرا مرقد نجاشی گفت از اتفاق بود که لباس جانفروان پوشی و اندر تحت ثقل  
مطالعت جوافوی اندیشی که لباس جانفروان یا ترک کل جوافوی منافعی باشد پس اگر  
این لباس از برای آنست که تا خداوند ترا بشناسد که تو خاص آدمی بی لباس هم بشناسد  
و اگر از برای آنست که بخت نالی که من از این ایام اگر هستی بیا و اگر نیستی اتفاق  
و این مایه عجب و پند خط است و اهل معرفت حتی اهل از آنند که بهایم معروف  
گروه الصفا من ربه تعالى العار و الحول و الصوف لباس الانوار صفا از خداوند تعالی  
با بند نصیحت و کرامتی چون بود و موت لباس ستودن بود پس شجاعت جلیست بود  
گرمی جلیست را قریب می کنند و آنچه بر ایشان است بجای می آید ظاهر می آورند  
ایمید آن که تا از ایشان گردد و شایخ این قفله مر مریدان ما تحلیت و زینت مر  
برفروغند بفرموده و خود نیز بگویند تا اند میان خلق طاعت شوند و جود خلق پاسبان ایشان  
گردند که اگر یک قدم بر خلاف نمند همه زبان سخن و طاعت برایشان دوازده کنند و اگر خواسته  
که اندران جامه معصیت کنند از شرم خلق نتواند کرد و در جلد مرقد زینت اولی خداوند  
است حرم بدان حویج گردند و خواص اندران ذلیل شوند و موعظ عام آن بود که چون  
آن پوشند خلق شان حرمت دارند و ذل خواص آن بود که چون آن پوشند خلق اندر ایشان پیشتر حرم  
شان بگویند و مر ایشان ما بدان طاعت کنند پس لباس انهم لیسوا و بوشن الهاد  
لخواص حرام را مرقد لباس نما بود و خواص ما بوشن بلا بود و از آنچه پیشتری از حرم  
اندران مفسد باشد چنانکه دست بجای دیگر نزنند و مر طلب جاه ما اهل دیگر ندارند  
بدان طلب سیاست کنند و مر آن که بهایم جمع قیمت کنند و بایز خواص  
بزرگ بیا و سیاست بگویند و قلی و بگویند و بلا و سیاست اختیار کنند تا  
این قوم را آن بلا بود و آن قوم را نعمت الموقعة فیصن الوالد لاهل الصفاء  
و سبیل السعد لاهل النضار مرقد پیرامن و قیامت مر اهل صفا را لباس سرور  
مر اهل نور را ثقیل اهل صفا پوشیدار دهن ۲۰۴۲ آن که گویند میخیزد شوند و از

ص ۶۲

ص ۶۳

بافتات منقطع شوند و اهل نور بدان از حق محجوب گردند و از صلاح از مانند و  
در جلد مر حرم را سمت صلاح و سبب فلاح است و مراد جلد بدان به حصول یکی  
را صفا بود و یکی را عطا بود و یکی را خطا بود و ایشان باید دانست که حسن صحبت و محبت  
یکدیگر همه رنگار باشد از آنچه رسول گفت صلی الله علیه و سلم من احب قوما فهو منهم  
دوستان هر گوی بقیامت با ایشان باشد و اندر دمره ایشان تا باید که باطنیت طلب  
تحقیق کند و از رسوم معرض بود که هر که با هر چیز صافی کار باشد مرگز تحقیق  
نزد و بداند و دور آید و حجاب بر روییت بود و حجاب بر روی اهل و در پیش اند  
مقامات فانی گردد و صفا تمام آن تا است و نالی و صفت و لباس اختیار کردن محال  
بود و به شکست خود را از برینتی باطن تا ممکن پس چون نالی صفت پیدا آید و آنست  
طبیعت بر قیامت اگر لا اله الا هو غایت یا نامی دیگر بزرگ بود و قیامی بود  
حقا شراند مرتقات آنست که از برای خلقت و فراغت عباد و چون اهل باشد  
هر کجا که پاره شود رفته میان گذارد و شایخ را معنی الله عنهم اندرین دو قول  
است گرمی گویند که در صفت رفته به ترتیب نگاه داشتن شرط نیست باید که از آنها که  
سویان سر بر آید و کشد و اندران شکست (ص ۱۰۸) بکنند و گرمی دیگر گویند که در صفت  
رفته به ترتیب و راستی شرط است و نگاه داشتن ترتیب و شکست کردن الله بدستی  
آن از مطالعت قرآن است و مستحب جهات دلیل صفت اهل باشد و من که علی این  
عشان الجلالی ام رضی الله عنه از شایخ ابو القاسم گفتم که رفته الله علیه به طوس پریم که  
درویش را کترین چه چیز باید تا هم فقر را مزادار گردد گفت سه چیز باید که کم از آن  
تثابته یکی آنکه بداند که پادشاه راست بگوید باید به دوست و دیگر سخن راست داند شنید  
و دیگر پای راست بر زمین حانه دهد و گرمی از درویشان با من حاضر بودند که این بگفت  
چون بداند به آدمی هر کس اندرین سخن تصرف می کند و گرمی را از جلد اندران  
شری پیدا آید گفت که فقر خود همین است و پیشتر ایشان فقر خوب دوختن پاره و  
بر زمین دادن پای راست می توانست و هر کسی را پندار آن بود که در سخنان

ص ۶۴

در قیقت بدانیم و بحکم آنکه مدی دل من بدان مید بود نخواستیم که سخن دی بر زمین افتد گفتیم  
بیا بنده تا هر کسی اندرین سخن چیز بگیریم هر یک صورت خود بگفتند چون وقت بمن رسید  
گفتم پاره راست آن بود که بقدر دوزخ بودیت چون رفته بقدر دوزی اگر چه تا راست  
دوزی راست آید و سخن راست آن باشد که محال نشوند نه بلایت و بحق اندران  
تصرف کنند و بحزل و بزرگانی مر آن را نعم کنند و بتل و پای راست آن باشد  
که بعد بر زمین نهند و بملود و برسم و بعضی این سخن را بر آن مید نقل کردند و من  
۴۸ آری گفت اصحاب علی علیه السلام پس مرا از پادشاه مرده مرین طایفه را  
تختین نوشت و بنا کرد و صدق نظر بخداوند تعالی بوده است و اندر آنکه هیچ آمده  
است که عیسی بن مریم صلوات الله علیه مرده داشت که دی را آسمان بودند و یکی از  
شاخ گشت که او را بخواه دیدم با آن مرده موت و از مر مرده نوری می درخشید گفتم  
ای مسیح این اقامت چیست برین جامه تو گشت از او اظهار هست که بر پاره را اذان  
بعزوتی بر دخته ام خدای عز و جل هر هر چی را که بدل من رسانیده است مر  
آن را نوری گردانیده است - و نیز پیری دیدم از اهل طاعت باوراء انصر که هر چیزی  
که آدمی را درین تصبی بودی خودی و پندشیدی و خردوش چیزهای بودی که مردمان  
بینداشتی چون توبه بوسیده و کدوی تلخ و گندب تپاه شده و آنچه بدین ماند و پوشش از  
ترقائی ساختی که از ماه بر پییده بودی و نازی کرده اذان مرده ساختی و شنیدم که  
امو الزهراء پیری بود الله متعالی انولب حقایق قوی حال و نیکو سیرت بود از پس رقصا  
بی تکلف که بر سجاده و کلاه دی بود کزوم اندران بچه کرده بود و شیخ من رضی  
الله عنه پناه شد شش سال یک جامه داشت که با رقصای بی تکلف بران گذاشتی و  
آمد حکایات سزاوارت یافتیم که در دوش بود یکی صاحب مشاهدت و دیگر صاحب جاهدت  
آن یکی که صاحب مشاهدت بود در هر عمر خود پندشیدی مگر آن یار صا که درویشان  
را اندر حال صانع مرده شدی و آن یکی که صاحب جاهدت در ۴۷ بود پندشیدی  
مگر آن پارها که اندر حال استقامت کردی و درویشان را پندشیدی و مرده شدی

ص ۴۵

ص ۴۶

۲ زنی ظاهر شان موافق میرت باطن بودی و این پاس داشتن حال باشد و شیخ محمد  
بن خیف رضی الله عنه میست سال پلاوی داشت پوشیده و هر سال چهار پهلوی کشیدی  
و اندر هر پهلوی روز تفسیفی کردی از خواص علم خفایت و اندر وقت دی پیری بود  
از معتقان علای حقیقت و ولایت نزدیک پادشاهی نشستی دی را محمد بن زکریا خواندنی مرگو  
مرده پوشیده بود و از شیخ محمد پرسیدند که شرط مرده چه چیز است و داشتن آن مر  
که مسلم است گفت شرط مرده آنست که محمد بن زکریا را در میان پیران سینه کجای  
ی کرده و داشتن آن مرده مسلم است

## فصل

اما ترک عادت این طایفه شرط طریق ایشان نباشد و آنچه ایشان را بدین حال  
جامه پشیم کمتر می پوشند دم معنی داشت کی آنکه پشیمها شوریده شده است و  
بجامه بایان اندر جامه های این جامی افتاده اند و دیگر آنکه گردی از جلد جامه  
پشیم را شعله کردیم غلات شعله میزدان اگر چه غلات بخت بودی مقدور بود اما  
تکلف اندر دوزخ آن بدان سبب بود دانند که جامه ایشان اندر میان خلق بزرگ  
گشته است هر کسی را ما مانند ایشان گردانیده و مرده اند پوشیده و اصل تا غلب  
از ایشان پیدا آمد و مر ایشان را از صحبت اعداد رنج بلاد زنی ساخته اند جز از ایشان  
کسی آن را ندانست (ص ۴۷) دوزخ و مر آن را علامت شناخت یکدیگر گردانیدند  
و شمار یافتند تا حدی که در پیشی نزدیک بعضی از مشایخ اندر آمد و رفته را  
که بر جامه دوزخ بود و خفته به بنا آورده بود آن شیخ او را مجبور کرد و معنی این آن  
بود که اصل صفا رقت طبع و بخت مزاج بست و اندر کثرتی اندر طبع نیک نباشد  
و چنانکه شر تا راست اندر طبع خوش نباشد فعل تا بدست هم صبح نپذیرد و باد  
گردی اندر هست و نیست پاس تکلف کردند اگر چه در درون شان همانی داد پوشیدند و اگر  
بتائی داد پوشیدند و اگر برده داشت بودند و ده بندگی اذان بودند و من که

ص ۴۷



علی بن عثمان الجعفی ام رضی الله عنه این طریق را پندیده ام و اندر اشعار خود همین کرده ام و اندر حکایات مست که چون احمد بن حنبل رحمه الله علیه زیارت بفرموده رحمم الله بقا داشت و چون ابن شهاب زیارت ابو حصص آمد رحمم الله بقا داشت و آن لباس محمود ریشان بود که اندر لفافات نیز مرثیه دانستند و وقت بودی نیز که هاجر پشیم و یا پیرامن سیفه پوشیدندی چنانکه آمدی از آن چه نفس آدمی معاد است و با عادات عز آن را الفتی بود و چون سر آن را هفت شد طبعی شود و چون طبع شد حجاب گردد و از آن بود که پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم خیر الصیام صور اخی دلد علیه السلام بهترین روزها روزی برادر من است داد گفت یا رسول الله آن چگونه باشد گفت اگر یک روز روز دوشنبه ۱۷۸ و یک روز بخردی تا نفس را عادت نشود روزه داشتن یا کشادن تا دی بدان موجب گردد و اقرین معنی درست تر از حامد دوستان مروتی بوده است رفته الله علیه که جامه بدو در پوشانیدندی میدان دی آن گاه که کسی را بدان حاجت بودی زانوقت می جفتی چون خالی بودی آن جامه از دی بر کشیدی دی را در پوشانده را گفتمی که چرا پوشانی و نه مرا کشه را گفتمی که چرا بر کشی و ازین وقت و نیز پیری هست بخرن حرمه الله که دی را بقلب موی گیرند رفته الله علیه که دی را در لباس اختیار و تمیز نباشد و اندران پایه درست است اما معنی آنکه بیشترین جامعی شان بگوید باشد یکی آن است که اصل طریقت ایشان بر بیاحت و سحرها نبوده اند و جامه سیفه احمد سحر به حل خود نماند و شستن آن دشوار گردد و هر کس نیز بدان طبع کند و دیگر آنکه بگوید پوشیدن شعار اصحاب زنت در مصیبت بود و جامه اندر عیالان و دنیا دار محنت است و سرآمده مصیبت و فساد اندوه و پیچیده فراق و گمراهی و مریدانی چون مقصود دل اندر دنیا حاصل نمایند بگوید پوشیدند و بر سرگرمی وصال نداشتند و گاهی دیگر اندر محاللات جزو تقصیر نمایند و اندر دل بجز خرابی نه و اندر روزگار بجز وقت وقت نه بگوید اندر پوشیدند که وقت اندر موت است یکی بر موت

ص ۷۸

ص ۱۹ مردی بگوید باشد و دیگر بر وقت مقصود بگوید باشد و یکی (ص ۱۶۹) از میخانه بی علم پوشیدنی را گفت این بگوید چرا پوشیدی گفت از پیغامبر صلی الله علیه وسلم سه چیز بماند یکی قر و دیگر علم و دیگر شمشیر شمس سلطان یافتند و در جای آن کار فرمودند و علم عطا اختیار کردند با مومن پندیده کردند و فقر گره فقر اختیار کردند و آن را آلت عطا ساختند من بر مصیبت این هر سه گره بگوید اندر پوشیدم - و از مرتضی می آید که الله خلق از محتسای بقا می رفت، تشنه گشت بدی نواز آمد و آب خواست یکی بیرون آمد با کوزه آب دی برد بخورد در مدش گرفت و بش صد جمل ساقی شد گفت اند کئی بکلف مشغول مانم فردا نشست تا بخورد خانه آمد گفت ای خواجہ دلم بشرتی آب سخت نگران بود مرا از خانه تو شرفی آب دادند دلم بیرون نمود گفت آن دختر صفت تو زنی دانش مرتضی بطلب دل بماند اندر آمد قد بگردان و این صاحب البیت از محتسای بقا بدی را با نگاه فرستادند و جامه خوب اندر دی پوشانیدند از دی مرثیه بر می کشیدند چون شب آمد مرتضی به ناز ایستاد تا صبحها بجا آورد و عادت مشرب شد اندران بیان بانگ بر گرفت که هاتوا مستحق مرثیه من بیابید گفتند چه بود گفت برستم زو خواندند که بیک نظر که عیالات با نگرستی جامه ملال و مرثیه صفت از عیال بر کشیدم اگر بنظر دیگر بگری لباس آشنائی از باحت بر کشیم لباسی که بسبب پوشیدن آن خندان باشد و به مرافقت اولیا (ص ۱۷۰) خوانند اندر پوشیده باشند علامت دعا بدان بپردازد اگر بخت آن زندگانی توان کرد و اگر نه دین خود را میانت باید کرد و اندر جامه اولیا خیانت روا نباید داشت که مسلمان بر تحقیق باشی بی دعوی دیگر بمحتر اندانک دل بر تکذیب تا پوشیدن مرثیه مرد گمراه را دامت آید یکی منفکحان دنیا را و دیگر مشتاقان موالی را و الله هدایت مشایخ رضی الله عنهم بچنان رفت است که چون مردی بکم ترک تعلق روی پوشید که مردی را به میل اندر سه معنی صعب کنند اگر بکم آن معنی قیام کند فساد و آلا گویند که طریقت مزین را قبول

ص ۱۸

فی کند یک سال بخدمت خلق و دیگر سال بخدمت حق و دیگر سال بمرامات حق خود  
 خدمت خلق تواند کرد که خود را اندر درجه خادمان خود و هر خلق اندر درجه خادمان  
 یعنی بلی تمیز دهد و بهتر از خود داند و خدمت بخواهد واجب بود و چنانکه  
 خدمتی می کند و خود را اندر آن خدمت بر خادمان خود فضل می دهد و این  
 خسروانی ظاهر و غیبی واضح بود از آنکه اندر توبه یکی نیست و خدمت  
 حق سزا و جلی آن گاه تواند کرد که همه جملای خود را دنیا و غنی منقطع کند  
 و مطلق مرتضی را بجهت و تسلی پرستش کند از برای وی که تا وی را از  
 برای چیزی می پرستد خود را می پرستد نه وی را و مرادات دل آن گاه تواند کرد  
 که در گفتش مجتمع شده باشد و هم از دلش بر خاسته اند حضرت انس دل  
 را از موافق رومی در غفلت نگاه میداشت و چون باین حد شرط افتاد بود حاصل  
 شد پوشیدن مرقه و تحقیق و دل آلوده از مسکن خود آن پادشاه که مرید  
 را مرقه پوشاند باید که مستقیم الحال باشد که از جمله نرازد و نیشب طریقت گذشته  
 باشد و دقت احوال پیشه و مشرب اعمال یافته و قهر جلال و تلف حال دیده و دیگر  
 باید که مشورت باشد بر حال این مرید خود که وی اندر نهایت کجای خواهد رسید  
 از راجحان یا از دافقان یا از باطلان اگر داند که مدتی ازین طریقت اند خواهد  
 گشت بگوید تا ابتدا نکند و اگر پاینده وی را معالمت فریاد و اگر برسد او را  
 بهر دوش دهد و مشایخ این طریقت طیبان و طاهران و چون بصیبت بصلت بیار حاصل  
 بود بیچاره را بطلب خود صلاک کند از آنچه بهر دوش وی نهاده و خطرگاه های وی نشاند  
 و غذا و شربت او مخالفت عقلت از ساد و دوس گفت علی الله طیر و لم الشیخ  
 فی قومه کاتبی فی ائمه پس ایضا که خلق را دولت کردند بر بصیرت کردند و هر  
 کسی را بدرجه وی رسانند شایسته را نیز بر بصیرت باید کرد و هر کسی را غذا  
 را باید داد و مراد دعوت حاصل شود پس چون باطنی اندر کمال دلالت خداوندی  
 مرید را از پس این سه سال تربیت کند همه ریاضت مرقه پوشاند و در

ص ۷۱

بود و شرط پوشیدن مرقه پوشیدن کنن بود که امید از لذات جهات منقطع گرداند  
 و دل را از مرادات زنگاری (ص ۷۲) پاک کند و هر خود جو بر خدمت حق  
 وقت نکند و بخت از خدای خود تیرا کند و انگار پیر که با پوشیدن آن خلعت  
 و لذات عوین گرداند و وی بحق این قیام کند بگذارن حق آن جودی تمام کند  
 در کام خود بر خود حرام کند تا اشارات اندر مرقه گفته اند بسیار شیخ ابو مسر  
 اصنافی از اندین کتابی ساخته و در موافق منقوش را انسان خود غلات بسیار است  
 و مراد ازین کتاب نقل گفتار نیست که کشف مغلقا نیست از مراد این طریقت  
 و بهترین اشارات اندر مرقه آنست که تیرا مرقه از هم جدا باشد و دو آستین از  
 خرق و رجا و دو تیریز از قبض و بسط و کرا و از غلات نفیس و دو خشک  
 از صفت یقین و فراوی از اخلاص و ازین نیکوتر آنکه تیرا از غا حواست و دو  
 آستین از حفظ و عصمت و دو تیریز از فقر و صفت و کرا و از اقامت اندر  
 مشاهدت و کرسی از این اندر حضرت و فراوی و خشک از قهر اندر حق و دست  
 چون باطن را چنین مرقه ساختی ظاهر را نیز یکی باید ساخت و مراد اندین باب  
 کتابی است معنی که نام آن اسرار الخرق و المراتب است و تیرا آن مرید را  
 باید تا چون مرید این مرقه پوشد اگر اندر ظبط حال و قهر سلطان وقت بدر و مسلم  
 است و منصور و چون با اختیار و تمیز مرقه اندر شرط این طریقت پیش او را  
 مسلم نیست مرقه داشتن و اگر بداند چنین بود که یکی از مرقه داران زمانه وی نیز  
 یکی چون از ایشان بود (ص ۷۳) مظهر بی باطن پندار کار شده و حقیقت این معنی  
 آنست که اشدت اندر تخریق ریاض ایشان آن بود که چون ایشان را از مقامی  
 مقامی دیگر نقل افتد اندر حال از آن بیچاره بیرون آیند مر شکر و جودان مقام را و  
 جامهای دیگر لباس یک مقام و مرقه لباس جامع است مرکب مقامات طریقت را و  
 فقر و صفت را و بیرون آمدن ازین جمله تیرا کردن تیرا بود از همه و هر چند که  
 این به جای این مظهر بود است که اندر باب خرق و کشف حجاب باب السماع

ص ۷۲

ص ۷۳



می بایست اینجا اشارتی کردم بدان خدا که این لایحه بود نزد و بجای گاه خود این  
 حکم را تفصیل دهم ان شاء الله العزیز و نیز گفته اند که پادشاه مرقه را چندان  
 سلطانی باید انداخته و طریقت که چون اندر بیاید بگوید چشم شفت آتش گردد و  
 چون جامه اندر جامی پادشاه از او بگوید دانی که من با شیخ خود می رفتم اندر دیار  
 آذربایجان مرقه ددی در سر دیم که بر خون گندم ریخته بودند و دامنهای مرقه پیش  
 کرده تا آن مرد بزرگ چیزی اندان انگه شیخ بدان اتقات کرد و بدخواست اذیک  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْنِیْ بِمَوْلَانِیْ فَمَا دَخَلْتُ بِمَوْلَانِیْ فَمَا دَخَلْتُ بِمَوْلَانِیْ فَمَا دَخَلْتُ بِمَوْلَانِیْ  
 ایشان بچه بی سرستی بدین بلا مبتلا شده اند و بر سر غایت فنیعت شده گفت  
 پیران ایشان را حوص مرید جمع کردن بوده است و ایشان را حوص جمع کردن  
 دنیا و حوص از حوص اولی تر نیست و دعوی بی سر کردن ص ۷۴ ص ۷۵  
 بود و از بنده می آید رحمة الله علیه که بیابان اطلاق ترسای بود بدید سنت باحال  
 گفت بار خدایا این را در کلام من کن که سخت نیکه آفریده چون زمانی بر آمد ترا  
 صآمد و گفت ایما شیخ شهادت بر من عرض کن سلطان شد و یکی از اولیا شد  
 از شیخ اهل علی بیاه پدیدند که پوشیدن مرقه که مسلم بود گفت آن کس را که  
 مشرف مملکت خداوند بود چنانکه اندر جهان میبیز زود از احکام و احوال الا که  
 او را آگاه کنند پس مرقه هست صالحان و علامت ایشان و لباس فقر و متعوض  
 است و در حقیقت فقر و صفت پیش ازین سخن رفته است و اگر کسی مر لباس  
 دنیا را آلت هج دنیا و پوشش آفت خود سازد مر اهل آن را نیانی بیشتر  
 نباشد و این مقدار کفایت باشد مر اهل هدایت را که اگر بشرح آن مشغول  
 شوم مراد ازین کتاب اینست که الله العزیز

ص ۷۴

### باب اختلا فهم فی الفقر و الصفة

اما علای طریقت را اندر تفصیل فقر و صفت خلعت است بنزدیک گردی  
 فقر تمام تر از صفت و بنزدیک گردی صفت تمام تر از فقر آن که فقر  
 را مقدم بر صفت کند گویند فقر غای کل بود و انقطاع اسرار و صفت  
 را گویند از مقامات آن چون فنا حاصل شد مقامات جمله ناچیز گردد  
 و این مثل فقر و فنا یاد گردد و پیش ازین بدان سخن رفقت و باز آنانی  
 که صفت را مقدم نمند گویند که فقر شی است بحد اهم پذیرد و صفت  
 مقامات از کل موجودات و فنا عین فنا بود (ص ۷۵) و فقر عین فنا  
 پس فقر از اسامی مقامات است و صفت از اسامی کمال و اندرین صفت سخن  
 دراز گشته است اندرین زلف و هر کسی بر وجه تعجب جراتی می کند و بر  
 یکدیگر توی غریب می آید و اندر تفصیل و تقدیم فقر و صفت خلعت است و بهر  
 جزو فقر است و در صفت باطن پس از جملات مذمبی بر ساخته و طبع  
 را از آدابک معانی به پرداخته و حدیث حق بینداخته نقی صفا را نقی عین می  
 خوانند و اثبات مراد را اثبات عین می دانند پس موجود و مقصود و منقذ  
 و مثبتت جمله نشانند بقیاس نفس و صوای خود و طریقت مشرقه است از ترجمات

ص ۷۵

بخوان و در همه اولیا بجای برسد که عمل نماز و جهات و مقامات ثانی گردد و جهات  
 اذن معنی منتقل گردد چنانکه در مشرب ماند و در ذوق و قبح و در قهرمانه و سر  
 ماند و در صحر و در بحر آنگاه ایشان امی لطیف مرقی تا بدان معنی پوشند که اند  
 تحت اسم نیاید و مستعمل صفت نگردد بگناه هر کسی نامی را که معظم تر باشد نزدیک  
 ایشان بدان معنی پوشند و اندرین اس تقدیم و تاخیر روا باشد که کسی گوید که آن  
 مقدم یا این مقدم که تقدیم و تاخیر اندر مسیبات واجب که پس گردی ما نام فقر  
 مقدم تر نمود و بر دل ایشان معظم تر بود از آنچه خلقشان بدان نگذاشت و توضح بود  
 و گردی را نام صفت مقدم نموده بر دل ایشان معظم تر بود و از آنچه برفع کدورات  
 و فناء (ص ۷۶) بقاات نزدیک تر بود و مراد ایشان اذن دو تسمیه اعلام خواستند  
 و نشان اذن معنی که جهات اذن منتقل بود و تا با یکدیگر اندران باخاربت  
 سخن می گفتند و کشف وجود خود را یا تمامی اعلام کردند برین گونه را اختلاف  
 نیفتاد اگرچه جهات آن معنی از فقر کردند یا از صفت باز اهل جهات و ارباب  
 سان را که از تحقیق آن معنی بی خبر بوده اند اندر جهات صحت سخن رفت یکی  
 را مقدم کردند و یکی را مؤخر این هر دو جهات بعد پس آن کرده رفتند با تحقیق  
 این معانی و این گروه مانند اندر غفلت جهات و در ظاهر چون کسی را آن معنی  
 حاصل بود و مر آن را قبلا دل خود گردانیده باشد اگر او را فقر خوانند یا صوفی  
 این هر دو نام اضطراری بود مر آن معنی را که اندر تحت اسم نیاید و این  
 اختلاف از وقت ابو الحسن سمنان باز است بجز الله علیه که دی گاه اندر کشفی  
 بودی که تعلق به بقا داشتی فقر را بر صفت مقدم نهادی و باز چون اندر محلی  
 بودی که تعلق بقا داشتی صفت را بر فقر مقدم نهادی ارباب مدعی اندر آن  
 وقت او را گفتند که چرا پیشین می کنی گفت چون لمج ما اندر فنا و گوناگونی  
 مشرب تمام است و اندر بقا ملوک کامل و نیز هم چنان چون می اندر محلی  
 باشم که تعلق آن به باشد صفت را مقدم گویم بر فقر و چون اندر محلی

ص ۷۶

ص ۷۷

باشم که تعلق آن به باشد فقر را مقدم گویم بر صفت که فقر نام قاست و صفت  
 درین بقا تا اندر بقا از خود (ص ۷۷) فانی کنم و اندر فنا رویت فنا از خود  
 فانی کنم تا طبعم از فنا شود و از بقا هم فنا و این سخنان از روی جهات  
 قرب است اما فنا ما فنا باشد و بقا ما فنا باشد هر فانی که فانی شود  
 از خود باقی بود و فنا یکی است که بهاعت اندران محال باشد تا کسی گوید که فنا  
 فنا گردد این بهاعت الله تعالی اثر وجود آن معنی تواند بود و الله فنا و تا اثری  
 مانده است هنوز فنا نیست و چون فنا حاصل آمد فنا می چیز باشد بجز تعجب  
 اندر جهات بی معنی و این ترهات ادبای اهلان صفت اندر وقت پریشانی جهات  
 و ما را ازین بهنس سخن است اندر کتاب فنا و بقا و آن اندر وقت  
 صوفی کدکی و تیزی احوال کردیم اما اندرین کتاب بکلم احتیاط احکام آن پیام  
 انشاء الله عز و جل ائمت فرق میان فقر و صفت معنوی اما صفت و فقر  
 صاحتی از روی تجرید دنیا و مکنی دست اذن و آن خود چیزی دیگرست و حقیقت  
 آن بفقر و مسکنت باز گردد و گروهی گفته اند از شایخ که فقیر فاضل تر از مسکین است اذن  
 جا که خدای عز و جل گفت لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ كُنُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَتَنَبَّطُونَ كَسْبًا  
 فِي الْأَمْوَالِ الْأُنْجَارِ الْمَكِينِ مَحْجَبِ مَعْمُود و فقیر تارک العلوم پس فقر عزا باشد و  
 مسکنت ذل و صاحب معلوم اندر رقیبت ذیل باشد که پیغمبر گفت صلی الله علیه  
 وسلم تنس عبد اللههم (ص ۱۷۸) و تنس عبد الدینار و تنس عبد الضحیة و الطیفة  
 و تارک العلوم عزیز باشد که اعتماد صاحب العلوم بر معلوم بود و اعتماد بی معلوم بر  
 خداوند عز و جل و چون صاحب معلوم را تشکی افتد بمعلوم بود و تارک معلوم بخواهد  
 رود باز گردد باز گروهی گفته اند که مسکین فاضل تر از انجاری که پیغمبر گفت صلی الله  
 علیه وسلم اللهم احببني مسکینا و امتی مسکینا و احشرفنی فی ذممة المساکین چون  
 پیغمبر صلی الله علیه وسلم مسکین را یاد کرد و گفت یا رب مرا برگ و دهگانی از  
 مسکین دار و چون فقر را یاد کرد گفت کاد الفحران یکون کفرا بدین معنی فقیر

ص ۷۸



آن بود که متعلق بهی باشد و مسکین آنکه متعلق الالباب باشد و اندر شریعت نزدیک  
گروهی از فقرا فقیر صاحب بلد بود و مسکین بخود و نزدیک گروهی مسکین صاحب بلد بود  
و فقیر بخود پس این اهل مقامات مسکین را صفتی خوانند و این خلایق با اختلاف انحصار  
یعنی الله عنهم منقول است نزدیک آنکه فقیر بخود بود و مسکین صاحب بلد فقر قاضی تر  
بود از صفت و نزدیک آنکه مسکین بخود و فقیر صاحب بلد بود صفت قاضی تر از فقر  
ست اینست احکام اختلاف ایشان اندر فقر و صفت بر سبیل اختصار و الله اعلم بالصواب

## باب الملامه

گروهی از مشایخ طریقت طریق ملامت سپرده اند و مر ملامت را اعمد خلوص  
بجست تاثیر عظیم است و مشرب تمام و اهل حق غنیمتند در (۷۹) ملامت خلق  
از جمله عالم خاصه بزرگای این امت و رسول صلی الله علیه و سلم که نقدا و اعم اهل حق  
و پیشرو جهان تا برسان حق بدی پیدا نیامده بود و دگر بدو پیوسته بود و نزدیک  
همه یک نام بود و بزرگ و چون فعلت دوستی بر سر دی نگرفت خلق زمان ملامت  
پدو دراز کردند گروهی گفتند کاصح است و گروهی گفتند شایسته است و گروهی گفتند مجنون  
است و گروهی گفتند کاذب است و مانند این و عبادت عز و جل صفت مؤمنان  
را یاد کرد و گفت ایشان از ملامت ملامت کنندگان ترسند و لَا يَخَافُونَ وَهُمْ لَا يَتَكَبَّرُونَ  
ذَلِكَ فَخَلَّى اللَّهُ مُنْتَوِيَةً مِنْ يَشَاءُ وَ اللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ و صفت بار خدای چنین رفته  
است که هر که حدیث دی کند عالم ما بجمه صفت کنند او گرداند و سر دی را  
از مشغول کردن ملامت ایشان نگاه دارد و این بقرت حق باشد که دوستان خود را  
از لاحتله غیر نگاه دارد تا چشم کس بر حال حال ایشان نیفتد و از لذت ایشان  
مر ایشان را نیز نگاه دارد تا حال خود نیفتند و بخود محب نشوند و پانت عجب  
و تکبر اندر نیفتند پس خلق را بر ایشان گماشته است تا دایمی ملامت بر ایشان  
دراز کنند و نفس نواز را اندر ایشان مرکب گردانیده تا مر ایشان را به هر

چه می کند طاعت می کند اگر به می کند خود را طاعت می کند بپای و اگر  
 نیک می کند طاعت دس (۸۰) می کند خود را بتقصیر کردن و این اصل توفیق است  
 اندر راه خدای که هیچ آفت و حجاب نیست اندرین طریقت صعب تر از آنکه کسی  
 بخود معجب شود و اصل معجب از ده چیز بخود یکی از جاه خلق و مدح ایشان و  
 آن چنان بود که کردار بنده خلق را پسند افتد بر وی مدح کنند او بدان معجب  
 شود و دیگر کردار کسی او را پسندد افتد و خود را شایسته آن داند و بدان معجب  
 شود خداوند تعالی بغفل نمود این راه بر دشمنان خود برست تا معاصات شان اگرچه  
 نیک بود خلق نهند از آنچه بختیختند ندیدند و معاصات ایشان اگرچه بسیار بود ایشان  
 آن را به قول و وقت خود ندیدند و هر خود را پسندیدند تا از عجب محض بودند  
 پس آنکه پسندیده حق بود خلق او را پسندد و آنکه گزیده حق بود خلق او را پسندید چنانکه ابیسی را  
 خلق پسندیدند و طاووس قبول کرد و وی خود را پسندید چون پسندید خلق پسند ایشان مراد را لعنت بار آورد  
 و آدم را طاووس پسندیدند و گفتند آتَجَسَلُ يٰآدَمُ مِنْ جَنَّاتٍ يَّتَخَلَّلْنَ مِنْ دُونِهَا  
 وَ أَتُكَلِّمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ تَزَكَّىٰ وَ يَسْمُوٰ تَزَكَّىٰ وَ يُدْعٰٓى اِلٰى الْكُرْسِيِّ وَ هُوَ الْاَوَّلُ  
 فَخَدَّ لَهُ عِزًّا ناپسند خلق و ناپسند وی را لعنت بار آورد تا خلق عالم بدانند  
 که مقبول ما صبور خلق باشد و مقبول خلق صبور ما تا با جرم طاعت خلق خدای دشمنان  
 حق است از آنچه اندکان آثار قبول است و مشرب اولیای وی که آن طاعت قرب  
 است و چنان که هر خلق بقول دس (۸۱) خلق خرم باشد ایشان برده خلق خرم  
 باشد و در انجاء آمده است از پیغمبر صلی الله علیه و سلم از جبرئیل صلوات الله علیه  
 او خداوند تعالی که گفته اولیائی تحت قباۃ لا یسرفهم غیبی الا اولیائی و اعله اعلم

## نصل

اما طاعت بر سه وجه باشد یکی راست رفتن و دیگر قصد کردن و دیگر ترک  
 کردن و صورت طاعت راست رفتن آن باشد که یکی نماز خود می کند و دین را می

پای خود و معاصات را مراعات می کند و خلق او را طاعت می کند و این راه خلق باشد  
 اندر وی و وی از جمله فارغ و صورت طاعت قصد کردن آن بود که یکی را جاه بسیار  
 از خلق پیدا آید و اندر بیان ایشان تشاد گردد و دلش بهای میل کند و طبعش اندر  
 ایشان آویزد و خواهد تا دل خود را از ایشان فارغ کند و بحق مشغول گردد و بهجت طاعت  
 خلق بر دست گیرد اندر چیزی که شرع را زیان ندارد و خلق از وی نفرت آرند و  
 این راه از بود اندر خلق و خلق از آن فارغ و صورت طاعت ترک کردن آن بود  
 که یکی را کفر و معاصات طبعی گریبان گیرد تا ترک شریعت و متابعت آن بگیرد و  
 گوید این طاعتی است که من می کنم و این راه از بود اندر وی و اما آنکه این  
 طریق وی راست رفتن بود اندر دین و تا در رسیدن اتفاق و دست داشتن از راه  
 وی را از طاعت خلق پاک نباشد و اندر همه احوال بر سر رفته خود باشد و بهر  
 نام که خوانندش وی را همه یکی باشد و اندر حکایات دس (۸۲) یاقم که شیخ  
 ابو طاهر حوی رضی الله عنه روزی بر عوی نشسته بود و اندر بازاری می رفت و  
 مریدی از آن دین حان خودی گرفته بود یکی آواز داد که این پیر طاهر ذلیل آمد  
 آن مرید چون این سخن بشنید از سیرت اعداوت خود قصد بجم آن مرد کرد و اصل  
 بازار بود بر شوریدند و شیخ گفت هر مرید را که اگر خاموش باشی من از او چیزی  
 آموزم که این من یاد می مرید خاموش شد چون بهای نگاه خود رفتند این مرید  
 را گفت که آن صندوق را بیاور و در آن صندوق تا معاصات خود در دهی تا من بدون  
 گفت و پیش وی نهاد گفت نگاه کن از هر کسی بمن تا معاصات است که فرستاده اند یکی  
 مخاطبه شیخ الاسلام خطاب کرده است و یکی شیخ نکی و یکی شیخ راهب و یکی شیخ  
 الحرمین این و مانند این همه القاب است و اسم و من این همه نیستم و هر  
 کسی بر حسب اعتقاد خود مرا لقبی نهاده اند اگر این بچاپه نیز بر حسب اعتقاد خود  
 منی گفت و مرا لقبی نهاده تو این همه خصومت چرا می کنی اما آنکه طریقت قصد  
 باشد اندر طاعت و ترک نهاده و مشغولی خلق و دست داشتن از بیابست چنان



بود که مدایت کرده اند که امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی الله عنه مدعی آن  
 طبقات خود می آمد اند حال خلافت و حدود جیزم بر سر نهاده و دی چهار صد  
 غلام داشت گفتند یا امیر المؤمنین این چه حالت است گفت ای اجوب نفسی  
 مرا غلامان هستند که این کار بکنند و لیکن می خواهم که من نفس خود را تجربه کنم  
 تا جاه خلق او را از هیچ کار رس ۸۳ باز نه داند و این حکایت صریح است  
 بر اثبات طاعت و اندرین معنی حکایتی کنند از امام اعظم ابو حنیفه رحمه الله علیه  
 و آنها که فکر دی آید اندرین کتاب باید طلبید انشاء الله تعالی و نیز از ابو یزید  
 می آید رضی الله عنه که از سفر جهاد می آمد اند شمر زی باگ در افتاد که  
 با یزید آمد مردان شمر جمله پیش دی باز رفتند تا با کرم دی با شمر اند آمد  
 و دی بر احوال ایشان مشغول دل شد و از حق باز ماند و پراگند گشت چون  
 باز آمد اند از قرصی از آستین بند آورده و خوردن گرفت جمله از دی برگشته  
 و دی را تنها گذاشتند و این اند ماه رمضان بود تا مردی که با دی بود  
 دی را گفت که دیدی که یک مسئله از شریعت کار بهتم هر خلق موافق کردند  
 و من می گویم که علی بن عثمان الهلایی اسم رضی الله عنه که اندران زمان طاعت  
 را فعلی می ایست متکبر و پدید آمدن بجزی بر خلاف عادت اکنون اگر کسی خواهد  
 که مراد را طاعت کند اگر دو رکعت نماز تطوع کن و نماز تر و با دین را  
 تمامی بود هر خلق یک بار مرترا منافق و مرانی خوانند اما اگر طریقت ترک  
 باشد و بخلاف شریعت چیزی بر دست گیرد و گوید که این طریق طاعت می برزم آن  
 خلاف واضح باشد و آفت ظاهر و عوس صادق چنانکه اندرین زمانه بسیاری هستند که  
 مقصود شان از مد خلق قبول ایشان بود از آنچه نخست باید که کسی مقبول باشد تا  
 قصه مد ایشان کند و بعضی پدید آید که ایشان او را مد کنند رس ۸۴ قبول  
 ناکرده را مکتف مد کردن بجای باشد و مصنف گوید رحمه الله علیه که وقتی مرا  
 با یکی از دربانان مملکت صحبت افتاد مدعی دی بمحافل خواب پدید آمد و عذر

ص ۸۳

ص ۸۴

آن معنی طاعت آورد کی مراد را گفت که این بجزی نیست دی با ویم نفسی  
 بر آورد گفت ای خدا اگر دعوی طاعت می کنی و اندرین مدعی انکار این جو افرو  
 بر فعل ترا تاکید مذهب است و چون دی با تو آمد ماه تو موافقت می کند این  
 شعرت چه چیز است و این خشم چرا این قصه تو دعوی مانده تر از طاعت است و  
 هر که خلق را دعوت کند بامری از حق مر آن را برضائی باید و برضائی آن حفظ  
 طاعت باید چنان که ترک ذریعه می بینم و تو خلق را بدان دعوت می کنی این  
 کار از دایره اسلام بیرون می باشد

### فصل

در آنکه مذهب طاعت را اندرین طریقت آن شیخ زماذ خود ابو حمدون قصار رحمه  
 الله علیه تشر کرده است و دی را اندر حقیقت طاعت لطایف بسیار است و از  
 دی می آید که گفت علامة تولى السلامة طاعت و دست برداشتن از طاعت بود  
 و چنان کسی قصد ترک طاعت خود بگیرد و مر بلاصا با میان اندر بندد و از  
 مالقات و راحت های خود بترکد مر امید کشت جلد و طلب دل با تا مد  
 خلق از خلق نوید گردد و طبعش الفت خود از ایشان بگسلد هر چند از ایشان گستر  
 بود بحق پیوسته تر بود پس آنچه مدعی هر خلق عالم بدان رس ۸۵ بود و آن  
 طاعت است مر اهل طاعت را پشت بدان باشد تا هم شان خلاف عموم بود و  
 همت شان خلاف هم اندر اوصاف خود دهبانی باشد چنانکه اندرین ناکب مدیبت کرد  
 از حسین بن منصور که او را پدیدند که من الصوفی قال و جهانی المذات و هم از  
 ابو حمدون پدیدند از طاعت دی گفت که ماه آن بر خلق مغنی است و دشوار  
 اما طریقی بگویم رجاء المرجیة و خوف القریة ترس تدبیران و دهای مرجیان صفت لایق  
 بود و اندر تحت این معانی بر عزیمت بدانکه هیچ چیز این طبع از درگاه خداوند تعالی  
 نورد تر اذنان نگردد که بجای خلق و آدمی را بدان مقدار پندره باشد که چون کسی دی

را بستند وی جان و دل بدو دهنده از خدای عز و جل بدو باز نماند پس غایت پیوسته  
می کوشد که از خلق خطر دور باشد و اندرین کوشش مرطاب را دو خطر پیش آید یکی  
خوف مجاب حق و دیگر مخفی که خلق بدان فعل وی بدو بدو کار کنند و بدان  
سلامت چند دمان کنند و بدوی آنکه با عباد ایشان بیادند و نه بزرگ آنکه ایشان را  
بر سلامت خود بدو کار کند پس لامتی را باید که تخت خصومت دشمنی و عقباتی از خلق  
منتفی کند و بدینچه را بدو گویند و هر نجات دل را فعل کند که آن را اندر شریعت  
کبیره باشد و نه صغیره تا مردمان او را بد کنند تا خوفش اندر معاملات چون خوف  
قدریان و دهانش اندر معاملات سلامت کنندگان چون دهانی مریمان در ص ۱۸۶ بود

ص ۸۶

و اندر حقیقت دوستی هیچیز خوشتر از سلامت نیست از آنچه سلامت دوست را بر دل  
دوست اثر باشد و دوست را هر چه سرکوی دوست کند نباشد و ایجاب را بر دل دوست  
خطر نباشد لکن الملامة دعهة العاشقین و نزهة المحبتین و راحة المشتقین و مسود  
المهیدین و خصومة این طالبان از ثقلین با اختیار کردن سلامت حق از برای سلامت دل  
و هیچ کس را از غلبه از منزله و کردنیان و مدعایان این دو مرتبت و از اتم  
پیشین نیز از تعاد و بقاد و ایمان و طالبان حق که بدو اند این مرتبه و بدو مجز  
گرمی را از این امت که سالکان طرق انقطاع دل باشند اما بنزیک من طلب سلامت  
چون میا بود و بر این بین نفاق از آنچه مرانی به تکلف به برده می بود که خلق او را  
قبول کنند و لامتی به تکلف به برده می بود که خلق وی را رد کنند و هر دو گرده  
اندر خلق مانده اند و از ایشان بیرون گذر ندارند تا یکی بدین معاملة پدید آمده  
است و یکی بدان معاملة و درویش را خود حدیث هیچ خلق بر دل نگذرد و چون  
دل از خلق گسته بود ازین مردد معنی فارغ باشد و هیچیز پای بند دی بنایه وقتی  
ما را یکی اندر مامتیمان مامداده انصر صحت افتاد چون منبسط شدم اندر صحبت گفتیم ای  
اشی مرادت اندر افعال شوریده چه چیز است گفتا سپری کردن خلق اندر خود گفتیم ای  
ص ۱۸۷ خلق بیادند و تو عمر و مدگار و مکانت آن بنایی تا خلق را اندر حال

ص ۸۷

خود سپری کنی تو خود را اندر خلق سپری کن تا این همه مشغولی باز دهی و گروهی  
باشد که با خلق مشغول بوند پندارند که خلق بدیشان مشغول پس هیچ کس تنها نیستند  
تو خود را مبین چون آفت روزگار تو از دیده تو باشد ترا با غیر بکار کسی را  
که شفا از احتیاج باید طلبید او از متداول طلبد از مردمان بپاشد و باز گروهی بیادند  
نفس را لامتی اختیار می کنند تا بجزای خلق نفس نشان لایب گیرند و داد خود را  
دی بیابند که خوشتر وقتی مر ایشان را آن بود که نفس خود را اندر بلا و خواری  
بیابند از ابراهیم ادم رحمة الله علیه حکایت می آرند که یکی از ما پرسید که هرگز  
خود را برادر خود ندیده گفت بلی در باز دیده ام یکبار باز دید کشتی بودم و  
کس را اندران سوار مرا تشاخص جلد و جامه خرق خلق داشتم و نای و نواز و ملا  
حالی بود ام که اهل آن کشتی بود بر من نفوس و فتنه می کردند و اندر کشتی  
با من مشغول بود که هر زمان بیامدی و بدوی من بگشیدی و بگشیدی و با من  
بدر مشغول اشتغاف کردی و من خود را برادر خود می رفتمی و بدان دل نفس  
خود شاد می بودی تا مدتی آن شادی بنهایت رسیده و سبب آن بود که مشغول  
به عاست و به من بدل کرد و دیگر بار اندر بادان عظیم بر دمی قرار دیدم و  
سرای زمستان مرا غلبه کرده بود و مرتبه بر من تر شده بود و بیهوشی قرار ندادم ص ۱۸۸  
و مرا اندر آنجا گذاشتند و بر یکج و به دیگری و سه دیگر مسهر چنان فاجد شدم و  
سرا بر دل من قوت گرفت تا باتن گریه اندر احم و دامن خود بدان آتش اندر کشیدم  
و فدو آن بر تن من برآمد و جامه و رویم بپا شد آن شب نیز برادر خود رسید  
بودم و من که علی بن عثمان الجلالی ام رضی الله عنه وقتی واقعه افتاد و بسیار  
جهالت کم امید آن را که واقعه حل شده نشد و وقتی پیش اذان مرا اذان بنس  
واقعه افتاده بود بگذاشتند و بدید رحمة الله علیه مجاهد شوی بودم تا حل شد این بار نیز  
قصد آنجا کردم و سه راه بر سر تربت او مجاهد شده بودم تا حل شد و هر روز  
به غسل می کردم و می طهارت می نمودم کشف این واقعه را البته حل نشد بر عاظم و

ص ۸۸



تصد مقر خراسان کردم اندکان ولایت بشی برکش دیمی فراز دیدم که آنها خانقاهی  
بود و جماعتی از متعوض و من مرتقا خوش داشتند بستت و از آلت اهل رسم با  
من هیچ چیز بود بجز عصا و رگه پنجم آن جماعت سخت حقیر نمودم و کس مرا  
ندانست ایشان بکلمه رسم می گفتند که این از ما نیست و راست چنان بود که ایشان می  
گفتند که از ایشان بدم اما آن شب لابد بود اندک آن های بدون مرا بر پای  
بنشاندند و خود بر بام بلند تر از من بر نشاندند و من بر زمین خشک تان سبز گشته  
پیش من می افتادند و من بوی از آنها که ایشان می خوردند می کشیدم و با من سخن بطرف  
(ص ۸۹) می گفتند از بام چون از طام فارغ شده عجز می خوردند و بدست  
آن بر من می انداختند بر دو سه بخت حال خود و اشتیاق من و من بول خود  
می گفتند که ای خدا یا اگر نه آنست که همه دستان تو دارند و آلا من ایشان این  
نکبذی و هر چند که آن طعن ایشان بر من زیادت می شد دل من اندکان  
خوشتر می گشت تا بکشیدن آن باد آن دانه بر من ملل شد و اندک وقت  
برانستم که مشایخ جمال را اندک برای چه اندک میان خود راه داده اند و بار  
ایشان از برای چه می کشند ایست احکام ولایت تمامی بنحیث آن که پیدا کردم  
و توفیق الله تعالی و الله اعلم

ص ۸۹

## باب فی ذکر ائمتهم من الصحابة رضی الله عنهم

اکون طرفی یاد کنم از احوال ائمه ایشان و از صحابه که پیشرو ایشان بوده اند  
اند معاملات و قدوة ایشان اندر الناس و از احوال ائمه احوال از پس انبیاء  
از سابقان اولین از صحابه و اعداء تا تکبیری بود مر اثبات مراد ترا انشاء الله عز  
وجل

و جل

مضمون شیخ الاسلام و از بعد انبیا جبر الاثم فلیقه پیغمبر و امام و سید اهل  
تخیر و شاه شاه اذاب تزیید و از آفات انسانی بید امیر المؤمنین ابوبکر بعد از  
بن عثمان الصدیق رضی الله عنه که وی را کرامات مشهور است و کیات و دلایل  
خاص اند معاملات و حقایق و اندک باب تفاوت طرفی از مدعا دی گفته شده  
است و مشایخ (ص ۹۰) دی را مقدم ادبای شادانت داشته اند مر قلت  
حکایت و مدائش را و عمر را رضی الله عنه مقدم ادبای مجاهدت نهند مر  
صلابت و معالفتش را و اندک اخبار صحاح مسلم است و اندک بیان اهل علم  
مشهور که چون وی بشب نماز کردی قرآن نرم خواندی و چون عمر نماز کردی  
بند خواندی رسول صلی الله علیه وسلم از ابوبکر رضی الله عنه پرسید که چرا نرم  
طرازی گفت اسب من اتانچی از آنچه می دانم که از من غایب نیست و نزدیک

ص ۹۰

سخ دی نرم خواندن و بلند خواندن هر دو یک است و از عمر رضی الله عنه پدید  
گفت لفظ الوستان ای الناس و اهل الشيطان این نشان از مجاهدت داد و آن  
نشان از مشاهدت و مقام مجاهدت اندر جنب مقام مشاهدت چون قطره بود اندر  
بحری و اذن بود که پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت هل انت الا حسنة من حسنات  
ابی بکر چون عمر حاضر بود از حنات او بگر که عو اسلام بدو بود نظر کن تا  
عالمیان بگرد باشند از وی می آرند که گفت ما بنا ثابتة و احوالنا جلیة و الفاسنا  
معدودة و کسبنا موجود سرای ما گذشتن است و احوال ما اندر وی عاریت و  
نفسای ما بشمار و کاهل ما تا هر پس سعادت سرای غانی از جمل باشد و اعتماد بر  
حال عاریتی از بک و شول را به افسان مسدود تحول از غفلت و کاهل ما بین  
خواندن از عین که آنچه عاریت بود باز خواهند دس ۱۹۱ و آنچه گذشته بود تان  
و آنچه آمد عدد آید آید برسد و کاهل را خود داردی نیست نشان داد و از رضی  
الله عنه که دنیا و دنیائی ما چندان خطر نیست که خاطر را بدیشان مشغول باید کرد  
که هرگاه که بغانی مشغول شوی از باقی محبوب گردی چون نفس و دنیا محجب  
طاعت آید از حق دوستان او از هر دو اعراض کردند و چون دانستند که عاریت  
است و عاریت اذن کسان بود تعرفت از ملک کسان کوتاه کردند و هم از  
وی می آرند که گفت اندر بنی جاش اللهم البسط لی الدنیا و تعدنی لبعثت  
گفت که دنیا بر ما فرخ گردان آنگاه مرا از آفت آن نگاه دارد و اندر تحت این  
دمیست یعنی غلبت دنیا بر ما تا شکر آن کنیم آن گاه توفیق آن ده تا از برای  
تو دست اذن بیاوریم و روی اذن بگردانم تا هم صبر شکر و اتفاق داشته باشیم  
و هم مقام صبر تا اندر فقر مضطر نباشیم که فقر را با اختیار باشد و این فقر  
است بران پیر محالست که گفت آنکه فقرش با مضطر بود تا متر اذن که  
با اختیار بود اگر با مضطر بود از منعت فقر بود و اگر با اختیار بود فقر منعت  
وی بود و چون کسب وی از طلب فقر منتقل بود محضر اذن که بتکلف خود

ص ۹۱

با درستی سازد گریم که منعت فقر طاقتور آنگاه بود که اندر حیل غنا اداوت فقر بر دوش  
مستولی شود و چندان عمل کند که به ما از محبوب آید و در ۱۹۲ فقرت او را باقی ماند  
آن دنیا است نه آنکه اندر حایل فقر خواست غنا بر دوش مستولی شود چندان فعل کند  
که به ما از برای دم بخاند و بدرگاه قلعه و سلاطین باید شد صفت فقر آن بود که  
از غنا بفرقت افتد نه آنکه اندر فقر طلب بهمانست که صدق اکبر رضی الله عنه مقام  
هیچ خلایق است از پس انبیا صلوات الله علیهم اجمعین و روا باشد که کسی تقدم  
اندر پیش وی نهد و وی مقدم گرداند فقر با اختیار را بر فقر با مضطر و جمله  
مشایخ معتقد برین منصب اند الا آن یکس پیر که یاد کردیم و بخت و متلاش  
ما و مذ بر وی بیوردیم آنگاه مکرر گردید این را بقول صدیق اکبر رضی الله عنه  
و دلیل واضح کرد و زهری از دی روایت می آید که چون دی را خلافت بیعت  
کردند دی بر منبر شد و خطبه کرد و اندر بهان خطبه گفت و الله ما کنت حریصا  
على الامانة يوما ولا ليلة قط ولا کنت لیضا داعیا ولا سائتها الله تلی فی سوره  
علیة و ما لی فی الامانة من حاجة بخدی که من بر داریت حریص نیستم و نبودم  
و هرگز روزی و شبی اراده آن بر دلم گذر نکرد و مرا بدان رغبت نبود و از  
خدای تعالی اندر خواستم بستر و علایقه و مرا راحت اندران نیست و چون بنده را  
خدای عز و جل بکمال صدق برساند و بمل تکلیف مقرر کند دس ۱۹۳ و منتظر دارد حق  
باشد تا بر چه صفت آید وی بران صفت می گذرد اگر قران آید فقیر باشد و  
اگر قران باشد امیر باشد اندرین فقرت و افتقد نکند چنانکه صدیق رضی الله عنه اندر  
اندا و اندران نیز بجز تسلیم نه درزد چنانکه دی رضی الله عنه اندر انتها پس اقتدای  
این طایفه تجرید و تکلیف و موس بر فقر و تنگی بزرگ بیاست بدست از بود آنکه  
امام دین هر مسلمان دینست عاقل و امام اهل این طریقت دینست و خاص رضی الله عنه  
و بنعم سرهنگ اهل ایمان و صلوات اهل احسان امام اهل تحقیق و الله  
بر محنت غریق ابو حنیف عمر الخطاب رضی الله عنه بود که دی را کرامات مشهور

ص ۹۲

ص ۹۳



است و فراموش نکرد و مخصوص بود بفراموشی و هلاکت و دی را تعالی صحت اندرین  
 طریقت و دقایق اندرین معنی و پینامبر گفت علی الله علیه وسلم الحق یتطق علی لسان  
 عمرتی بر زبان عمر سخن گوید و نیز گفت قد کان فی الامم محدثون فان یمنعهم فی حق  
 نعمه رضی الله عنه اندر آستان پیشین عثمان بودند و اگر اندرین امت باشد آن عمر است  
 رضی الله عنه و دی ما اندرین طریقت رموز لطیف بسیار صحت دین کتاب جمله را احصا  
 توان کرد اما از دی می آید که گفت المذلة راحة من غلطاء النور حوائج و راحت  
 بود از هم نشینان بد و عورت بر دو گونه باشد یکی اعراض از خلق و دیگر انقطاع ایشان  
 و اعراض در ص ۱۹۰ از خلق گردیدن جای خالی بود و تبرا کردن از صحبت اجناس  
 بظاهر و آدابیدن بود بر روی بیرون اعمال خود و خلاص جستن بود را از مخالفت  
 مردان و این گردانیدن خلق را از بد خود اما انقطاع از خلق بدل بود و صفت  
 دل را بظاهر هیچ تسلی نباشد چون کسی بدل منقطع بود از خلق و صحبت ایشان  
 دی را هیچ خبر نباشد از مخلوقات که اندیشه آن بر دیش مستولی گردد آن گاه  
 این کس اگر چه اندک بهمان خلق بود از خلق دیدار باشد و محقق ایشان فرید باشد و این  
 مقام پس عالی و بید بود و راست این صفت عمر بود رضی الله عنه که از  
 راحت عورت نشان داد و دی بظاهر اندر بیان خلق با امانت و شکاف بود و  
 این دلیل واضح است که اهل باطن اگر چه با خلق آسوده باشد دل نشان بخت آویخته  
 باشد و در جوار احوال بود راجع باشد و آن مقدار که با خلق صحبت کند از حق  
 شرمند و از حق تعالی بدان صحبت خلق نگردد که هرگز دنیا مردود نشان حق را مصداق  
 گردد و احوال آن محض نه چنانکه عمر رضی الله عنه گفت دلم است علی الهادی  
 بلا بهیصال محال سرای که باطن او بهی و باطن او بود همان باشد که هرگز از بلا  
 خالی بود و عمر رضی الله عنه از خواص اوصول بود علی الله علیه وسلم و الله حضرت  
 حق همه اغاوش مقبول بود تا مدی که جبریل علیه السلام اندر ابتدای اسلام عمر بید  
 و رسول ما گفت علی الله علیه وسلم یا محمد قد استخش اهل السواد ص ۱۹۵

ص ۱۹۵

ص ۱۹۵

الیه باسلام و عمر پس اندای این طایفه پس مرتبه و صلابت اندرین بدوست از بعد  
 آنکه دی اندر همه انواع بر هر خلق را امام است رضی الله عنه  
 و منعم و نیز گنج بها و اهل عفا و متعلق بود درگاه رضای و متعلق بطریق  
 مصلحتی علی الله علیه وسلم ابو عمرو عثمان رضی الله عنه بود که دی را نقابل هویدا  
 است و استایب ظاهر اندر کل معانی و همه الله بن یزید و الله قاده رضی الله  
 عنهما روایت آید که روز حرب الدار ما بزرگ عثمان بودیم چون نوحا بر درگاه مجتمع شد  
 غلامان دی سلاح برداشته عثمان گفت هر که سلاح بر گیرد از مال من آزاد است و  
 ما از ترس خود بیرون آیم و حسن بن علی رضی الله عنهما ما را در راه پیش آمد با  
 دی باز گشتم و بزرگ عثمان اندر آیم تا بدریم که حسن این علی بیکار می شود و  
 چون حسن اندر آمد سلام گفت و دی را بران بیعت تعزیت کرد و گفت یا امیرالمومنین  
 من بی لون تو بر مسلمانان شمشیر توانم کشید و تو امام بر حق مرا فرمان ده تا بای  
 این قوم از تو دفع کنم عثمان رضی الله عنه دی را گفت یا ابن ابی سرجع و اجلس  
 فی بیتک حق یاک الله یا مومنا فلا حاجة لنا فی اهلک الدماء ای برادر زاده من باز گرد  
 و اندر غار خود بنشین تا زمان بدو تو تعالی و تقدیر دی چه باشد که امرا بگویند در بین  
 مسلمانان حاجت نیست و این علامت تسلیم است اندر حال و بود با اندر در جوار غلت  
 چنانکه نمود علیه لعنه ص ۱۹۰ آتش بر فروخت و ابراهیم را صلوات الله و سلامه  
 علیه اندر پله مخفی نعل جبریل علیه السلام آمد و گفت حل لك من حاجة گفت اما  
 الیك فلا تو هیچ حاجت ندارم جبریل گفت پس از خداوند بخواه گفت صحبتی من معانی  
 علمه خالی سوال مرو آن پس او می داند که من چه می رسد و لا من تقا تر را از من  
 مست می داند که صلاح من اندر چه چیز است پس عثمان رضی الله عنه اینجا بجای  
 فیصل بود اندر مخفی و اجتماع نوحا بجمعی آتش و حسن بجمعی جبریل تا ابراهیم را صلوات  
 الله علیه و آله و سلم بخت او عثمان را اندر بلا هلاک و بخت او را تعلیق بقا بود و هلاک  
 ما بقا و اندرین معنی پیش ازین طریقی گفتیم پس اندای این طایفه بندهای کلی و جهان

و تسلیم است. و غلامان را در عبادت و طاعت از وی بهر حقیقت اعلم حق است. و الله حقیقت و  
و شریعت و تربیت و ای اندر دوستی حق ظاهر است. رضی الله عنه و آله و  
و منعم و نیز برادر مصطفی و عریق بحر بلا و حریق بلا و مقتدای عباد اولیا  
و اصفا ابراهیم علی بن ابی طالب کرم الله وجهه و ما اندرین طریقت نشان عظیم  
و دجری توفیق و اله و الله وقت بجات است. و اصول حقایق حلی تمام داشت تا حدی که  
بنید رحمة الله علیه گوید در حق وی شیخ فی الاصول و البلاء علی المرتضی رضی الله عنه  
شیخ ما الله اصول و اندر بلا کشیدن علی مرتضی است (ص ۹۷) یعنی امام ما اندر علم  
و معالمت این طریقت علی است از آنچه علم این طریقت را اهل این اصل گویند و  
معالمت طریقت بجهل خود بلا کشیدی است می آمد که یکی بزرگبک دی آمد و گفت  
یا امیر المؤمنین مرا وصیتی کن دی گفت لا تجس کنه شغلک باهلك و ملوک فان  
یکون اهلك و ولدک من اهلک الله تعالی خای الله لا یستعین علیا و طاعت  
کامدا اعداء الله فما هتک و شغلک لا عداد الله مگر تا شغل زن و دزد را مهم ترین  
اشغال گردانی که اگر ایشان از دستان خداوند خدا دوستان خود را مانع نکند و اگر  
دشمنان خصایند اندر دشمنان وی چرا داری و تعقیب این مسئله اظهار دل بود از  
دون حق تعالی که دی بدگان خود را چنانکه خواهد می دارد هرگاه که یقین  
تر صادق بود چنانکه موسی صلوات الله علیه و خضر شیب را به حالتی هر چه  
موجب تر بگذاشت و بخداوند تسلیم کرد و ابراهیم هاجر و اسمعیل را به  
داشت و برادری غیر وی نرسد بود و بخداوند تسلیم کرد و مر ایشان را اکبر  
شغل خود نماندند و الله و الله حق است و مراود و بجهانی خود آمد و الله  
حال بی مراد تسلیم امور بخداوند عود و جلی و مانند است این سخن بدانکه  
علی گفت کرم الله وجهه مر سبلی را که از وی پدید بود که پاکیزه ترین  
کسب صا چیست گفت غناء القلب بالله به هر دل که بخداوند تعالی تو انگر باشد  
نیستی دنیا و دی را در پیش کند و به هستی دنیا شادی (ص ۹۸) نیاید و حقیقت

ص ۹۷

این فقر و صفت باز گردد و ذکر آن گذشته است پس اهل این طریقت اقتدا کنند  
به اندر حقایق جهادات و دقایق آثاران و تخریب از معلوم دنیا و آخرت و نظاره  
اندر فقر حق و لطایف کلام وی بیش اذان است که بعد از الله آید و در صوب  
من اندرین کتاب اعتقاد است و الله اعلم.



د اهل بیت پیغمبر صلی الله علیه وسلم آئنان که بصلوات الی خصوص بودند  
هر یکی را اندرین معانی قدی تمام بوده است و جمله تقدۀ این طایفه بودند  
از خاص و عام ایشان و من از روزگار گزشتی ایشان طنی و بان کیم ان شاء  
الله تعالی

و منهم جگر بند مصطفی و زیان دل مرثی و قره امین رهرا از محمد الحسن بن علی کرم الله وجهه دی ما اندرین طریقت نظر تمام بود و اندر دقائق مهارت این معنی سنی وافر ۳ حدی که گفته اند حال و معنی و حکم بحفظ السوار ثانی الله جلّ علی الضایر به شما یاد بحفظ اسرار که خداوند عز و جل داننده ضایر است و حقیقت این آن بود که باشد مخاطب مست بحفظ اسرار هم چنان که بحفظ اظهار پس حفظ اسرار عدم التقات با بقیار بود و حفظ اظهار از مخالفت بجای می آید که تقدیران چون غلبه گرفتند و نذهب اعتزال اندر ایشان پراگنده شد حسن بصری رضی الله عنه محمد بن علی کرم الله وجهه نامه نوشت و گفت بسم الله الرحمن الرحیم (ص ۴۹) السلام علیک یا ابن رسول الله و قره عینی و رحمة الله و برکاته اما بعد فانکم معاشر بنی هاشم کما خلق الجاهلیة فی بحر لجن و مصایب الدنیا و اهلای الهدی و ائمة القادة الذین من تبعهم غیا

کسب فی روح الخلق یحکّم الله فیها المؤمنون و یمنحوا فیها الممتنعون فما قولک یا ابا  
رسول الله بعد حیرتک فی القدر و اختلافنا فی الاستطاعة لتعلمنا بها تکلیف علیه و لایک  
فانکم ذریة بعضها من بعض یعلم الله علمتم و هو الشاهد علیکم و انتظر شهادته  
الله علی الناس و السلام معنی این آن بود که سلام خدای بر تو باد ای پسر پیغمبر  
خدای و روثنائی چشم او و رحمت خدای و برکات او بر شما باد که شما بنی حاشم  
بیون کشتی های دریای معرفت و تارکان تابنده و علامت هدایت و ایمان  
دین هر که متان شما بود نجات یابد چون متابان کشتی نوح که بدان نجات یافتند  
نوحان و تو هم گویی ای پسر پیغمبر خدائی اندر حیرت ما اندر قدر و اختات ما  
اندر استطاعت ما بدرنیم که روش تو اندران چسبیت و شما ذریه پیغمبر بود هرگز  
منتقل نخواهید گشت علان بتسبیح خدایت عز و جل و او نگاه دارنده و حافظ  
شامت و شما ازان خلق چون نامر بود رسید وی جواب نوشت بسم الله الرحمن  
الرحیم اقا بعد فقد اتقی الی کتابک عندا حقیقتک و حقیقة من زعمت رص ۱۰۰ من احنا  
و الذی علیه الای الله من لم یؤمن بالقدر خیر و شره من الله تعالی فقد کفر  
و من حمل المعاصی علی الله فقد لجر الله الله لا یطاع بالکراه و لا یعصى بغلبة و  
لا یصل الی الباد فی ملکته لکنه المالك لما ملکهم و نقلهم علی ما علیه قدرهم فان  
اشعوا بالطاعة لم یکن لهم جانا و لا لهم عنما مشعوا ان اتوا بالمعصیة و  
شاء ان یموت علیهم فیموت بینهم و بینما فعل و ان لم یفعل فلیس هو حاصلهم  
علیها اجابا و لا الزمهم کراهها ایضا باحتیاجه علیهم ان عرفهم و ملکهم و جعل  
لهم السبیل الی احد ما دعاهم الیه و ترک ما نهیهم عنه و الله الحجة البالغة  
و السلام معنی این آن بود که آنچه نوشتی بودی از حیرت خود و ازان که می  
گویی از امت ما اندر قدر و آنچه رای من بدان مستقیم است آنست که هر که  
بقدر خیر و شر از خدای تعالی ایمان یابد کافر است و هر که معاصی بدو حواله  
کند فاجر یعنی انکار تقدیر مذنب قدر بود و حواله مامی بخدای مذنب جبر پس

بنده مختار است اندر کسب خود بمقدار استطاعت از خدای عز و جل و باین میان  
 قدر و بهرست و مراد من ازین نام بیش ازین یک کلمه نبود اما بعد بیادرم که سخن  
 سخت فصیح و نیکو بود و این جو را بدان بیادرم که وی کرم الله وجهه اندر علم  
 حقایق و اصول هدایتی بوده است که اشارت در (۱۰۱) حسن بصری رضی الله عنه بهمانش  
 الله علوم بهد بوده است و اندر حکایت یافتیم که اروابی اندر آمد از بادیه و حسن رضی  
 الله عنه بر در سرای خود نشسته بود اندر کوزه و حسن را دشتام داد و مادر و پدرش  
 را نیز دی برخواست و گفت یا اروابی گر گرسنه گشته و یا تشنه شده یا ترا چه  
 رسیده است و وی می گفت تو چنین و مادر و پدرت چنین حسن رضی الله عنه غلام  
 را فرمود تا یک بدرای نیم بیرون آورد و بهد داد و گفت یا اروابی معذور دار  
 که اندر خانه جز این نمانده است و آلا از تو دریغ نه داشتمی چون اروابی این  
 سخن بشنید گفت اشمه انگ این رسول الله صلی الله علیه و سلم من گواهی می دهم  
 که تو پسر پیغمبری و من اینجا بقره علم تو آمده ام و این صفت معتقدان  
 مشایخ باشد که مدح و ذم خلق بنزدیک ایشان یکسان بود و بجای گفتن تمثیل  
 فرمود:

و منعم و نیز شمس اهل طهر و از بولا غلای مجرود بیله زاده خود اولی عبد الله  
 الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهما از معتقدان بولیا بود و قبلا اهل صفا  
 و قلیل کرنا و اهل این قعه بر درستی حال وی متفقند که تا حق  
 ظاهر بود سر حق را شایع بود و چون حق مفقود شد شمشیر برکشید و تا جان عزیز  
 فدای خداوند تعالی نکرد نیامید و رسول را صلی الله علیه و سلم اندر وی نشان های بود  
 که او بدان مخصوص بود چنانکه عمر بن الخطاب رضی الله عنه روایت در (۱۰۲) کرد که  
 مدزی بنزدیک پیغمبر صلی الله علیه و سلم اندر آمدن وی را دیدم که حسین را بر پشت  
 برادر خود نشاند بود و در شرف اندر دکان خود گرفته و یک سر رشته بدست حسین  
 داده تا حسین علی زاده وی از عقب حسین می گفت برانوها چون آن دیدیم

ص ۱۰۱

ص ۱۰۲

گفتم نعم اجعل جملک یا ابا عبد الله پیغمبر گفت صل الله علیه و سلم نعم اراکب هو یا  
 عمر و وی را کلام لطیف است اندر طریقت حق و رموز بیار و معانی نیکو و  
 از وی می آید که گفت اشفق الاخوان عليك دينك شفيق تزيين بذاوران تو بخت تو  
 دین تست از آنچه نجات نمود اندر متابعت دین بود و عاقلش اندر مخالفت آن پس  
 مرد خود مدد آن بود که بخوان مشتقان بود و شفقت ایشان بر خود بیاد و پس در  
 متابعت ایشان فرمود و بیاد آن بود که نصیحت نماید و در شفقت ببنده و گوید  
 حکایات یافتیم که مدزی مردی بنزدیک وی آمد و گفت یا پسر رسول خدای من  
 مرد درویشم و اطفال دادم مرا از تو فتنه امشب می باید حسین وی را گفت  
 بشن که تا ما را بفرستی در راه است تا بیاد منی بر بیاد که پنج عمره از دنیا  
 بیاد دهم از نزد صادق اندر هر صرة هزاره دینار و گفت که خاوری از تو بفرست  
 می خواهد و می گوید که این مقدار اندر دو کسرتان صرف باید کرد تا به اشد بیمار  
 نیکوتر داشته آید حسین رضی الله عنه اشارت بدان درویش کرد و آن هر پنج  
 صرة بهد داد و از وی قدر خواست که بس ویر نامدی و این بس بی خطر  
 عطائی بود در (۱۰۳) که یافتی اگر من دانستی که این مقدار است ترا انتظار نرود  
 ما را معذور دار که ما از اهل بلائیم و از هر راحت دنیا باز مانده و مراد صی  
 خود گم کرده و زندگانی برادر دیگران می باید کرد و مناقب وی از آن مشهور تر  
 است که بر هیچ کس از امت پوشیده نباشد رضی الله عنه

و منعم و نیز دارث ثبوت و چراغ امت بید مظلوم و امام مرحوم زین  
 العابدین و شیخ الامام ابو الحسن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کرم الله  
 وجهه اکرم و اجد اهل زاده خود بود و وی مشهور است بکشف حقایق و نطق  
 دقایق و از وی پرسیدند که سید ترین دنیا و دین کیست گفت من ادا رضی الله  
 بحمله دهاء علی الباطل و اذا سقط له یخرجه من خطه عن الحق آنکه بر باطل  
 راضی نمود چون راضی بود و خشمش از حق بیرون نیارد چون به خشم بود و این از

ص ۱۰۳



ادوات کمال مستقیقان بود از انچه رضا دادن بیاصل باطل بود و دست داشتن از حق زدن  
 حال خشم هم باطل و مومن مبطل نه باشد و نیز می آمد که چون حسین بن علی را  
 با زندان وی رضوان الله علیه می انداختند که با بکشتند و بجز وی کسی نماند که بر عودات  
 یقیم بودی و با نیز بکار بود و امیر المؤمنین حسین رضی الله عنه در مدینه علی اصغر  
 خواندی و چون ایشان را در شتران برهنه به مشق افتاد آوردند پیش سید بن  
 مبارز اخراج الله فذلک امیر یکی گفت او را کیست اصیحتم یا علی و یا اهل بیت  
 الرحمة (ص ۱۰۴) حال اصیحتا من قومنا بلذلة قوه مومنی من کل طریق یستحقون  
 انیادهم و یستحقون مسامحه فلا یدری صیاحتا من مسامحتا و هذا من حقیقة بلائنا  
 بامداد تان پیروز بود یا علی و یا اهل بیت رحمت گفت بامداد ما از بجای  
 قوم خود چون بامداد قوم موسی از بلای قوم فرعون که فرزندان ایشان را بکشتند  
 و زنان ایشان را بزدند کردند تا به بامداد می شناسیم و به شایگاه و این  
 از حقیقت بلای است و ما مر خداوند را شکر گوئیم بر نعمت های وی و  
 مبرکتی بر بلاهایش و الله حکایت است که هشتم بن بعد الملک بن مردان  
 سالی حج که خانه را طواف می کرد خواست تا حجر الاسود را ببوسد از زحمت  
 خلق راه یافت آن گاه به منبر شد و خطبه کرد اندکان همان یزید العابدین علی  
 بن الحسین رضی الله عنهما مسجد اند آمد با روی مغرور و خنجر حوز و جامه معطر و  
 ابتدای طواف کرد چون نزدیک حجر الاسود فرا رسید مردمان مر تعظیم او را و عالی  
 حجر را خالی کردند تا وی مر آن را ببوسد مردی از اهل شام چون آن هیئت  
 بدید با هشام گفت یا امیر المؤمنین ترا بجز راه ندادند که امیر المؤمنین تویی آن  
 جوان فوج بودی که بود چون پیام موم بجم از حجر اندر رسیدند و آن حجر مر  
 و را خالی کردند هشام گفت من وی را شناسم و مراد وی بدین آن بود که تا  
 اهل شام مر او را نشاند و بدو تویی گفتند و بامارت وی رغبت نمایند  
 (ص ۱۰۵) فردق شاعر آنها استاد بود گفت من او را یک شناسم گفت

ص ۱۰۴

ص ۱۰۵

آن کیست یا افراسیاب خبر ده که سخت محیب جوانی ویرم فردق گفت شما  
 عرش دارید تا من حال و صفت و نسبت وی بگویم فانشاء فردق بقول  
 هذا الذي تعرفون البطاء وطائفة في البيت يعرفه فالجمل والحدود  
 هذا ابن خيرة عباد الله كلهم في هذا التقي التقي الطاهر العليم  
 هذا ابن فاطمة الزهراء و يحكم في ابن الوصي على خيركم قدوة  
 ياتي الى قمرية العز التي قموت في بيتي تعلموا عرب الاسلام والهم  
 اذا دلتكم قريش قال يا مثلها الى مكاهر هذا ينتهي الكور  
 من حدة دلت فضل الانبياء له فضل الله و انت له الاسم  
 ينطق نور الدج عن نور طلعته كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم  
 يحكاه بسكة عرفات داحت ركن الخطير اذا ما جاء يستلم  
 يفضي حياء و ينفض من مهابة ثما يحكم الا حين يتهم  
 في حقه خبيران ربحا عبق من كلف اسروح في جريته شمم  
 مشتقة من رسول الله نبعته طابت عناصدها والقيم والشيم  
 فليس قولك من هذا بقاء حاة العرب تعرف من الكوت والهم  
 كلنا يديه غياث عتم نفهمنا لنتوكلان ولا يعرفنا العلم  
 عتم البقية بالاحسان فانفشت لا يستطيع جواد بعد غايتهم  
 هم البقية اذا ما انزلة انزمت سهل الخيفة لا يفتشى بواصرة  
 من معشر جهم دين و بعضهم ان جد اهل التقي كانوا انهم  
 لا ينقص العسر بسطا من انهم الله فضله قوما و مشرعه  
 والاسد اسد الشرى والياس يعجزون (ص ۱۰۶)  
 ريد اشان حسن الخلق والشيم  
 حشر و قربهم منها و احتشم  
 اوقيل من خير اهل الارض قيل هم  
 سبنا ذلك انور اذان عده موا  
 جوي يذلک في نوحه العتلم

ص ۱۰۶

لا يستطيع جواد بعد غايتهم ولا يمانتهم قهره وان يكره  
 مقدم بعد ذكر الله ذكرهم في كل بدو غنوه به اسكلر  
 من يعرف الله يعرف اوليته هذا ما له الام  
 الى القائل ليست في نقابهم  
 لا يثبت هذا اوله نعم

و نامه این و اندر درج دی بقی چند گفت دی را و اهل بیت پیغامبر را علی  
 الله علیه و سلم بسیار بستود هشتم با دی خشم گرفت و فرمود تا ما را بمقتضی محبت  
 کرد و آن حالت میان که و درج و این عمر بعینه چنانکه بود بدان سید  
 بن العابدین نقل کرده دی فرمود تا دوازده هزار دهم بدو بداد و گفت او  
 را بگوئید یا با فراس ما را معذور دار که ما محتاجیم و بیش ازین چیزی معلوم نداریم  
 که تو فرستادیم فردق آن یسم باز فرستاد و گفت ای پسر پیغمبر خدای من از برای یسم  
 برای سلاطین و امرا ایشام بسیار گفته ام و اندران هیچ دروغ آورده این ابیات را  
 کفایت بعضی را اذان گفتم از برای خدا و دوستی فرزندان رسول چون پیغام باین العابدین  
 مید گفت باز گردید و این یسم باز برید و بگوئید ص ۱۱۷ یا با فراس اگر ما را  
 دوست داری بپند که ما باز کردیم بدان چیزی که پراده باشیم و از ملک خود بیرون  
 کرده آنگاه فردق آن یسم بستد و پذیرفت و مناقب آن یزد پیش اذان است که  
 آن را جمع توان کرد

و منعم و نیز محبت بر اهل سعادت و برهان ارباب مشاهدت امام اولاد بنی  
 و گویند نسل علی را به جبر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الهام رفی  
 الله عنهم و نیز گویند که کینست دی ابو جبر الله بود و بقتب دی را باقر خوانندی  
 مخصوص بود بدقایق علوم و لطایف اشعار اندر کتاب خدای عز و جل دی را  
 کرامات مشهور بود و کیات از هر و براین نور و گویند که دقتی یکی را به قصد  
 هلاک دی کس فرستاد و دی را بخواند چون بنزدیک دی اندر آمد از دی قدر

ص ۱۰۷

خواست و هدیه داد و بنیکوئی باز گردانید گفتند ایها الملك قصد هلاک دی داشتی  
 کنون ترا با دی دیگر گونه دیدیم حال چه بود ص ۱۱۸ گفت چون دی بنزدیک  
 من اندر آمد دو شیر دیدم یکی بر دست دی و دیگری بر چپ دی مرا می گفتند  
 که اگر تو پدر قصد کنی ما ترا هلاک کنیم و از دی روایت کردند که دی  
 گفت اندر تفسیر قول خدای عز و جل قَتْلُ الْمُؤْمِنِينَ بِالْكَافِرِينَ وَ يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ فَتْحَهُ  
 اسْتَيْسَرَ لَكَ خَالِ كُلِّ مَن شَتَاكَ عَنِ مَخْلَاطَةِ الْحَقِّ فَهُوَ طَائِفَتُكَ بَارِ وَارِدُهُ تُو از  
 مطالوعه و طائفت کست بگر تا آنچه چیز عجوبی بدان حجاب از دی باز مانده  
 ترک آن حجاب بگوئی تا بکشت اندر دی و محجوب و ممنوع نه باشی و ممنوع  
 نه بماند که دی تربت کند و از خواجه دی یکی روایت کند که چون از  
 شب لغتی بشدی و دی از او را فارغ گشتی آواز بلند بداد گرفتی بمناجات

گفتی املی و بشدی شب اندر آمد و ولایت نصرت ملک بر سر آمد و شانگان  
 بر آسمان صوبیا شدند و خلق مجله بختند و تا پیدا شدند صورت مروان پیار امید  
 و چشم شان بخت و مروان از در خلق دیدند و بنو اقیه آرمیدند و ایستهای  
 خود نمفتند و با اقیه در های خود اندر بستند و پاسبانان بر گماشتند و آنان  
 که بدیشان حاجتی داشتند حاجت غرضش فرو گذاشتند تو بار خدایا زنده و پاینده  
 و بیننده و داننده خودن و خواب بد تو اعدا نیست و آنکه ترا  
 بدین صفت نشاند هیچ نعمت را مزداد نیست ای آنکه چیزی مر ترا از چیز دیگر  
 باز ندارد و شب و روز اندر بقای تو خلل ندارد و در های رحمت تو گشاده  
 است هر آنکه ص ۱۱۹ ترا دعا کند و خدینا تو بجز خدای نیست که بد تو  
 شگ گویند تو آن خداوندی که رده سایل بد تو روا نباشد آنکه دعا کند از مومنان  
 بد در حاجت سایل را باز دادند نباشد از خلق زمین و آسمان بار خدایا چون  
 مرگ و گور و حساب را یاد کنیم چگونه دل را دنیا شاد کنیم و چون خواندن  
 نام را یاد کنیم چگونه با چیزی از دنیا قرار کنیم و چون ملک الموت را یاد

ص ۱۰۸

ص ۱۰۹



کنیم چگردد از دنیا بپوشد پس از تو خواهم اندانم ترا دانم و از تو بگویم اندانم  
ترا می خواهم حاجتی اندر عالمی بی عذاب و عیشی اندر حساب بی عقاب بگرمتم  
گردان این جوی گشتی دی گریستی تا شبی او را گفتم یا سیدی و بیده آگاهی  
چند گری و تا که خردشی گفت ای دوست یعقوب را یک پسر گم شد پندار بگریست  
که چشم صابش سبزه گشت و من هرزه کس با پند خود یعنی حسین و قتیان کردم گم  
کرده ام کم اذان باری باشم که اندر فراق ایشان چشمها سفید کنم و این مناجات بعزیزت  
سخت فصیح است اما نزدیک تلویل را معانی آن بیایسی بیادرم تا مکرر نشود و  
باز بجای دیگر ایضا آمین ان شاء الله تعالی

و منهم و نیز یوسف مکتب و بحال طریقت و معتبر معرفت و مریض اعنوت  
ابو محمد جعفر صادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله  
عنهم اجمعین عالی حال و بیکو نیرت داده آراسته ظاهر و آگاهان معرفت و دینی  
را اشارت جمید است در ۱۱۰ اندر جمله علوم و مشهور است بدقت کلام و دقت  
معانی اندر بیان مشایخ رضی الله عنهم و وی را کتب معروف است اندر بیان  
این طریقت از وی روایت می آید که گفت من حدیث الله اعرض عما سواه  
عارف مریض بود از غیر و منقطع از اسباب اندانم معرفت وی عین حرکت بود که  
حرکت بود وی از معرفت وی بود و معرفت بود وی حرکت وی پس حاجت از  
از خلق و خلوت وی گشت باشد و بدو پیوسته بغیر ما اندر دانش مقدار آن نباشد  
تا ندیشان انکسار کند و با وجود ایشان چندان خطر در که اندر خاطر ذکر ایشان  
را منع کند و هم از وی روایت می آید که گفت لا یصلح العبادۃ الا بالتوبة  
لان الله قدس التوبة علی العبادۃ قال الله تعالی انکافوا لی التوبة التوبة التوبة  
توبه راست نیاید تا خداوند مقوم گردد توبه را بر عبادت اندانم توبه برایت تمامت  
ست و بحدیث تمامیت آن و چون خداوند تعالی ذکر عابدان یاد کرد توبه فرمود  
و گفت توبه توبه ای الله جیمعا چون رسول را رضی الله علیه وسلم یاد کرد بحدیث

یاد کرد و گفت قلوا فی الی عبیده ما اذن فی و اندر حکایات یافتیم که داود طائی رحمه  
الله علیه بزرگبوی آید و گفت ما پسر رسول خدای امر پنداری ده که دلم بپناه  
شد است گفت یا ابا سلیمان تو شاهد امانت خویشی ترا چه چند چه حاجت باشد  
گفت ای فرزند پنهان شما ما بر همه خلایق فضل است و چند در ۱۱۱ دادن  
تو هر ما واجب است گفت یا ابا سلیمان من اذان می ترسم که بقیامت  
بد من اندر آید که چرا حق متابعت من نگذاروی و این کار به حسب  
میج و نسبت قوی نیست این کار بمعاملت خوب است اندر حضرت حق تعالی  
داود طائی را گریستن آید و گفت یا خدا یا انکه همچون طینت وی از آب  
بوت است و ترکیب طبیعت وی از اصول برهان و حجت هدایت رسول است  
و مادرش بتول است وی برین بیرونی است داد که باشد که او بمعاشرت خود  
موجب شود و هم از وی می آید که مدتی نشسته بود با لولی خود و مر ایشان  
را می گفت بیایید تا بجهت کنیم و عهد گیریم که هر که از بیان ما رستگاری  
یابد اندر قیامت هر را شفاعت کند گفتند ما این رسول الله صلی الله علیه  
و سلم ترا بشفاعت ما چه حاجت است که بدو تر شفعی هر خلایق است وی گفت  
من با این افعال خود شرم دارم که به قیامت اندر وی بدو خود نگویم و این  
جمله روایت یعقوب نفس خود است و این معنی از اوصاف کمال است جمله  
مشکلات حضرت خداوند برین بوده اند از انبیا و اولیا و رسل که رسول گفت صلی الله  
عیه وسلم اذا احل الله بعد خیرا یقتضی بحیوب نفسه و هر که از مدی تواضع  
بحدیث سر زود آورد خداوند تعالی کار وی اندر دو جهان بلند بر آورد و اگر  
جمله اهل بیت را رضی الله عنهم یاد کنیم و مناقب هر یک بر شمریم این  
کتاب حل آن کند این مقدار کفایت است مر هداایت قوی ما که عقل ایشان  
ما لباس ادراک باشد از مریدان و مکرران این در ۱۱۲ طریقت اکنون ذکر  
اصحاب مقدم رسول صلی الله علیه وسلم بیایم بر سبیل ایجاز و اختصار اندرین کتاب

و تا پیش این کتابی ساخته ایم و مر آن را محتاج الیین نام کرده و انقدر دی  
مستحب هر یک آورده تفصیل آتا اینجا اسمی و کتابی مقدم شان پیاریم تا مقصود  
از اعتراف الله بمحصل پیوند و الله اعلم و الله التوفیق.

## باب فی ذکر اهل الصفة

بدانکه است مجتمع اندر یک پیغامبر را می الله علیه و سلم گویی بودند  
از صحابه که الله رسوله می نامیده اند و بیجا بر جلاله می دست از  
دنیا داشته بودند و از کسب اموال کرده و خدای عز و جل از برای ایشان  
عقاب کرد و گفت وَلَا تَحْزَنُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدُوَّةِ وَالْخَشْيَةِ يُرِيدُونَ  
وَجْهَهُ وَ كِتَابِ هَذَا بِتَفْصِيلِ اِيشَانِ طالع است و پیغامبر را می الله علیه و سلم  
الله ایشان اخبار بسیار است که ما ریدیم است و ما طریقی از ذکر ایشان الله متعالی  
از کتاب گفته ایم و این بواسطه رضی الله عنه روایت کند از پیغمبر می الله علیه  
و سلم فَنَفَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِ الصِّفَةِ فَرَأَى فُخْرَهُمْ وَجْهَهُمْ  
وَ طَبِيبٌ قُلُوبَهُمْ فَقَالَ اأَصْحَابُ الْحَقِّةِ فَمَنْ يَقِي مِنْ أَمْتِي عَلَى النِّصَةِ الَّذِي  
اَسْتَمِعَ عَلَيْهِ وَاضِعًا بِمَا فِيهِ فَاقَاهُ مِنْ نَفَقَاتِي فِي الْحَقِّةِ مَعْنَى اِنْ خَرَجَ اَنْ يَدُو كَچون  
پیغمبر می الله علیه و سلم بر ایشان بگذشت و مر ایشان را دید بایستد و خرمی  
دل ایشان آمد فقر در ۱۱۳ و مجاهدت دید و گفت بشارت مر شما را و آنکه  
از پس شما بیایید بعفت شما و الله فقر خود بپوشی باشند و ایشان نیز از  
رفیقان من باشند



از ایشان یکی منادی حضرت چهار و گزیده محمد مختار طالع ریح رضی الله عنه و دیگر  
دوست خداوند دارد و محرم اعمال پیغمبر صلی الله علیه و سلم ابو عبد الله سلمان فارسی  
رضی الله عنه و دیگر سرهنگ مصاجر و انصار و متوجه رضوان خداوند چهار ابو حبیبة بن  
حار بن عبد الله الجراح رضی الله عنه و دیگر گزیده اصحاب و تربیت ارباب ابو القطفان  
حار بن یاسر رضی الله عنه و دیگر گنج علم و خزانة علم ابو مسود عبد الله بن مسود  
القذافی رضی الله عنه و دیگر متکبر درگاه حرمت و پاک از عیب و آفت عقبه بن  
مسود برادر عبد الله رضی الله عنه و دیگر مالک طریق عورت و معرض از معایب و  
زلت مقداد بن الاسود رضی الله عنه و دیگر داعی مقام تقوی و راضی بیلا و بوی  
جناب ابن الارت رضی الله عنه و دیگر فاضل درگاه رضا و طالب بارگاه بقا اندر  
فی شعیب بن اسحاق رضی الله عنه و دیگر گزیده درج سعادت و بحر قناعت عقبه بن  
غزوان رضی الله عنه و دیگر بزرگوار فادق عرض از کرین و ملوک ذیاد بن الخطاب  
رضی الله عنه و دیگر خداوند جهادات الله طلب مشاهدات ابو کبشه عمل پیغمبر  
صلی الله علیه و سلم و رضی الله عنه و دیگر عویذ و تائب و از کل خلق بحق تعالی  
آشوب در ۱۱۱۳ ابو المرثد کفاه ابن الحسین القندی رضی الله عنه و دیگر حار  
طریق توضع و سپرده حجة تقاطع سالم موی حذیفه ایمانی رضی الله عنه و دیگر  
غایت از عنایت و عارب از طریقت مخالفت عکاشه بن الحصین رضی الله عنه  
و دیگر ترین مصاجر و انصار و یثد بنی قار مسود بن ربیع القادی رضی الله  
عنه و دیگر اندر زهد مانند عیسی و اندر شوق بدرجه موسی ابو ذر جندب بن  
جنادة القادی رضی الله عنه و دیگر حافظ انفس پیغمبر صلی الله علیه و سلم ابو مر  
خیرات ما خداوند برادر عبد الله بن عمر رضی الله عنه و دیگر اندر استقامت یقیم  
د اندر متابعت مستقیم صندوق بن یحیی رضی الله عنه و دیگر صاحب علمت و خالی  
از قنعت ابو دردا عبید بن حار رضی الله عنه و دیگر متعلق درگاه رجا ابو گزیده  
رسول پادشاه ابو بنایه ابن عبد القدر رضی الله عنه و دیگر کیمیای بحر شرف ابو

ص ۱۲

ذر توکل ما صلت عبد الله بن عبد الجحفی رضی الله عنهم و عن یحییهم رضی الله عنهم  
و اگر جواد ایشان را یاد کنیم کتاب دوازده و شیخ ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین السلی  
رضی الله عنه که نقال طریقت و کلام مشایخ بوده است تالیفی کرده است مر  
اهل صفه را رضی الله عنهم مقود و مناقب و فضایل و اسمای و کنای ایشان بیاد آورده  
آیا مسلح بن اثاث بن جواد را از جمله ایشان گفته است و من بدل او را دوست  
تمام که ابتدای الکتاب اسم المومنین هایش رضی الله عنها وی کرده بود آقا ابو هریره  
و ثوبان در ۱۱۱۵ و معاذ بن الحارث و سائب بن اشناد و ثابت بن دویله  
ذ ابو جیس عولیم بن ساعد و مسلم بن عیمر بن ثابت و ابو الیبر کعب بن عمرو  
و حبیب بن منفل و عبد الله بن انیس و حجاج بن عمرو الاسلمی رضی الله  
عنهم همچنین از جمله ایشان بودند گاه گاه بسببی تعلق گردیدی آقا هر دو یک  
درج بودند و بحقیقت قرآن مصاحب غیر قرون بود و اندر هر دو که بودند  
از دقتی بهترین و فاضل ترین همه خلق بوده اند از بعد آنکه خداوند تعالی ایشان  
را محبت پیغامبر صلی الله علیه و سلم الهادی داشته و امر او ایشان از جمله پیوست  
نگاه داشته چنانکه پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم خیر القرون قری ثلثین یونسهم ثم  
الذین یونسهم الحديث و خداوند گفت وَ شَاقِبُونَ الذَّكَّوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَ الْأَنْصَارِ  
ذَ الذِّیْنَ اشْتَبَهُوْهُمْ بِأَحْسَنِی وَ أَكْثَرُونَ ذکر بعضی از تابعین اندین کتاب اثبات کنیم  
نابیه تمام تر شود و قرون یکدیگر متصل باشد این شد الله تعالی.

## باب فی ذکر اتمهم من التابعین

آفتاب امت و سمع دین و ملت ائمه اربعه رضی الله عنہم از کبار مشایخ  
 اهل القوت بود اندر محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم بود تا منور گشت از  
 دیدار پیغمبر صلی الله علیه و سلم بود چیز یکی خلیفه حال و دیگر حق والد و پیغمبر صلی الله  
 علیه و سلم گفت مرصاحب را رضی الله عنہم مروی است از قرن اوین نام که از  
 یقامت هم چند گوسفندان در ۱۱۱۴ ربیع و محضر شفاعت خواهد بود ائمه اربعه  
 من و مدی بصره علی کرد رضی الله عنہما و گفت شما او را ببینید و مدی مروی است  
 پست و بیاد با شترانی و بر پهلوی چپ دی چند یک دم سپیدی است که آن  
 و بیشی است و برکت و منش هم چنان از دی که بعد گوسفندان رنجه و محضر  
 شفاعت باشد اندر امت من چون به پیشش سلام می دهد برسانید و بگویند تا  
 ائمت مرا دعا کند و چون عمر رضی الله عنہ بعد وفات پیغمبر بمکه آمد و امیر المؤمنین  
 علی کرم الله وجهه با دی بود اندر میان خلیفه گفت یا اهل نجد قوم اهل جد  
 بر خاستند گفت از قرن کسی هست میان شما گفتن بی قوی را بود فرموده عمر  
 رضی الله عنہ خبر اوین از ایشان پدید گفتند و ائمه اربعه هست اوین نام که اندر آبادانجا  
 نیاید و با کسی صحبت نکند و آنچه مردان خوردند او خورد و غم و شادی ندانند

ص ۱۱۶

چون مردان بخندند او بگریه چون بگریه او بخندد عمر گفت دی را می خواهم گفتند  
 بعد از است نزدیک اشتران را امیرین رضی الله عنہما بر خاستند و نزدیک دی شدند  
 دی را یافتند اندر نماز نشستند تا قلدخ شد و بعد از ایشان سلام گفت و  
 نشان پهلوی دست چپ بر ایشان نمود تا ایشان را معلوم گشت و از دی دعا  
 خوانند و سدم پیغامبر صلی الله علیه و سلم بود برسانیدند و بدعای ائمت دیت  
 کردند و زمانی پیش دی بودند تا گفت رنجه گشتید اکنون باز گردید که یقامت نزدیک  
 است آنگاه را آنجا پدید آمدن ۱۱۱۷ که مر آن را باز گشتی نباشد من اکنون  
 بر امتن بگم راه یقامت مشغول چون اهل قرن باز گشتند او را حرمی و هاشمی  
 پدیدار آمد اندر میان ایشان دی از آنجا رفت و بگوید آمد و حرم بن یحیی و  
 مدی برید و از پس آن هیچ کس ندیدش تا وقت قتل و حرم امیر المؤمنین علی  
 کرم الله وجهه آن گاه بیاید و بر موافقت امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه با اهلای  
 دی روز حرم صغیر جنگ می کرد تا روز صغیر شهادت یافت عاشر حیدر و مات  
 شهیداً رضی الله عنه از دی مدایت آمدند که گفت السلامه فی الوسعه سلامت  
 اندر تنهایی بود از آنچه دل کسی که تنها بود از اندیشه غیر رسته باشد و اندر  
 بعد احوالی دلش از خلق فریب گشته تا از جمله ائمت ایشان سلامت یافت باشد  
 مدی از جمله ایشان بر تافته اما اگر کسی پندارد که وحدت تنه دین بود حال  
 باشد که تا شیطان را بر دل کسی صحبت بود و نفس را اندر صدر دی سطلای  
 تا دنیا و عقبی را بر قدرت دی گذرد و اندیشه خلق را بر سر دی گند بود  
 هنوز وحدت نباشد زیرا آنچه با بین چیز آرام باشد و چه با اندیشه آن هر دو یکی  
 باشد پس آنکه دید بود اگر صحبت کند صحبت مزاحم وحدت دی نباشد و اگر مشغول  
 بود و اگر دولت کند دولت سبب فراغت دی نگردد پس انقطاع از انس بود با انس  
 نباشد آن را که با حق انس بود مخالفت انس وی را مضرت نکند و آن را که  
 موافقت انس بود مخالفت انس وی را مضرت نکند و وی را از انس

ص ۱۱۷

ص ۱۱۸



حق خبر در کائنات الوحده صفة جسد صانع سبح قوله تعالى آتيت الله بسلطان عظيم  
 و منعم و تيز شمع صفا و معدن دقا هرم بن بجان رضی الله عنه از بزرگان  
 طریقت بود و اندک محاسن حفظ دافر داشت و با صاحب کرام صحبت کرده بود قصد  
 کرد تا اولین راه زیارت کند چون بقرن شد وی از آنجا رفته بود تا امید گشت  
 و بنگر باشد آخر خبر یافت که وی بکوفه می باشد بیاورد و بجا نرسد تا بنگر دراز  
 آنجا بود و چون خواست که از آنجا به سوی مصر روی کند راه وی را یافت به  
 کنار حرارت که طهرت می کرد مرتقه پوشیده بشتافتش چون از کتافه بود بر آمد و  
 پیش شام کرد هرم پیش آمد و وی را سلام گفت وی گفت عیبک السلام یا  
 هرم بن بجان گفت مرا چه شناختی که من سرزمین عوفت صبی دوحه جان من  
 جان ترا شناخت زمانی بنشیند و مراد را نیز باز گردانید هرم گفت پیشتری با  
 من سخنان امیران گفت یعنی عمرو علی زهم الله عنهما و روایت کرد مرا از عمر  
 و عمر از بنیامبر صلی الله علیه و سلم که وی گفت انما الاحمال بالقیات و لکنی امری  
 ما انک لکن کانت فحجته الی الله و رسوله فحجته الی الله و رسوله و من کانت هجوته  
 الی دنیا لم یصلها الی اصلا و یلتزمها فحجته الی ما هاجر الیه آنگاه مرا گفت عليك  
 بقلبك بر تو باد بنگاه داشت دل از اندیشه غیر و این ص ۱۱۹ سخن را در معنی  
 بود یکی آنکه دل را متابع حق گردان بجاهدت دیگر آنکه خود را متابع دل گردان و  
 این دو اصل قوی است دل را متابع حق گردانیدن کار مریدان بود که از عکابر  
 تقوت و توانست هوا باز بماندش و اندیشهای نا موافق بدرجه از وی منتقل  
 گرداند و اندک تدبیر صمت و حفظ امور و نظر اندک آیات حق بمنند تا محل محبت  
 شود و خود را متابع دل گردانیدن کار کاظمان بود که حق تعالی دل ایشان را بند  
 بحال بنور گردانیده است و از همه اسباب و همل برهانیده و بدرجه اعلی رسانیده  
 و خلعت قرب در بر ایشان افکنده و الطاف خود برین تجلی کرده و بشاهدت و  
 قرب بدان تزی کرده آن گاه او تن را موافق دل گردانیده پس آن گروه پیشین

صاحب القلوب باشد و این گروه دیگر مغلوب القلوب و آنکه صاحب القلوب بود مالک  
 القلوب و باقی الصفة و آنکه مغلوب القلوب بود قانی الصفة باشند و حقیقت این  
 مسئله بدان باز گردد که خداوند عز و جل گفت اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُتَخَلِّصِينَ و  
 اندکین در قرأت مست تخلیصین خوانند بکسر لام و تخلیصین خوانند الله بفتح لام و تخلیص  
 قاعل بود باقی الصفة و تخلیص مقول بود و قانی الصفة و این مسئله بجای دیگر  
 مشرح تر ازین بیایم انشاء الله تعالی و بحقیقت آنکه قانی الصفة باشند بزرگان  
 تر باشند که تن را موافق دل گردانند که دل های ایشان اندک حضرت حق محول  
 بود و اندک مشاهدت وی تأییم اذن کرده که باقی در ص ۱۲۰ الصفة باشند دل را  
 بتکلیف موافق امر گردانند و بنای این مسئله بر اصول صمد و سکر و مشاهدت و  
 مجاهدت باشد و الله اعلم بالصواب

و منعم و نیز نام عمرو و فرید دهر ابو علی الحسن بن ابی الحسین باهمی رحمه  
 الله و گردی کلیتش ابو محمد گویند و گردی ابو سید دی با خدای و خدای  
 بزرگ است بنزدیک اهل طریقت و بلیف الاشارة بده است اندک علم و محاسن  
 و اندک حکایات یافتیم که اعرابی بنزدیک وی آمد و وی را از صبر پرسید گفت  
 بر دو گونه باشد یکی صبر اندک مصیبات و اندک بیانات و دیگر صبر از چیزهای  
 که خداوند تعالی با او اذیان باز گشتن فرموده است و از متابعت آن نمی کرده  
 است اعرابی گفت انت زاهد ما رأیت الا زهد منك یعنی تو زاهدی که من زاهد تر  
 از تو ندیدم و صبر تر از من گفت یا اعرابی آنا زهد من بکل رفقت است و  
 صبر من بزوج اعرابی گفت تفسیر این سخن مرا بگو که افتخادم مشوش گشت  
 گفت صبر من اندک با ما اندک طاعت طالح مست تبری من از آتش دوزخ و  
 این من بزوج بود و زهد من در دنیا رفقت است و رفقت من برفقت است  
 بخ بخت آنکه نصیب خود را از جمله برگیرد تا به پیش حق را بود و در  
 این تن خود را از دوزخ بدهش حرقی و از جمله برگیرد تا به پیش حق را بدهش و

این علامت صحت افلاک است و هم از دی روایت کرده اند رحمة الله علیه که  
گفت الله صفة الاشياء كذبت فان ۱۱۲۱ صفة الاشياء هر کس که این را  
طالبه صحت کند به یگانگی آن طایفه بدگمان شود و این قول سخت متقن است  
و اندر خود مر اهل این زمانه را که جمله مکرر مر عزیزانی حضرت حق را و  
این اهلان افتاده است که با این متصفان اهل بهم صحت کنند و فعل شان بر  
خیانت بنیاد و زبان شان بر دروغ و فیت و گرش ایشان بر اشعار دویتی بر  
هزل و مبالغت و چشم شان بر لغو و شحات و همت شان بر جمع کردن حوام و شصت  
پندارند که متفوت را محاطت همین است و یا موفیان را مذهب همین لابد که فعل شان  
هم طاعت است و زبان ایشان بر کلام حق و ثمره صحت حق و متر ایشان عمل  
صحت و گرش ایشان عمل سماع حق اندر حقیقت و چشم ایشان موضع جمال مشاهدت  
و همت ایشان هم جمع اسرار اندر عمل رؤیت اگر توی پدیدار آمدند که اندر زمره  
ایشان و رفقا ایشان خیانت بر دست گرفتند خیانت غایبان بدیشان باز گردد و دران  
احزاب جهان و سادات زبان پس کسی که به اشعار قوی صحت کند آن از شتر وی  
باشد که اگر اندر وی خبری بودی صحت با اخبار کردی پس لامبت آن کسی مر  
نود راست که صحت تا سزا و غیر کفو خود کند و مکران ایشان اشعار و ادا  
فعلی و خداوند الله صفة الاشياء که صحت ایشان به اشعار و ادا اول ایشان بوده است یا  
نیافته اند پس بدیشان مکر شده اند و یا اقتدا بدیشان نه کرده اند و یا همانچون ایشان  
محلک شده اند اقتدا بدیشان کرده اند در ۱۱۲۲ سواد آن اخبار و عزیزان خداوند  
که بچشم رضا اندر اخبار ایشان نگریسته اند و مر صحت ایشان را همان و دل غریبه  
و از کل عالم طریق ایشان را برگزیده و برکات ایشان بمقتضی دو بمانی بریده و از  
کل جهان بریده اند ازین معنی گفته شعرا

ص ۱۲۱

ص ۱۲۲

فلا تحقرن أنفسنا من أنفسنا  
فكف امرئ يصبوا الى من يهبان

و منعم و نیز رئیس علما و فقیه الفقه سید ابن الحسین رضی الله عنه که عظیم ایشان  
و رفیع القدر و عزیز القول و حمید الصبر بود و وی ما محتاج بسیار است اندر فنون از علم  
قد و توحید و خالق و تفسیر و شریعت و غیر آن و گویند که مو جتار نمای پادشاه  
طبع بود و پادشاه را بیار طبع و این طریق منورده است و محمد نود جمله شایخ رضی  
الله عنهم و از وی تعایت کردند که گفته امحق باسید من الدنيا مع سلامة دينك  
کما رضی قهر بکفیرها مع ذهاب دينهم رضی شو بانگی از دنیا با سلامت دینت  
چنانکه رضی شدند قوم بسیاری آن با رفتن دین ایشان انبشانی یعنی غر با سلامت  
بمتر از خنای با غفلت که فقیر چون اندر دل نگردد انبشانی زیادت نیابد و اندر  
دست خود نگردد تقاضا یابد و طریقی اندر دل نگردد انبشانی زیادت نیابد و اندر دست  
نگردد دنیا یابد پرت شصت پس رضای دستان بخداوندی خداوندی غفلت بهتر از  
رضای فافلان بدینای پرت غرور و آفت پرت صحت و ندامت بهتر از رقت و معصیت  
پس چون در ۱۱۲۳ یا بنیاید فافلان گویند الحمد لله که بر تن نیامد و دستان گویند  
الحمد لله که بر دین نیامد اگر تن الله بلا لود چون الله اول الله هو بلا بر تن  
خوش گردد و چون دل اندر غفلت بود اگرچ تن الله نعمت بود آن نعمت نقرت  
بود و بحقیقت رضا بقیل دنیا کثیر دنیا بود و رضا بکثیر دنیا قلیل دنیا بود از آنچه  
قیل او نه چون کثیر است و هم از دی می آید رضی الله عنه که اندر مکر  
نشت بود مردی نزدیکی وی آمد و گفت مرا خبر ده از حلالی که اندر حوام نباشد  
و حرامی که اندر حلال نباشد وی گفت ذکر الله حلال لیس بیه حرام و حرام  
غیر حرام لیس بیه حلال یاد کردن وی حلالی است بی حوام و یاد کردن دیگران  
حرامی است بی حلال از آنچه اندر مکر دی نجات است و اندر ذکر غیر دی هلاک و  
باشد التوفیق

ص ۱۲۳



# باب فی ذکر ائمتهم من تبع التابعین الی یومنا

و منهم شجاع طریقت و متکبر اند شریعت حبیب الهی رضی الله عنه بلند حضرت و با قیمت بود و اندر مزید گاه روحان خضر عظیم داشت توبه وی را ابتدا بر دست حسن بصری بود و بعد از آن علی و اندر اقبل بخدمت برادر وی و از هر جنس فساد کردی خداوند تعالی وی را توبه الهی داشت تا بدو گاه خداوند باز گشت و لغت از علم و مهارت از حسن در اندیشه پیامخت و دانش علمی بود بر عزیمت جاری گشته بود خداوند تعالی وی را کرامات بیدار مخصوص کرده بود تا بدینجهت برسد که غایب شمای دهن ۱۱۳۵ حسن بصری بر در صومعه وی برگزیدشت وی قاصد گاه شام گفته بود و اندر نماز ایستاده من اندر آمد و اقتدا بود کرد و آنچه زبان وی بر عویت و بر خواندن قرآن جاری بود چون شب بخت خداوند تعالی را بخواب دید گفت یا خدا یا رفای تو یا الله چه چیز است گفت یا حسن رضای ما یافته بودی قدش عافیت گفت یا خدا یا آن چه بود گفت تو اگر عدلش از حسن حبیب نمازی کردی و صحت نیست وی تمام از انکار جدتش باز نداشتی من از تو رضای شدمی و اندر میان این طایفه صورت است که چون حسن بصری از کسان محتاج بگریخت اندر صومعه وی شد ایشان پیادند و گفتند یا حبیب من را اینجای دهمی گفت ای گفتند کجا شد گفتا اینجا وی اندر صومعه من است بصومعه اندر شدند کس را ندیدند پنداشتند که حبیب بریشان استغزای کند

ص ۱۳۶

وی را چنان گفتند که راست نمی گوئی و وی سوگند یاد کرد که راست می گویم دیگر باره در شدند و بر بار دیگر باره اندر شدند و بنافذند و باز گشتند چون بیرون آمد و گفت یا حبیب دلم که خدای تعالی مرا ببرکات تو بدین ناملان نمود چرا گفتی یا ایشان که نای ... اینجا است و گفت ای افتاد برکات من بود که ترا نمودند بریشان بلکه ببرکات راست گفتی من ترا ندیدند اگر در دوزخ گفتی مرا و ترا هر دو خداوند کردی وی را این جنس کرامات بسیار است از وی برسد که رضای خداوند بود ص ۱۱۳۵  
 چه چیز است گفت فی قلب بیس فیه غیبار التفات اندر وی که اندران غبار ففاق باشد اندانچه تفات خلوت وفاق باشد و رضا بین دفاق و محبت را با تفاتی مدحی تعلق نیست و بخش رضا است پس رضا صفت دوستان بود و تفات صفت دشمنان و این سخنی سخت بزرگ است و بهای دیگر بیان کنیم انشاء الله تعالی و باعذای القویین و عافیت  
 و منهم قیوب اهل انس و دین جلا بچ و انس مالک بن دینار رضی الله عنه صاحب من بصری بود رحمة الله علیه و از بزرگان این طریقت و وی را کرامات مشهور است و اندر ریاضات خصال مذکور و دینار بنده بود و مولود وی اندر حال عبودیت پدید بود و ابتدای توبه وی آن بود که شبی اندر میان گردشی بطرف منزلش بود چون جلا بختند آن گاه اندر خودی که می نداشتند آواز آمد یا مالک ان لا یحب ای ملک تلاحم بود که توبه چه کرده است که توبه نمی کنی دست از انچه داشت و بنویک من آمد و اندر توبه قدم دست کرد و منزلتش تا بجائی رسید که وقتی اندر کشتی بود جوهری اندران کشتی غایب شد وی مجهول تر از همه بود وی را بیرون آن تحت کردند سر بر روی آسمان کرد اندر سعادت هر چه اندر دنیا مایمی بود اندر سر آب آمدند هر یکی جوهری اندر دهان گرفته یکی اذان بخواند و بدان مود داد و خود کلام بر سر آب نهاد و بر وی آب دنیا رفت تا بساحل بیرون آمد از وی می آید که وی گفت احب الاعمال علی الاعمال ص ۱۱۳۶  
 فی الاعمال بدترین کردارها بر من اعلاص است اندر کردارها آنچه عمل با اعلاص عمل گردد و اعلاص مر عمل را بدیدم بدوح بود مر جهد را چنانکه جهد بی روح بیادای بود

ص ۱۳۵

علی بن اعلیای همدانی مدد آقا اعلیای از جمله اهل باطن است و لطافت از جمله اهل ظاهر و اهل ظاهر با اهل باطن تمام شود و اهل باطن با اهل ظاهر قیمت گیرد چنانکه اگر کسی هزار سال بدل غص باشد تا اهل ظاهر با اهل باطن پیوندد اعلیای باشد و اگر کسی هزار سال بظاهر علی آمد تا اعلیای به اهل باطن پیوندد آن اهل باطن است گردود

و منعم فخر طبرستان در عهد اولیا امیر ابی یحیی حبیب بن یحیی الرامی رضی الله عنه  
الله بیهان مشایخ منزلی بزرگ دارد وی را کتبات و براین بسیار است اندر جمله احوالش و صاحب سلان فارسی بود و روایت کند اندر پیغمبر صلی الله علیه و سلم که گفت نیتة المؤمن خیر من عمله حبیب صاحب گوسفندان بود بر کثرت ذوات نفسانی و طریقتی عزیمت بود یکی از مشایخ روایت کند که وقتی من بود بر گذشتم وی را یافتم اندر نماز و گریه مرگوسفندان وی ناگاه می داشت گفتم این پیر را نیاقتی کنم که علامتی بزرگی می بینم اندر وی زمانی بودم تا از نماز فارغ شد بر وی سلام گفتم گفت ای پسر بچه کار آمدی گفتم بفرماید تو گفت خیر الله گفتم ایها الشيخ مرگ با میش موافق می بینم گفت از آنچه مرا می میش با حق موافق است این بگفت و کاسه چوبین اندر دید یکی داشت دو چشم از آن سنگ بکناه در ۱۲۷ یکی شیر و یکی عسل گفتم ایها الشيخ این دره بچه یافتی گفت بفرماید محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم گفت ای پسر قوم موافق با آنکه مرگ را مخالفت کردند سنگ خاره ایشان را آب داد و موی نه در دهان محمد بود چون من محمد را صلی الله علیه و سلم متابع باشم سنگ مرا آنگین و شیر نه در دهان و محمد صلی الله علیه و سلم بهتر از موسی بود گفتش مرا پندی ده گفت لا یحصل قلبك مستودق المحرم و یحمله و جاء المحرم دل را مثل آتش کن و شکم را موضع حرام کن که حلال خلق اندرین دو چیز است و نجات اندر حفظ این دو چیز و شیخ مرا از وی رضی الله عنه روایت بود آقا اندر وقت پیش ازین سخن نشد که کتب من بحضرت غزینی حرمها باشد بفرموده من اندر دیار هند در میان تاجیکان گرفتار بشدم و اهل

ص ۱۲۷

الله علی بن محمد بن الفضل

و منعم پیر صالح ابو حازم اندلی رضی الله عنه مقدسی بعضی از مشایخ بود و وی را اندر معاملات خلقی داف و خطری بزرگ است و اندر فقر قدی صادق و اندر مجاهدت مدش تمام و عمرو بن عثمان الکی رضی الله عنه اندر امر وی پیچید باشد و کلام وی اندر همه دلها مقبول است و در پیش کتب مسطور است و این عمرو بن عثمان از وی روایت کرد که وی را گفتند ما مالک قال الرضا عن الله و الله عن الناس مال تو چیست گفت مال من رضای خداوند است و بی نیازی از خلق و لا محاله هر که بحق رضای بود از خلق مستغنی بود و خویزه بزرگتر در ۱۲۸ مرد را رضای خداوند باشد و اشارت بخدا به خدای است و حق پس هر که بدو غنی بود از غیر وی مستغنی بود و راه بجز بدرگاه وی ندارد و اندر خلا و طابو او را نخواند یکی گوید از مشایخ که نبویک وی اندر آدمی را یافتم خفته زانی بپریم تا بیدار شد گفت اندرین ساعت پیغامبر را صلی الله علیه و سلم بخواب دیدم که مرا بسوی کوه پیام داد و گفت که حق باور نگاه داشتن بهتر از حج کردن باز گرد و دل وی را بسوی من ارجاع باز گشتم و که رفتم و از وی پیش ازین مسووع ندادم

ص ۱۲۸

و منعم داعی اهل مجاهدت و تالیم اندر اهل مشاهدت محمد بن واسع رضی الله عنه اندر وقت وی چون وی بود و صحبت بسیار از تابعین کرده بود و گوی را از مشایخ متقدم یافته و اندرین طریقت بهره تمام داشته و اندر خفای طریقت انقاس حالی و اشارات کامل از وی آمده است که گفت ما قللت مشیبا الا و رایت الله ینه هیچ چیز ندیدم که حق را اندر آن ندیدم و این تمام مقام شاهدت باشد که بنده اندر غلبه دوستی قائل بدربستی رسد که چون اندر فصل وی گردد فعل نبیند که چه قاعلی را بیند چنانکه کسی اندر صورتی نگردد سمع را بیند و حقیقت این بقول ابراهیم پیغامبر صلی الله علیه و سلم باز گردد که ماه و آفتاب و ستاره را گفت که حلقه دروغ و این اندر حال غلبه شوق بود که هر چه بپذیرد جمله بصفت محبوب خود میدرد



دس ۱۱۲۹ زیرا بنده چون در زمان نگاه کنند عالمی بینند مقهور قهر دی و امیر سلطان دی  
و دود موجودات الله جنب قدرت قائل آن تلاشی بینند و در ضمن نگین تا چیز  
چون بپوشم اشتیاق اندران نگرند مقهور نبینند بلکه قاهر بینند مقهور نبینند بلکه قائل  
بینند و مخلوق نبینند بلکه خالق بینند و این را الله باب الشاهدت بیایم ان شاء  
تعالی و این ها هر گاه را فعلی افتد که گویند گفته است این مرد رأیت  
الله فیه این مکان و تجریت و حلول اتفاق کند و این کسر محض باشد از آنچه  
مکان بنسبت ممکن بود اگر تقدیر کند کسی که مکان مخلوق است باید که با ممکن نیز  
مخلوق بود و اگر تقدیر کند که ممکن قدیم است باید که مکان نیز قدیم بود و  
این قول دو فساد حاصل آید یا خلق را قدیم باید گفت یا خالق را حادث  
و این هر دو کفر باشد پس این روایت او اندر چیزها یعنی کلمات و دلائل  
و براسمین وی بود اندران چیزها بدان معنی که قول گفتیم و اندرین روز لطیف  
ست که بهای گاه بیایم ان شاء الله تعالی

و منعم امام امان و مقتدای سنیان شرف نقی و عز ما ابو حنیفه نعمان بن  
ثابت الخزاز رضی الله عنه وی را الله جهادت و جهادت قدیم درست بوده است و  
الله اصول این طریقت ثانی عظیم داشت و الله ابتدای حال قصد حولت کرد و از  
خلق به محله تبرا کرد و خواست که دس ۱۱۳۰ از میان خلق بیرون شود که دل را  
از بهیاست و جاه خلق پاکیزه گردانیده بود و هر مذهب حق را از باطلی  
به خواب دید که استخوان های پیغمبر را علی الله علیه وسلم از لحد او گرد می کرد  
بعضی را از بعضی اختیار می کرد از حیث آن از خواب بیدار شد و از یکی از  
اصحاب محمد بن سیرین پیروی او گفت تو اندر علم پیغمبر و حفظ سنت دی بدرستی  
بزرگ دسی چنانکه اندران متعجب شوی و صحیح ما از پیغمبر جدا کنی دیگر باره پیغمبر ما  
صلی الله علیه وسلم بخواب دید که او را گفت یا ابا حنیفه ترا سبب زنده گردانیدن  
سنت من گردانیده اند قصد حولت کن و دی استاد بسیار کس بود از مشایخ چون

ابوهم آدم و فضیل بن یحیای و ذاد طائی و بشر حافی و مجز از ایشان و الله میان علما  
مسلمه ست و مشهور که الله وقت از جعفر منصور تدبیر کردند که از چهار یکی را قاضی  
گردانند اذان یکی ابو حنیفه بود و دیگر سفیان ثوری و سوم مسور بن کلبه و چهارم شریح  
رحمه الله علیه و این هر چهار از قول علما بود کس وقت تا بعد از  
آنها حاضر گردانند الله را می کردی و گفت ابو حنیفه گفت بعد از الله من الله هر یکی از  
ما بفرستی چیزی بگیریم اندین رفتن ما گفتند عوالم آید گفت من بیستی این قضا ما از  
خود دفع کنم دس ۱۱۳۱ و مسر خود را و دهانه سازد و سفیان بگریزد و شریح قاضی شود  
سفیان الله راه برگشت و کشتی الله شد و گفت مرا پنهان کنید که مسر بخواند بید  
بتأویل این خبر که پیغمبر گفت من الله علیه وسلم من جعل نقیضا فقد ذبح بنی  
مستحبین طاح وی را پنهان کرد و این هر سه را نزدیک منصور برد و تحت الله  
حنیفه را رضی الله عنه گفت ترا قضا باید کردی گفت ایها الامیر من مری ام  
نه از عرب بلکه از موالی ایشان و سادات عرب بگویم من را رضی نباشد ابو جعفر  
گفت این کار را با نسب تعلق نیست این را علم می باید و تو مقدم علما  
ند گفت من تشیم این کار را و اندرین قول که گفت من تشیم این کار را اگر راست گویم خدا تشیم و اگر  
دروغ گویم دروغ زن مرتضای مسلمان را تشاید و تو که خلیفه خلقی دعا صادر که دروغ گوی  
ما خلیفه خود کنی و افتاد دما و اموال و فروز مسلمان بر دی کنی این گفت  
و نجات یافت آنگاه مسر پیش رفت و دست منصور گرفت و گفت تو چگونه و  
فرزندان و ستوران تو چگونه اند منصور گفت بیرون کنید کرای دیوانه است آنگاه شریح  
را گفتند ترا قضا باید کرد گفت من مری سودا می ام و دماغم خیف است منصور  
گفت مسالجت کن خود را بصیرت های موافق و نبیند های شلت تا عقل تو کامل شود  
آنگاه قضا به شریح دس ۱۱۳۲ دادند و ابو حنیفه رحمه الله علیه ویرا مجبور کرد و نیز  
هرگز با دی سخن نگردد و این نشان کمال حال دیت مرید معنی ما یکی صدق  
فرستش الله هر یکی و دیگر سپردن راه صحت و سلامت و خلق را از خود دور

کردن و بجا ریشان مزدور نداشتن و این حکایت دلیل قبولیت مرصحت و سلامت را  
 که آن چنان سه پیر بهیبت خلق را از خود دور کردند و امروز جمله علمای مرین جنس  
 سلامت را میگردانند از آنچه با هوا آلوده اند و از طریق حق بریده قاصد خائن امراء  
 را بقصد خود ساقط و برای قاتلان را بهیبت المومنین گردانیده و بساط جباران را  
 با قلاب خوشبینی از آذنی برادر کرده و هر چه بر خلاف آن بود هر را منکر شوند و حتی  
 اندر حضرت غوثین حوسا الله یکی از بهیمان امامت و علم گفته بود که مرتبه پوشیدن  
 بدعت است من گفتم هماره حیثیتی و دینی که بجا از ابرشیم است و بین آن بر  
 مردان حرام و غیره است آنگاه از قاتلان بسته باطرح کردن و الحاح حرام و ملک  
 علم مطلق آن را پوشید و نگویید که بدعت است چرا هماره حلال از جای حلال خریده  
 بسم حلال آن بدعت بود اگر نه رعایت طبع و ضرورت عقل بر شما سلطانیتی سخن  
 ازین پنجه تر گویندی امام گفت مردان را ابرشیم پوشیدن حلال باشد و بر مردان  
 حرام اگر بدین هر دو مقرب معذریه فتوح بالله من رص ۱۱۳۳ علامه الانصاف  
 و امام ابو حنیفه رضی الله عنه می گوید که چون زلف بن میان دفات یافت رضی الله  
 عنه خواب دیدم که قیامت قائم شده است و جمعه خلق اندر حسابگاه قائم اند و پیغامبر  
 را صلی الله علیه و سلم پیش من ایستاده بر حوض کوثر و بر دست و چپ وی مشایخ  
 دیدم ایستاده و پیری دیدم نیکو بدی و بر سر وی سیف گذاشته و خدا بر خدا  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم نهاده و اندر برابر وی زلف را دیدم ایستاده و چون مرا  
 دید بسوی من آمد و سلام گفت گفتم مرا آب ده گفت از پیغمبر دستور  
 خواهم صلی الله علیه و سلم باگشت اشارت کرد تا مرا آب داد من ازان آب بخوردم  
 و مر اصحاب خود را بدادم که ازان جامه هیچ چیز کم نگشت گفتم با زلف بر دست  
 پیغمبر آن پیر گشت گفت ابراهیم خلیل صلوات الله علی بیتا و علیه و دیگر بر چپ  
 وی ابو بکر صلیق رضی الله عنه هم چنین می پریم و بر انگشت می گرفتیم تا از هفت  
 کس پریم چون بیدار شدم هفت عدد بر دست عقد گرفته بودم و یکی بن معاذ

ص ۱۳۲

الارزی رضی الله عنه گوید پیغمبر را صلی الله علیه و سلم خواب دیدم گفتش یا رسول الله  
 این اطلالت قال عند علمه این حقیقه مرا نزدیک علم این ضیف جوی و دی را رضی  
 الله عنه اندر دوح طرق بسیار است و مناقب مشهور پیش ازین این کتاب محل آن  
 کند و من که علی بن عثمان الجلالی ام رضی الله عنه بشام بودم بر روضه بلال  
 مؤذن پیغمبر رص ۱۱۳۳ صلی الله علیه و سلم خفته بودم خود را بکند دیدم اندر خواب  
 که پیغامبر صلی الله علیه و سلم از باب بنی ثیبیه اندر آمد و پیری را در کنار گرفته  
 چنانکه اطفال را گیرند بشفتی من پیش وی رفتم و بر پشت پایش بوسه دادم و  
 اندر تعجب آن بودم با آن پیر گفتم ای برکم اجاز بر باطن و اندیشه من مشرت  
 شد مرا گفت این امام است و اهل دیار تو یعنی ابو حنیفه و مرا پیش خواب  
 امید بزرگ است و به اهل شهر خود هم و درست شد ازین خواب مرا که  
 دی یکی ازان بوده است که از اوصاف طبع فانی بودند و احکام شرع باقی و  
 بدان قائم چنانکه برنده وی پیغامبر صلی الله علیه و سلم بود و اگر دی خود رفتی باقی  
 اعفته بودی و باقی اعفته یا خطی بود یا مصیب چون برنده وی پیغامبر بود صلی  
 الله علیه و سلم فانی اعفته باشد بتای صفت پیغامبر صلی الله علیه و سلم و چون بر پیغامبر  
 صلی الله علیه و سلم خطا صورت نگیرد بر آنکه بود قائم بود بیم نگیرد و این برزی  
 لطیف است و گویند که چون درود طائی رضی الله عنه علم حاصل کرد معصوم و مقتدر  
 عالمی شد نزدیک ابو حنیفه رضی الله عنه آمد و گفت اکنون بکرم ابو حنیفه گفت عليك  
 بالعلم فان العلم بلا عمل كالجسد بلا روح بر تو یاد بخار بستن علم از آنکه هر  
 علمی که آن را عمل نباشد چون تنی بود که آن را جان نباشد باقی فیک تا علم  
 پس مقرون نباشد صافی نه گردد به روزگار محض و و هر که بکرم مجتهد قناعت  
 رص ۱۱۳۵ کند دی عالم نباشد که عالم را بجز علم قناعت نبود از آنچه بین علم  
 متقاضی عمل باشد چنانکه بین هدایت مجاهده تقاضا کند و چنانکه مشاهده بی مجاهده  
 نباشد علم بی عمل نباشد از آنچه علم مجاهده تقاضا کند و چنانکه مشاهده بی مجاهده

ص ۱۳۳

ص ۱۳۵



آن بركات غل بود و بهیچ معنی علم را از غل جدا نتوان کرد چنانکه در آفتاب ما  
 از بین آن و اندر ابتدای کتاب اندر علم باب فخر بیامده ام و بالله التوفیق  
 و منعم به زهاد و قایم نواد عبد الله بن مهناک الموزی رضی الله عنه از  
 معتدین این قوم عدد و عالم بکوه احوال و اقال و اهاب طریقت و شریعت و اندر  
 وقت خود بایم وقت بود و مشایخ بزرگ را دریاخته بود و با ایشان صحبت  
 دی را تعانیست مذکور و کلمات مشهور است اندر هر فقی از علم و ابتدای توبه او  
 را سبب آن بود که بر کینزکی فتنه شد شی از میانستان بر غاست و یکی را با  
 خود برد و اندر نمیرد بیاورد مشرقه بایستاد و دی بر بایم بر آمد تا با داد هر دو اند  
 مشاهده یکدیگر ایستاده می بودند و حمد الله چون بانگ نماز با داد بشنید پنداشت که نماز  
 خفتن است و چون روز روشن شد دانست که هر شب مستغرق مشاهده می بود است  
 این روز را تبلیصی پیدا آمد و با خود گفت شرم بادت ای پسر مهناک امشب هر  
 شب بر صوری خود بر پا باشی و کلمات طلبی و اگر ایام اندر نماز موره دراز تر  
 خواندی دیوار گردی کز دعوی مؤمنی اندر بیاورد آن دعوی اذان در ۱۳۶ توبه  
 کرد و بایم و طلب آن مشغول شد و زهد و دیانت پیش گرفت تا بدرجی رسید  
 که مادرش اندر بارش شد دی را یافت خفته و ای دید عظیم شدخ بیکان اندر  
 دهان گرفته و گس از وی می ماند آنگاه از مرد رحلت کرد و در بغداد بقی  
 اندر صحبت مشایخ بود و بکده چند گاه مجاور بود و باز بمرود شد مرم نهر جده  
 بد قوی کردند و دی را درین و مجلس نهادند و اندران وقت در موعظی موان  
 بر متابعت حدیث رفتندی و غیر طریق دای دانستندی هم چنان که تا امروز دی  
 را رضی القریین خوانند بکم موافقت با هر یکی از ایشان و هر موقوف اندر دی دعوی  
 کردند و دی آنها را برابرا ساخت یکی مر اهل حدیث را در یکی مراحل دای را  
 و تا امروز آن هر دو به جا است بر قاعده اصل و اذان با بخداد باز آمد  
 و مجاور شد و دی را پریدند که از جایب ها چه دیدی گفت بر ایمن دیدم

ص ۱۳۶

از مجاهدت نزار شده و از ترس خداوند دوتا گشته پریدش که یا ملخب کیف الطريق  
 بل الله فقال لا عرفت الله لعرفت الطريق اليه فقال اجهد من ۷ اعرفه و تعمی  
 من تعرفه گفتند ما بخدای چه چیز است گفت اگر او را شناسی راه بدو علم بدانی  
 آن گاه گفت من می پرستم آن که دی یا فی دلم و فی شناسم و تو عامی می  
 شوی آن ما که می شناسی یعنی معرفت خود اتقا کند و ترا این می بینم و کفر  
 بمن اتقا کند و خود را غایت می بایم گفت این مرا پند شد و مرا از بیابانی  
 تا کردنی در ۱۳۷ باز داشت و اندر بدایت آمد که گفت السکون حرام علی  
 کلوب الیضا و دل دوستانش هر دو ساکن نگردد که سکونت بر آن قوم حرام است اندر دنیا  
 مضطرب اندر حال طلب و اندر حقی مضطرب اندر حال طلب در دنیا بیغیت از حق  
 سکونت بر ایشان روا نه و اندر حقی مضطرب حق و تحقیق و بدایت قرار بر ایشان  
 روا نه پس دنیا مر ایشان را چون حقی و حقی مر ایشان را چون دنیا از آنچه  
 سکونت دل دو چیز تقاضا کند یا یافت مقصود و یا غفلت از برادر یافت دی  
 اندر حقی و دنیا روا نه تا دل از خفتان بجهت ساکن شود و غفلت بر دوستانش  
 حرام تا دل از حرکات طلب ساکن شود و این اصل قویست اندر طریقت متحقق  
 و الله اعلم  
 و منعم شاه اهل حضرت و پادشاه درگاه وصلت از علی القفیل بن عیاض  
 رضی الله عنه از جمله مصالیک این قوم بود و کبار ایشان و دی را اندر معالمت  
 و تحقیق حقی وافر است و نصیب تمام و از مشهوران طریقت یکی دیست ستمه اندر  
 بیان عل و احوالش مسموع بصدق و اندر ابتدای وی عبادی کردی و راه ندی  
 میان مرو و با دره و هر وقت میل بمطرح داشتی و پیوسته توتی و همتی اندر  
 طبع دی بودی چنانکه اندر هر قافه که رفتی بودی بگرد آن گشتی و کسی که برایت  
 اندک بودی کلاهی بودی نندی و با هر کسی بمقدار سرایه چیزی بگذاشتی در ۱۳۸  
 تا دقتی که بازرگانی از مرو برفت دی را گفتند که برده بگیر که فقیل بر

ص ۱۳۸

سر راحت گفت شنیده ام که دی مودی خدای تبارک است قاری را مرده گرفت  
و بعد از آنکه تبارک را از دست او گرفت و در کتب و کلام می خواند و تبارک را قافله ای دید  
که فیصل گین داشت با تبارک قاری می خواند آنکه بیان را لذت است آن شخص تبارک  
و یحیی الله دی را رتقی اندر دل پدیدار آمد و عایت انی عطا فی خود بر طایفه  
جان او ظاهر گردانید و از شغل کوبه کرد و خصمان را تمام نوشته بود بعد را  
فرشود گردانید و بگفتند و تبارک را تبارک را تبارک بود و بعضی از اولیای خداوند را  
بیافت و بگرفت باز آمد و با امام ابو حنیفه متقی صحبت کرد و وی را تبارک را  
عالی است و متحول اندر میان اهل سنت حدیث و کلام رفیع اند خدای تعالی  
و معرفت از وی می آید رحمة الله علیه که گفت من حجت الله حق معرفت  
عبدالله بحکمل طائفه هر که خدای را بحق معرفت دی بشناسد بحق طاعت پرورش  
از آنچه آنگاه بشناسد با امام و احسان به شناسد و به رفت و رحمت چون بشناخت  
دوستانش گیرد و چون دوست گیرد طاعت دارد تا طاعت دارد از آنچه فرمان دوستان  
کردن دشوار نباشد پس هر که دوستی زیادت بود عوص بر طاعت زیادت بود و  
زیادتی دوستی از حقیقت معرفت بود چنانکه عایشه روایت کرده رضی الله عنها که  
شی (ص ۱۳۹) پیغامبر صلی الله علیه و سلم بر عاست و از من غایب شد مرا معرفت  
بست که روی بجزیره شکر رفت بر عاقبت و بر اثر حسن دی می رفتیم تا اندر  
مسجد آمدیم و دی را یافتیم اندر نماز ایستاده و می گریست تا بلال پیاده و با لب  
نماز با ما آمد بگفت دی اندر نماز بود و چون نماز با تمام کرد بجزیره آمد و با ما  
هر دو پایش آلوده و سر انگشتان را زخمیده و در جواب اذان می رفت بگوئیم و  
گفتم یا رسول الله تمام گناه اول و آخر عفو کرده اند چنین رنج بر خود چوای  
نمی گذارند تا این کسی کند که با مومن العاقبة نباشد دی گفت صلی الله علیه و سلم یا  
عایشه این جمله فضل و رحمت خداست عز و جل انکلا احوک عینا شکوفا نباید که  
من بنده شکر باشم چون او کم و خداوندی کند چه گوئی مرا بندگان باید کرد و

ص ۱۳۹

بمقدار طاقت به شکر با استقبال نعمت نه باید شد و تیر دی شب مراجع پنجاه نماز  
تول کرد و آن را گران داشت تا بگفتار موی باز گشت و نماز پنج باره  
آورد زیرا که اندر طبع دی فرمان را هیچ مخالف بود کلام المحبة فی الموافقة و هم  
از دی روایت کرده رضی الله عنه که گفت الدنيا دار المرضی و الناس فیها مجانین  
و للمجانین فی دار المرضی الفل و القیل و دنیا بدارستان است و مردان و دکان چون  
دیوانگان نم و دیوانگان را اندر بدارستان غل و قیل باشد و یا حوای نفس با غل  
ماست و سعیت با قید و اس ۱۴۰ فیصل بن ربیع روایت کرده که من با حاکم ابن الرشیة  
بگفت شدم چون حج بکردیم مرا گفت اینجا هیچ مودی هست از مردان خدا تا وی  
را زیارت کنیم گفتیم بی عهد الرزاق صحنی اینجا است گفت مرا نزدیک وی - بر  
چون نزدیک او شدیم زانی سخن گفتیم چون قصد باز گشتن کردیم حاکم من اشارت  
کرد که از وی پرس تا هیچ دام دادد بپریش گفت بی بفرمود تا و امش  
بگرددند و از اینجا بیرون آمد گفت یا نقص دلم هنوز تقاضای کند که مودی را  
به بنیم بزرگ تر ازین گفتیم سفیان بن عیینة اینجا است گفت برو تا نزدیک  
دی شویم چون اندر آمیم زانی سخن گفت چون قصد باز گشتن کردیم دیگر باره  
اشارت کرد تا از دام او پرس پرسیم گفت بی دام دام بفرمود تا و امش را  
دادند و از اینجا بیرون آمد و گفت یا فیصل هنوز مقصود من حاصل نشده  
است گفت یا دم آمد که فیصل بن عیاض رضی الله عنه این جا است دی را  
نزدیک فیصل بروم و دی اندر غرق بود و آیتی از قرآن بر می خواند ده بزرگیم  
گفت کیست گفتیم امیر المؤمنین است گفت مالی و لایمید المؤمنین ما را با  
امیر المؤمنین چه کار گفتیم سبحان الله نه خبر است صلی الله علیه و سلم که گفت ایس  
للهدی ان یدل نفسه فی طاعة الله قال بی اما الضاع عذایره عند اهله نیست  
روا مر بنده ما اندر طاعت خدا دل طلب کند گفت بی اما رضا خود و دم  
بود تو دل من می بینی (ص ۱۴۱) و من عز خود بوجه رضا بگویم خداوند تعالی

ص ۱۴۱



آنگاه فرود آمد در بستان و چراغ بگشت و اندر راهی بایستاد تا هارون گردد خانه  
در ای حجت تا دشت بروی باز آمد گفت آه از دینی که از وی نرم تر ندیدم  
اگر از عذاب خدای تعالی بدمد نیک عجب باشد هارون فراگرفت آن چندان  
بگریست که بی عوش شد چون بموش آمد گفت یا فضیل مرا بپندی به گفت  
یا امیر المؤمنین پدرت علم مصطفی بود از وی در خواست که مرا امیر قوی کن  
گفت یا عثم بك نصبت ترا بر حق تو امیر کردم یعنی که یک نفس تو را طاعت  
خدای بجز از هزار سال طاعت خلق نر ترا کائن الامم انما یومر الیمة الذممة  
از آنچه امیری بود قیامت بجز نداشت بنامد هارون گفت اندر چند زیادت کن  
گفت چون عمر بن محمد العزیز را بخلاف نصیب کردند سلم بن محمد الله و جاد  
بن جوده و محمد بن کعب القرظی را رضی الله عنهم بخواند و گفت من بنیلا شدم  
بدین بلیات تدبیر من چه چیز است که من این را بلا می شناسم اگرچه مردمان  
نعمت دانند کی گفت اگر می خواهی که فردا ترا از عذاب خدای تعالی نجات باشد  
پیرای مسلمانان را پند خوش دان و جوانان را چون برادران و کودکان را چون  
فرزندان آنگاه از ایشان معاشرت چنان کن که اندر خانه با پدر و برادر و فرزند  
کنند این همه اسلام چون خدا تست و اهل آن ببال تو ند ایات و اکو امناک  
و احسن علی ولدک در ۱۱۴۲ زیادت کن پدر را و کرامت کن برادر را و  
نیکی کن بجهای فرزند آنگاه فضیل گفت من می ترسم یا امیر المؤمنین آن روی  
خوب تو به آتش فتنه گرفتار شود از خداوند ترس و حق بجز ازین بگزار  
پس هارون گفت ترا دام حسرت گفت بی دام خداوند تعالی در گردن من  
است و آن طاعت وی است اگر مرا برای آن بگیرد وی بر من گفت  
فضیل دام خلق می گویم گفت حمد و سپاس مر خدای را عز و جل که مرا از وی  
نعمت بسیار ست و هیچ گاه ندادم از وی تا با بندگانش بگویم آنگاه هارون مترو  
هزار دینار بیرون کرد و پیش وی نهاد گفت این در اندر دیر از دیو خود

ص ۱۴۲

بکار بر فضیل گفت یا امیر المؤمنین این پندهای من ترا هیچ سود نداشت و هم  
ازینجا جور اندر گرفتی و بیدادگری را به پیشه کردی گفتا چه بیدادگری کردم گفت  
من ترا بجات می خورم و تو مرا اندر بلا می انگیزی این بیدادی نبود هارون و فضیل  
هر دو گریان از پیش او بیرون آمدند و مرا گفت یا فضیل بن الریح نیک بحقیقت فضیل  
است و این همه ذیل موت و نیست بدینا و اهل آن و عداوت نیست آن نزدیک  
دل دی و ترک تواضع مرا اهل دنیا را از برای دنیا و دی را مناقب بیشتر  
ازین است

و منعم مینه تحقیق و کرامت و شهادت شرف اندر ولایت ابو الفیض ذو النون  
بن ابراهیم المصری رضی الله عنه نوی بچه بود بهم وی توان و از اخیار قوم و  
بزرگان و بندگان این قوم که طریق بلا سپردی و ما را طاعت رفتی و اهل مصر همه  
اندر شان وی متحیر بودند و در ۱۱۴۲ بروز گارش منکر و تا مرگ کسی حال و  
جمال وی را نشاخت اند مصر و آن شب که از دنیا بیرون رفت هفتاد کس پیامبر  
را صلی الله علیه وسلم بآب دیدند که فرود که دوست خدای ذی النون بخوابست آمد  
من با استقبال وی آمد چون وفات آمدش بر پیشانی وی نوشته یافتند هذا حبیب الله  
مات فی حبب الله قتیل الله چون جنازه وی برداشتند برغان هوا بر چاره وی  
بجمع شد و پدر و پسر یافتند و سایه پدر وی انگشت اهل مصر همه تشویر نمودند و  
توبه کردند از بجای که با وی کرده بودند و وی را اطراف مرقع بسیار ست و  
کلمات خوش اند حقایق علوم چنانکه الطاهر کل بعد اخشع لاهقه فی کل ساعة انزوب  
هر روز حالت نرمان و خاشع تو بود زیرا که هر ساعت نزدیک تر بود آنکه نزدیک تر  
بود لا محاله حیرت و خشوعش بیشتر بود از آنچه از هیبت سلطانی حق اگر گشته باشد  
و جمال حق بر دیش مستولی شده خود را از وی دور بیند و باصل وی به خشوعش  
به خورش زیادت شود چنانکه موسی صلوات الله علی نبینا و علیه اهل حال مکالمت  
گفت یا رب این اطلبک قال عند المنکسرة قلوبهم بار خدایا ترا کجا طلبم گفت

ص ۱۴۲

اینجا که دل شکسته باشد و از خلاص خود زبید گشته باشد گفت بار خدایا هیچ دلی از  
 دل من زبید تر و شکسته تر نیست گفت پس من اینجا ام که توئی پس قوی معرفت  
 بی ترس و خشوع جاهل رص ۱۱۳۲ بود در عادت و حقیقت معرفت را علامت صدق  
 ارادت بود و ارادت صادق نموده اصحاب و تالوح اصحاب بنده باشد از دون خدای  
 عز و جل چنانکه خداوند رحمة الله علیه گریه الصدق سیف الله فی انفسه لما وضع علی  
 شیء الا قطعته ساعی تمییز حدیث عز و جل الله باین و بر هیچیز نیاید الا بیک آن  
 چیز را ببرد و صدق مؤید مستحب باشد و اثبات بسبب چون سبب ثابت شد حکم  
 صدق ساقط شود و یافتیم اندک حکایات دوی که روزی با اصحاب آمد کشتی نشسته بود  
 و اندر رود نیل تماشا می کردند چنانکه عادت اهل مصر باشد کشتی دیگر می آمد  
 و گروهی از اهل طرب در آنجا نشسته بودند و نساوی می کردند و شاگردان را  
 اذان نغزت عظیم آمد گفتند اینجا اشخ دعا کن تا آن جلد را خدای عز و جل  
 غرق کند تا شوی ایشان از خلق منقطع شود ذو النون رحمة الله علیه پای  
 غامت و دستها بر گرفت و گفت بار خدایا چنانکه این گروه را اندرین بجهانی  
 میش غرق داده اندران نیز میش غرق دوی مردان بدان متعجب شدند از  
 گفتار دوی چون از کشتی فرا پیشتر آمد و چشم شان بر ذو النون رحمة الله افتاد  
 فرا گریستن آمدند و خود را بگسستند و توبه کردند و بخدای باز گشتند دوی شاگردان  
 را گفت میش غرق آن جهانی توبه این جهانی بود و دیدید که مراد جلد حاصل  
 شد و شما و ایشان رص ۱۱۳۵ مراد دیدید بی آنکه دلی کسی به مدد این  
 قایت شفقت آن پیر بود بر مسلمانان و اندرین اقتدا به پیغامبر صلی الله  
 علیه و سلم کرد که هر چند که از کاران بدو بجا نیادت بودی دوی تمییز نشدی و  
 می گفتی اللهم اهد قوی فانهم لا یعلمون و از دوی می آید که گفت از  
 بیت المقدس می آیم بقصد مصر الله ما شخصی دیدیم از دور که می آمد الله دل  
 خود تقاضا یافتیم که ازین کس سوالی بکنم که می آید چون نزدیک من آمد پیر

ص ۱۳۳

ص ۱۳۵

زنی دیدیم با عکاده اندر دست و جبهه پشیم پوشیده گفتیم من این قالت من الله قلت ای  
 این قالت ای الله از کجای می آئی گفت از نزد خدای گفتیم کجای می شوی گفت بروی  
 خدای با من و بیچاره گاه بود بر آوردم که توبه دهم دست اندر دوی این بجهانید  
 و گفت ای ذو النون این معرفت که ترا بسته است از یکی عقلی تو است من  
 کار از برای خدا کنم و از دون دوی چیزی تنغم چنانکه نیتهم جز دوی را چیزی نتنغم  
 جز از دوی این گفت و از این جدا شد اندرین حکایت دوی لطیف است که  
 من کار از برای دوی می کنم و این دیل صدق محبت دوی بود که خلق اندر  
 معامت بر دو گونه اند یکی اگر کاری می کند پندارد که از برای دوی می کند  
 و آن علم از برای خود می کند هر چند که دوی اذان منقطع باشد و دوی  
 آخر محسوس ثواب آن جهانی باشد و دیگر اگر ارادت ثواب و عقاب آن جهانی  
 و سبب و محبت این جهانی از رص ۱۱۳۶ معامت دوی منقطع باشد و آنچه کند  
 خلاص مر تعلیم حق را کند و محبت حق تعالی متقاضی دوی باشد بزرگ نصیب  
 خود اندر فزونی دوی و آن گروه را معرفت بسته باشد که آنچه دارد معرفت را  
 کند دوی را باشد و بدانند که اندر طاعت هر مصلح را نصیب وافر تر  
 اذان باشد از آنچه اندر معصیت که راحت محاسنی یک ساعت باشد و راحت  
 طاعت همیشه بود و خداوند تعالی از جاهدت خلق چه سود داد و از ترک  
 آن چه زیان اگر همه عالم بصدق ابو بکر رضی الله عنه گردند سود مر ایشان  
 را داد و اگر بکذب فزعون شوند زیان مر ایشان را دارد چنانکه گفت این  
 احسن الله احسن الله لا تفسدوا و ان اساتم فلما  
 گفت و من جاهد قاتما یجاهد انفسهم خلق ملک ابدی مر خود را طلبند و گویند  
 از برای خدای می کنم تا سپردن طریق دوستی خود چیزی دیگر ست ایشان را از  
 گذاردن فزونی حصول امر دوست نگاه دارند چشم شان بر هیچ چیزی دیگر نباشد  
 و اندرین کتاب نامی این سخن بیاید اندر باب الاخلاص انشاء الله عز و جل

ص ۱۳۴



و منعم امیر امرا و سالک طریق تقا ابو اسحق ابراهیم بن ادوم این منعم  
رضی الله عنه بگذاشت بداند الله طریق خود و الله عصر خود بید افغان خود  
بود و مرید خضر بیتامبر صلوات الله علی بنیتا و طیه و بیای از قهای مشایخ  
ما یافت بود و با امام ابو حنیفه رضی الله عنه اختلاط داشته و علم از وی  
پیاپی گرفته و در اول حال او امیر الخ بود و مدتی بعد شده (ص ۱۱۷)  
بود و از لشکر خود جدا مانده و از پس آسوی می تاخت خدای عز و جل  
مر آن آسوی را با وی سخن آموخته تا بدان نصیحت گفت لهذا یخفیفت اد  
لهذا امرت ان برای این کارت آفریده اندت این دی را دلیل گشت تو  
دست از جمله بدانت و طریق درخ و دهد بر دست گرفت و فقیل این  
جایان و سیاق شوی را بیافت و با ایشان صحبت کرد و اندر همه عمر  
خود جز از کسب خود نخوردی و وی را معالمت ظاهرست و کرامات  
مشهورست اند خدای تعویذ کلمات بدیع و لطایف نفیس بنید گوید رحمة  
الله علیه "مفاتیح العلوم ابراهیم" کلید همه علمها ابراهیم است و از وی  
روایت می آرند که گفت اخذ الله صاحباً ذمناً من اهلنا ابراهیم گفت خداوند را  
یاد خود دارد و خلق را بجای بگذارد و مراد ازین آنست که چون اقبال  
بنده بحق تعالی درست باشد و اندر تویی بحق تعالی خلص بود صحت اقبال  
بحق اعراض از خلق تعاضا کند اذ انچه صحبت خلق را با حدیث حق هیچ  
کار نیست و صحبت حق اخلاص باشد الله گذاردن فرمان دی و اخلاص  
الله طاعت از خلوص محبت بود و خلوص محبت حق از دشمنی نفس و هوا  
خیزد که هر که با هوا آشنا بود از خدای جدا بود و هر که از هوا بزیاده  
باشد با خداوند آرمیده بود پس هر خلق تویی الله حق تر چون از خود اعراض  
کردی از همه خلق اعراض کردی کسی که از خلق اعراض کند و بخود اقبال  
کند این جفا باشد که همه خلق (ص ۱۱۸) در آنجا هستند بحکم تقدیر راستند تقا

ص ۱۳۷

ص ۱۳۸

هر با تر افتاده است و بنای استقامت ظاهر و باطن مرطاب را برده چیز  
ست یکی اندان شن غشی و دیگر کردنی آنچه شن غشی است مدیت تقدیر حق است  
از غیره شتر که الله کل ملک هیچ متحرک ساکن نشود و هیچ ساکن متحرک  
نگردد الا بهر کتی که خداوند اندر وی آفرید و سکونی که حق الله دی نهد و آنچه  
کردنی است گذاردن فرانت و صحت معالمت و حفظ تکلیف و هیچ حال تقدیر  
دی متحرک فرمان را بخت نگردد پس اعراض از خلق درست بیاید تا از  
خود اعراض نباشد چون از خود اعراض کردی خلق همه می باید مر حصول مراد  
حق را چون بحق تعالی اقبال کردی تو می بیای مر اقامت امر حق را  
پس با خلق آرمیدن مدتی نیست و اگر بدین حق با چیزی بخوای آرمید  
باری با غیر آرم که آرم با غیر مدیت توید بود و آرم با خدا اشته  
تخلیل و اذعان بود که شیخ از آن سالیه رحمة الله علیه گفت مرید ما در  
حکم گیر بودن بهتر از آنکه در حکم خود اذ انچه صحبت با غیر از برای خدای  
بود و صحبت با خود از برای پروردگار هوا و اندین معنی سخن بیاید اندین  
کتاب بجای خود انشاء الله تعالی و الله بحکایات ابراهیم ادوم است که چون  
باید بریدم پیری بیاید و مرا گفت ابراهیم می دانی که این چه نهاییست که تو  
بی داد و راعی روی گفت من دانستم که آن شیطان است چهار دانگ با  
من بود که اندر کوفه زبیلی فروخته بودم آن از حبیب (ص ۱۱۹) بر آوردم و  
بیدار ختم و شرط کردم که در هر میلی چهار صد رکعت نماز کنم چهار سال اند  
باید بایم و خداوند تعالی بوقت بی شکست مدتی می دمایند و اندران میان  
خضر صلوات الله علی بنیتا و طیه با می صحبت کرد و مرا تمام بزرگ خداوند  
بیانوست آنگاه طم پیکار از غیر فارغ شد وی را مناقب بسیارست و  
بالله التوفیق

(ص ۱۱۹)

و منعم سرمد معرفت و تاج اهل معالمت پشتر من الحارث الحانی رضی

الله عجله امر مشاهده شانی عظیم داشت و اندر محاسن خلقی تمام صحبت تغیب  
یافته بود و مرید خال خود بود می بن حشرم و بعلم اصول و فروع عالم بود و  
ابتدای قوم دی آن بود که مدعی صفت می رفت اندر بیابان راه کاغذ پاره یافت  
آن را تعظیم بر گرفت بران نوشته بود که بسم الله الرحمن الرحیم هر کس را معطر  
کرد و بهای پاک بخداد آن شب بخواب دید مرید خود را در حالی که دی را گفت  
یا بشر طیب است اسی فبعثنی لأطیبی است فی الدنیا و الآخرة نام مرا خوشبوی  
گردانیدی بخت من نام ترا خوشبوی گردانم امد دنیا و آخرت تا کس نام تو  
نشود الا که راجعی دل دی امد آید بجان دی آید آن گاه تو به طریق زهد بر دست  
گرفت و الله شریعت فله امر مشاهده حق تعالی هرگز هیچ چیز امد پای نکرد  
از دی علت آن پیرسیدند گفت زمین بساط نیست و من بساط ندارم که بساط  
دی بپوشم و میان پای من و بساط دی واسطه باشد و این از غرایب محاسن  
ص ۱۵۰ دی است که امد جمع همت دی بحق پای افزادی حجاب دی  
آمد و از دی می آید که گفت من امد ان یكون حذیفا فی الدنیا و شریفا  
فی الآخرة فلیجتنب ثلثا لا یزال احد حاجته ولا یندر احد بسوء و لا  
یجیب احد الی طعنه هر که خواهد امد دنیا عزیز باشد و امر آخرت شریف گو از  
هر چیز به پرهیز از مخلوقات حاجت بخواد و کس را بدگوی و بهمانی کش مشو اما  
هر که بخداند تعالی راه داند از خلق حاجت نخواهد که حاجت بخلق دلیل بی معرفتی  
بود که اگر بقاضی الحاجات عالمی از چون خوشبختی حاجت نخواهدی لا استعانة  
المخلوق من المستعانة المسجون من المسجون اما هر که کسی را بدگوید  
آن تصرف است که امد حکم خدای می کند از آنچه آن کس و فعل دی آفریده  
خداوند اند و آفریده دی را بر که مدعی کند زیرا که چون فعل را عیب  
کند فاعل را عیب کرده باشد بجز آنکه دی فرموده است که بر موافقت من  
کفار را ذم کنید اما آنچه گفت از طعام خلق به پرهیزد از آنچه رائق خدای

ص ۱۵۰

تعالی است اگر مخلوق را سبب مدعی تو گرداند او را بپوش و بداند آن مدعی  
تست که خدای تعالی تو را سبب از اذن دی و اگر او پندارد که اذن ویست  
و بدان بر تو منت نهاد او را اجابت کن که امد مدعی کس را بر کس  
منت نیست البته ازا که نزدیک اصل سنت و جماعت مدعی نداشت و نزدیک  
محترک ملک و خلق را باخیزد خداوند تعالی پروردگار ۱۵۱ از خلق و مجاهد این

ص ۱۵۱

قول ما و جی دیگر است والله اعلم

و منعم ملک معرفت و ملک محبت ابو یزید طیفور بن بیسی البسطامی حجت الله  
عجله از اجله شایع بود و حاش کبر جلد بود و شالش اعظم تا حدی که جنبه  
گفت حجت الله علیه ابو یزید متا بمسألة جبرئیل من الملائكة ابو یزید ادر بیان  
ا چون جبرئیل است از طایفه و به دی بخوشی بوده و از بزرگان بساط می پدید  
دی بود و او را مدایات بسیار عایست امد احادیث پیغمبر صلی الله علیه و سلم و  
این ده نام معروف مر تعریف را یکی دی است هیچ کس را پیش از دی  
ا در حقانیت این علم پندار استنباط نمود که دی را و ادر همه احوال صحت اعلم  
و معلّم الشریعة بود بخلاف آنکه گروهی برای مدو الحاد خود را موضوعی بر دی  
بندند و از ابتدا مدوگارش مبنی بر مجاهدت و پرورش محاسن بوده است و از  
دی می آید که گفت عملت فی المجاهدة ثلاثین سنة فما وجدت شيئا اشد  
علی من العلم و متابته لو لا اختلاف العلماء لبقیت و اختلاف العلماء رحمة  
الا فی التوحید التوحید گفت سی سال مجاهدت کردم هیچ چیز نیافتم که بر من  
سختتر از علم و متابعت آن بود و اگر اختلاف علماء نبود من از همه چیز ها  
باز ماندمی و حق دین توانستم گذارد و اختلاف طاعت است بجز ادر تجربه  
توحید و بحقیقت چنین است که هیچ بجهل یال تر بود در ۱۵۲ از آنچه بعلم  
و بجهل بسیار کار بی رنج توان کرد و بعلم یک قدم بی رنج توان نهاد و  
صراط شریعت بسیار باریک تر و پر خطر تر از صراط آن جهان است پس باید

ص ۱۵۲



که اندر هر احوال چنان باشی که اگر اندر احوال رفیع و مقامات خلیف باز مانی و  
بیستی با وی اندر میان شریعت افتی که اگر از تو هر بشود معاملات با تو  
ماند که اعظم آنکه هر مرید را ترک معاملات بود و هر دهادی در میان اندر درش  
شریعت متناهی شود و هر ارباب لسان اندر برابر کن برهنه گردند و از وی  
می آید رحمة الله علیه که گفت "بلجنة لا خطر لها عند اهل المحبة و اهل المحبة  
محبوبون بمحبتهم" بمحبت را خطری نیست بنزدیک اهل محبت و اهل محبت باز مانده  
از و در پیشش اند از محبوب بینی بمحبت مخلوق است اگر چه بزرگ است و محبت  
وی صفت وی است تا مخلوق و هر که از تا مخلوق مخلوق باز ماند بی خطر بود  
پس مخلوق بنزدیک درستان خطر ندارد و درستان بدوستی بخوبند از انچه وجود دوستی  
دوستی تقاضا کند و اندر اصل توفیق دوستی بگیرد و راه درستان از وحدانیت  
و وحدانیت بود و اندر راه دوستی علت دوستی آید و آفت آنکه اندر دوستی مریدی  
و مرادی باید یا مرید حق و مراد بنده و یا مراد حق و مرید بنده اگر مرید حق  
بود و مراد بنده هستی بنده ثابت بود اندر مراد حق و اگر مرید بنده بود و  
مراد حق به طلب و ابدان مخلوق را بدو راه نیست ماند اینجا آفت (ص ۱۱۵)  
هستی اندر محبت بهر دو حال پس غای محبت اندر بقای محبت تمام تر از انچه  
فناش بقای محبت و از وی می آید رحمة الله علیه که گفت یکبار بمکه ششم  
خادم مفرد دیم گفتیم که حج مقبول نیست که من سنگها ازین بخش بید دیده  
ام بار دیگر برفتم خادم دیم و خداوند خادم دیم گفتیم هنوز حقیقت توحید نیست  
بار سوم برفتم هر خداوند خادم دیم و خادم نه دیم بستر من ندا که آمد یا بازید  
اگر خود را ندیده و هر علم را بدیدی شرک نبود و چون هر علم را  
د بینی و خود را بینی شرک باشی آنگاه توبه کردم و از توبه نیز توبه کردم  
و از دیدن هستی خود نیز توبه کردم و این حکایتی لطیف است اندر صحت حال  
وی و نشان خوب مر ارباب احوال را

ص ۱۱۳

و منعم امام فنون و جاسوس فنون ابو عبد الله المحارث بن احمد الهاشمی  
رحمة الله علیه عالم بود باصل و نزوع و مرجع هر اهل علم در وقت بود و  
کتابی کرده است رعایب تمام اندر اصول تعقوت و بجز این وی را تصانیف  
بسیار است اندر هر فن عال عال و بزرگ محنت بود و اندر وقت خود شیخ المشایخ  
پشاد بود از وی روایت کردند که گفت "اعلم بحركات القلوب فی مطالعة الغیوب  
اشرف من العمل بحركات الجوارح" اگر بحركات دل اندر مطالعه محل غیب عالم بود  
بمهر از انچه بحركات جوارح عالم بود مراد ازین است که علم محل کمال است و  
بجمل محل طلب و علم اندر پیشگاه بمهر از انچه بجمل به درگاه که علم مرد را  
رض ۱۱۵۴ بدرجه کمال رساند و بجمل از درگاه اندر بگذراند و بحقیقت علم بزرگتر  
از عمل بود از انچه خداوند عز و جل بطن توان شن خست و بمل اندر توان یافت  
و اگر علم به عمل را بدو راه باشد نصاری و رهبانان اندر شدت اعتقاد  
شان اندر مشاهده آیهی و مؤمنان عامی اندر منایب پس عمل صفت بنده  
است و علم صفت خداوند و بعضی از مدعیان این قول را غلطی افاده است  
و هر دو عمل را روایت کنند و گویند "اعلم بحركات القلوب اشرف من العمل  
بحركات الجوارح" و این حال است که عمل بنده بحركات دل تقوی بگیرد و اگر برین  
مسئله تکیه و مراقبه احوال باطن را می خواهد این خود بوی نباشد که پناهمر گفت  
معنی الله علیه و سلم "تفكر ساعة خير من عبادة ستين سنة" و بحقیقت اعمال ستر  
فانمل تر از احسان جوارح و تاثیر احوال و اعمال باطن اندر حقیقت تمام تر از  
تایثیر اعمال ظاهر و اذان بود که گفتند "قوة القلب عبادة و سحر الجاهل معصية"  
غلب عالم جاد است بود و بیداری جاهل معصیت از انچه اندر خواب و بیداری سترش مغلوب  
باشد و چون ستر مغلوب بود تن مغلوب بود پس ستر مغلوب بخفته حق بمهر از  
تنش غالب بحركات ظاهر و جاد است و از وی می آید که روزی درویشی را  
گفت "کن لله و الا فلا تكن" خداوند را باش و اگر نه خود مباش یعنی حق

ص ۱۱۵

باقی باش یا از خود خود قانی باش یعنی بصفت مجتبی باش یا بقدر مقتدر  
 و حق باقی باش و یا از خود قانی یا بدان صفت باش که حق گیرد آنچه خدا  
 بخواهد یا بدان صفت باش که حق آتی علی انفسان (ص ۱۵۵) چنانچه حق الله  
 که یکن شایسته مذکور اگر تو حق را باشی با اختیار خود قیامت بخود بود و  
 اگر نباشی با اختیار خود قیامت بحق بود در این معنی لطیف است و الله اعلم  
 و منعم اعم معرفت از خلق و از طلب ریاست بریده از خلق ابو سلیمان  
 داود بن نصیر الطائی رضی الله عنه از کبری شایخ و سادات اهل تقوت بود  
 و اندر زمانه خود بی نظیر شایخ بود و بنیاده بود رضی الله عنه و از اقران فضیل  
 و دراهیم اوسم و غیر ایشان و اندر طریقت مرید حبیب داعی بود و اندر  
 جلال علم حقی و از داشت و بدرجه اعلی بود و اندر فقه فیه الفقهاء بود و  
 دولت اختیار کرد و از ریاست اعراض کرد و طریق زهد و تقوی بر دست  
 گرفت و دی را مناقب بسیار است و فضایل مذکور که بمحالات عالم بود و  
 اندر حقایق کمال از وی می آید که گفت مرمری با از مریدان خود است  
 امدت السلامة سلمه علی الدیاء و انهدت الکلمة کتبه علی الاخرة گفت  
 ای پسر اگر سلامت خواهی دنیا را وداع بخت کن و اگر کرامت خواهی  
 بر اخوت بکبر مرگ کش یعنی این مرد عمل نمائند و هر فراغت اندرین  
 دو چیز بخت است هر که خواهد که بتی فارغ شود گو از دنیا اعراض  
 کن و هر که خواهد که بدل فارغ شود گو امدت عقی بیرون کن و اندر  
 حکایات مشهور است که دی پیوسته اخلاط با محمد بن الحسن داشتی و ابو  
 یوسف القاضی را نزدیک خود نگذاشتی او را گفته که این مرد در علم  
 بزرگند چرا یکی را عزیز داری و یکی را اند پیش خود نگذاشتی گفت (ص ۱۵۶)  
 از آنچه محمد بن الحسن از سر نعمت دنیای بسیار بلم آمده است و علم سبب عز  
 دین و دل دنیای دلیست و ابو یوسف از سر دینش و ذوق بلم آمده است

ص ۱۵۵

ص ۱۵۶

و علم را سبب عز و جاه خود گردانیده است پس محمد نه چون دی باشد و از  
 معرفت کرمی رضی الله عنه مطایبت کند که گفت هیچ کس ندیدم که دنیا را اندر چشم  
 دی خطر کمتر از داود طائی رضی الله عنه بود که همه دنیا را و اهل آن را نزدیک  
 وی هیچ مقداری بود و اندر فترا پنجم کمال گزینی اگر چه به آفت بودی و دی  
 را مناقب بسیار است و الله اعلم  
 و منعم شایخ اهل حقایق و متفلسف از جو طایق ابوالحسن بسری بن مقلس  
 استغنی رحمه الله علیه خال بنید بود و عالم بحدود علم و اندر تقوت او را شانی  
 عظیم است و ابتدا کسی که اندر تزیین مقامات و بسط احوال خوش کرد و دی  
 بود و بیشتری از شایخ سزاق مریدان دی اند و دی حبیب داعی را دیده بود و  
 با دی صحبت داشته و هر یک معروف گشتی بود و دی اندر با اقامه سقط فروشی  
 کردی چون با اقامه بغداد بسوخت دی را گفتند که دکانت بسوخت گفت من قادر  
 شدم از بند آن چون نگاه کردند دکان دی سوخته بود و از چهار سوی آن  
 دکانها سوخته بودند چون آن چنان دید آنچه داشت بدویشان داد و طریق  
 تقوت اختیار کرد دی را پرسیدند که ابتدای حالت چگونه بود گفت مدتی حبیب  
 داعی برکان من بر گذشته من شکسته به دی دادم که بدر پیشانی ده مرا گفت  
 بزرگ الله اذن (ص ۱۵۷) روز باز که با این گوش آن دعای دی بشنیدم نیز از  
 احوال دنیا فارغ نیامد و از وی می آید که گفت "التمم مصفا عذبتی به من  
 شیء فلا تصدقنی بذلك الحجاب" بار خدایا اگر مرا بجزی غلاب کنی بجز  
 غلاب کن از آنچه چون محجوب بنامم از تو غلاب و یا بزرگ مشاهده تو بر  
 می آید من بود و چون از تو محجوب باشم نیم تو حلاک من بود بجز غلاب تو  
 پس بلای که اندر مشاهدت منی بود یا نباشد و لیکن بلا آن نعمتی بود که اندر  
 حجاب منی بود و اندر دوزخ هیچ عقوبت سخت و صعب تر از حجاب نیست که اگر  
 اهل دوزخ اندر دوزخ بخدای تعالی کاشف بودندی هرگز مؤمنان حامی را بهشت یاد

ص ۱۵۷



نیامی که دیدار حق تعالی چندان شادی دهد که از بلای تن عذاب کالبد خبر ندادندی  
 و اندر بهشت هیچ نعمت کامل تر از کشف نیست مگر اگر آن نعمت ها و صد  
 چندان دیگر اندر حق ایشان محمول باشد و ایشان از عذاب عجب صلاک از دلهای  
 و جانهای ایشان بر آید پس سنجش قدری تعالی آنست که اندر همه احوال دل دوستان  
 بجز دنیا دارد تا همه شغقت و بیاضت بلاها بشرب آبی بزنند کشید ۴۰ دعا جای ایشان  
 چنین باشد که همه عذاب ها دستر از بجاپ تو داریم که چون بجاپ تو بر دلهای ما  
 کثرت باشد از بلا بکشیم و الله اعلم

و منعم سرنگ اهل بلا و بوی و نای زهره و تقوی ابو علی شقیق بن  
 ابراهیم الدودی رضی الله عنه عویذ قوم و مقتدای ایشان بود و عالم بعلوم  
 شرعی و معانی دین ۱۱۵۸ و حقیقی و دی را تعانیف بسیار ست اندر فنون این علم  
 صاحب ابراهیم بن ادهم رحمه الله علیه بود و بسیاری از مشایخ ذویه بود و  
 ایشان صحت کرده اند وی می آید که گفت "جعل الله اهل طاعت سجد فی  
 مساکنهم و اهل المعاصی امواتا فی سجناتهم" خداوند اهل طاعت خود را اندر حال  
 مرگ ایشان زنده گردانید و اهل معصیت را اندر حال زندگی مرده یعنی مطیع اگر چه  
 مرده بود زنده بود که ملائکه بر طاعت وی آفرین می کنند تا بقیامت و ثواب  
 او مؤید بود پس وی اندر خای مرگ باقی بود ببقای جزا می آمد که پیری  
 نزدیک وی آمد و گفت ایها الشيخ گناه بسیار دارم و می خواهم که توبه کنم دی  
 گفت دیر آدمی پیر گفت که نه که زود آدم گفت چرا گفت هر که پیش از  
 مرگ آید زود آمده بود و گویند که ابتدای توبه وی آن بود که سالی اندر  
 بلخ قحطی افتاده بود مردمان یکدیگر را می خوردند و همه مسلمانان اندوه گین  
 غلامی را دید که اندر بازار می خندید و طرب می کرد مردمان گفتند چرا  
 می خندیدی شرم ندادی که همه مسلمانان اندر اندوه اند و تو چنین شادی  
 می کنی گفت مرا هیچ اندوه نیست که من بنده آن کسم که او را می بینی

ص ۱۵۸

است خالصه و وی شغل از دل من برداشته شقیق گفت بار خدا این غلام  
 بخواهد که یک دعا دارد بخشاید می کشد و تو مالک الملک و مددی ما اندر  
 پذیرفته و با چنین اندوه بر دل گماشته ایم از شغل دنیا رجوع کرد و طریق  
 حق را پیرون گرفت و نیز اندوه روزی هرگز نوزد دس ۱۱۵۹ و پیوسته گفتی که  
 من ناگزیر غلامی ام و آنچه باقیم ادو یافتیم و این اند وی تراض بدودی را منقب  
 بسیار ست معروف و بالله التوفیق

و منعم شیخ وقت خود و مرطقی حق بن محمد ابو سلمان ابن عبد الرحمن  
 ابن علیته الدارانی رضی الله عنه عویذ قوم و برهان دلهای بیاضت و مجاهدات  
 صعب خفصه مست و عالم بود بعلوم وقت و معرفت آفات و بصیرت بکین های  
 آن دی را کلام بیعت ست اندر معاملات و حفظ قلوب و رعایت بوارح و از  
 وی می آید که گفت "اذا قلب الرجل علی الخوف فسد الوقت" چون رجاء بر خوف  
 غالب گردد وقت شوریده شود زیرا که وقت رعایت حال باشد و بنده تا آنگاه  
 راعی حال باشد که بگوید خوف بر دش مستولی بود چون خوف بر خاست وی تسلک  
 اربعه شود و قفس فاسد گردد و اگر خوف بر رجاء غلبه کند ترجیش باطل شود  
 از بقیه غلبه خوف از زبیدی بود و تا آید از حق شرک بود پس حفظ  
 ترجیه اندر صحت رجای بنده باشد و حفظ دلت اندر صحت دی چون هر دو  
 برابر باشد ترجیه و وقت هر دو محفوظ باشد و بنده بحفظ ترجیه مؤمن بود و بحفظ  
 وقت مطیع و تنق رجاء بشعده صرف بود که اندر جمله اعتقاد ست و تعلق  
 خوف بمجاهده صرف که اندر جمله اضطراب ست و مشاهدت کمالیث بمجاهدت باشد  
 و این معنی آن بود که همه امیدها از تا آید پدید آید و هر که بکردار خود  
 از فلاح خود زمید شود آن زبیدی دی را بخت و فلاح دین ۱۱۶۰ در کرم حق متعالی راه  
 نماید و چه انباط بر وی بکشاید و دش را از آفات طبع بدواید و جمله اسرار  
 ربانی را کشف گردد احمد بن ابی الحارثی رحمه الله علیه گوید اندر غلوت شبی

ص ۱۵۹

ص ۱۶۰

نمازی که در آن میان ما داشت بسیار بود و دیگر مدتی با او سلیس گفتیم  
گفت فیست مری که ترا هنوز خلق اندر پیش است تا اندک غلا دیگر گونی و اندک  
لا دیگر گونی و اندک دو جهان چیز را آن خطر نیست که بنده را از حق باز  
تواند داشت و چون عودی را جلوه کند بر سر خلق از برای آن کند تا همه  
خلق دی را ببینند و از دیدار خلق مراد ما زیادت عود بود اما نباید که دی  
بجز آن مقصود خود را بداند که از دیدار غیر مراد تا دل بود اگر همه خلق  
عود طاعت عظیم بنده را در میان ندارد اما اگر دی مرعوف طاعت عود را  
بیند حاکم گردد جهاد باشد

و منعم متعلق درگاه رضا و پرورده علی بن موسی الرضا رضی الله عنهما  
ابن معروف بن فیروز الکرخی رحمه الله علیه از قدا و سعادت مشایخ بود و  
معروف بنفوت و مذکور بدع و امانت و ذکر دی خاتم ایستی ازین ترتیب اما  
من برای موافقت دو پیغمبر کی صاحب قتل و دیگر صاحب فقرت اندرین عمل آوردیم  
یکی ازین شیخ متبرک ابو جعفر الحلی که کتابش برین ترتیب و دیگر استاد  
امام ابوالقاسم اصفهانی رضی الله عنه که اندک صدر کتابش ذکر دی برین جمله است  
اندرین موضع اثبات کردم اندک دی در ۱۱۶۱ استاد سری متعلق و مرید و داد  
طای بود رحمهم الله و الله ابتدا بیگاه بوده است بر دست علی بن موسی  
الرضا رضی الله عنه اسلام آورد و نزدیک دی سخت عزیز و ستوده بود و دی  
را مناقب و فضایل بسیار است و اندک فنون علم مقتدای قوم بوده است و  
از دی می آمد که گفت "الفتیان ثلاث علامات: فناء بلا خلوات و مدح بلا  
جود و عطاء بلا سوال" علامت جوانمردان سه چیز بود یکی دفای خلوات و دیگر  
شایستگی بی جود و سیم عطای بی سوال اما دفای بی خلوات آن بود که اندک عهد  
جمودیت بنده مخالفت و معصیت بر خود حرام دارد و مدح بی جود آن بود که  
از کسی نیکنی ننماید باشد دی را نیکو گوید و عطای بی سوال آن که چون

ص ۱۶۱

دی را هستی بود اندک عطا تمیز نکند و چون حال کسی معلوم شود دی را سوال  
نمایند و این جمله از خلقی بود بخلق اما همه خلایق اندرین هر سه صفت عاریت  
اند و این هر سه صفت حقیقت عود و جل و فعل دی با بندگانش و این  
صفت او را حقیقت است اندک اندک وفای او با دوستان خلوات هر چند که ایشان  
اندک وفای او خلوات کنند دی بجای ایشان لطف زیادت کند و علامت وفای دی  
آنست که در ازل بی فعل یک بنده او را بخواند و امروز بفعل بد دی را  
زانند و مدح بی جود جز دی کند که دی محتاج فعل بنده نیست و بنده را  
بر انگیزد از کردار دی ثنا گوید و عطای بی سوال جز دی ندهد از آنکه کریم  
ست حال هر یک بداند و مقصود رضی الله عنهما هر یکی بی سوال دی فعل کند  
پس چون خداوند تعالی بنده را کرامت کند و دی را بزرگ گرداند و بزرگ خودش  
غفور گرداند یا دی این هر سه صفت بکند و دی بنده بخوار امانت معانت خود  
با خلق همین گرداند آنگاه دی را نام نفوت و صند و در زمره فقیان نامش مثبت گردد  
و این هر سه صفت را بر ائمه پیغمبر بود صلوات الله و سلامه علی بیته و علیه و آله حقیقت  
و انبای هم این است بیان کنیم انشاء الله تعالی

و منعم زین جهاد و جمال اوتاد ابو جعفر الحلی حاکم بن علی الاظم رضی الله عنه  
از عثمان بلخ بود و از قدا مشایخ خراسان و مرید شفیق بود و استاد احمد انصاری  
و اندک جود احوال خود از ابتدا تا انتها یک قدم بر خلوات صدق نهاده بود تا ببیند  
رحمة الله علیه گفت مدتی زمانا حاکم الاظم دی را کلامی عاریت اندک ذوق  
رویت آفات نفس و روایات طبع و تصانیف مشهور اندک معاملات از دی می  
آید که گفت "الشهوت ثلاث شهوة فی الاکل و الشهوة فی البذل و الشهوة  
فی النظر فاحفظ الاکل بالشقة و اللسان بالصدق و النظر بالعبرة" شهوت سه  
است یکی اندک طعام و یکی اندک گفتار و یکی اندک دیدار و سه دیگر اندک نظر مجاهد  
و اندکش عود را بهاء دانست و اعتماد بخداوند و توان را بر دست گفتن و چشم

ص ۱۶۲



را بمرتبت نگرین پس هر که اندر اکل توکل که از شصت اکل رسته باشد و هر که  
 رص ۱۱۶۳ بدان صدق گوید از شصت زبان رسته باشد و هر که پنجم راست بیند از  
 شصت چشم رسته باشد و حقیقت توکل از راست دانستن بود که اگر دی ما راستی  
 بداند و برندی دادن باشد و آنگاه برایش دلش خود جهالت کند آنگاه از راستی خود  
 معرفت نبرد که تا اکل و شمشیر به جز دوستی نبود و مهارتش جز و دهد و نظرش  
 جز مشاهده به پس چون راست دانده حلال نموده و چون راست گوید ذکر گوید و  
 چون راست بیند دی ما بیند از آنچه جز داده دی بدستوری دی نمودن حلال نیست  
 و هر ذکر دی اندر هزار عالم ذکر کس راست نیست و جز اندر حلال و طاعتش  
 اندر مردود است مرتضاه کردن روا نیست و چون از دی گیری و بدستوری دی خوری  
 شصت نباشد و چون از دی گوئی و بدستوری دی گوئی شصت نباشد و چون فعل  
 روا بینی و بدستوری دی بینی شصت نباشد و باز چون بخواهی خود خوری اگرچه حلال  
 بود شصت باشد و چون بخواهی خود گوئی اگرچه ذکر بود دروغ و شصت بود و  
 چون بخواهی خود نگری اگرچه استدلال کنی و شصت بود و الله اعلم

و منعم اهل مغربی و ابن عمر بنی ابو عبد الله محمد بن ادیس اشرفی رضی  
 الله عنه از بزرگان وقت بود و اندر جمله علوم امام و معروت بود بنفوت و  
 دروغ و دی ما مناقب مشهور است و کلام عالی و شایسته مالک بود تا بعد از  
 بود و چون بفرق آمد اعتقاد محمد بنی الحسن کرد محمد الله رص ۱۱۶۴ و همیشه اندر  
 طبعش ارادت دولت می بود و طلب می کرد مرآتین این طریق را تا گروهی  
 به دی بجمع شدند و بعد اقتدا کردند و احمد بن حنبل از ایشان بود آنگاه بطلب راه  
 و در پیش امامت مشغول شد و اذان باز ماند و اندر هر احوال محمود اتصال بود  
 و اندر ابتدای احوال از مشهور اندر دلش خوشی می بود تا سلطان سامی با برید  
 و بعد تقرب کرد و از بعد آن هر کجا رفتی طلب کننده حقیقی بود از دی می آید  
 که "اذا دلت العالم یشتهل الشخص قلیس یجی منه شیء" چون عالم را بینی که بخش

ص ۱۶۳

ص ۱۶۴

در تأییدات مشغول گردد بدانکه هرگز از دی هیچ چیز نیاید بینی علاوه بر این هر اصطلاح غایبند  
 و روا نباشد که کسی هجم پیش از ایشان نموده اند هیچ معنی و راه حق جز با حقیقت و بهائت  
 اندر مشاهدت تواند رفت و رخص علم طلب کردن کار کسی نباشد که از جهالت  
 برگیزد و خواهد که خود را تحقیر کند پس رخصت طلب کردن درجه عالم باشد  
 تا از دایره شریعت بیرون نیفتد و مجاهدت در نبردن درجه خواص باشد تا شرف آن  
 اندر ستر بیاید و علاوه بر این خاص را بدست عوام رسد از دی هیچ  
 چیز نیاید و نیز رخص طلب کردن سبک داشت زبان حق بود و دوستان حق بل و  
 حل عا اند و دوستان زبان دوستان را سبک نداده و ادبی درجات آن افتد کند  
 و اندران احتیاط کند یکی رص ۱۱۶۵ از مشایخ هدایت کند که شی پناهمر را صلی  
 الله علیه وسلم بخواب دیدم گفتیم یا رسول الله از تو بمن روایت بریده است که  
 خدای عز و جل ما اندر زمین او تاد و اولیا و ائمه اند گفت آن راوی خبر تو  
 راست رسانیده است گفتیم یا رسول الله پس باید تا من یکی از ایشان بهیمیم بگفت  
 محمد بن ادیس یکی از ایشان است و دی ما مجوز این مناقب بسیار است

و منعم شیخ سنت و قاهر اهل بدعت الله محمد احمد بن حنبل رضی الله  
 عنه مخصوص بود و توسع و تقوی و حافظ حدیث پناهمر صلی الله علیه وسلم و این طبقه  
 بعد از فریقین دی ما مهارک داشته اند و با مشایخ بزرگ صحبت کرده بود و  
 چون قد انون مصری و بشر عالی و سری استی و معروف الکفری و مانند ایشان  
 و ظاهر الکرامات و معجزات بود و آنچه امروز بعضی از مشبهه تلقی بود  
 گفتند آن بر دی اخراست و موضوع و دی اذان جمله بری است و دی ما  
 اعتقادی است اندر احوال دین پسندیده جمله علماء و چون جنود معتزله طلب کردند  
 گفتند که دی ما تکلیف باید کرد تا قرآن را مخلوق گوید پیر و ضعیف بود  
 دستهای بر عقابین کشیدند و هزار تازیانه زدندش که قرآن را مخلوق گوید  
 گفت و اندران میان بند ازارش بکشاد و دستهای برت بود و دست دیگر پدیدار

ص ۱۶۵

آمد و بند اندازش بخت چون این برهان پریدند بگذشتند و علم اندام جماعت قرآن  
حق یافت و اندر آخر بعد وی قوی نزدیک وی آمدند و گفتند که چه گوئی اندرین  
ص ۱۲۴ ص ۱۲۴ قسم که ترا بزدند گفت چگونگی از برای خدای زنده پنداشتند که من بر علم  
و ایشان بر حقد بخود زخم بقیامت من و ایشان خصومت نکنم و وی را کلام  
عالی ست اندر مقامات و هر کسی از وی مسئله پرسیدی اگر معافی بودی جواب  
کردی و اگر حقایق بودی سوار به بشر عالی کردی چنانکه روزی یکی بیامد و  
گفت ما الاخلاص نال الاخلاص هو مخلص من آفات الاعمال اطالع ائت که  
از آفات اعمال خلاص یابی یعنی محنت بی ریا و سمه و نصیب و آفت شود و  
گفت ما التوکل توکل چیست گفت الثقة بالله بود داشت دستوار خدای را  
عز و جل اندر رسانیدن روزی گفت ما الرضا رضا چه باشد گفت تسلیم  
للامور الی الله اگر کارهای خود بخداوند بسپاری گفت ما المحبة گفت محبت چه  
باشد گفت این از بشر عافی بهرس که تا وی زنده است من این را جواب  
د گفتم و احمد بن حنبل اندر هر آموختن خود اندر حال بیاحت از حق  
مستزاد و اندر حال دانات از نعمت های مشتمله تا حدی که اهل سنت و  
جماعت بر حال وی واقف نگشته اند وی را نعمت کنند و وی ائمان بری  
ست و الله اعلم

و منعم سراج وقت و مشرف آفات مفت ابو الحسن احمد بن ابی  
الحارثی رضی الله عنه از جمله اجله مشایخ شام بود و مجموع جمله مشایخ تا حدی  
که جنید گفت احمد بن ابی الحارثی ریحانة الشام و دی را کلام عالی است و  
ص ۱۲۵ ص ۱۲۵ اشوات لطیف اند فزون ص ۱۲۵ علم این طریقت و روایت صحیح از حدیث  
پیامبر صلی الله علیه وسلم و ربوع اهل وقت بود و اندر واقعات ایشان و دی  
مرید ابو سلیمان دارانی بود و جهت میان بن یحیی و مردان بن سعیدیه الغزالی  
میاجی کرده بود و از هر یک ادب و فایده گرفته و از وی می آید که گفت

الدنيا منزلة و مجمع الکلاب و اقل من الکلاب من عكف عليها فان الکلب  
یاخذ منها حاجته و ينصرف و المحب لها لا ينفذ عنها و لا يتكلم بها فیا  
چون منزله است و چه گاه جمع گشتن سگان و کمتر از سگان باشد اگر بر سر معلوم  
دنیا بایستد از آنچه سگ از مزله حاجت خود روا کند و سیر گردد و باز گردد  
و دست دارد دنیا هرگز از دنیا و از جمع این باز نگردد و از چیزی دنیا بود  
نزدیک آن جوان مرد که دنیا را بزرگ مانند کرد و اهل آن را کمتر از سگان  
داشت و علت آورد که چون سگ بهره خود از مزله بر گیرد از مزله جدا  
شود و اما اهل دنیا پیوسته بر سر جمع کردن و محبت آن نشسته باشد و هرگز بر  
گردند و این همه علامات انقراض است از اخوات دنیا و اعراض وی از اصحاب  
آن و مر اهل این طریقت گشتگی از دنیا عالی خوش و روزه خورست و اندر  
ابتدا طلب علم کرد و درجه ایتمه رسید آنگاه این کتب خود بر داشت و بدین  
بود و گفت نعم الدلیل انت و اما الاشتغال بالدلیل بعد الوصول حال نیکو  
ص ۱۲۶ ص ۱۲۶ دلیل و راهبری تو مرا از راه پس رسیدن بمقصود مشغول بودن دلیل ص ۱۲۶  
عمل بود که دلیل تا آنگاه باید که مرید اندر راه بود چون پیشگاه پدیدار آمد درگاه  
و راه را چه قیمت بود و مشایخ گفتند که این در حال تسکین است و اندرین  
راه اگر گفت "وصلت فقل فصل" چون رسیدن باز اندر بود پس شغل شغل  
بود و فراغت فراغت و وصل وصل و اندر شغل و فراغت نسبتی است که این  
هر دو صفت بنده باشد و فصل و وصل و عنایت حق و ارادت ازلی وی به نیکو  
خواست بنده و این اندر شغل و فراغت بنده بقیاید پس وصولش را اصول نم و  
لازمست و قرب و محاورت بر وی تا امداد وصلش کرامت بنده و هجرش احسانت  
وی و تغیر بر صفات وی بداند و علی بن عثمان الجلابی رضی الله عنه گوید  
که محفل مست که آن پیر بزرگ را اندر لفظ وصول مراد بوصول راه حق بوده  
ست از آنچه اندر کتب راه حق است نبشت ست که جدارت ائمان است که چون



طریق واضح شود جهات متعلق شود که جهات را چندانی وقت بود که اندر غیبت  
مقصود بود چون کشف حجاب حاصل آمد جهات متکاشی شود و چون اندر صحت  
سرفت زبانه کلیل بود از جهات کتب اوی تر که خارج بود و از مشایخ جو  
دی همین کردند چون شیخ الشافعی و سید فضل الله بن محمد الجبلی و میردی رضی  
الله عنهم که کتب خود آب دادند و گروهی از مترجمان مر کاحلی و مدجمل را بدان  
احوال تقلید کردند و تا آنکه آن احوال بدان نحو انقطاع طریق نتوانستند و ترک  
اتقانت و فراغت دل از مادیات حق و این در سن ۱۱۶۱ هجری الله شکر اجتهاد و تلاش  
کدک درست نیاید از آنچه متکلمان را کوفتن حجاب نکند کافز پاره هم حجاب نکند  
چون دل از علایق متعلق شد پاره کافز را چه قیمت باشد اما اگر گفت شش  
کتاب مراد لغی جهات است از تحقیق معنی چنانکه گفتیم پس اوی تر آن بود که جهات  
از زبان منقذ شود از آنچه اندر کتاب جهات کتب است و بر زبان جهاتی  
جاری و جاری از جهاتی اوی تر باشد و مرا چنین صورت پدید که هر بن  
ابی الهادی اند غلبه حال خود مستمع یافت و شرح حال خود بر کافز نبشت چون  
بسیار فراهم آمد اهل نیافت را تشکر کردی بآب فرد گذاشت و گفت یکه دلی  
تا آنا چون مراد از آن بر آمد مشغول شدن بر اعمال بود و نیز  
احمال کند که دی را کتب بسیار گرد آمده بود از اورداد و محاسن از  
می داشت و مشغول می گردانید شغل از پیش خود بر داشت و فراغت دل  
طلید از معنی را به ترک جهات گفت و الله اعلم

و معلم و نیز سرنگ جوان مردان و آفتاب بخارسان ابو حامد احمد بن  
خضویه البغی رضی الله عنه بنو حال و شوق دقت مخصوص بود و اندر زمانه  
خود مقتضای قوم بود و پندیده طواقم و عوام بود و طریق عامت پیروی و  
حامد برکم لشکریان بلخیزی و فاطمه که خیال دی بود اندر طریقت شانی بیگم داشت  
دی دختر امیر بلخ بود چون دی را اوقات توبه پدیدار آمد با احمد کس فرستاد

ص ۱۲۱

ص ۱۲۰  
که مرا از پدر بخواه دی اجابت نکرد و دیگر باید کس فرستاد و گفت در سن ۱۱۷۰ هجری  
یا احمد من ترا مرداد از این پنداشتم که راو حق بنی مایه باشی تا ماه ربه  
کس فرستاد و دی را از پند بخواست پدر بحکم تبرک دی را باهم خضویه داد و  
فاطمه رضی الله عنها تبرک شغل و مشغله دنیا گرفت و بحکم عولت با احمد بیارامید  
تا احمد بن خضویه را زیارت بایزید افتاد و فاطمه با دی موافقت کرد و چون  
پیش بایزید آمد فاطمه تقاب از دی پر داشت و با دی گستاخ وارد سخن  
می گفت احمد اذان تعجب شد و غیری بر دوش متولی شد گفت ای فاطمه این چه  
گستاخی بود که با بایزید کردی باید که مرا معلوم شود فاطمه گفت از آنچه تو محرم  
بیعت می و دی محرم طریقت من از تو بهما زعم و از دی بهما گفت دلیل  
برین آنکه دی از صحبت من بی نیاز است و تو بمن محتاج دی پیوسته با بایزید  
گستاخ بودی تا روزی بایزید را چشم بر دست فاطمه افتاد به خاطر بود  
گفت یا فاطمه دست از برای چه به خاطر دی گفت یا بایزید تا این فاطمه تو  
دست و عا من ندیدی ما را با تو ایضا بود اکنون که چشمت و من افتاد صحبت  
بر ما حرام شد و از اینجا باز گشتند و یسارور باز آمدند و مقام کردند و اهل یسارور  
و مشایخ آن با احمد خوش می بودند و چون یکی بن معاذ الرازی یسارور آمد  
قصه بلخ داشت احمد رجه الله علیه خواست تا دی را دعوت کند با فاطمه  
مشاورت کرد که دعوت میکی را چه باید دی گفت چندین گاه و گوشتند در سن ۱۱۷۱ هجری  
و عیال و ذوقل و چندین شمع و حله و با این همه بیت خرنیز باید تا بخشیم  
اه گفت کشتی خزان چه معنی دارد گفت چون کرمی بجای کرمی مسمان آید باید  
که سگان حله را نیز اذان تعبیه باشد بایزید گفت من امراد ان بنظر الی ریح  
من الرجال مشغول تحت لباس النسوان لیستظر الی فاطمة رحمها الله هر که  
خواهد تا مردی بیزد پنهان اندر لباس زنان گوید فاطمه نگاه کرد و ابو حفص عتاد  
رجه الله علیه گوید لا اسمع من خضویه ما علمت الفتنة اگر احمد بودی

ص ۱۲۱

قوت و مروت پیدا گشتی و او را کلام عالی و انعام مست و تصانیف مشهور اند هر فن از معاملات و آداب و حکمت و لایح اند حقایق و از وی می آید که گفت "الطریق داخله و الحق لا یخرج و الوافی قد أسع فما لقیته بعد ها الا من العوی" راه پیدا است و حق آشکارا و نمایان و شنوا اعدین محل تخریر و جویا باشد یعنی راه جستن خلاص است که راه حق چون آفتاب تابانست تو خود را بوی تا کجائی چون یافتی فرا سر راه آنی که حق ظاهرتر از است که اند تحت طلب طالب در آید و از وی می آید که گفت "استدعنا فندک" خود درویشی خود را پنجهان در پیشی با خلق گوی که من درویشم که تا سر تو آشکارا نگرود که این از خدای عز و جل کرامتی عظیم است و از وی می آید که گفت درویشی اند ماه رمضان یکی از انبیاء دعوت کرد و اندر خانه وی بجز نانی نبود خشک گشته چون تو اگر باز گشت دس ۱۷۲ مرقه در بدو فرستاد و وی آن مرقه بدو باز فرستاد و گفت این سزای آن کس است که سر خود را با چون تویی آشکار کند و ما انبیا را اهل عز و قهر دادند از این از صفت فقر وی بود و الله اعلم

ص ۱۷۱

و حنم انهم متوکلان و گزیده اهل زمان اند عزاب عسکر ابن الحسین نقی  
رضی الله عنه از اجده مشایخ غراسان بود و از ساعات ایشان بود و مشهور بود بقرت و زهد و درخ و دی را کرامات بسیار است و عجایب بی شمار که اند بادی و دیده است و اند هر هائی و از قول مسلمان معتوف بود و بودی جمله بتجربه گذاشتی وفات وی اند بادی بمصر بود از پس چندین سال جماعتی بدو رسیدند وی را یافتند بر پای ایستاده و روی به قبله و جان داده و خشک گشته و رکوع اند پیش نهاد و عفا الله و مست گرفته و از بارخ میخیزد بدو نه دیده بود و گردوی گشته و از پای اندر افتاده بود و از وی می آید که گفت "الفقیه قوته ما و جهل و لیس ما ستر و مسکنه حیث نزل" قوت درویش آن بود که آنچه بیاید اندران اختیار کند و بایش آنکه او را بپرشد اندران تعرفت نکند و جای جایش آنکه آنها فرود

آید منزل کند خود را جای فراد و اگر تصرف اعدین به چیز مشغولی بود و همه عالم اند بلای این به چیز چون محقق کنند و این از روی محاسن بود اما از روی تحقیق غذای درویش دهد بود و بایش تقوی و سکنت غیب از آنچه خداوند گفت عز و جل و آن گو استقاموا علی الطریق لا تسئلوا احد دس ۱۷۳ ماء خدفا و نیز گفت و بایش و بایش التقوی ذلک خیر و رسول صلی الله علیه و سلم گفت "الفقر وطن الغیب پس چون غذا و مشرب وی از شرب قربت بود و بایش تقوی و محاسن و وطن غیب و تنگد و صحت طریق فقر و فرج بود و معاملات آن لایح و این در کمال باشد

ص ۱۷۰

و منعم لسان بخت و وفا و زین طریقت و ملا ابو زکریا یحیی بن معاذ الرازی رضی الله عنه عالی حال و یکه سیرت بود و اند حقیقت رجا بحق تعالی قوی تمام داشت تا محصری گوید که خداوند را دو یحیی بود یکی از انبیا و یکی از اولیا یحیی بن زکریا علی بیتنا و علیها الصلوة والسلام طریق فوت را چنان سپرده که همه بزمیان بخت از علاج خود نوبد شده و یحیی بن معاذ طریق رجا را چنان سپرد که دست همه بزمیان رجا را فرد بخت گفتند حال یحیی بن زکریا علیه اسلام معلوم است حال این یحیی چگونه بوده است گفت بمن ریده است که هرگز او را حمایت نبود و بر وی گناه کبیره زفته و اندر معاملات و درزش آن جزی تمام داشت که کس طاقت آن نداشت او را اصحاب گفتند ایضا اشخ مقام تو مقام رجا و محاسن تو محاسن خلیفان گفت بدان ای پسر که ترک جودیت خلاص بود و فوت و رجا دو قایم امانند حال باشد که کس بوزنش کنی از انکان ایمان بعقالت اند خلیف جهات کند تری قطیعت را و دای امید دس ۱۷۴

ص ۱۷۳

و صلت را تا جودیت موجود نباشد نه فوت درست آید نه رجا و چون جهات حاصل شد این فوت و رجا بجه جهات بود و از آنها که جهات باید جهات سود ندارد وی را تصانیف بسیار است در حکمت و انکادات بدیع و نحت کسی که از مشایخ این طایفه از پس خلای راشدین رضی الله عنهم که بر مبر شد وی بود و من کلام وی را سخت دوست دارم که اند طبع یقین است و اندر سح لذیذ و اند اصل قوت و اند



جوابت منید از وی می آید که گفت: اللهنا جنة الاشتغال و التفتة جنة الاهوال ولا یزول  
 البسمة بین الاشتغال و الاهوال حق و مستقر به القیاس اما فی الحقیقة و اما فی الشارح  
 دنیا جایگاه اشتغال است و حقیقی محل احوال و پیوسته بده میان مشغولی امید و بیم  
 است تا بر چه قرار کرد یا با بیم آساید یا با اله عجم تله رخ آن دلی که از  
 اشتغال رسته باشد و از احوال رکن شده و همت این هر دو سرای بگسته باشد و  
 بحق تعالی پیوسته و ناصب وی آن بود که خدا را بر قدر فضل بنماید و چون انوار  
 زی وی را دایم بنگاهد و بکشد و قصد خراسان که چون بخت رسید مردمان نایب را  
 داشتند تا آنها مدتی سخن گفت سر ایشان را و بعد هزار درم دی با بماند چون باز  
 گشت تا بدی شود دروان بر دی راه نهند و آن همه بیم از وی بماند وی  
 بخود نیسایور آمد و فاش آنها بود و در جمیع احوال عزیز بود همان خلق و الله اعلم  
 منعم شیخ خراسانی و زادش نزلین در ۱۰۸۵ و زبان ابو حفص عمر بن سالم النیسابوری  
 و نقادی رضی الله عنه از بزرگان و سادات قوم بود و ممدوح جواد مشایخ صاحب ابو  
 محمد الله البیجوری و یفوق همه خصو و شاه شجاع از کرمان بزیست وی آمد وی  
 بغداد شد بزیست مشایخ و اندر سازی نصیبی نداشت و چون بغداد رسید مردمان با  
 یکدیگر گفتند شینی عظیم باشد که شیخ از شیوخ خراسان را ترجمانی داد تا سخن ایشان را  
 بداند چون مسعود شریفی آمد مشایخ رحم الله جل و بیدار و بنید رجه الله با ایشان بیاید  
 و دی سازی نصیب می گفت با ایشان چنانکه آنچه از فصاحت وی عاجز شدند از وی  
 سوال کردند که بها الفتوة وی گفت یکی از شما ابتدا کند و قولی بگوید بنید رجه الله  
 علیه گفت الفتوة عندی ترك الزیفة فی استقاط النسبة قوت نزد من آنست که هر  
 قوت را نبینی و آنچه کرده باشی نسبت بخود نکنی که این من می کنم ابو حفص گفت  
 ما احسن ما قال الشیخ و بکتی الفتوة عندی اداء الانصاف و ترك محاباة الانصاف  
 یعنی است آنچه شیخ گفت و لیکن قوت نزدیک من دوان انصاف باشد ترک طلب  
 کردن انصاف بنید گفت رحم الله قومو یا اصحابنا فقد نزل ابو حفص علی اعداء

و خدایت بر خیزد ای یاران من زیادت آورده از حفض بر آدم و فطرت وی الله  
 برانوی و گوید که ابتدای توبه وی آن بود که بر گنیزکی شیفته شد و را گفتند الله  
 شادستان نیسایور جودیت ساحر علی این مشکل تو بنزدیک درست دهن ۱۱۷۶ ابو حفص  
 بنزدیک وی آمد و حال با وی گفت جود گفت ترا چهل روز نماز بناید که هیچ  
 ذکر حق و احوال خیر و یکتا نیکو بر زبان و دل نرانی تا من جملتی کنم و مراد تو  
 بر آید وی چنان کرد چون چهل روز بر آمد جمیع آن طمس بکرد مراد وی بر نیامد  
 جود گفت لا محاله بر تو چیزی رفته است یکتا بنیدیش ابو حفص رجه الله علیه گفت  
 من هیچ چیز نمی دانم از احوال غیر که بر قاصر و اهل گذشته است آقا آنکه بر  
 راه می آدم علی بود آن را بیانی از راه بینداختم تا پای کسی بنان نیاید  
 جود گفت میا زار آن خداوند را که تو چهل روز فرمان دی ضایع کردی و از این  
 مقدار رنج تو ضایع کرد دی توبه کرد و جود مسلمان شد و همان استغری می کرد  
 تا ببارد شد و ابو محمد الله باوردی را رجه الله علیه بنید و عند ابراهیم وی گرفت  
 و چون نیسایور باز آمد روزی الله باز از انبیا قرآن می خواند دی بزرگ دکان  
 خود نشسته بود سماع آن او را غلبه کرد و از خود قالب شد دست از کار منتقل  
 کرد و بی انبو آن آهمن تافته از او را بیرون آورد چون شاگرد آن را دید عویش از  
 دی بشد چون ابو حفص بحال خود باز آمد دست از کسب برداشت و خیر بر دکان  
 نیامد و از وی می آید که گفت ترك العمل ثم رجعت الیه ثم تركت العمل لله  
 ارجع الیه از عمل دست برداشتم هنگام بدان باز گشتم پس عمل دست از من برداشت  
 نیز بدان باز گشتم از آنچه هر چیزی که ترک کن بخت و کسب بنده باشد ترک آن  
 دلی تر باشد از فعل آن در ۱۱۷۷ اندر صحت این اصل که جود کتاب عمل  
 اوقات الله و قیمت آن مسعی را باشد که بی شکست از غیب الله آید و اندر هر  
 عمل که شود اختیار بنده آن متصل شود و لطیفه حقیقت ازان ذایل شود پس ترک  
 و اندر هیچ چیز بر بنده درست نیاید از آنچه عطا و ذوال از خداوند است عز و جل

و بتقدیر وی چون علی آمد از حق اند آمد و چون فعال آمد از حق ترک آمد و چون چنین باشد قیمت مر آن معنی را باشد که یقام اند و ترک بدانست نه اگر بنده باجتماع جانب و دافع آن باشد پس اگر هزار سال مرده بقبول حق بگوشد چنان باشد که یک لحظه بقبول وی گوید که اقبال لا یزال اندر قبول ازل بنده است و بسوء سوری اندر سعادت سابق پیوسته و بنده را بخلاص خود چو بخوش غایت با نیست پس عجز باشد بنده که ایباب را مستحب از حال وی دفع کرده باشد

و منعم قنده اهل طاعت و داده بیلا سلامت از مصالح احمدون بن احمد بن حمزة القمصر رضی الله عنه از تقدای مشایخ بود و از متوفیان ایشان و اندر فقه و علم بدرجه اعلی بود و در صلب نبوی داشت و اندر طریقت مرید از تریاب نقشبندی بود و از انان علی نصر آبادی رحمة الله علیه و او را با بزرگ دقیق است اندر مسائل و کلام دقیق اندر جهات علمی آید که چون شان وی اندر علم بزرگ شد آیت و بزرگان بسیار بیامده و وی را گفتند که چرا بهر مهربان شد و خلق ما بپند باید داد تا سخن تو فایده دهن ۱۱۷۸ دلهما باشد گفت مرا سخن گفتن روا نیست گفتند چرا گفت از آنچه دل من هنوز در دنیا و جاه آن بسته است سخن من فایده معد و اندر دلهما اثر کند و سخنی که اندر دلهما موثر نیاید اختفات کون بود بر علم و استیلا کون بر شریعت و سخن گفتن آن کس را مسلم شود که بخاوشی وی دین را غفل بود چون بگوید غفل بود خود و از وی پدیدند که چرا سخن سلف نافع ترست مر دلهما را از سخن ما گفت لا اقم تسمکتوا بعز الاسلام و بحفاة النور و رضا الرحمن و من یتکلم بعز النفس و طلب الدنيا و قبول الخلق از آنچه ایشان سخن از برای عز اسلام و نجات تنها و رضای خدای ما گفته اند و با امانت برای عز نفس و طلب دنیا و قبول خلق را گوئیم پس هر که سخن بر موافقت مراد حق گوید و بحق گوید اندران سخن قمری و

ص ۱۷۸

ملتی باشد که بر ایشان الله کلمه هر که بر موافقت مراد خود سخن گوید اندران همان و دل بود و حق با اذن الهی باشد و تا گفتن بیشتر از گفتن را که مراد از حدیث خود بیگانه نشود

و منعم شیخ باقار و مشرف خواهر و اسرار ابو السری منصور بن قمار رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و درجه و از کبرای ایشان بود برتبت از اصحاب عزایان بود و مقبول اهل خراسان و آن کلام اندر مؤلف کلام وی بود و الحف بیان بیان وی و موهان ما عظم کردی یعنی و غلط گفتی و لغون علم و رولاست و درایات و احکام و مسائل عالم بود و بعضی از متوفیان اندر ص ۱۱۷۹ امر وی جهانت کند فوق حد از وی می آید که گفت سبحان من جعل قلوب العارفين اوعية الذکر و قلوب الزاهدين اوعية المتوكلين و قلوب الرضا و قلوب الفقهاء اوعية الشاعة و قلوب اهل الدنيا اوعية الطمع سبحان آن که دل عارفان را عقل ذکر گردانید و اذان داعیان را موضع اتوکل و اذان متوکلان را موضع رضا و اذان درویشان را جایگاه قناعت و اذان اهل دنیا را محل طمع و اندرین عبرت مست که خدای تعالی هر عجزی و طمع را که بیافزید اندران معنی تجانس نهاد چنانکه دست صا را محل بطش آفرید و پایها را محل نشی و چشم صا را محل نظر و گوش صا را محل سمع و زبان صا محل لفق و اندر معانی تکوینی و تهری ایشان غلانی بیشتر بود و باز که دلهما را بیافزید اندر هر یک معنی مختلف نهاد و از ادوات مختلف و حوای دیگرگون دلی را محل معرفت کرد و دلی را موضع ضلالت و دلی را جایگاه قناعت و مانند این و اندر هیچ چیزی انوار فضل حق فاحشر از دلهما نیست هم از وی می آید که گفت اناس رجلاک عانت بنفسه فغشغله فی المجاهدة و الرياضة و عانت بمرتبه و شغله بخدمته و عبادته و مرضاته و موهان نه کرده بود با بزرگ عادت بود با بحق آنکه بخود عادت بود شغلش عبادت و ریاضت بود و آنکه بحق عادت و شغلش خدمت و عبادت و طلب رضاء باشد پس عارفان بخود را بعبادت

ص ۱۷۹



و میاوست از حق. اما در حق و عارفان. بحق. و عبادت و ریاست بود. این عبادت  
کند و درجه بسیار و این عبادت کند و خود علم یافته باشد فشان ما بین انزلیتی  
بده مییم. بهادیت و دیگری تعلیم مشاهده و الله اعلم و از وی می گوید اگر گفت  
انسان سراجی مفتقر. من الله فهو فی اهل الدرجات علی بیان الشریعة و آخر لا  
یوی الافتقار لما حذر من فواح الله من الخلق و الرزق و الاجل و السعادة  
و الشقاوة فهو فی افتقار. الله و استغناؤه به موهبان بر دور کن اندکی نیازمند  
بخدای تعالی و وی اندر درجه بزرگترین است بکم ظاهر شریعت و دیگری آنکه رؤیت  
افتقارش نباشد از آنچه می داند که خداوند ببارک و تعالی قسمت کرده است اندر اهل  
از طلق رزق و اجل و حیات و ثنات و سعادت جز آن نباشد که برین کس  
اندر بین افتقار است بدو و امتنا از بهر او پس آن گروه اندر افتقار ایشان بر رؤیت  
افتقار بخیرند از رؤیت تقدیر و این گروه اندر افتقار شان شکاف و مستغنی بدو پس  
یکی با نعمت و دیگری با منعم آنکه با نعمت اندر رؤیت نعمت اگرچه غنی است فقیر  
است و آنکه با منعم و مشاهده وی اگرچه فقیر است غنی است با

و منهم محدث اولیا و قدوة بل رسا از جد الله احمد بن حنبل الانطاکی رضی  
الله عنه از ایمان قوم بود و صلوات ایشان و عالم بهرم شریعت و اصول و فروع و  
مسائل و عمر دراز یافت با قدما صحبت کرده در ۱۱۸۱ و اتباع تابعین را در یافت  
بود از اقران بشر و سری بود زکوة الله علیه و مرید حادث حاسبی بود رحمة الله  
علیه که فیض را از حضرت الله علیه آید بود و او را وی صحبت کرده و همه در بیان احکام  
ستوده بود و وی را کلام عالیست و لطایف شافی اند فنون علم این قوم و از  
وی می آید انصح الفقہ ما کشت به متجتلا و به راضیا نافع ترین قری آن بود  
که در بیان محقق باشی و بدان رضی یعنی بحال عمر خلق از اثبات اجاب بود و  
بحال فقیر اندر نقلی اجاب و اثبات مستحب بود و اجاب به احکام او  
از آنچه فقر فقد آن بود سبب بود و رضا و بود سبب فقری سبب با حق بود

و با سبب با خود بود پس سبب محلی حجاب کرد و ترک اسباب محلی کشف و بطلان  
و جهان انفس کشف و بطلانست در محفل علم عالم انفس حجاب و این بیان واضح است  
و تفصیل فقره اول الله اعلم و باقی است  
و ششم سبب طریق دروغ و کتوی اندام است بزهده یکی از محمد عابد الله بن عیون  
رضی الله عنه از تعداد قوم بود و از متوفان ایشان اندامی که احوال و دی را  
بدانست. قالوا یستند محمد حریف و در سبب شریعی داشت (اندر بقعه) و محاسن و تحقیقات  
و اصحاب دی را دیده بود و با ایشان صحبت کرده و کلام دی اندامات  
و محاسن این طریقی بیعت است و از دی می آید که گفت من ائمه ان یکون فی  
حیاتہ چنان فلا یسکن الطمع فی قلبہ سرکه خواهد که اندام زندگانی خود زنده باشد  
دی ۱۱۸۲ گو دل را مسکن طمع کن تا از کل آزاد شوی (از آنچه طمع مروه باشد اندام  
طمع خود پس طمع اندام چون طمع باشد بر دل و تا حال دل منقوش مروه باشد  
بخ بخ این دل که مروه باشد از دین حق زنده بود بحق زیرا که خداوند تعالی دل  
ما عزیزی و ذلی آفرید ذکر خود را عزت دل گردانید و طمع را ذلی دل که چنانکه  
هم دی گفت خلق الله تعالی القلوب مساکن الذکر فصارت مساکن الشهوات  
و لا یسکن الشهوات من القلوب الا خوف مزحج از شوق مقلق و خداوند تعالی  
دلها را موضع ذکر آفرید و بیخون با نفس صحبت کردند مساکن شهوات شد از پاک نگرداند  
شهوات دل را اگر خوفی بی قرار کنند با شوق بی اطمینان بکنده پس خوف و شوق دو  
قابله ایانند چون دل محلی ایمان بود قرین دی قناعت و ذکر بود نه طمع و غفلت  
پس دل چون طمع و بتاج شهوات باشد که طمع و شهوات نتیجه داشتند و دل  
متوشت از ایمان خبر ندارد که ایمان را انس با حق بود و داشت از غیر حق چنانکه  
گفته اند الطماع مستوحش منه کل واحد

و منهم شيخ مشايخ ائمة طريقت و امام يده ائمة شريعت ابو القاسم جليل بن محمد بن الحسين القواريري رضي الله عنه يقول اهل ظاهر و اهل باطن القلوب يولد





را تجربه کرده بدوی تجربه کردن نمی محتاج نگشتی و ای جان من تجربه نیامدی و سارگر  
 مسدی خواهی الا ولایت محمول کرم باشد حال آنکه در حدیث آمده که بیهوشی بیهوشی  
 بر گرفت که راحت یقین از علم شد باستغفار مشغول شد و دست از قبول باشت  
 آنگاه چند وی را گفت رضی الله عنه تو ندانستی که اولیای خداوند دالیمان اسرارند تو  
 طاقت درخشان نداری نفسی بر وی انگزد وی بسر مراد خود رسید و از تصرف  
 کردن اندر مشایخ تو که گفته است که در حدیث آمده که در حدیث آمده که در حدیث آمده که  
 و منعم شیخ المشایخ اندر طریقت و امام احمد شریعت در ۱۱۸۶ شاه اهل تعزوت  
 و بی از آفت نکلت ابوالحسن احمد بن محمد النوری رحمه الله علیه حسن المعاملات  
 و این انگشت و اثرات المجاهدات وی را مذهبی مخصوص است اندر تعزوت و گوی  
 اند از متعزوت که مر ایشان را نوری گویند که اقتدا و توفی بدو کنند و جمله متعزوت  
 و دوازده گروهند در اذان مرودند و ده اذان گروه مقبول آنچه مقبولند اول اذان  
 محاسبانند دوم تقاربانند سوم یثویانند چهارم جیندیانند پنجم نوریانند ششم سبیلانند  
 هفتم سبیلانند هشتم خزانانند نهم خفیانند دهم شکاریانند و این جمله از معشاند و  
 اهل بیعت و طاعت و آن ده گروه که مرودند یکی طریقت که بملول و مشایخ  
 مشهوره و سالیان و مشایخ ایشان متعلقند و دیگر علایانند که تبرک شریعت گفته اند  
 و الحاد گرفته و مرود گشته و اباحتان و قادیان ایشان متعلقند و اندرین کتاب  
 بجای خود بجای اندر فرق فرق ایشان بیارم و اختلاف آن ده گروه و اختلاف این  
 ده گروه را بیان یکم تا دهم تمام شود انشاء الله تعالی اما طریق دی متوده است  
 اندر ترک طاعت و دفع محاسن و اتمام مجاهدات از وی می آید که بنویسد چند  
 اندر آمد وی را دید مصدر نشسته گفت یا ایا القلم غشیتم فصلتک و نصحتهم  
 خدمتی بالمجاهدة حتى بر ایشان پویشی تا معصیت کردند و من مر ایشان را بصیحت  
 کرم بنگم برافزاید از آنچه باصنعت یا با صفا در ۱۱۸۷ موافقت است و بصیحت را  
 مخالفت و آدمی دشمن آن باشد که مخالفت امرای او بود و دوست اگر موافق امرای او

ص ۱۸۶

ص ۱۸۷

لهم و اولیای نوری اندر الله تعالی بنشیند و در حدیث آمده که در حدیث آمده که در حدیث آمده که  
 صحبت کرده و احمد بن محمد بن الحارثی را یافته از وی آمده اندر طریقت و تعزوت اشارات بلیغ  
 و اقایل جمیل و اندر فزون علم آن نکت عالی از وی می آید که گفت البصیر بالحق  
 تدبره عن غیبه و انصرفتة من غیبه بسبع مئة تفرقة باشد از وی می آید که تفرقة  
 از جز وی جمع باشد بدو یعنی هر کرا هست بحق تعالی مجتمع است از غیر وی مفترق  
 است و هر که از غیر وی مفترق است بدو مجتمع است پس جمع هست بحق تعالی  
 باشد از اندیشه مخلوقات چون از کلمات اعراض درست شد اقبال درست شد و چون  
 بحق اقبال درست شد از غلط اعراض درست شد که فغان لا یجتماند اندر حکایات  
 یافتن وی بر نشان مدعی خودشید اندر خانه بر یک جای استاده بنشیند رحمه الله علیه گفتند  
 بر خاست و بنویسند وی شد گفت یا ایا الحسن اگر توانی که بدوی عرض شود و جواد  
 اگر تا من نیز مرا خود بشنید کیم و اگر دانی که عرض شود نماز و دل به رضائیسلم کن  
 تا دلت خرم شود نوری از عرض باز ماند و گفت نیکو سلی که توفی را یا با القلم  
 و از وی می آید که گفت احذ الاشبهاء فی معاملتک شیخان خالد یصلی علیه و آله و سلم  
 یمنطق عن حقیقته عزیز ترین چیزهای در عالم ما دو چیز است یکی عالمی که بطن خود  
 کار کند و دیگر عالمی در ۱۱۸۸ که از حقیقت حال خود سخن گوید یعنی اندر زمانه ما  
 علم و معرفت هر دو عوین است از آنچه علم بی عمل طرد علم نباشد و معرفت بی  
 حقیقت معرفت و آن چیز از زمانه خود نشان داده است و انشاء الله تعالی  
 این هر دو خود عوین بوده است و امروز هم عوین است و هر که بطلب عالم  
 و عارف مشغول گردد روزگارش پراگنده گردد و نیاید بخود مشغول باید شد تا همه  
 عالم عالم بیند و از خود بخدادند رجوع کند تا همه عالم عارف بیند از آنچه عالم  
 و عارف عوین باشد و عوین دشوار یافته شود چیزی که ادراک وجود آن دشوار  
 بود طلب کردن آن تسبیح اوقات باشد و علم و معرفت از خود طلب باید کرد  
 و عمل خود حقیقت را از خود اندر خواست از وی می آید که گفته است عیسی علیه السلام

ص ۱۸۸

الاشیاء بالله فی جمیع احوال و محال و کما فی کتب الله هر که چیزی را بخداوند داد و از آن دی  
 شتاده اند همه چیزها روح او بود باشد و چیزی را از آنچه بگفت ملک و ملک  
 مالک بود پس استراحت اندر رؤیت کون بود و اندر رؤیت کون اندر اگر ایشا  
 را گفت ایضا و اندر پیوسته و بخود باشد و هر چیزی روح کردن او را شرک باشد  
 چون ایشا را ایاب قل داد به سبب قایل بود و چون رجوع بر سبب ایاب کند از  
 شغل نجات یابد

و منم مقدم سلف و از سلف خود علت او عثمان سعید بن اسماعیل الجری  
 رضی الله عنه از قدامی و اهل بیته و اهل بیت او بود و اندر زمان خود فرید بود و قدرش  
 ۱۸۹ م اندر هر دو طرف از ایشان صحبت را بیخی جدا کرده بود و ایشا قتی از  
 صحبت شاه شجاع کرانی بود و با وی در نیامد آمد بزیارت او جنس نزدیک  
 وی بایستاد و عمر اندر صحبت وی گذاشت از وی روایت و حکایت کند ثقات که گفت  
 ولم یورث طب حقیقی می کردی اندر حال طغیانت و از اهل حاضر نرفتی می نمودی  
 و دانستی که حال که چنین ظاهر که عاقل بدانند نیز سری هست مر شریعت را تا  
 بیافست رسیدم روزی مجلس یحیی بن حماد رازی افتاد و آن ستر را بیافتم و مقصود  
 بر آمد تلقی بصحبت وی کردم تا محاسنی از نزدیک شاه شجاع بیامد حکایت وی  
 بگفتند دل را بزیارت وی بایل یافتن از وی قصد کرانی کردم و طریقی صحبت شاه  
 طلب می کردم وی مرا بار نداد و گفت که طبع تو رجا پرده ست و صحبت با  
 یحیی کرده و وی را مقام رجا ست و کسی که مشرب بها یافت از وی بیرون  
 طریقت نباید اندر رجا تعلیم کردن کاصلی بار آورد گفت بسیار تخرع و ناری  
 نمودم و نیست بعد به درگاه وی ملاقات نمودم تا مرا بار داد و اندر پذیرفت و  
 قتی اندر صحبت وی بماندم و وی مروی بخود بود تا وی را قصد نیامد و زیارت  
 بر جنس افتاد من با وی بیامدم آن بعد که نزدیک او جنس اندر آمد شاه قناتی  
 داشتند او جنس پوی آورد و بپای خواست و پیش وی رفت و گفت در ۱۹۰ م

۱۸۹ م

۹۰ م

وجدت فی القیام ما طلبت فی البقاء اندر قیام یافتن آنچه اندر بقاء می طلبیدم بقی اینجا بود  
 و هر وقت من سیر صحبت بر جنس گرفت و شربت شاه مرا از آن ملامت خدمت  
 دی باز داشت و او جنس رحمت الله علیه این اوقات اندر من پیوسته و از خداوند تعالی  
 می خواهم بتمتع تا بسبب صحبت او جنس رحمت الله علیه بر من پیوسته کند بی آنکه شاه  
 آورده گردد تا آن روز که شاه قصد باز گشتن کرد و من بر موافقت وی پای بماندم  
 اندر رسیدیم و دل جلد بزرگوار او جنس بگذاشتم او جنس گفت یا شاه بکرم ایضا  
 صحبت این کودک را بدی ها بگذار که مرا با وی خوش بگذرد شاه از وی سوی من  
 کرد و گفت احب اشج دی رفت من اینجا بمانم تا دویم آنچه دویم از محاسن اندر  
 صحبت دی و دی را مقام شفاعت بود خداوند خود جل مر بر عثمان را بر سر پیر از  
 به مقام بگذارند و این هر چه که اشارت بر ایشان کردی خود وی را بود مقام برایش  
 بصحبت یحیی رحمت الله علیه و مقام غیرت بصحبت شاه رحمت الله علیه و مقام شفاعت  
 بصحبت او جنس رحمت الله علیه و بعدا باشد که هر چه از این بخشش را بشیر الدین  
 صحبت بمنزل رسیده از هر پیری و صحبتی که می دانست بگفت ایضا گردید و  
 یکنوز آن بود که پیران را مقام خود آورده گرداند و نهایت ایشان را اندران  
 مقام نشاند کند و گوید که تعجب من از صحبت ایشان این بود و ایشان فوق  
 این بودند در ۱۸۹ م از آنکه حق ایشان بجزو میشد ازین نمودن این موجب نزدیکی  
 بود از آنچه باقیان راه حق را با مقام و احوال می کشید که باشد به سبب تقدیر تعویق  
 اندر نیامد و عثمان دی بود در با بیکدیگر و دویم از بدست من الحسین و محمد  
 بن افضل البغی رضی الله عنهم صحبت کرده بود و هیچ کس از مشایخ از دل پیران  
 خود آن بجزو نیافتند بعد که وی و اهل بیته را از بیرون فرستادند تا بدان  
 تصرف مر ایشان را سخن گفت و وی را در کتب عالی است و در زیارت ائمتین اندر  
 فزون علم این طریقت و از وی می آید که گفت حق لمن اعز الله بالمعروف  
 ان یذکره بالمعصیه واجب است و سزاوار هر آن را که خداوند تعالی معرفت

۱۹۱ م



عزیز کرده که خود را بمعصیت ذلیل کند و تسلیم این بکسب بجزه باشد و خجسته وی  
بر دوام رعایت آورد وی و اگر بدانی که سزاوارست حق تعالی بدان که چون کسی  
بمرتبت عزیز کند بمعصیت غوار کند از آنچه معرفت عظمای درستی و معصیت نقل شده  
کسی را که مؤثر بسطای حق باشد حال بود که بفعل خود ذلیل گردد چنانکه آدم را صلوات  
الله و سلامه علیه بمرتبت عزیز کرد و توفیق ذلیل و کور شد و ...

و منعم سبیل محبت و تعلق معرفت ابو عبد الله احمد بن یحیی الجبالی رضی  
الله عنه از بزرگان قوم بود و صلوات دقت خود بود و وی را طریقی نیک و سیرت ستوده  
بود و صاحب بنید بود رضی الله عنهما و از الحسن نوری و باطنی از کبری دیده بود  
وی را کلام عالی و اشادات لطیف داشت و از وی فی آیه می گوید که گفت  
هتاه العباد الی مولانا فله یسلط الی شایسته است و با حق باشد و از وی  
بسیچ چیز باز نگردد و بر هیچ چیز فرو نیاید از آنچه عارف را جز مسلم باشد  
چون سرایه دلش معرفت بود مقصود هفتش مدایت بود از آنچه پراگندگی مهم هم با آورد  
و مهم را از دهگاه حق باز دارد از وی حکایت آید که گفت مدعی بمانی دیدم خوب  
مدعی ترا الله حال دی تحیر شدم و الله مقابله می بایستادم بنید بر من گود کرد  
ای دی گفتیم ای استاد ضای این پیش منی آتش دوزخ بخوابد سوخت ؟ مرا گفت  
ای پسر این باذاریچ نفس است که ترا برین می دارد و نظاره حیرت که اگر بمرتبت  
می نگریم الله عز و جل در این عالم همین انچه موجود است با دعا باشد که تو  
بدین بی حقی معتد شوی گفتا چون بنید مدعی از من بگویند الله حال قرآن  
خراوش کنم تا سالها استقامت می خواهم از خدای عز و جل و تو می گوی که تا قرآن  
بدست آوردم و اکنون زهره آن غلام که هیچ چیز از موجودات التفات کنم و  
تا وقت خود حال بنظر حیرت اندک اشیای خالص کنم و الله اعلم بالصواب

و منعم دید محمد و امام دهر ابو محمد زکریا بن احمد رضی الله عنه را  
بجمله اهل عادات المشایخ الله الله صاحب ستران بنید بود و از اقران وی

بمدح و دایره تحفه و التماس بود و از علم تفسیر و قرأت حقیقی ظاهر داشت و الله زیاد  
خود در فنون علم چون او بود باطنی عال و رتبت مقام و سفرهای نیکوی داشت بتجرب  
و ریاضت شدید و الله اکثری معروف بود و از آن حضرت خود را الله در بیان دنیا و دایمان  
پنهان کرد و معتقد غلبه دین ۱۹۳ گشت باطنی و درجه وی اکل اذن بود  
که بدان محب شدی تا بنید گفت ما فارغان شولیم و زکریا شول فارغ است  
و وی را تصانیف است اندرین طریقت فی السماع غامضه کتابی که آن را غلط الاجابی  
نام کردند که من غنیه اسم می آید که ردی یکی بزویک وی در آمد وی را گفت  
کیف حالک چگونه است حال تو گفت کیف حال من دینه و همته دنیا و ایس  
هو بصالحه تلقی و لا یصلح تلقی چگونه باشد حال آنکه دین وی صمای وی باشد  
و همت وی دنیای وی و نیکوکاری بود از خلق ساییده و به طاری بود از خلق گزیده  
و این اشارتی بجهت نفس کرده است از آنچه دین بزویک نفس صما بود و متابعت  
نفس صما را دین نام کرده اند و متابعت آن را دورش شمرده اند هر که چه بود  
ایشان بود اگر چه بدتر بود بزویک ایشان دیدار باشد و هر که بر غلات ایشان  
باشد اگر چه مشق باشد بی دین بود و این آفت در زمانه ما شایع است فتوه باشد از  
صحت آنکه صفت وی این بود اما آن پیر از تحقیق مددگار سائل اشارتی کرده  
است و نیز بعد از آنکه که ایشان حال در این بیان با گذاشته باشند الله و صفت وجود  
خود بجهت کرده است و انعام بصفت تحقیق خود بجهت و الله اعلم

و منعم بیخ مصر و رفیع قدر ابو یعقوب یوسف ابن حسین الرازی  
رضی الله عنه از بکرای این وقت بود و در اواخر این مشایخ بدان بود و هر یک  
یافت مرید فداکار مصری بود و بسیاری از مشایخ محبت کرده و بعد از خدمت کرده از وی می آید که  
گفت اول الناس الفقیر الطمع و اخرهم الحب لمحبه الصدیق ذیل ترین همه مردمان آن درویش طماع  
باشد چنان که شریف ترین ایشان دیوش صادق بود و طمع مرد درویش را در ذلی دو بمانی انگند  
از آنکه درویشان خود الله چشم اهل دنیا حقیرند چون برایشان طمع کنند حقیرتر گردند

پس خدا بخت بیداری تمام تر از فقر بخل بود و طبع هر مردی را بکسب مروت  
مستوجب کند و دیگر عفت هر محبوب خود را نیز ذلیل ترین عجز خلق باشد که محبت  
خود را بفرستد و عفت را بفرستد و محبت را بفرستد و عفت را بفرستد و محبت را بفرستد  
هم از تملک طبع بود چون طبع گسست شد و دل بحد مروت گردد و تا بخت را بیست  
طبی می بود هر زمان ذلیل نری بود چون طبع بگسست خداوند تعالی حال و جوانی  
دی باد داد و سقت چنین رفت سبت که آفتاب محبت اعراض محبوب باشد چون محبت  
دستی را در بر گیرد و بمرت جستی از دوست خارج شود و با دوستی بیامانده لافاله دوست  
بد آفتاب کند و بحقیقت محبت را عجز است تا طبع وصلت نمود چون محبت را طبع  
وصال باشد و بر نیاید عفت خود ذل گردد و هر محبتی را که دود دوستی ادا در وصال  
و ذرات دوست مشغول کند آن محبت ستمن باشد و الله اعلم

و منعم آفتاب اهل محبت و تکرر اهل دین ۱۹۵ معامت ابو الحسن سمنون  
بن عبد الله الخواص رضی الله عنهم اندر زمانه خود بی نظیر بود و اندر محبت  
شانی رفیع داشت و عجز مشایخ و دی را بزرگ داشتند و دی را سمنون المحب  
خوانندی و دی خود را سمنون الکذب نام کرده بود و از غلام الخلیل رجعی بسیار  
کشیده بود و پیش خیمه گرامی های حال داده و مشایخ بدان رنج دل میدادند و این  
غلام الخلیل مرد مرانی بود و دوی پادشاهی و تعزوت کردی و خود را اندر پیش  
سلطانیان و خیمه معروف گردانیده بود و دین را برینا فروخته چنانکه اندر زمانه  
نیز می باشد آن گاه مساوی مشایخ و درویشان بر دست گرفته بودی در پیش  
سلطانیان و مرادش آن بود که ایشان مجبور باشد و کس با ایشان تبرک نکند  
که جاه و دی و جاهای بجا بماند و چون آن مشایخ که ایشان را یک کس  
بود برین صفت اندرین زمانه هر محبتی را صد هزار غلام الخلیل هست اما پاک  
نیست که مراد به کرگان بولی تر باشد و چون جاه سمنون اندر بدهد بزرگ شد و هر  
کسی بدو تقرب کرده و غلام الخلیل را اذان رنج کرد و صفحا فرا ساختن گرفت تا زنی

ص ۱۹۵

را چشم اندر جمال سمنون افتاد و عجز را به دی عرضه کرد و ای ابا کرد که نزدیکه بنید  
رخت اش خیمه شد که سمنون را بگوی تا مرا بزنی بول کند بنید را رخت اش خیمه  
اذن باطش آمد و دی را دود کرد زن نزدیک غلام الخلیل آمد و تعزتی چنانکه  
زنان نمید به دی خلا و او چنانکه احدا نشوند بشنید و سعادت بر دست گرفت  
و غلبه را به دی متغیر کرد تا فرمود که دی ما بکنند چون بیعت ما بیامانده

و غلبه دین ۱۹۶ قرآن خواست داد زبانش بگرفت چون آن شب بخت بخراب  
دید که زبانی کلب که اندر زبانی جان سمنون بسته است دیگر بود خدا خواست  
و بولای با گردانیدش و دی ما کلام عالی ست و اشارات دقیق اندر حقیقت  
محبت و دی آن بود که از جمله می آمد اهل فیه گفتند ما را سخن گوی  
بر مبر شد و سخن می گفت مستمع بداشت و دی بتبذیل کرد و گفت با شامی  
گیرم آن همه تبذیل ها در هم افتاد و خود بگسست و از دی می آید که گفت  
۷ بعد از این شایع است که خدا حق معده و الا شایع ادق من الله فاما بعد حنجا  
یعنی جهات از چیزی ادق آن چیز بود و چون ادق از محبت میمیز نیست بهدست  
اذان چه چیز کنند و مراد ازین آنست که جهات از محبت منتزع است و از آن جهات  
صفت معتر بود و محبت صفت محبوب بود پس به جهات مر حقیقت آن را لدراک  
توان کرد و الله اعلم

و منعم شاه شایخ و تغیر از درگاهش فرسخ ابو الخواص شاه بن شجاع  
الکراتی رضی الله عنه از انبای ملک بود و اندر زمانه خود بی نظیر محبت  
او تراب خفنی کرده بود و بیداری او مشایخ را باقیه و باقیه و باقیه و باقیه و باقیه  
شمان میری طرفی از حال دی گفته آمد و محبت خودی و محبت شمعور ست  
اندر تعزوت و کتابی کرده است که در آن غلام الخلیل لایزال لایزال و باقیه و باقیه  
کلام عالی ست از دی می آید که گفت لاهل الفضل فضل ما لاهل العز  
فاما لاهل فلا فضل لهم و لاهل الولاية ولاية ما لاهل العز فاما لاهل العز

ص ۱۹۶



فلا ولاية لغيره اهل فضل و اهل فضل باشد بر هر چه است که فضل خود  
 نبیند چون فضل خود بداند نیز نشان فضل باشد و اهل دل و ولایت است و  
 نبیند چون به بیند نیز نشان ولایت نیست و مراد از این آنست که آنها که فضل و  
 ولایت بود در وقت اولی سلفی و در وقت بعدی سلفی سلفی سلفی سلفی  
 فضل مفتی است که فاضل نبیند و ولایت مفتی که بوقت ولایت بود چون کسی  
 گوید که من لایم یا من فاضل بود و منی و اندر آنکه وی مکتوب است که چهل  
 سال لطف و چون بوقت ظهوره تعالی ما بخواب دید گفت ما خدا را می توانیم  
 می طلبیم در خواب یافتیم گفت یا شاه اندر خواب بدان بیداری صای شب یافتی  
 که اگر اینجا هستی اینجا نیامی و الله اعلم

و منهم سرور دلم و قریب سرها عمرو بن عثمان یکی از اهل حق الله عزه از کبرا  
 و ملوات اصل طریقت بود و وی را تعابیت مشهور است اندر خلق این علوم و  
 نسبت به اهل حق بود و بگوید که از حدیثی که در حدیث آمده بود که با قاضی  
 صحبت کرده و اندر امر امام وقت بود از وی می پرسید که گفت لا یقع علی حقیقة  
 الوجدان عبارة لانه سبحانه عند المؤمنین هبات بر کیفیت و هر دو نشان یافتند از آنچه آن  
 ستر حق است بزرگوار مؤمنان و هر چه هبات بدو اندران تعریف تواند کرد آن ستر حق  
 باشد از آنچه بکثرت گفت بعد از اسرار ربانی منتقل بود گویند چون عمرو با عثمان که حدیثی  
 به حضرت علی علیه السلام می فرمود که منی و الله اعلم و وی را بیدار شد مدتی بعد آمد  
 مدتی شیخ بهرام است در ۱۱۹۸ و ۱۲۰۱ هجری و بیادته بی شدند حدیث شیخ با اشارت  
 کرد تا قرآن را بگیرد تا بیتی چند بر خواند عمرو قال ما گفت تا بر خواند شعر

ما فی مرضت قلبی یعدنی عاصدا

چونکه بگویم یحیی بن محمد که خاوندی را

بیدار چون آن بشنید بر غایت و پشت و لب و سلطان بیداری وی کتر شد  
 و گفت که حدیثی قرآن را دیگر بر خواند شعری را که در حدیث آمده بود

و اشد من مرضی علی صدادک

و صدود عهد کبره علی تشدید

بیدار بر غایت و بیداری از وی بشد و پیر وی را بصفت عمرو مسلم کرد و از  
 اندیشه که می بودش اندر دل تو کرد و آن حدیث یکی از بزرگان ولایت شد و اند  
 اعلم بالمعایب

و منهم مالک القلوب و قاضی الیوب ابو محمد سبیل بن عبد الله القسری

رضی الله عنه پیر و وقت بود و بگوید که از حدیثی که در حدیث آمده بود که با قاضی  
 معالات نیکو و کلام لطیف است اندر اخلاص و یوب اقبال و طای قاهر گویند که  
 هو جمع بین الحقیقة و الشریعة اجمع کرد است میان شریعت و حقیقت و این  
 از ایشان خطاست از آنچه کس فرق نکرده است و شریعت بر حقیقت نیست و  
 حقیقت بر شریعت فی و بحکم آنکه هبات آن پیر اندر ادراک سهل تر است و  
 طایح بحر اندر یابند این سخن گویند و چون حق تعالی جمع کرده است میان شریعت  
 و حقیقت حال باشد که اولیای او فرق کنند لا محاله چون فرق حاصل آمد مدتی  
 و قبول دیگری بیاید و مدتی شریعت اتحاد بود و مدتی حقیقت شرک و آن فرقی که  
 کند مر تقرب معنی را نیست بلکه اثبات حقیقت را است چنانکه گویند ما الله در ۱۱۹۱

الا الله حقیقت محمد رسول الله شریعت اگر کسی خواهد که اندر حال محقق ایمان  
 یکی ما از دیگری جدا کند و تواند کرد و خواستش باطل بود و در جمیع شریعت فرع  
 حقیقت بود چنانکه معرفت حقیقت است و پذیرفت فرزان معرفت معنی شریعت پس  
 این خاصیت را هر چه طبع اندکان به یقین بدان بگر شوند و انکار اصلی از اصل  
 راه حق با خطر بود و الحمد علی الیهان و از وی می پرسید که گفت ما طلعت  
 الشمس و لا غربت علی وجه الارض الا ذاهم جحش بالله الا من یؤثر الله  
 علی نفسه و دینه و دنیا و اخرته آفتاب بر نیاید و فرو نشاند بر هیچ کس  
 از روی زمین که وی به بخواند تعالی بجاهل بود مگر آنکه حق تعالی ما بر گویند

بر تن و جان و دنیا و آخرت خود یعنی هر که دست اندر آغوش لیسب خود دارد  
 دلیل آن بود که وی جاهل است بخداوند عز و جل اذ آنچه صرفت وی ترک  
 تمیز اقتضا کند و ترک جمیع تسلیم بود و اثبات تمیز از محمل باشد به تقدیر و  
 الله اعلم و منعم انتقام اهل حرم و علامه مشایخ با توفیق الهی ابو عبد الله محمد  
**بن الفضل البغی** رضی الله عنه از علامه مشایخ بود و پیغمبر اهل عراق و  
 اهل خراسان مرید امام بن خضویه بود و از عثمان جری ما بود میلی عظیم بود وی ما  
 از پنج بیرون کرد و متعصبان از برای شوق و محبت و بسپرد شد و عمر آن جا  
 گذاشت و از وی می آید که گفت اعزت الناس بالله اشد هم جاهل فی الایمان  
 و اتبعهم لسلطة بینه یعنی بزرگترین اهل معرفت مجتهدین ترین ایشان باشد و ۱۲۰۰  
 اندر ادای شریعت و اذینت ترین اندر حفظ سنت و هر که بگوید نزدیک تر بود  
 و ارزش جویس تر بود و هر که از وی بود تر بود از متابعت رسولش عرض کرد  
 بود و از وی می آید که گفت بجهت منقطع الجودی و القیاس و المناظر حتی  
 یصل الی بیته و حرمه لاق فیها آثار انبیاءه کیف لا یقطع نفسه و هواه حتی  
 یصل الی قلبه لاق فیها آثار مکارم بحب دایم ادا که باورها و بیاینها ببرد تا بخانه  
 وی رسید که اندر آثار انبیای دوست پیدا و او نفس و هوا و شهوات را بمان خود دهد  
 که اندر آثار مولای ولایت یعنی دل محفل معرفت دوست و بزرگوار تر از کعبه که قبلا  
 خدمت دوست و بزرگوار تر از کعبه آن است که پیوسته نظر بند بود و دل آنکه  
 بیرون نظر حق بود بود آنها که دل دوست من آنها و آنها که مکم دی مراد من آنها  
 و آنها که اثر انبیای من قبلا و دشان من آنها و الله اعلم بالصواب  
 و منعم شیخ با خط و قاتی از معقات بشر ابو عبد الله محمد بن علی  
 الترمذی رضی الله عنه اندر فنون علم کامل و امام بود و از مختشان مشایخ بود  
 و وی با تصانیف بسیار است که در کتب ظاهر و باطن هر کتابی بیرون

ص ۲۰۰

مختار الولاية و کتاب النصح و قواعد الأصول و من این بیاد کتب دیگر و  
 سخت معظم ست وی نزدیک من چنانکه محلی ولم شکار ولایت و شیخ من گفت ربه الله  
 علیه که محمد در تعلیم است که اندر هر عالم مثال نداید و اندر علوم ظاهر وی ما  
 من ۱۲۰۱ نیز کتب است و اندر احادیث اسانید عالی خاند و تفسیری را ابتدا کرده بود  
 عمر تمام کردن آن یافت و بدان مقدار که کرد ست در بیان اهل عالم منتشر است و  
 فقه بر یکی خوانده بود از خواص یاران ابو حنیفه و وی با اندر ترمذ محمد بن حکیم خوانند  
 و یحسان از معتقد اقتدا بد گفت و وی ما مناقب بسیار ست و یکی از ان جمله آنکه  
 با خضر پیناهر صلوات الله علی بیضا و علیه صحبت کرده بود و از بکر و تارق که مرید  
 وی بود روایت کند که هر یک شنه خضر علیه السلام نزدیک وی آمدی و دانی  
 از یکدیگر پرسیدندی و از وی می آید که گفت من بجهت باوصات العبودیة فصول  
 بنوعت الریویة اجمل هر که بعلم شریعت و اوصات بندگی کردن جاهل بود وی  
 باوصات خداوند جاهل تر بود و هر که با ظاهر معرفت نفس راه نداند معرفت حق ثانی  
 هم راه نداند و هر که آفات صفات بشریت نبیند لطایف صفات حق هم و  
 داند که ظاهر باطن تعلق دارد و هر که با ظاهر تعلق کند بی باطن افعال بود  
 و هر که باطن اولوی کند بی ظاهر افعال بود پس معرفت اوصات رابویت الله  
 صفت ارکان عبودیت است است و بی این دوست نباید بود این که بجهت باطن  
 و میزند ست بهایگاه خود تمام کرده آید انشاء الله تعالی عز و جل  
 و منعم شرف زهاد امت و مولا اهل فقر و صقوت ابو بکر محمد بن عمر  
 الوراق رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و زهاد ایشان و احمد خضویه ما دیده  
 من ۱۲۰۲ بود و با محمد بن علی رضی الله عنه صحبت کرده بود و کتب ست اند  
 کتاب و مساللات و مشایخ او را مذهب اربابا خوانده اند و وی حمایت کند که محمد  
 بن علی جوادی چندین بار که در بکون اعدا و اولی جل خدا و اولی بجهاد  
 و بیاد و گفتیم که اندر آخر گفت چه دیدی گفتیم هیچ ندیدم گفت بخداوند باز کرد

ص ۲۰۱

ص ۲۰۲



و اندر آب انداز باز گشتم و لم با دوسان آن بر حال بگفت و آن ایضا اندر آب  
 انداختم آب بنویسند شد و حقیقتی پدید آمد که هر یک از آن ایضا اندر آن افاد  
 در فراهم آورد باز آمد و بکایت یکدم گفت اکنون از آن گفتی اینجا بشنخ سطر  
 این حدیث با من بگویی گفت تصنیف کرده بودم اندر اصول و تحقیق که قسم این  
 بر حقول مشکل بود برادر من خضر علیه السلام از من بخواست و این آب را بخواند  
 تعالی زمان داده بود که آن را در آن روز از آن بگویم و آنرا می گویند گفت که  
 الناس ثلاثة الصالح و الاصل و الفقير فانما فسد الصالح فسد الطاعة و اذا فسد  
 الاصل فسد المعاش و اذا فسد الفقير فسد الاخلاق موافق به گروهی یکی طاهر و  
 دیگر اصراء و قسم فقره چون طاهر تمام شود طاعت و درخش شریعت بر خلق تمام  
 شود و چون اصراء تمام شود معاش خلق تمام شود و چون فقره تمام شود نیوهای  
 خلق تمام شود پس باینجه ایضا در آن روز و آنرا طاهر و آنرا فقره و آنرا اصراء  
 فقره را از آن ملک از آن طاهر و آنرا اصراء و آنرا فقره و آنرا طاهر و آنرا فقره  
 صحبت کنند تمام نشود و تا فقره ریاست نطلبند تمام نگردد از آنکه بود ملک  
 از آن بی طاعت بود و طاعت از آن بی طاعت و فقره از آن بی توکل بود پس ملک  
 بی علم و علم بی بهیروز و فقیر بی توکل قرین شیطان باشد و فساد هر خلق اندر  
 تمام این سه گروه است و الله اعلم بالصواب

و منم سفینه اهل توکل و رضا و مالک طرق فنا ابو سعید احمد بن  
 عیسی الخزاز رضی الله عنه که همان احوال مریدان بود و بر حال اوقات دانی  
 بود و تحت کسی که این طریق فنا و بقا جهات کوی دی بود و دی را مناقب  
 مشهور است و بهیاضات و تقصیری ذکر و تعانیات شراری و کلام و روز عالی خد الفکر  
 معری را رضی الله عنه باشد و آنرا با بشر و بشری از رحمة الله علیها صحبت کرده بود و  
 از دی می آید که گفت این قول پیغمبر صلی الله علیه وسلم جیلست القلوب علی حیت  
 من احسن الیها و احبها من لم یر هسنا خیر الله کیف لا یعیل بکلمته لی الله

صفر ۳۳

آفرینش دلم بر دوستی آن کس است که بدو نیکنوی کند یعنی هر که بجای کسی نیکنوی کند  
 و حال آن کس بدلی جز آن کس است که دوست دارد و او بسید رحمة الله علیه گفت ای صاحب  
 این اندر هر عالم جو خداوند عز و جل عن دانند چگونه دل بکلیت بود به سازد و آنچه  
 احسان بر حقیقت آن بود که مالک الايمان کند که احسان نیکنوی کردن بود بجای آنکه  
 بدان نیکنوی کردن محتاج بود و در ۱۲۰۲ و آنکه بدی از غیر احسان باید دی چگونه  
 باکس احسان تواند کرد پس ملک و ملک خداوند را است عز و جل و او آنست که  
 از طهری نیاز است و چون دوستان حق این معنی بداندند اندر انعام و احسان منعم  
 و محسن دیدند و دل حای شان بکلیت اسیر دوستی وی شد و از غیر دی اعراض  
 کردند

و منم معاهد محققان و ذیل مریدان ابو الحسن علی بن الامامانی رضی الله عنه  
 و نیز گویند که علی بن حسن از کلام مشایخ بود و بهیروز با رحمة الله علیه بود و احکامات  
 بطریق مستند و حواری بن عثمان یکی رحمة الله علیه بود و از او باصفهان شد و دی  
 صاحب بود تمام رحمة الله علیه بود و رفیق بهیروز رحمة الله علیه و مخصوص است دی  
 بطریق مستند اندر تعویذ و آداب و عبادت و در محفل از حق و آفت و دانی  
 یکو اندر حقایق و معانی داشت و بیان لطیف اندر وقایق و انکادات و از دی  
 می آید که گفت المحضو افضل من ایتقین لاق المحضو و طنات و الیقین خطرات  
 حضور حق فاضل تر است از یقین حق از آنچه حضور اندر دل متوکل بود و غفلت  
 بدان روا نباشد و یقین خاطری بود که گاه بیاید و گاه بشود پس حاضران اندر پیشگاه  
 باشد و بوقت آن به دیگاه و اندر حقیقت و حضور باقی مفرد بیاید اندرین کتاب  
 انشاء الله و نیز گفت من وقت کدر الی قیام الساعة الناس یقولون القلوب القلوب

و لنا سمیت این امری و جملاً یصف الله القلوب و کیف القلبی در ۱۲۰۵ و جملاً  
 امری از وقت بوم تا بقیامت موافق می گویند که دل دل من دوست دارم که  
 مردی بتم که مرا صفت کند و بگوید که دل چیست و یا چگونه است و نمی بگویم

ص ۲۰۶

ص ۲۰۵

و حوام کن گوشت پاره را دل خوانند و آن سر جانین و بطون و اطفال را  
باشد تا با دل باشد پس دل چه باشد که از دل بجز بهارت می نشویم یعنی اگر  
مقتل را دل خوانم آن نه دل است و اگر روح را دل خوانم آن نه دل است  
یعنی هر شاهد حق را تمام بدل است و از وی بجز بهارتی موجود نه

و منم پیر اهل تسلیم و اهل طریقت محبت مستقیم ابو الحسن محمد بن اسماعیل  
غیر الشجاع رضی الله عنه از بزرگان شایخ بود اهل وقت خود و اهل مساوات و  
عظمت بیانی بیک داشت و بهجت و محبت و طری و دانا یافت بود نشانی و کلام  
خویش رحمة الله علیه هر دو اهل مجلس دی که کردند شبلی را رحمة الله علیه بچند  
رحمة الله علیه فرستاد مرخصت بچند ما رحمة الله علیه دی مرید سری بود  
رحمة الله علیه و از افزون بچند و ابو الحسن نورانی بود رحمة الله علیه و بزرگ  
بچند علیه الرحمة محترم بود و ابو حمزه بغدادی رحمة الله علیه دی را بحجاب اتمام  
کرده بود همی آید که سبب آنکه دی ما غیر الشجاع خوانند آن بود که چون  
دی از مولد گاه خود بمسجد رفت بتقدیر گذارش بر کوفه بود بدروازه کوفه  
خوابی او را بگرفت که تو بنده منی و غیر همی دی آن از حق دید و آن  
رو ما خلاص نکرد تا سالهای بسیار کار دی می کرد هر گاه که او را گفتی  
یا غیر (ص ۱۰۶) شیخ گفت بیک ما از کوفه خود ایشان گشت دی را  
گفتند برو که من غلط کرده بودم و تو بنده منی رفت و بگوشه و  
بدان دیه بید که بچند گفت خید خیدنا و دستر آن داشتی که بوی ما خیر خوانند و  
گفتی که دوا باشد که چون مرو مسلمان مرا نمی بخواد باشد من آن را بگردانم و  
گویند که چون دفاش تربیه گشت وقت نماز شام بود چون از ایشان مرگ اند  
آمد چشم باز کرد سوی ملک الموت در نگریست و گفت وقت حادانی  
فاضا انتا جلد اماموز و انا جلد اماموز لا ما الموت به لا یوتی و اما

اموت به فیه شئی یغیبتنی فدا عنی امض فیما اموت به شری امض بما اموت

ص ۱۰۶

به به ایست عافیت الله که تو بنده قرآن بر حادانی و می بنده قرآن بمقام و آنچه ترا  
فرموده اند از تو رفت نکرد یعنی جان شدن و آنچه مرا فرموده اند از من رفت  
می شود یعنی نماز شام مرا بگذار تا نماز شام بگذارم تا قرآن خود بگذارم تا من تا  
بگذارم تا قرآن خود بگذاری آنگاه آب خواست و طهارت کرد و نماز شام بگذارد و  
بان یاد اهل حق شب دی را بخواب فرمود که خدای تعالی ما را چه کرد گفت لا  
تسألنی عن هذا و لکن استرح من دنیاکم مرا ازین پرس و بپکن از دنیای  
شما برستم و از وی می آید که گفت اهل مجلس خود شرح الله صدره المتقین بنور  
الیقین بکشف بصیرة المؤمنین بنور حقایق الیقینی متقی را از یقین چاره نیست که  
دلش بنور یقین منشرح کرده است و مومن را از حقایق ایمان چاره نیست که  
بصیرة عقل دی بنور ایمان است پس هر جا که ایمان بود (ص ۱۰۷) یقین بود و  
هر جا که یقین بود تقوی بود از آنچه ایشان قرینه یکدیگر اند یکی صالح دیگری بود  
و الله اعلم بالصواب

ص ۱۰۷

و منم داعی عصر و یحاذی دهر ابو حمزه الخراسانی رضی الله عنه از قهای  
شایخ خراسان بود با ابو تراب صحبت کرده بود و خزان را رحمة الله علیه دیده بود  
و الله توکل قدم تمام داشت و اهل حکایت مشهور است که دی روزی می رفت  
اندر چاهلی افتاد و چون سه روز اندران بود گرمی از یبانه فرا ریدند با خود  
گفت ایشان را آواز دهم باز گفت که خوب نباشد که از حدن حق استعانت خواهم  
و این شکایت بود که مر ایشان را بگویم که خداوند من مرا در چاه افکنده است  
اکنون شما بر آمدید ایشان چاه را بزدیدند و ایشان را با منتری و بی حالی گفتند  
بیایید تا ما بجهت ثواب سر چاه را بپوشیم تا کسی اندرین نیفتد گفت نفس  
من باضطراب آمد و از جای خود فریاد کردم چون ایشان سر چاه استوار کردند و باز  
گفتند من با حق تعالی متابعتی کردم و دل بر مرگ بخدمت و از هر خلق فریاد  
گشتم چون شبگاه آمد آمد از سر چاه بجهتی شلیم نیک نگاه کردم کسی بود که



سیر پله را بکشد و جانی عظیم بهم چون اندوا که دم فرو کرد خاتم که بجایه می  
دین است و این فرستاده حق است و دم وی تعلق کردم تا مرا بر کشید حالتی آواز داد  
که بگو بجای که نجات است یا آبا خود که با تعلق از تعلق ترا نجات دادیم و از وی  
پرسیدند که غریب که باشد گفت المستوحش من ۲۸۰۸ من الألف اگر از الفت مستوحش  
بود یعنی هر که با همه افتخار و وحشت گردد وی غریب باشد از آنچه در پیش ما باشد  
دینا و عقی و ملی نیست و الفت به اندک دن وحشت بود و چون الفت وی از کوی  
منتقل شود وی از جمله مستوحش گردد آنگاه غریب باشد و این درجه بس رنج است و  
الله اعلم

و منعم دای میزدان بکم دران ابو الجاس احمد بن مسروق رضی الله عنه از  
بندگان و اهل خراسان بود و اتفاق جمیع اولیای خداوند تعالی وی از آداب الاصل بود  
وی با قلب مدار علیه الرحمة صحبت بود از وی پرسیدند که مرا بگو که قلب کیست  
ظاهر کرد آنگاه بکم اشارت چنان نمود که بنده است بفرقه الله علیه و او چهل صاحب  
تمکین را خدمت کرده بود و ایشان قائم بر گرفته و اندک علوم ظاهر و باطن سواره  
بود و از وی می آید که گفت من کان سرمد بهیچ الحق فسد بهیچ بدلت المحسوم  
و من لم یکن فیه فی خدمت ربه ذائمه بدلت الوحشة هر که بخواهد خداوند شاد  
باشد شادی وی بجا آمده بود و هر که با هر خدمت خداوند انس نباشد انس وی  
بجمله وحشت باشد یعنی آنچه بود دوست قادر است هر که بفنا شد باشد چون  
فنا فنا شد به اندک گین شود و بود خدمت وی هاست و چون خیر کلمات  
ظاهر شود انس به جمل وحشت گردد پس آمده و وحشت بجا عالم اندک رؤیت  
غیر است و الله اعلم

و منعم استاد متکلمان و شیخ محققان ابو محمد الله بن احمد بن کبیر المنزلی  
رضی الله عنه از بندگان و متکلمان وقت بود و اندک نادر خود مقبول استاد  
و مراعی مریدان خود بود و ابراهیم قناعت و ابراهیم شیبان رضی الله عنهما هر دو

ص ۳۸

ص ۲۰۹

مرید او بود و وی را کلام عالی و بر این دایره و اندک تجربه دنیا قدم تمام داشت  
و از وی می آید که گفت ما طایف الصفت من الدینا ان خدمتها خدمتک فان  
تزلتکما تزلتک هرگز از دنیا منفعت تر چیزی ندیدم که تا وی را خدمت کنی ترا  
خدمت کند چونش بگذاری ترا بگذارد یعنی تا طلب وی کنی ترا طلب کند و چون  
از وی احوال کنی و طلب خداوند بر دست گیری از تو بگیرد و اندیشه کن بر  
دست نیاید پس هر که بصدق از دنیا احوال کند از شتر وی این گردد و از  
آفت وی نجات دهد و الله اعلم و لا اله الا هو

و منعم پیر زمانه و اندک زمانه خود یگانه ابو علی الحسن ابن علی الجرجانی  
رضی الله عنه وقت خود بی نظیر بود و وی را کمالات ظاهر است و الله اعلم  
مسائل و رؤیت آفات و مرید محمد بن علی التزنی بود و از اقربا او که در آن  
بود رضی الله عنه و ابراهیم سمرقندی رحمه الله مرید وی بود و از وی می آید که گفت  
الخلق کلهم فی مبادین الفضلة یکفون و علی الظنون یعتمدون و عندهم انهم  
فی الحقیقة یخطبون و عن المصداقین یخطبون یعنی ترازگاه همه خلق میدان  
خفایت است و اعتماد شان بر تلق و آفت و بزرگ ایشان چنان است که کوار  
ایشان بر حقیقت است و تلق ایشان از اسرار مکاشفت و اشارت آن پیر به  
پنداشت طبع و رعایت نفس بوده است که آدمی در ۱۲۱۰ اگرچه جاهل بود مر  
جهل خود را معتقد نباشد غایب بحال منقوضه هم چنان که علای ایشان حقیقت بود  
ما خلق الله اند بحال ایشان اول ما خلق الله باشد و آنچه علای ایشان را حقیقت بود  
و پنداشت و بحال ایشان را پنداشت بود و حقیقت بود و الله اعلم میدان حقیقت می  
خونند پنداند که میدان ولایت است و بر تلق اعتماد کنند پنداند که یقین است و با  
دم می روند پنداند که آن را حقیقت است و از عوامی گویند پنداند که آن  
مکاشفت است از آنچه پنداشت از سر آدمی بیرون نشود مگر بر رؤیت جلال حق یا بحال  
وی که الله اعتماد بحال وی همه دنیا ببیند پنداشت شان قافی شود و الله کشف

ص ۲۱۰

جلال خود را بفرموده پنداشت شان میزدید و الله اعلم  
و منعم باسط علم و واقع روم ابو محمد احمد بن الحسين الحیري رضی الله  
عنه از صاحب سرائی بنیدم رضی الله عنه بود و صحبت سحر بن عبد الله غیر یافته  
بود و از همه امانت علوم خبر داشت و اندر فقه امام وقت بود و اصول یک می  
دانست و اندر طریقت تصوف درجه بود که بنیدم دی با گفت که مراد من از ادب  
بیان و ریاضت فرمای و از پس بنیدم بدی محمد دی بدو که گاه گاه وی نشست  
از وی می آید که گفت دلمر الایمان و توامر الادیان و صلاح الایمان فی خلال  
ثلاثة: الاعتقاد و الاقتداء و الاستقامت فمن اکتفی بالله صلحت سریره و من اتقى ما  
لهی الله عنه استقامت سریره و من استقى ما لم یوافقته استقامت طبیعت  
فتمت الاستقامة صفة دس ۲۱۱ المعونة و عاقبة الاقتداء حسن الخیلة و غایة  
الاقتناء اعتدال طبیعة داس ایمان و پای دایرین و صلاح تن الله سر چیز است  
یکی پنداره کردن و دیگر بدین کردن و سوم فدا نگاه داشتن هر که بخدا پنداره کند  
سروش بصلاح باشد و هر که از نعمی حای او بدو بدین سرش نیکو شود و هر  
که فزای خود نگاه دارد نفس ریاضت یابد پس پاداش کفای صفة معرفت بود و عاقبت  
تقوی حسن فیلته بود و غایت اعتقاد تقوی و اعتدال طبیعت یعنی هر که بخدای پنداره  
باشد معرفت مصفا شود و هر که چنگ اندر مهلت تقوی زنده خلقت نیکو گردد اند  
دینا و آخرت چنانکه بنیدم گفت علی الله علیه وسلم من سخر صلوته باللیل حتى دجعه  
بالنهار هر که برانگاه شد بیان بود در پیش الله تعالی بود و الله خبر دیگر  
است که در قیامت شتیان می آید و وجههم نور علی منابر من نور با رویهای نور  
و تختهای از نور و هر که طریق استقامت بدست گیرد نفس از غلت و نفس از شمت  
مخوف باشد و این سخن جامع است و فکر الله اعلم بالصواب  
و منعم شیخ طرزا و قلا اهل معنا ابو العباس احمد بن محمد بن سحر  
الآلی رضی الله عنه از بزرگان مشایخ بود و از عسکریان ایشان و پیوسته محترم بود

ص ۲۱۱

در بیان اقوال خود و عالم بعلوم تفسیر و کرات و زبانی داشت اندر فهم لطایف قرآن که  
دی بدان مخصوص بود و از دیگران جدا بود و در این دروس ۲۱۲ بود و الله علیه  
و با ابراهیم برسانی صحبت کرده بود و از سید خواجه رفته الله علیه وی با صحبت تمام  
داشتی و جز وی کسی را بقصوت مسلم نکردی از وی می آید که گفت لیسکوت  
ال مالهفات الطیاج یقطع صاحبها عن مدوخ الحقایق کلام گرفتن با چیزی که طریح را  
با آن الفت بود و ما از درجات خالق بیگانه یعنی هر که با طریقات طبع بیاراد  
از حقیقت بازماند و از این طریح ادوات و آلات لغت و نفس محل مجامعت و حقیقت  
عل کشف است و هرگز مرید محبوب ساکن چون محاشیت نباشد پس ادراک خالق  
عل کشف است و الله اعلم الاصل است و الله اعلم الاصل طریح از آنکه الف طریح  
با دو چیز باشد یکی با دنیا و ادوات آن و دیگر با عقی و ایمان آن با دنیا  
الف گیرد بکم بنیست و با عقی الف گیرد بکم پنداره و تا بنس و ناشاخت  
پس الفش با پنداشت عقی است و با عین آن که اگر حقیقت پنداردی ازین  
سرای بگیدی و چون ازین سرای بگست دایمیت حق بپری شد آگاه حقایق بود که  
آن سرای بالطیج بر بنمای طیج خویش نماید لاق فیها ما لا خطر علی قلب بشر  
خطر عقی بالاست که دامن بر خطر است و پس خطر نماید از چیزی که الله  
خواهر آید و چون الله معرفت حقیقت عقی و هم عاجز بود طیج ما با عین  
آن چگونگی الفت باشد درست شد که الفت طیج با پنداشت عقی است و الله  
اعلم بالصواب

و منعم مستغرق معنی و متسلک دعوی ابو الفیث الحسین بن منصور  
الحاج رضی الله عنه از مشایخان و مشایخ دس ۲۱۳ این طریقت بود و حال قوی و  
همت عالی داشت و مشایخ این عصر الله شان دی مختلفه اند از بزرگیک گروهی  
مردود است و بزرگیک گروهی مقبول چون عمودین عثمان الکی و ابو یحیی نوری  
و ابو یحیی الفی و علی بن سحر اصنافی و جز ایشان و گروهی مذکور اند

ص ۲۱۲

ص ۲۱۳



و باشد این عطا را محمد بن حنیف و ابو القاسم نصرآبادی رضی الله عنهما چنین کرده  
 جمله شایگان قبول کرده اند و باز گردی اندام او در وقت کرده اند چون چند  
 و شبی و جویری و صوری و بقی ایشان و دیگر بجز اینها آن دی را  
 منسوب کرده اند اما اینم را شیخ ابو سید ابو اخبر و شیخ ابو القاسم گرگانی و شیخ  
 ابو عباس شافعی رضی الله عنهما اند و در سنی داشته اند یک ایشان بزرگ بود اما استاد  
 ابو القاسم قهیری رضی الله عنه گوید که اگر دی یکی بود از ارباب معانی و حقیقت  
 بجهان خلق مجرب نشود و اگر مجرب طریقت و مروج حق بود مقبول خلق مقبول گردد  
 و بکم تسلیم وی را بود باز گزاییم و بدان همه نشانی که با دی یافتیم از حق  
 وی را بزرگ داریم اما این جمله مشایخ بجز آنکه منکر بندگان فضل و صفای  
 حال و کثرت ابتداد و ریاضت اند و اثبات کرده اند و در اندیشه کتاب  
 بی امانتی بودی که بعضی از مردمان ظاهر او را تکبیر کنند و بد منکر باشد و احوال  
 او را بپذیرند و خجسته و غرض منسوب کنند و پندارند که حسین بن منصور محض و منصور  
 علاج است در اینها آن همه پنداری که افتاد محمد بن زکریا بوده است و زین  
 ابو سید زریعی و ابی حسین که ما را اندام او در خلافت غازی بوده است که از  
 بهشت آورد او را و هم مشایخ او را در معنی طعن اند و این و در حسب است که اندام  
 حال در نگاه وی است که وی ابتداء عربی سمل بن عبد الله بن و مکرری او بودند  
 وی سیرت و عمرو بن عثمان پیوسته و از سیرت وی بنی و مکرری وی نیز برت و خلق  
 بنید کرد و از الله علیه و بنید و از الله علیه وی را قبول کرده بین سبب مجرب کرده  
 او را پس مجرب معامت از مجرب اصل باشد مدیدی که قبل از الله علیه گفت آن و  
 به صلاح شئی واحد مختصی جزوی و اهلکه عقله و اگر وی بدین مصلحت بودی شبلی  
 نگفتی که من و علاج یک چیزیم و محمد بن حنیف گفت هو عالم دینی او عالم  
 ریاضت و معانی این پس تا بخشود و عتق مشایخ اندین طریقت بجهان و  
 وحشت باز آوردی وی را تصانیف اظهر است و در موه و کلامی معذب اندام

ص ۲۱۴

و نوح و من که علی بن عثمان الجلابی امی خواست تصانیف وی بدیم اندام  
 و نوحی آن بعضی بجز ایشان و فارسی و فارسی و بعضی بجز ایشان و فارسی و فارسی  
 نمودهای مردمان باشد اذنان بعضی قوی تر و بعضی ضعیف تر بود بعضی بجز ایشان و بعضی  
 شنیع تر و چون کسی را از حق نمودی باشد بقوت حال جوارت دست دهد و فضل  
 یاری کند سخن مشفق شود خاصه که مجرب اندام جوارت در حق خود تعجب نماید  
 آنگاه احوال را از شنیدن آن نعت افزاید و عقول از اندک آن باز ماند آن گاه گوید  
 که بن سخن عایت گردی منکر شوند از جعل و گردی منکر آیند هم بجهل و  
 انکار ایشان چون افراد ایشان بود اما چون صفات و اهل بعیرت بینند همه جوارت  
 بنامند و تعجب آن مشغول گردند از دم و درج فارغ شوند و از انکار و  
 اقرا بر آسایند و باز آنان که حال آن جوان مرد را بهر منسوب می کردند آن  
 حال ست از آنچه سحر اندر اصول سنت و جماعت حق ست چنانکه کرامت و اما  
 انعام سحر اندر حال کامل کبر باشد و انعام کرامت اندام حال کامل معرفت از آنکه  
 یکی بقیه سطح خداوند ست و یکی تربیت رضای دی و این سخن مد باب اثبات  
 کرامت شرح تر این گویم و باقی اهل بعیرت از اهل سنت مسلمان سحر باشد  
 و کافر محکم که اندام بجمع نشوند و حسین رضی الله عنه تا بود اندام یاس علاج  
 بود از نمازهای نیک و ذکر و مناجات های بسیار و روزه های پیوسته و تحمیدهای معذب  
 و الله تعالی نکتای لطیف اگر احوال او سحر بودی این جمله از وی حال بودی  
 پس درست باشد که کرامت نفع و کرامت بجز وی بحق یا نبوده و بعضی از اهل  
 احوال وی با او گفت و به وی اعتراض کنند اندام کلمات وی بجهنم امتزاج و  
 اتحاد و آن تشفی اندام جوارت است و الله معنی که مطلب را امکان جوارت  
 باشد اما الله علیه حال سمارت میج که به نیر سحر بود که معنی جوارت شکل بود  
 که به نیاید مقصود مجرب اصل و هم ایشان و از این معنی در حق اندام که  
 که ایشان بر آن با انکار کنند آن انکار ایشان ایشان از گردی و بیای معنی

ص ۲۱۵

ص ۲۱۶





بلند و نزدیک جواد مشایخ ستوده بود و از فدای اصحاب چند روزه شد علیه بدو بدلت فاضل داشت و تاهریان را چشم اندران بیفادی و اندر هیچ شهر آرازم نیافت چون برو آمد اهل مرو بجم سعادت طبع که نیکو سیرت بود وی را قبول کردند و سخن وی بشنیدند و عمر بن ۱۶۱۹ آنجا بگذاشت و از وی می آید که گفت "الذاکرون فی فکره اکثر عقلة من الناسین" لذکوره یاد کننده را اندر یاد کردن وی غفلت زیادت بود از فراموش کننده ذکر وی اندر آنچه چون او را یاد دارد اگر ذکرش را فراموش کند زبان ندارد و زبان آن دارد که ذکرش را یاد کند و وی را فراموش کند بگویم ذکر غیر مذکور باشد پس احوال او مذکور با پنداشت ذکر غفلت نزدیک تر بود از احوال ذکر مذکور بی پنداشت و ناسی را اندر لیسان و غیبت پنداشت حضور نیست و ذکر را اندر ذکر و غیبت از ذکر پنداشت حضور است پس پنداشت حضور بی حضور غفلت نزدیک تر است از غیبت بی پنداشت و اندر غفلت غایت حق اندر پنداشت ایشان است و آنجا که پنداشت بیشتر معنی کمتر و آنجا که معنی کمتر پنداشت بیشتر و حقیقت پنداشت ایشان از تحت عقل بود و عقل را از تحت تحت حاصل آید و تحت را با تحت و تحت هیچ شادمان باشد و اهل ذکر را در غیبت بود با در حضور چون غیب را از خود غیبت بود و سخن حضور آن را ذکر بود که آن مشاهده بود و چون از حق غیبت بود و بود حضور آن را ذکر بود که غیبت بود و غیبت از غفلت بود و الله اعلم بالصواب

ص ۱۹۹

ص ۲۳۸

و منهم سید احوال و سید مقال ابو بکر دلف بن محمد اشلی رضی الله عنه از بزرگان و مذکورین مشایخ بود نورگاری محظوب و دینی مایل داشت با حق و وی را شادمانی لیلیت است و ستوده چون که یکی از منافران می گوید ثلثه من عجایب الدنیا اشاجات الشیخی و حکمت الموعظین ص ۱۶۶ و حکایات بسنده و کما از کبار قوم اهل و سادات طریقت بود ابتداء حاجب المحجب خلیفه بود اندر مجلس خیر نتائج نوی کرد و تعلق ارادت بپدید کرد و بیداری از مشایخ را دریافت از وی می آید که گفت

معنی قول خدای عز و جل خَلَّ لِلْمُؤْمِنِينَ يَفْضُلًا مِنَ الْإِصْبَارِ هَمَّ ای ایصبار الذؤس عن المحاصر و ایصبار القلوب حتما سوی الله بگو من مؤمنان را تا چشم سر نگاه دارند از نظر بشنوت و چشم دل نگاه دارند از ادراع فکر و بجز اندیشه رزیت پس متابعت شمسوت و حافظه حاصم از غفلت است و مصیبت همین بر اهل غفلت است که آن نیست که از بیورب خود جاهل باشد و اگر این جا جاهل بود آنجا هم جاهل بود و من کلای فی حلیم اعلى فحق فی الاخری اعلى و بحقیقت تا حق تعالی ارادت بشنوت از دل کسی پاک کند چشم سر از نظاره غیر محظوب گردد و وی می آید که رذی بیاد از اندر آن نوی گفتند که هذا جهنم گشت لنا عندكم جهنم و شتم عندی اصحاب فرادق الله جنونی و نادق حقیقت که من نزدیک شما دیوانه ام و شما نزدیک من هشیار چون من از شدت بهت است و محبت شما از قوت غفلت پس خدای تعالی اندر دیدگی من زیادت کرد تا از تقیم بر قوت زیادت شود و در هشیاری شما زیادت کند تا بعد از زیادت شود و این قول از غیرت بود تا خود کسی بچرا اندر آن در غیرت باشد که دوستی ما از دیدگی فرق نکند و نیز آن باشدش اندر دو جهان و الله اعلم

ص ۲۰۰

و منهم حاک احوال ارباب باطن ازال و ادا ابو محمد بن دس ۱۲۲۱ حعفر بن نصر الخالدی رضی الله عنه از کبار اصحاب چند بود و فدای ایشان و اندر فنون این علم متبحر بود و حافظ و آفاس مشایخ و داعی حقوق ایشان بود وی را کلام بسیار است از حدیث و مرزبک ربوت را اندر هر مسئله حکایت باز بسته و حواله آن کسی کرده و از وی می آید که گفت التوکل استولى القلب عند الوجوه و العبد لا یزکى ان یزکى و یزکى و عدم مدق تو نزدیک دل یکسان بود و بود مدق حق نشوی و بدین آن آمده گین گردی و آنچه تن ملک مالکست و پیروش و مالک دی حق تعالی اولی تر از تو چنانکه خواهد می داند تو را اندر بیان دین کن و ملک مالک بهار و انرفت خود متعلق کن رو عمر جعفر روایت

کند که نزدیک بنیاد رحمة الله علیه الله اعلم او را یا تمم الله ربکم ای استاد  
 با حق بگویم غایت وحدت گفت و حق می گویم بیشتر جدا آمد که تحت ملک  
 است خواهیم تن دست داریم و خواهیم بیدار گیتی که بیان ما و ملک و عقل  
 کنی تصرف خود منقطع کن تا بشود ناشی از الله اعلم بالصواب  
 و منعم شیخ محمود و حسن بود ابو علی بن محمد القاسم الرودباری رضی الله  
 عنه از بزرگان و بزرگان متوفی بود و سرحدگان ایشان و از انبای ملک بود و اندر  
 فزون حالت شانی عظیم داشت و دی را آیات و شایسته بسیار ست و کلام لیلیف  
 اندر ذوق حقیقت از او می آید که گفت البیید لا یسید نفسه الا من الله  
 الله له و العزاد لا یسید عن الکونین و من ۱۲۲۲ شیع طهره و مر آن بود که  
 چیزی خواهد تر خود را بود اگر حق تعالی او را خواهد باشد و مر آن بود که  
 چیزی خواهد از کونین بجز بنامک و تعالی پس راضی به اوداد حق تبارک اوداد  
 با حق تا می سرود باشد و محبت را خود اوداد باشد تا می سرود باشد  
 اگر حق را خواهد بود آن خواهد که او خواهد و اگر حق او را خواهد وی  
 بر حق را خواهد پس راضی از مقامات ابتدا بود و محبت از اعمال اتمها به  
 نسبت مقامات تحقیق جودیت ست و مشرب در مقامات بتائید بهدیت و چون چنین  
 باشد مرید بود قائم بود و مراد بحق قائم بود

و منعم خزینه دار توحید و سعاد کرباب ابو الجاس قاسم بن الهادی  
 البیاری رضی الله عنه از انبای وقت بود و عالم بعلوم ظاهر و باطن و محبت  
 او بکر دایمی کرده بود و از شایخ بسیار ادب گرفته و از حق تعالی و مر آن بود که  
 صحبت و از حد ایشان اندر وقت دی را کلام عالی ست و تصانیف ستوده از  
 وی می آید که گفت التوحید ان لا یخطر بقلبه ما دونه توحید آن بود که  
 در حق ما نزدیک دولت خطر بود و خاطر موقوفات را از سرقت گذر باشد  
 و هر صورت محاسن ترا کند باشد از این اندیشه غیر از اثبات ایشان بود

۲۴۵

۲۴۲

و چون غیر ثابت شد حکم توحید ماقط گشت و اندر ابتدای وی از فائز  
 علم و ریاست بود و از اهل مرو اندر تمام کس سزاوارتر اهل بیت و دی  
 تقدیم بود از پدر میراث بسیار یافت بجز آن را ایدام و دو هزار سنوی  
 پیشا بر وی الله علیه و سلم بسته خداوند در ۱۲۲۳ تعالی وی را برکت آن  
 که داد و به او بکر دایمی افتاد و بهدیتی رسید که امام عسکری شد از متوفی  
 و چون از دنیا می رفت وصیت کرد که آن مریدان را اندر دستان وی نهادند  
 و از او گوید که در هر حال دست و پادشاهان بجاست و خوار شدن را نخواهد بود و مقامات

از اینها بلند و پاینده و محراب ست و الله اعلم  
 و منعم ملک وقت خود اندر نعوت و عالی طبعش از تکلف و لغت ابو نعیم الله  
 محمد بن خفیف رحمه الله علیه امام زمانه خود بود اندر انواع علوم و دی  
 را اندر محاسن شانی عظیم است و اندر حقایق بیانی شانی و مددگارش مناد  
 حردا ست اندر تعالیف این عطا و شای و حسین بن منصور و غیره را رضی الله  
 عنهم باشد و بکر دایمی بود و در حق تعالی و مر آن بود که در مقام  
 یکو کرده تجرد و از انبای ملک بود خداوند تعالی وی را توحید داد از انبای اعراض  
 کرد و خطر وی بر خواطر اهل صافی بزرگ ست از وی می آید که گفت التوحید  
 الاعراض عن الطبیعة توحید اعراض کردن است از طبیعت از این طایفه بود محراب  
 اندر اولای حق و در مقام بی شای از طبع اعراض باشد بحق اقبال باشد  
 و صاحب طبع محراب باشد از حقیقت توحید و چون آفت طبع دیدی بحقیقت  
 توحید رسیدی و دی را کلمات بود بر اینها است و الله اعلم بالصواب

منعم سیف ریاست و آفتاب سادات ابو عثمان سعید بن سلام در ۱۲۲۳  
 المزی رضی الله عنه از بزرگان اهل تکلیف بود و اندر فزون علم خطه ماز داشت  
 و صاحب ریاست و ثبات بود و اندر طریقت آفات دی را آیات بسیار ست  
 و بر این یکو و از وی می آید که گفت من اشر حصیة الاغیام علی محاسنة

۲۴۲





# باب فی ذکر ائمتهم من المتأخرین

و ان غیرک الله کما احمد مراد را گوئی اند که باقت عمل ریاضت برآید  
 بی ریاضت ریاست را طلب کند و عمر اهل این قعه را چون خود  
 بنده اند و چون سخن گذشتگان بشنود و شرف ایشان ببیند و مملکت ایشان بر  
 خوانند اند و نگاه کند خود را از آن دور یابد ترک آن بگیرد شان که گویند  
 و آنچه و گویند و بعد از آن این چنین بکنان نماند و اندک این حال  
 از ایشان حاصل باشد از آنچه حق تعالی هرگز زمین را بی محنت گزارده و هرگز  
 این امت را بی دلی برآورد چنانکه پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت لا یزال  
 طائفة من امتی علی الطهر و الخلق حتی تقوم الساعة و نیز فرمود پیغمبر صلی الله  
 علیه و سلم لا یزال فی امتی اسود علی خلق ابیrahیم و علی و هرگز امت من  
 خالی نباشد از طائفة که ایشان بر غیر حق باشد تا قیامت آید و همیشه  
 در امت من چهل تن بر خوی ابیrahیم پیامبر علیه السلام باشند و گوئی  
 که ذکر ایشان اندری باب بیاریم که گذشته اند و بدو ریاضت و بدو  
 پیر و گوئی دند اند رضی الله عنهم و عا و بی هیچ استیسی و است  
 و نعم طواف طریقت ولایت و حال هیچ اهل هدایت ابو الجاس احمد  
 بن محمد القصاب رضی الله عنه متفان برآورد انصر را یافتند و با ایشان  
 محبت کرده و دی معرفت و مشهور بود بطو حال و صدق فرامست و

ص ۱۶

کثرت برهان و کرامت و در عهد الله غامی که ایام طریقت بود گویند که در انفعال  
 خدای عز و جل یکی است که کسی را بی تعلیم چنان گرداند که چون با او  
 اندر اصول دین و عقاید توحید چیزی شکل شود اندکی بهرسم و آن را  
 انجاس تعاقب سنت و دی رضی الله عنه از حق بود آن کلام لا نکشف حال خود  
 اندر علم تقوی و اصول دین را ابتدا در انفعال حال بود و چنانکه سیرت بود  
 و از دی و حکایات بسیار بااست و آنرا در صحت و اندرین کتاب اقتضاست  
 گویند که یکی از شری را دهم گرفته بود با باری عز و جل اندر بازار آمل می رفت  
 و پیوسته آنها دمل بودی پای اشتر از جای بشد و بیفتاد و بزدو شکست  
 مهان نقد آن کردند تا بار از پشت او بگیرند و کودک دست بستگشت بوده و نور  
 می کرد شیخ آنها بر گذشت گفتا چه بوده ست گفتند پای اشتر شکست و دهم  
 اشتر گرفت و روی آسان کرد و گفت در ۱۲۸۸ بار خدای این اشتر را درست  
 کن و اگر درست نخوامی کرد دل تقابل بگیرم و کودکی پرا سوختی اندر حال  
 اشتر ریاضت و زهد و تقوی که اندک روزی می آید که گفت علم عالم را  
 اگر خواهند یا نه با خداوند غنی می باید کرد و الا در هیچ باشد دانچه  
 چون غنی با دی کنی اندر حال بلا یسی ما بینی بلا بی نیاید و اگر غنی با  
 نیاید و ریخته دل کردی خداوند تعالی برضا و سخط او که تقدیر کرده است تقدیر  
 خود را متغیر کند پس رضای او بحکم دی نصیب راحت است هر که با دی  
 غنی کند او را شادمانی شود و هر که با دی ابرض کند برسد بقضا و ربح  
 گوید و الله اعلم بالصواب

ص ۱۷۸

و نعم بیان مروان و برهان متفان ابو علی بن حسین بن محمد التقی  
 رضی الله عنه ایم حق خود بود و الله نماند بی نظیر بیان مزج و ذبانی فصیح  
 داشت الله کثرت بلا و خدای بسیار با دیده بود و با ایشان محبت  
 کرده و هرگز فقر آلودی خود را و دیگر کردی اندکی می آید که گفت من آنس









و منعم استاد و امام و زین الاسلام ابو القاسم عبد الکرم بن حواری نقی  
رضی الله عنه اندک زمانه بود برنج بود و تهنیتش رفیع بود و منزلتش بزرگ بود و  
اعظم دست اهل زمانه عا و بزرگاری بود و انواع تهنیت و تحفه هر فن بود  
اعلیت و بیاف است و تعریف نفیس بود و طایفه تهنیت و تحفه تهنیت اهل و زبان  
دی را از شتر محفوظ گردانیده بود و از دی شمیم که گفت تهنیت صوفی کلمه  
ابوساز بود و حنیف بود آنکه سکوت عا و تهنیت حوسه و تهنیت بود و بر بخت  
برسام که ابتدای آن حریان گفت بود و امتحان سکوت اندکان پس صفت را  
علا و کرم است یکی و دیگر خود بود و خود از مریضان را تهنیت و بخت بود  
حریان بود و تا وجهه شنیان را و خود را و خود را و بخت و بخت و بخت  
باشد پس تهنیت طایفه و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
تهنیت را حریان تهنیت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
تهدیه و تهنیت این است که چنانکه موسی صلوات الله علیه علیه بخت بود  
هر رص ۱۲۳۲ تهنیت رویت بود از همت بخت کرد گفت و بخت  
آنکه یاف این بخت از بخت متعوی بی فایده بود و بخت با صلی الله  
علیه وسلم منتفی بود و ممکن بخت مقام همت برید همتش فانی شد  
گفت لا بعضی شتاد عیالی و این منزلت رفیع و مقام علی است و الله  
اعلم بالصواب و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
الاشقانی رضی الله عنه اندک زمانه بود برنج بود و تهنیتش رفیع بود و  
برجیده بود و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
خود تهنیت بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
بود و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
شطحای دی بر دست گرفته و تهنیت یعنی تا ستوده بود بخت و بخت

ص ۱۲۳

چگونگی باشد مرا طریقی است و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
بعضی علوم استاد من بود و هرگز من بودم از هیچ صفت کسی ندیدم که شرح  
را بزرگ دی تعلیم بیشتر بدان بود که بزرگ دی دان کل موجودات گستر بود  
و بخت امام حقیق را از دی فایده بودی اندک وقت چهارش اند علم اصول  
و پیوسته تهنیت از دنیا و حقیقی بود و پیوسته می خود شنیدی که آشته  
قدما لا عود له و پاری گفتی هر آدمی را پایتین محال باشد و مرا نیز  
بخت محال است که بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
که خداوند خالی را بخت بود که هرگز آن علم را وجود باشد از آنچه هر چه  
صفت از بخت و کرامات بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
بخت خود شده نیستی الله و بخت از امام با بخت و بخت و بخت و بخت  
و عا حسی است که علم بر دی جان باشد چه زبان الله ملک دی اگر  
من نیست و بخت که هرگز از آن نیستی را حسی باشد که این بخت و بخت  
الله بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت

ص ۱۲۴

و منعم قلب زمانه و اندک زمانه خود بخت ابو القاسم بن علی بن  
عبد الله اگر گمانی رضی الله عنه و اسما و منتضا و المسلمین بختا و بخت  
خود بی نظیر بود و اندک زمانه بی بخت دی را ابتدای بخت و بخت و بخت  
بوده است و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
دگاه بود و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
بوده است ظاهر و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
زینتی و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
منتضای قوم باشد و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
ابتداء الله بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت  
اعراض کرده و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت و بخت

دودی اهدایش شیخ شسته دوم و اول و خودهای خود را و بوی گی  
 شمع بزم آنگاه بزرگوار خود را بوی سو گتم که نقد وقت است و دی  
 بی الله و آن بجزمت از من می شنید و مرا نوت کوکی و آتش  
 جانی بر گفتار آن چلیس می کرد و غلط حسنت می بست که اگر این بیز  
 ما و آن ابتدا درین کوکی گندی نبوده است که چنین خضوع می کند و آن  
 حق من و نیاز دین و آن می نماید و آن من آن بدید و گفت ای  
 دست پدر این خضوع من در ترا است و با حال تراست که قول  
 اهل بر محل حال آید که این خضوع من محل احوال ما می کم و این مام باشد مرهم غلاب را  
 در خاص مر ترا چون این بشنیدم لذت بقیام و دی اند من بدید و گفت ای  
 پسر آدمی و این طریقت نسبت پیش ازان آید که چون وای را بطریقت  
 بدید و پندار یافت آن بگردانش و چون ازان معذول کنش بعبادت  
 پندارش برسد پس نلی ندر اثبات و نقد و وجود وای هر چه پندار باشد  
 و کوی مرکز از بد پندار زود وای ما باید که درگاه شدگی گیرد و  
 جلالت نسبت صلا از خود دفع کند و نسبت موی و زبان آید وادی و از  
 بعد آن هر چه باری و اسرار بسیار و بود و اگر ناظمان آیات مشغول کرم  
 و منصور و ساجد

ص ۲۳۶

و منعم رئیس اولیا و تاج اهل صفا ابو احمد المنظر بن احمد  
 بن عمران رضی الله عنه اند بازش بر است شدند سوز و جل در این تقد  
 بر روی کشاد و ساج کرامت بر سر وای نهاد و دای پیاپی بیک داد  
 و بشارتی عالی و الله و الله و الله و شیخ الشیخ ابو سعید رضی الله عنه  
 گفت که ما را بزرگوار از راه بدگی آورده اند و خواهد منظر را از راه  
 طرد وای بینی ما بمحاضات مشاهدت یافتیم دی از مشاهدت بمحاضات آمد  
 و من از دی شنیدم که گفت آنچه بزرگان با قطع بادی و مشاهدات

روی نمود است من اند میان بازش و صدر یافتیم و آنان که اصحاب دعوت اند این قول را  
 ازان پیر بدوی بر دارند و آن از نقص ایشان بود و هیچ حال بشارت از  
 دین ۱۲۳۷ مدتی حال خود دوی بود خاصه از اهل حسنی و از خود و غنی بیک  
 ماند ست و بزرگوار خواهر احمد سلمه الله تعالی گفت دودی من بزرگیک دی بگرم  
 یک از تریان بسیار بزرگیک دی بود می گفت اند میان بشارت که فانی  
 شود آنگاه که فانی شود خواج منظر گفت بجز الله عید که بر فنا چکود بقا  
 صورت گیرد که فای بشارت از قیمتی بود و بقا اشارت بمستی و هر یکی  
 ازین نلی گفته صاحب خود بود پس فای معلوم ست اما چون این نیست بود  
 اگر هست شود آن در آن عین بود که آن خود بجز دیگر بود و بود  
 بود که فادات فانی شود اما فای صفت بود و فای صیب پس  
 چون صفت و صیب فانی شود صورت و صیب با ند و فادات دی  
 درست باشد و می این نشان الهامی المحوری گوی رضی الله عنه که من بشارت  
 آن خواج بین یاد تماشتم آنگاه منی این بود که من بین بشارت یاد کردم  
 و مراد بشارت ظاهر تر کنم تا حاتم تر شود پس مراد ازین است که اختیار  
 بنده صفت دی بود و با اختیار خود بنده محجوب ست از اختیار حق پس صفت  
 بنده محجوب دی آمد از حق و لا محاله اختیار حق ازلی بود و ازان بنده محدث  
 و بر انلی فای بودا باشد و چون اختیار حق اند حق بنده بقا باید لا محاله  
 اختیار دی فانی شود و تصرف دی متعلق و الله اعلم دودی من اند اگر ای  
 بزرگیک دی اند آسم یا جامه داده بشوید دی مرا گفت یا ایا الحسن ارادت  
 عالی مرا گوی تا پیست گفتم مرا ساج می باید اند حال کس وقت  
 تا قال ما پیاد وند و حاجتی از اهل عشرت و آتش کوکی و  
 وقت ارادت و حقت ابتدا مرا اند ساج کلمات دین ۱۲۳۸ مضطرب کرد چون  
 زمانی بر آمد و سلطان و فیان آن آت اند من کمتر شد مرا گفت پیگود

ص ۲۳۷

ص ۲۳۸



بود مر جبراً با این سماع مجتهد یا رتبا شیخ سفت خوش بودم گفت دقتی زیاده که  
این و هانگ کلاغ هر دو مر جبراً یکسان شود که قوت سجع تا آنجا بود که شادیت  
نباشد چون شادیت حاصل آمد ولایت سجع تا چیز شمر و مگر تا این را دولت  
کفی تا طبیعت نشود و بدان باشد ثانی و الله اعلم بالصواب

## باب فی ذکر رجال اصفیة من المتأخرین علی الاختصار من اهل البلدان

و اگر اکنون ما ذکر و شرح حال بزرگان بیاوریم اندوین کتاب دراز گردد و اگر بعضی  
را در کتاب مختصر از کتاب بزرگان بیاوریم از کتابی که آمده اند و در حد حا  
و هستند از مشایخ و از احوال قوم ایشان از ابواب معانی و فقه اصحاب رسوم  
این کتاب بیاوریم تا حصول مراد خود قریب تر باشیم انشاء الله تعالی  
آنچه بزرگان اند شام و عراق شیخ و کی ابن علا از بزرگان مشایخ بود و از  
سلالت زمانه وی را یافتیم چون شعراء از شاعران بخت و ریاست و براصین ظاهر  
و شیخ بزرگوار ابو جعفر محمد المصباح المصیدانی از مدسای متنفذ بود و زبانی  
یکو داشت اندر تحقیق و میں عظیم بحسین بن منصور و بعضی از تعانیف وی  
بود خوانم و ابو القاسم مدسی پیری با محادیت و یکو حال بود و را می و  
مستند در ایشان با اعتقادی یکو

و اما از اهل فارس شیخ ابوالحسن بن ساجه الفصح اللسان بود اندر تعقوت  
و اوضح البیان اندر توحید و وی را کلمات معروف است و شیخ مرشد ابو اسحق  
بن شهریار از محققان قوم بود و بیاسی عام داشت و در ۱۲۲۹ شیخ طریقت  
ابو الحسن علی بن یکسان از بزرگان متنفذ بود و شیخ ابو مسلم مردی عزیز وقت  
بود و یکو بزرگوار و شیخ ابو الفتح ساجه مرید نا خلفی یکو و امید دار است  
و شیخ ابو طالب مردی گرفتار کلمات حق بود و ازین جمله من شیخ ابوشیخ شیخ

ابو اسحاق را ندیده ام

آیا از اهل قهستان و آندلیجان و طرستان و کنگ شیع شیع فرج مروت پاشی زبانی  
مرد نیکو سیرت و متوجه طریقت بود و شیخ اندرین از بزرگان این طایفه است و  
از وی خیرات بسیار است و پادشاه تائب بود بقرار بود اندک راه حق و شیخ  
ابو عبد الله بهیمن رفیق و محرم بود و شیخ ابو طاهر کشون از اهل طرستان وقت بود  
و خواجہ حسن سمنان مرد گرفتار است و بهیمن و شیخ سمسکی از غول و مصایک  
متفق بود و احمد پسر شیخ خرفانی مر پدر ما غنی نیکو بود و ادیب گندی  
از سادات زمان بود

آیا از اهل کرمان خواجہ علی بن الحسین اسماعیلی بک وقت بود و اسفند نیک  
داشت و پسرش بکرم مردی عویص است و شیخ محمد بن سمر از بزرگان وقت  
بود است پیش از وی کرمان بود اندک از ارباب خداداد بود و جل و جوانان  
و اعدا داشت امیدوار هستند

آیا از اهل خراسان که امروز سایه اقبال حق آنهاست و شیخ محمد ابو الجاس  
شیرستانی بود زندگانی خوب داشت و دقتی خوش و خواجہ ابو جعفر محمد بن  
علی بلواری است که از بزرگان و محققان این طایفه است و خواجہ ابو  
جعفر ترمذی از حوزیان وقت بود و خواجہ محمود نیشابوری مقتدای وقت  
بود و ربانی نیکو داشت در ۱۲۳۰ و شیخ محمد معشوق زندگانی نیکو و خوب  
داشت دقتی خوش و هجرتا محبت بود پیری نیکو باطن و ختم بود و  
خواجہ رشید مظفر پسر شیخ ابو سعید امیدوار است که مقتدای قوم و قبله  
و لها شمس و خواجہ احمد قادی مشغی مهارت دقت بود و دقتی رفیق من  
بود و از کلام وی عجایب بسیار دیدیم و وی از جوانمردان متفق بود و شیخ  
احمد نجار سمرقندی که میقم مرد بود سلطان زمان خود بود و شیخ ابو الحسن  
علی بن ابی طالب علی الاسود مر پدر خود ما غنی نیکو بود و اندک

ص ۱۲۰

دوگانه خود یگانہ بود و استقامت و صدق فراست و اگر جمعی را شرم  
از اهل خراسان کتاب دراز گردد و می سی حد کس دیدم اندک خراسان تنها  
که هر یکی شرفی داشته که از آن حد یکی اندک همه عالم بر سر بود و این  
به از آن است که آفتاب محبت و اقبال طریقت اندک طالع خراسان است

و آیا از اهل داماد انصاری خواجہ امام مقبول خاق و قام ابو جعفر محمد بن  
الحسین الحوی مرد مستبح و گرفتار است و دقتی عالی دارد و روزگاری صافی و  
شفقتی تمام بر طالب درگاه حق و خواجہ قیصر اندک میان اصحاب خود دیده  
ابو محمد بالغریزی دوگانه نیکو داشت و معالمت دقتی و احمد اربابی شیخ  
دقت و بزرگ زمان بود و بهرک دردم و عادت و خواجہ عارف کبر  
وقت و بدیع عصر و علی بن اهل خواجہ دوگانه و مرا چشم بود و  
ربانی نیکو داشت و این اسامی آن گداه است که معجز ما دیده ام و تمام  
هر یک ما معلوم کرده و بعد از اهل تحقیق بوده اند

آیا از اهل غزنین و سکان آن شیخ عارف و اندک زمانه خود منصف  
ابو الفضل بن لاسی پیر بزرگوار بود و وی را بر اهلین ظاهر و در ۱۲۳۱  
کرامات ظاهر بود و چون خلعت بود از آتش محبت و روزگارش مبنی بر  
تلبیس بود و شیخ بخود از علایق مفرد اسمعیل الشاشی پیر عشقم بود و  
بر طریقت طاعت رفتی و شیخ سالار طبری از علای متفق بود و روزگاری  
نیکو داشت و شیخ بیاد و صدق اسرار ابو جبرائیل محمد بن الحکم المروت  
برید و بعد از علی بن حنظل حق بود و اندک زمانه در حق خود  
تثانی نداشت و روزگارش بر غنی پادشاه بود و وی را بر اهلین ظاهر  
است و کرامات ظاهر و بصیرت روزگارش بمنز بود از آنچه بسیار و شیخ  
محترم و از جمله مقدم سعید بن ابی سعید الیاس رضی الله عنه  
حافظ حدیث پیغمبر بود و عمر نیکو یافت و مشایخ بسیار ما دیده بود

ص ۱۲۱



و اقوی علی بود و با اجرت آقا پادشاه رفی و معنی خود بکس نمی نمودی  
 خواجہ بزرگوار از کاهنه خومت و دقار ابو اسلا محمد الرحیم ابن احمد السی  
 عوزی قوم است و پدید وقت و ترا قبل با دخی یکو باشد و روزگار  
 محتجب داشتی و حال یکو و از فنون علم آگاه ست و شیخ اوحده  
 قنوة بن محمد الجودی با اهل ولایت شفقست تمام دارد و هر یک را  
 نزدیک دخی جومتی است و شیخ را دیده است و بحکم اعتقادات  
 عوام و علای آن شهر امید بهتر دادم که از بس این نیکان پدیدار  
 آیند که با ایشان اعتقاد باشد و این گروه پدیدگان اندران  
 شهر راه یافته اند و صورت این طریق عجیب گردانیده اند از آن شهر  
 پاک گردند و آن نیز قدمگاه رویا و بزرگان شود بکون باز گردیم  
 بلقی فرق ایشان اند خاهب و الله اعلم بالصواب

# باب (ص ۱۳۲) فی فرق و فرقه فی مذاہبهم

ص ۲۳۲

و پیش ازین در ذکر ابی الحسن زری مرتبه الله علیه گفته بودم که ایشان دوازده  
 گروه اند و گروه از آن مرده و مرده گروه منقول در حنف را ازین ده گروه معانی  
 و طریق یکو ست اند معاهدات و آداب لطیف اند مشاهدات و هر چند که  
 اند معاهدات و معاهدات و ایشان مختلفند اند اصول و فروع شرع  
 و تمیز مرائی اند و از بزرگ گفت رضی الله عنہ اختلاف السلطان بسمه لا فی  
 تجدید التوسید و مرائی این خبری شنیده و حقیقت تعویض میان اتحاد شایع  
 ست از روی حقیقت و مقوم اند روی طایفه و رسوم پس می رسد  
 اختصار و ایجاد سخن ایشان اند بیان آن مقوم گردانم و اند اول ذاصب  
 هر یکی را بر مایه بگزارم تا طایب را علم این حاصل شود و علما را  
 صلاح یابد و مریدان با صلاح و توان را صلاح و عقلا و خداوندان  
 مروت را تنبیه و بر ثواب و بهائی و الله اعلم بالصواب  
 آقا الطائفة قل صاحبان با بی جده الله العالی بن احمد الطائفة است رضی  
 الله عنه و بی اتفاق هم اهل را از خود منقول انفس و منقول انفس بود  
 و عالم رسوم اصل و فروع و تحقیق و سخن روی اند تجرد و تعبد بود بصحت  
 معادلت ظاهری و باطنی و تاوده ذاصب روی است که با این جمله  
 مقامات تمیز و گوشت که آن از جمله احوال است و این غلات اند





در خسران بود و آن رضای وی بیک نیران بود از آنچه دنیا با سرها بدان میرسد  
 که دوستی خاطر بدان گمارد و با هر شیئی که بود اندک آن بر غیرش گذر کند و  
 نعمت آن گدازد نعمت بود که بنعم دلیل بود و چون امر بنعمت محاب باشد  
 آن نعمت با بود و با آنکه بپای آن رضای باشد آن بود که اندک  
 با دلیل بیان بنیر و ششقت آن مشاهدت بلی تزلزل کثیر و برنج آن  
 بمررت مشاهدت دوست برنج ندارد و با آنکه با مصطفای از وی رضای باشد  
 آن محاله و کی آنکه اندک باشد و محله هستی ایشان عاریت بود و مانند  
 دل های ایشان بکس حضرت تشریف نباشد و سوار بوده اسرار ایشان بجز آنکه  
 روضه انس و حاضرانی باشد غایب و قریش عرش جاسایان مدعانی بودند  
 بانی دل از خلق گشت و از بند منکات و احوال بخت و ستر از موقوفات  
 گشت و مر دوستی حق را بیان اند بخت و منتظر لطف دست نشسته قال  
 الله تعالى لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا  
 لا تُقَدِّرُوا پس بپای خسران بود و رضای بود و چون دانه رضای بود و یکی  
 صریح است و با بخت عاریت بود و بپای رضای علی الله علیه و سلم گفت من لم  
 يرض بالله و بشعانه شغل قلبه و تشب بدنه آنکه بود و رضای او  
 با رضای نباشد و در مشغول بود و با بخت نصیب خود و تشب بدنه آنکه بود و رضای او

فصل

و الله تعالى لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا  
 عملت بصفتی بحق ففعل الله تعالى لا تَطْلُقُ لَكَ شَيْئًا و لا تَطْلُقُ لَكَ شَيْئًا  
 علیه الصلاه و سلم لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا و لا يَمْلِكُونَ لَكَ شَيْئًا  
 رضای آن رضای بخت نصیب بود و با بخت نصیب بود و با بخت نصیب بود  
 تر از من رضای شدی و خداوند تعالی گفت یا مولی تو آن توانی کرد مولی

ص ۱۸۶

سجده کرد و تضرع نمود و خداوند عز و جل شد و وی فرستاد که یا پسر مرا ای وفا  
 و خوشنوی من الا تو اندرانی است که تو بقضای من راضی باشی یعنی  
 بآن بده بقضای من رضای باشد علامت آن بود که خداوند  
 تعالی از وی رضای است و بشر حالی از فضیل بن یحیی و رضا الله پرید  
 که زهد قاضی تر یا رضا فضیل یعنی الله عز گفت الرضا افضل من الزهد  
 لان الرضا لا يمتنع لموت الرضا قاضی تر از زهد از آنچه رضای را  
 تمنی باشد و زاهد صاحب تمنی باشد یعنی فوق منزلت زهد منزلتی دیگر است  
 که گراهد با بدان منزلت تمنی بود و فوق رضا یعنی منزلتی نیست با  
 رضای را بدان تمنی اقتدا پس چنگاه قاضی تر از پایگاه و این حکایت  
 دلیل است بر محبت قول عباسی رحمه الله علیه که رضا از جود احوال است  
 و اندر مراد است نه از کاسب و منزل و نیز احتمال کند که  
 رضای را علم تمنی باشد و از پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمده است که  
 اندر دعوتش گفتی اسألك الرضا بعد القضاء بار خدایا از تو ای خواهم  
 که مرا رضای داری از پس آنکه تقضای بیاید من را بعفتی داری  
 که چون تقضای از تو بیاید مقدر مرا برود خود ترا بیاید این جای  
 درست شد که رضا قبل ورود القضاء درست بیاید از آنچه آنی عزم باشد  
 در رضا و عزم رضای رضای نباشد و از الجاس بن علی رضای الله  
 رضی ۱۲۶۷ هـ گوید الرضا نظر القلب ای عظیم اختیار الله للعباد رضا  
 نظر دل بود با اختیار عظیم خدای مر بده را یعنی هر چه بوی رسد داند  
 که این را ارادتی تقیم و مکی سابق بوده است بر من مضطرب گردد  
 و قریب دل باشد و قدرت صاحب محراب گوید رضای رضای الله عنه  
 الرضا سکون القلب تحت حملی الاحسان رضا سکون دل بود الله تحت  
 مجاری احکام بر آنچه باشد و اندرین صاحب وی قوی است از آنچه سکون و طمانینت

ص ۱۸۷

در سخن دل از محاسب بنویسند نیست که از محاسب حق است و دلیل کذب  
 که رضا از احوال بود و از مقام گویند که حقیقت انظار شکی نیست و  
 آن بود می گفت آن تفسیری فلان ملک است و آن توحیدی فلان ملک است  
 اگر مرا بدین رخ عذاب کنی دوست تو ام و اگر بر من رحمت کنی دوست  
 تو ام یعنی اهل عذاب و لذت نعمت بر تن بود و تلقی دوستی اندر  
 دل و این سر آن را معصیت کند و این تاکید قول عباسی است که  
 رضا پیروز بخت بود که محبت راضی بود بدینچه خوب کند اگر در عذاب  
 دارد و بستی محبوب نگردد و خرم بود و اگر در نعمت دارد از دوستی  
 محبوب نگردد و اختیار بود و خود را در اختیار حق و از عثمان  
 میری گویند رضی الله عنه منتهی سینه ما اقامتی الله فی حال فکوحه  
 و من لعلی الی غیره بنسبت به چهل سال است که خداوند مرا آفرید هر  
 حال که داشت است کرده بوده ام و از هیچ حال بحال دیگر مرا نقل  
 نکرده است که من اندامان حال ساضع بوده ام و این اثبات است  
 بر دام رضا و کمال محبت و اندر حکایت در ۱۲۳۸ شمس است که در پیش  
 اندر دهد گرفتار شد و بیاحت ندانست یکی گفت از کثرت که غمی  
 تا کسی ما بیگانه ام که بدون آردت گفت نه گفت پس خواهی تا غم  
 شوی گفتا نه گفت پس چه غمی گفت آنچه حق خواهد مرا با خواست  
 چه کار و مشایخ ما ائمه رضا معنی بسیار است با اختلاف عبارات اما  
 قاعده این دو اصل است که یاد کنیم و ترک تعلیل یا بدین اعتبار  
 کردم اما اینجا باید که فرق میان احوال و مقام بگیریم و حدود آن  
 پیام تا این که بر خوانندگان ادرک این معانی آسان تر شود و  
 این حد را چنانچه انشاء الله عز و جل

ص ۲۳۸

### الفرق بین الحال و المقام

بدانکه این دو لفظ مستعمل است ائمه بیان این طایفه و چندی از ائمه  
 جهالت شان و تضاد ائمه علم و بیان حقیقت و طالبان این علم را  
 این چهاره است اما این باب در جای اثبات این چهاره است و اما چهاره  
 نبود از معلوم گردانیدن این ائمه و عمل و باور شد از توفیق و احوال بود  
 اصغر و بدانکه مقام برین میم اقامت شده بود و در منصب میم عمل  
 اقامت شده این تفصیل و معنی هر لفظ مقام و منصب است و در عطف اندر  
 عزیت مقام یعنی اقامت باشد و جای اقامت و مقام و بنوع  
 میم قیام باشد و جای مقام و جای اقامت بنویسند ائمه را حق و حق  
 گردان و در عطف گردان وی بر آن مقام را در کمالی که در ادرک کند  
 چنانکه صورت شده بود و در حال باشد که از مقام خود اندر نگردد و بی  
 ادرک نشد این بگذارد چنانکه ابتدای مقامات توبه باشد هنگام اقامت هنگام  
 زهد هنگام توکل و مانند این روا باشد که بی توبه در ۱۲۳۹ ص ۲۳۹  
 دوی اقامت کند و بی اقامت دوی زهد کند و بی زهد دوی توکل کند  
 و غذای عز و جل را را خبر داد از جبرئیل علیه السلام که وی گفت  
 مَا يَكُنْ إِلَّا كَمَا تَقَعَّرُ مَخْلُوعٌ هیچ کس نیست از ما الا که گوید ما  
 مقامی معلوم است و باید حال معنی باشد که از حق و جل پیوندد و بی  
 آنکه از خود آن را بکسب دفع توان کرد چون بپایند و یا بتکلف  
 جلب توان کرد چنانچه پس مقام جهالت بود از مافوق طالبان و  
 قدم گاه وی اندر حل اجتماع و درجت وی بمقدار اکتبش اندر حضرت  
 حق تعالی و حال جهالت بود از فضل خداوند و لطف دی بدل  
 بنده بی تصرف جهالت وی بدان که از آنچه مقام از جهالت و احوال بود و

ص ۲۳۹











ناید بجز از آن مکرری که بین این آفت آمده و انشا الله تعالی بجز آن  
 میده حکایت می آید که اندر ابتدای حالش بیست سال عورت کرد اندر  
 بیاضا چنانکه حق آدمی نه شنید تا از مشقت تن دی بگذاشت و چشمش مالش  
 بتدوین سواد بخرال دوزخ افتاد و از آن صورت آدمی که بگشت از آن بدست  
 سال زمان صحبت آمد و گفت با غنای صحبت کن با خود گفت  
 ابتدای حال صحبت با اهل خدای که از همدان جدا می کشم تا میانکتر  
 بود قصه که کرد و شایع را بآید آمدن آدمی که از آن بدست  
 دی بیرون شدند او را با آنکه بصورت مهتران شده و بهمانی که بجز  
 رتی غفلت بر روی چیزی نمانده گفتند با این دشمن بیست سال  
 برین غفلت ازینستی سکر آدمی و دنیا نشنید و در گذار دهن ۱۲۵۷ و در مایه  
 شدند با او را بگری تا چنان رفتی و چه چندی یافتی و چنان باز  
 نمی گفت بکر رفتم و آفت سکر دیم و زبیدی یا لقم و بجز با  
 آدمی بجز شایع گفتند با این دشمن بیست سال و از پس آن که بجز  
 که بجز بیست سال و سکر که کرد که بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 با نمودی پس بکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز بیست سال و از پس  
 جاب باشد و با سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز بیست سال و از پس  
 باشد و در بعد اگر کسی را صورت بند که سکر بجز بیست سال و از پس  
 مو است حال باشد از آنچو سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 اوقات شده روی بجز بیست سال و از پس آن که بجز بیست سال و از پس  
 ضد انگار ملایب را بدو امید باشد و این قایت حال ایشان است  
 اندر سکر و از آنچو بجز بیست سال و از پس آن که بجز بیست سال و از پس  
 آمد و آنی است که بجز بیست سال و از پس آن که بجز بیست سال و از پس  
 چر گونی اندر کسی که یک یک قله از بحر جنت بخورد مست گردد بجز

ص ۱۹۷

جواب باز نوشت که چگونگی اندر کسی که هر دریا حای عالم شراب جنت گردد و  
 دنیا بجز دنیا بخورد و سکر از تشنگی می خورده و در میان راه صورتش بدو که بجز  
 از سکر جنت که است و بجز از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 باشد که طاقت ندارد و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 دیگر با این از آنچو شرب است سکر باشد بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 بود با شرب نیامده و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 جنت در سکر در ۱۲۵۸ مودتی معلول باشد که نژاد آن از لذت نعمت بود و  
 سکر بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 بجز بر خود بجز خود را دیده باشد و هر که منعم بجز بیست سال و از پس  
 را ندیده باشد اگرچند اندر سکر بود و سکرش سو باشد و سکرش بر درگاه  
 باشد یکی سو بر غفلت و دیگر بر جنت و سکرش یکی سو بجز بیست سال و از پس  
 جاب بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 مقرون بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 سکر بود و سکر بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 چون سو و چون بی اصل باشد هر دو بی قاید بود و بی اصل سو  
 و سکر بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 حال خود بنماید و سکر بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس  
 معانی بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 در نهایت بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 اندر حکم بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز  
 شعور بجز بیست سال و از آن سکر بجز بیست سال و از پس آن که بجز

ص ۱۹۸

اذا طلع الصبح فليحذر من طبع  
 تلوای شبه سکوت و صاحب





اگرچه بدان حاجت مند باشد و نودل این ایت اند شان قمرای صابر بود است  
 بر غصص و حقیقت آثار آن بلد که اندر محبت حق صاحب دس ۱۲۹۱  
 خود نگاه دارد و نصیب خود اندر نصیب دوی فرو نمده و رنج بر  
 خود نمده از برای راحت صاحب خود لاق الاشیاء التیاه بمعادنة الاغشیاء  
 مع استعمال ما امر الجیاس لوصوله المختار علی الله علیه وسلم قل الله  
 تعالی سجد القل و اشد یا ثلوث و اغرض علی الجاهلیت و این شرح تر  
 اند باب آداب صحبت بیاید اما مراد این با آثار است و این را در  
 گوشت باشد یکی از صحبت چنین که ذکرش گذشت و دیگر انجی محبت بود و اند  
 ایشان حق صاحب دوی از رنج و کلفت است اما اندر آثار حق دست هر  
 بدوح و راحت است از اندر حکایات مشهور است که چون غلام انجیل را  
 این غلام خدمت خود ظاهر کرد و با هر یک دیگر گوشت صحبت پدیدار آورد  
 دوی و مقام و بر عود را برگزید و بهر اخلاص برد و غلام انجیل گفت  
 این دوی از دناوة اگر امیر المومنین فرانی مدد بکشتی ایشان اصل نذوق  
 تلاشی شد که سر همه این گدازند و هر کس را این غیر بر دست  
 اند که من خود با شامم بودی بزرگ غنیمت و وقت بفرمود که گدازهای  
 ایشان بزرگ بیات کرد و آن هر سه را دست بر بستر بیات قصد  
 قل رقام که دوی بر غاست و بجای رقام نشست بر دست گاه بیات  
 برلی و طری تمام اینک بجهب داشتند مردان بیات گفت ای جوان مرد این  
 شمشیر چنان چیز نیست که بدین رفعت فرا پیش آن آید که تو  
 آمدی و هنوز قوت تو ناریده گفت آری طریقت می بینی که ایشان  
 است و حیزه تری چیزهای دنیا زندگانی است می خوامم تا این نفسی  
 چند اند کار این ببادای کنم که ایک نفس دنیا نزدیک دس ۱۲۹۲ من  
 دست از هزار سال آخرت است اداچه این سرای قدرت است و

ص ۲۹۱

ص ۲۹۲

آن سرای قوت است و قوت بحدت باید بر این غیر بخیفه بر گشت غنیمت  
 از وقت طبع و وقت نسل دوی اندر ایشان حال تنجیب شد و کس فرستاد  
 که اندر امر ایشان توقف کند و تا فی القضاة ابو الجاس بن علی بود حواله  
 مال ایشان بهر کس بود و دوی را خبر به اندر برگشت و بجا نبرد و آنچه پدیدار  
 ایشان احکام شریعت و حقیقت مر ایشان را امدان تمام یافت و از غفلت  
 خود از حال ایشان تشریف عود نگاه دوی گفت رتبا القاضی این من  
 که پدیداری هنوز هیچ چیز پیریزی همان الله جهادا با محزون بالله و بيشرویت  
 بالله و بجلست بالله و يتولون بالله که خداوند را مراد که قیام شان بدست  
 و انقود و انطلق لا حکت و امکان بجهب دوی نذوق بده الله را  
 پاینده شهادت او اگر یک لحظه مشاهدت حق از روزگار ایشان گسسته  
 شود خودش از ایشان بهر آید تا فی تنجیب شد اندر وقت کلام و صحت حال  
 دوی بخیفه نوشت که اگر این طایفه طاعده اند فمن الموحد فی العالم بن  
 گواهی دهم و حکم کنم که اندر دوی دین موعدی نیست غنیمت مر ایشان  
 ما بخواند و گشت حاجت خواهد گفت اما حاجت تو هست که  
 ما را درارش کنی و قبول خود ما را مقرب گردانی و ما بجهب خود ملود  
 که بجهب تو بجا ما بجهب قبول گفت و قبول تو چون بجهب تو غنیمت  
 بگریست و بکرامت مر ایشان را یاد گردانید و از ناخ روایت کند که  
 گفت این عمر ما ما می آرزو کرد و اندر هر شمر طلب کرد و نیافتند  
 و من از پس چنین رود بیافتم بلامرود دس ۱۲۹۳ تا بران کرده و بر  
 کرده پیش دی آدمیم از ثلوی اندر بیای دوی بآوردن آن ما می دیدم و  
 حال سبالی به در سرای دی آمد بفرمود که این سال سبالی دصید  
 تمام گفت ای نند پندین مدد این می خواستی اکنون چرا می دمی  
 و بجای این مر سبالی را چیزی دیگر به بجهب گفت ای غلام بجهب

ص ۲۹۳





ای هدا به شهادت شکر واجب نشود گفت فکر این و به شهادت دست به  
 آلت که نام من باری احدی است از نعمانی های آقا حاجی حاتم ای  
 پیغمبر خدا که گفت بگو تا یاد گویم گفتا بگو مر خداوند ما که اکنون که مرا  
 بدوخ می فرستی چنانی گردان مرا که همه های مودان مامی بگیرم تا  
 ایشان همه بهشت مند فران آمد که مر آن بند ما که این اتیان  
 بود و اعانتا تر بود که این بود کردن که بود سر غلای و بیست  
 که اگر شفاعت کنی می ما احدی بهشت باشد و من از کبر و عدا  
 سر می پریم که اندای تو به بگو داد گفت که وقتی من به سر می پریم  
 بیابان تو شدم به سر اشترا خود دتی آنجا بوم و پیرت من دست  
 داشتی که گریه می و لعین بودی با دیگری دادی و قل جدای بود  
 بل که گفت و یوسف علی ایوسف و تو خان بوم شخصی اند پیش  
 دل من تازه بودی و بدین طایفه اعتقادی داشتی مدتی شیری من ۱۲۹۹ و  
 بیابان گریه بودی آن و اشترا امان من بکشت و به سر بالائی شد و  
 باکی که در هر چه اندان نزدیک باقی بود با یکدیگر می شنیدند به دی  
 جمع شدند دی بیاد و اشترا با برهم درید و هیچ خود خورد و یاد  
 بر آن سر بالا شد آن باغ را بداد و در شال و گرگ و آنجا بدین  
 ماند همه اندان خوردن گرفتند و دی ی یاد تا همه اند گشتند آن گاه  
 قصه که به باقی گفتی اند آن خوردند و باقی لب که اند و در پیار آن شیر  
 به گشتند آن بداد چند آن که است از آن خوردند و از گشت  
 آن گاه شیر بیاد من گفتی اندان بخورد و من یاد باقی می کردم  
 چون از گشت بدین فوج مرا گفت یا احمد زبانه بر تو که در مکان  
 بود و مردان جان به ننگانی زیاده گفتند چون این بهشت بودیم بهشت  
 فی اشغال داشتیم و اهدای تو به من آن بود و از جگر خدی گوید یعنی الله

ص ۱۲۹

بگو که مدتی اند الحوب خدی و در آن طایفه اند غوث و شایات می گفت من  
 رفتم تا شایات دی با گوش دارم چنانکه دی نداند که شت نصیح مدوی  
 گشت بار فدا اهل بدوخ ما غلاب کنی و بعد از بگای تر اند بلم و  
 قدرت و امانت تقیم و اگر ناپار بدوخ ما از موسم به خواهی که قادی  
 بدان که این آن بدوخ و بجات آن به کنی و هر ایشان ما بهشت  
 دستی جزر گشت من اند امر دی متیر شدم دیدم خواب که آید بیادی  
 و گفتی خداوند گشت که به الحوب ما بگو ما ترا بدان شفتت و تقسیم  
 بخیم که با و بدگان و دست و دی با کدی بدان خواندی که اند  
 نازد تریک چون سخن گفتی بعد باطنش خانه بدوش گشتی و بود شی اسرار  
 مردان بدستی تا بنید گشت دی ما که به الحوب با سوس القوب است این  
 است تفصیل نصب دی ص ۱۲۹۷ و این اصل قوی و امری معلوم است  
 ص ۲۹۷  
 نزدیک اهل بصیرت و به آدی می چیز سخن از بدل بدوخ نیست و دست  
 داشتی از محبوب خود و خداوند عز و جل کید همه یکدیگر را اهل محوب  
 و ما بدل گردانیده است چنانکه گفت آن تقاتلوا الیه شتی شتوتوا و شتا یجئون  
 و چون بدوخ کسی به منزل باشد اهل فضل و عیال و عیال و عیال و عیال  
 خطر باشد و اهل این طریقت نیست چنانکه یکی نزدیک دیدم دعت الله  
 عید آمد که مرا دیتی کن گفت یا بنی لیس الامر غیر هذا الموضع ان  
 قدسک حل و الله و الا فلا تشتمل بقوات العوینة و این امر بهجت بدل  
 جان نیست اگر قادی و الا تبرعات صوفیان مشول گرد و هر چه بهر نیست  
 همه تر حالت و خداوند گفت تبارک و تعالی و لا تحسبن الذين قتلوا  
 فی سبیل الله انهم اموات بل انهم احياء عند ربهم یستوفون و نیز گفت و لا  
 تحسبن انهم قتلوا فی سبیل الله انهم احياء بل انهم احياء فی جات ابدی اند قرب  
 سوزی بدل بدوخ ما به ترک نصیب خود از خداوند تران دی و شایات











فصل

اما آنچه مشایخ گفته اند اندر نفس بعد از انزال منی و گویند نفس از آنکه منزه است  
 بجهت طایفه نفس و تدبیر عاقل و معین ترین جواب بنده را در ذیل مذکور است و  
 ثابت است تدبیر آن که در انچه ثابت روی مخالفت حق و عز و جل بود و مخالفت حق  
 سر عیب عباد عاقل بود و بدید برضای حق باشد علیه گوید انفس صفت لا  
 تسكن الا بالاطل نفس صفتی است که بکوت آن بیاطل بود و هرگز  
 دی نراه حق پیری که در حق محمد بن علی الزین العبدی گوید نفس الله منزه  
 تنه ان تعبت الملق مع بقاء نفسك فيك و نفسك لا تعبت نفسها فكيف  
 تعبت غيرها غوامی آن حق را بهائاسی یا بقای نفس تو اندر تو و نفس  
 تو خود یا بقای خود خود را نمی شناسد چگونه غیر خود را شناسد  
 یعنی نفس خود اندر حال بقای خود از خود بجهت نسبت بودن خود  
 بجهت بود حق چگونه مشاهده گردد و چندی گوید بعد از آنکه اسام  
 انکه قیامه علی حیل نفس بقای بکر تعین بنده باشد بر مواد حق خود  
 اندر نفس را با لیل و اسلام بقاوند نیست الا عالم پیوسته در احوال  
 کوشه و معجز و مکر بود و در مکر بی گانه بود و باطن بیگانه دانای گوید  
 رحمة الله علیه در ۲۷۵: کذا النفس خائفة ماضية و افضل الاعمال خلاصها  
 نفس حلال است و الله امانه و الله امانه و الله امانه و الله امانه و الله امانه  
 غلات دست اندر چنانچه بماند اندر مات بیگانی بود و ترک بر ما گم شدگی  
 اناس ایشان اندرین معنی پیش اداست که خسران آن بکردار سر مقصود  
 و اثبات بر حسب سئل اندر صحت جهاد نفس و ریاضت آن و طریق  
 بیان اندر حقیقت آن

ص ۲۷۵

الكلام في مجاهدة النفس

قل الله تعالى قالون جهادوا أنفسكم فتنكم شيطان و قال النبي عليه السلام الجهاد  
 من جهاد نفسه في الله و نیز گفت رجسنا من الجهاد الا صغرا الى الجهاد الاكبر  
 قبله یا رسول الله و ما الجهاد الاكبر قال الا و هو مجاهدة النفس یا زکریا  
 ان جهاد خود ترا بسوی جهاد اکبر گفتند یا رسول الله جهاد اکبر چیست گفت  
 مجاهدت نفس و رسول صلی الله علیه و سلم مجاهدت نفس را به جهاد تفصیل نهاد  
 اندر پنج درج آن زیادت بود که آن جهاد نامشروع بود و جهاد تفریطی که در  
 آن نفس بطن انکه الله که طریق مجاهده نفس و ریاضت آن واضح و  
 پیدا و متوجه است بیان همه اهل ادیان بود علی و بنو حنیف الله اهل این طریقت  
 برعایت آن و مستعمل و جاری است این جهاد را الله بیان فرمود  
 و عظم ایشان و مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی درج و کلمات  
 بسیار است و سئل بن جده الله تسری رضی الله عنه الله اهل این طریقت  
 بیشتر کنایه و ادبی یا الله جهاد بر اهلین بسیار است و گویند که روی  
 خود را در حق امان داشته بود که هر پادشاه اندر یک بار طعاع  
 فردی و عمر جهاد بگذشت بنفای انکه در جهاد دشمنان مجاهده اثبات  
 کرده اند و بر آن بنا بر بنای مشاهده ان گفته اند و پیری پادشاه است  
 که مجاهدت را گفت مشاهده گفته است و بر طلب اولی الله حق  
 یافت تاثیر عظیم نهاده است و وی دروغانی دنیا را در طلب فضل  
 خدا بر جات حق در حصول برادر اندر چه گوید آن ثمرات اوست که چون  
 در دنیا خدمت کنی آنجا قربت یابی با حق و در خدمت آن قربت نباشد باید با طاعت  
 و حصول حق مجاهده باشد که بکنایه هم بتوفیق وی الشاهدات و ادبیت  
 الیهادات و دیگران گزیده که رسول حق را طاعت نباشد که هر که بکنایه

ص ۲۷۲



بفعل رسد فعل را بافعال بکار برد پس مجاهد تعذیب نفس راست است و  
 حجتت قرب را اذ انچه رجوع به مجاهد باشد و سواد مشاهده  
 بکن محال بود که این علت آن گردد یا آن علت این و حجت سئل فی  
 الله من ادیری قول خدای عز و جل که گفت ذ الذین جاهدوا فینا کنتم یومکم  
 سیکلکم ای که مجاهد به کد مشاهده را باید دید یعرب جلد دوم و در باب اول و اثبات  
 شریعت رسولی کتب جلد رابع تکلیف مجاهد است و اگر مجاهد حجت  
 مشاهده بخودی حکم این مجاهد باطل شدی و غیر جلد احوال دنیا و متین  
 تحقق بکم و عمل دارد و هر که عمل از حکم نفی کند شرح و رسم جلد  
 ۲۳۷ م فی جلد اول اثبات تکلیف و درست است که در مجاهد طرح می ۱۲۷  
 خام مر سیری را و یا همار در دغ سرا که حجت شود و این تبیین  
 کل سانی بود پس دعوت اجاب اندر افعال توحید بود و دغ آن  
 تبیین و این را از مشاهده اولی است و اگر ای که شهادت  
 و مکاره را بجان خود می کشد که استسباب است و ما بریاضت از صفت  
 ستوری بصفتی روی شمرده بود اوصاف ستوری اندکی می بپردازد که تا  
 مشاهده اندر زمین بجز گیوه و جلدان و دغ گوی نیست برگرداند و اند  
 و کدک بی عقل نمی را دریا حجت و سوری و بجان می کشد و عق  
 طبیعی روی را اندکی عقل می گرداند و باز وحشی را  
 بریاضت بدان سوره رسانند که چون بگذارمش بشود و ای که برانده باز  
 آید و سنج بند وی دوست از آزادی و گذاشتن بد و سنگ پیید را  
 مجاهد را بجان عقل رسانند که بکشد و ای حلال گردد و از آن  
 آدمی بی مجاهد و بریاضت یافته و حرام شده بماند این چنین ندارد  
 جلد شرح و رسم مجاهد است و رسول صلی الله علیه وسلم آمد حال  
 قرب حق و یافتن کام و این عاقبت و تحقیق و عصمت چندان مجاهدت

کرد از گرگی حای رسد و سواد وصال و برپاداری حای شب اگر فرمان  
 آمد یا محمد طیه ما ائتکنا علیک الذنات یشتقی قرآن تو بدان نفرستادیم  
 تا خود را بماند و هلاک کنی و از او هر چه رضی شد من طاعت آورد  
 که رسول صلی الله علیه وسلم اندر حال طاعت و مسجد و شست و شوی و کشید و  
 من ی دیدم که وی را سنج ی رسید گفت یا رسول الله (ص ۱۲۷) م ۲۳۸  
 آن شست فرا من ده که من بکای تو این کار بکم گفت یا  
 یا هر چه خدا غیر صافا و لا میش الا میش الاخره و یا هر چه خدا  
 غشت دیگر گیر که سراسر میش آخرت است و دنیا سرای رخ  
 و شست سست و بجان بن عارث روایت کند که از جد الله بن  
 عمر رضی الله عنه پدیدم که اندر خود بگوئی گفت ایما بنفسک مجاهد و  
 ایما بنفسک فاعزها فانک ان یقتل قتلت الله فاما و الله یقتل  
 ما یما بنفسک الله ما یما و ان قتلت صاحباً محسباً بنفسک الله صاحباً محسباً  
 پس هر چند اگر سالیست و ترکیب جاهدت یا اندر حق بیان صافی اثر  
 است سالیست و ترکیب جاهدت را اندر رسول صلی الله علیه وسلم است چون بیان  
 بی طاعت و سالیست در آن درست نیاید رسول بی جاهدت درست نیاید  
 و اگر دوی کند عقلی بود اذ انچه عالم و اثبات حدیث آن دلیل معرفت  
 آفرین گام است و معرفت نفس و جاهدت آن دلیل معرفت وی و حجت  
 گروه دیگر آن است که گویند این آیت اندر تفسیر مقدم و موثر  
 است ذ الذین جاهدوا فینا کنتم یومکم سیکلکم ای و الذین هدیناهم  
 جاهدوا فینا رسول صلی الله علیه وسلم گفت ان یغوا احدکم بینه قیل  
 و لا انت یا رسول الله قال و لا انا الا ان یتجهد فی الله یجزمته  
 زهدی که الله شمس و نور گفتیم تو هم از من و رسول الله گفت من  
 هم از هم و هر که خداوند تعالی من رحمت کند پس مجاهد و عمل بقدر

باشد و محال باشد که فعل وی علت نهامت وی گردد پس غلامی که نهامت  
 برده بتعلق نهامت است لا محاله اذن نهامت که خداوند تعالی در (۲۷۱)  
 گفت عز و جل قَتَلَ شَيْدٍ اللَّهُ أَنَّهُ يَتَصَوِّفُهُ يَفْشَحُ صَدْرَهُ بِالْإِسْلَامِ وَ مَنْ يُؤَيِّدُ  
 أَنَّهُ يُجَلِّدُ يَتَمَلَّ صَدْرَهُ حَقِيقًا حَرِيصًا وَ نِيزَ كُنْتُ تَوَلَّى الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءٍ وَ  
 تَنْزِيحِ الْمَلِكِ بِمَنْ تَشَاءُ تَكَلِّفَ عَمْرٍ هَالِكًا اَعْمَدُ اثْبَاتِ شَيْئَةٍ غَرَضُ نَفِي  
 که و اگر مجاهده علت وصول بودی پس مرود بودی و اگر ترک آن  
 علت طرد بود بودی اوم مرکز مقبول معنی بودی پس کار سهقت  
 نهامت جامع به کثرت مجاهدت نهامت هر که مجتهد تر این تر بلکه هر که  
 متدبیرتر باشد بیشتر بحق نزدیک تر یکی اندر عموما مقبول طاعت بود حق  
 دور یکی اندر خرافات مومل سمیت بحق نزدیک و اشرف هر معانی ایمان  
 است کودکی را اگر محقق نیست مکش حکم ایمان بود و همانین را حکم  
 ایمان پس اشرف مواهب نهامت مجاهده علت نهامت آنچه کم اذن بود  
 هم بهشت محتاج نبود و من که علی بن عثمان الجعفی ام رضی الله عنه  
 ی گویم که این غلای است امدت مجاهدت بودی معنی ازانچه یکی می  
 گوید چون طلب وجه دیگری می گوید وجه طلب وجه سبب نیافتن  
 طلب بود و سبب طلبین نیافت آن مجاهده می گوید مشاهده  
 که نهامت این مشاهده را باید اثبات مجاهدت باید و حقیقت این آن بود  
 که مجاهده اندر مشاهده سببهای توفیق است اعمد طاعت و ایمان  
 علی است او حق عز و جل پس چون حصول طاعت بی توفیق محال  
 بود حصول توفیق نیز بی طاعت محال بود و چون توفیق بی مشاهده مجاهده  
 مومد نباشد بی مجاهدت نیز محال بود پس بعد از محال  
 خداوندی می باید که برده بنا (ص ۲۸۰) مجاهده دلالت کند و چون  
 علت وجود مجاهده آن امر باشد هدایت سابق بود بر مجاهدت را آنچه

آن قوم یعنی محصل بود اصحاب بود مجتهد گفت هر که مجاهدت اثبات کند  
 و در هر جزو ایما و کتب و شراعی دیگر بود که در محکمت مجاهدت است  
 آن بهتر ازین می نماید که در محکمت بر هدایت حق است مجاهدت اثبات  
 مجتهد راست و حقیقت و علت را و خداوند گفت حق جل جلاله که وَ كُنَّا نَكُنَّا  
 يَتِيمٌ فَلَوْلَاكَ وَ حَقْلَهُمُ الْمَوْتُ وَ حَقْلَنَا عَلَيْهِمْ حَقٌّ شَأْنٌ مُبْلَا مَا حَقْلَنَا يَتِيمُونَ  
 اَلَا اَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَ كَذَلِكَ الْكُفْرُ يَجْعَلُهُ اِنْ كُنَّا نُرْشِدُكُمَا اَلَا بِرِيشَانِ قَرْنِهِمْ  
 بودگان را با ایشان یعنی اکرم و بر انگیزیم بر ایشان هر چیز حاکم را  
 ایشان ایمان یارند تا ، خواهیم ازانچه علت ایمان شیت است و نهامت  
 دلایل و مجاهدت ایشان و نیز گفت که إِنَّ الْغَيْثَ كُنَّا سَرَّ عَلَيْنَهُمْ  
 اَنْ اُنْكَرْتُمْ اَمْ لَمْ تُمْ تُمْزِقُمْ لَا يُؤْمِنُونَ اَمَّا كَسَارَانِ مَقَادِي سَمْتِ نَزْدِيكَ  
 ایشان اَلْعَمَدُ حِجَّتُكَ وَ اَلْوَدُودُ دَلَالِيلُ اَمَّا اَهْلُ اَهْلَالِ قِيَامَتِ تَوَكَّلْ اَنْ اِيْشَانِ اِلَالِ  
 یارند که با ایشان را از اهل ایمان گردانیده ایم و دل سای ایشان بکم  
 شقاوت محرم است پس درود ایما و نزول کتب و ثبوت شراعی اهاب  
 دروند نه علت آن ازانچه ابدا بکر امد حکم تکلیف همان بود که ابو جمل  
 انا ابدا بکر بطل و فضل برسد و ابدا بطل بطل به فضل باز امد پس  
 علت وصول ابدا بطل بطل امد فضل امد باطن چون وصول است امد طلب  
 وصول که اگر طالب امد مطلوب هر دو یکی بودی طالب داجد بودی و چون  
 داجد بودی (ص ۲۸۱) طالب بودی ازانچه بریده آسوده باشد و بر طالب آرایش  
 درست نیاید و پیشمر علی الله علیه وسلم گفت همه استوری یومناه بعد مشهور  
 هر که دو سه روز چنان هم بود یعنی اهل ایمان وی امد یعنی ظاهر بود  
 باید که هر روز بهتر باشد و این درجه طالبان است و باز بگفت  
 استقیما و این استقامت بگیرد و بر حال باشد پس مجاهده با سبب  
 گفت و سبب اثبات که در اثبات مجتهد وصول را امد سبب و نفی نکرد



حقیت الطبیعت را و آنچه گوید که اسب را مجاهدت بعثت دیگر گردانند بدانکه اندر  
اسب مفتی است مکتوم که اندر آن را مجاهدت بسبب است که تا ریاضت  
نیاید بدان معنی ظاهر نشود و الله عز و جل که آن معنی نیست هرگز اسب نگردد  
و اسب را با مجاهدت خود توان کرد و در خود را ریاضت اسب توان  
گردانید از آنچه این قلب بین باشد پس چون معنی را قلب تواند کرد اثبات  
آن اندر حق حال بود بدان پیر رومی الله عز و جل سبیل تستری مجاهدتی  
می رفت که وی ایشان آزاد کرد و در بین آن مجاهدت در اندک منقطع  
بود نه چون گروهی که مجاهدت آن را با بی صلاحت و سبب گردانیده اند  
و حال باشد که آنچه همه صلاحت می باید همه مجاهدت گردد و در  
جمله مر اهل بین تقه را مجاهدت و ریاضت مرود است با شتاقی و  
رضیت آن اندران آفت است پس اگر مجاهدت نفی می کرد نه مرودش بین  
مجاهدیت است که هرگاه از روی مجاهدت است و موجب تا شدن  
بافعال خود الله عز و جل در آن مجاهدت فعل در ص ۱۲۸۳ آمده بود و  
مشاهدت داشت حق تا داشت حق باشد فعل بنده نیست بگوید بهری  
از خود دل گرفت که چنین مشاکی خود کسی و فعل حق نمی یفتد  
که چنین معنی فعل خود گوی پس مجاهدت در توان فعل حق باشد الله  
ایشان بی اختیار ایشان که آن قهر و گدازش بود جمله نوازش بود  
و آن مجاهدت و طاعت فعل ایشان باشد الله ایشان باشد با اختیار ایشان  
و آن تشویش بود و پراگندگی و دل پراگنده اند آفت پراگنده بود  
پس تا توانی از فعل خود مجاهدت کن و الله هیچ صفت نفس را  
منالیت کن که وجود هستی تو حجاب نیست اگر بنی محجب بودی بنی  
دیگر بر غایتی چون کیفیت تو حجاب است تا یکت تا گردی شایسته در گروهی لاف انفس  
کلب باغ و جلد الکلب لا یطعم الا بلبق باغ و الله بحیات معروفست

ص ۲۸۲

که حسین بن منصور رومی الله علیه بگوید الله عز و جل محمد بن الحسین (علیه السلام) نازل  
کردند که در این مقام شوق رومی الله علیه بگوید الله عز و جل چون خبری شنید  
بزرگبوی شد حسین گفت یا ابراهیم اندرین چهل سال که تعلق بدین  
طریقت داری ازین معنی ترا چه چیز مسلم شده است گفت طریق توکل  
م مسلم شده است حسین گفت خبیثت حیرت که فی عملک باطاعت فایز القلاد  
فی التوحید عز الله عز و جل باطن ضایع کردی تا کما است الله توحید یعنی  
توکل مجاهدت است از صلاحت خود با خداوند و درستی باطن اعتماد کردن  
ا می و چون کسی عمری الله عز و جل صلاحت باطن کند عمری دیگر باید صلاحت الله  
صلاحت ظاهر که دو عمر ضایع کند در ص ۱۲۸۳ و عجز از حق بوی  
اثری نیافد باشد از شیخ ابو علی سیاه مردی رفته الله علیه حکایت کند  
که گفت من نفس را دریم بهودتی الله عز و جل صحت من که یکی موی  
دی را گرفته بود و دی را بمن داد من دی را به دوستی بستم  
و قصه حلاکت می کردم مرا گفت یا علی مزج که من بکر  
غلام تو را کم توانی کرد و از محمد طایف نسوی مدایت می آرند  
و دی را از کجای احباب پیچیده بود که من الله ابتدای حال که بافتنای  
نفس بجا گشته بودم و کین گاه سای دی بدانته از دی پیوسته سعدی  
الله عز و جل من بود مدتی چیزی چون رفاه به از گوی من بر آمد  
و حق تمامی مرا شنید گردانید دانستم که آن نفس مست می را بزرگ  
پای الله اندر هم هر گلی که بزرگ می بودم که بزرگ تر می شد  
گفتم ای خدا هر چیز ما بزرگم و مزج حلاکت شوند تو چرا زیادت  
می گردی گفت از آنچه آفرینش من بر باد گوی است و آنچه مزج چیزها  
بود راحت من بود و آنچه راحت چیزها بود مزج من بود و شیخ  
بد ایشان اشتیاقی که امام وقت بود رومی الله عز و جل گفت من روزی بمجاد

ص ۲۸۲

آمدن سگی برده دردم ... بجای خود ... پنداشتم ... الله ... احمد ... کرم ...  
 قصه ... سامان ... دی ... کرم ... دی ... پند ... الله ... ش ...  
 از ... انعام ... گمانی ... که ... امیر ... طلب ... و ... علم ... و ... است ... الله ... دی ... از  
 ابتدای حال ... نمود ... نشان ... داد ... که ... من ... او ... را ... بصورت ... دی ... و ... در ...  
 گفت ... که ... من ... او ... را ... بصورت ... موشی ... دیدم ... گفتم ... تو ... کیستی ... گفت ... من ... هلاک  
 در ... ۲۸۲ ... غلامم ... که ... دانی ... شتر ... و ... سوی ... انعام ... و ... نجات ... دوستان ... اگر ... من  
 با ... ایشان ... چاشنی ... که ... وجود ... من ... گفته ... است ... ایشان ... پاک ... خود ... مفرد ... شندی ...  
 با ... افعال ... خود ... حکایت ... که ... چون ... الله ... لغات ... دل ... و ... صفای ... سر ... و ... خود  
 دلالت ... و ... استقامت ... به ... حاجت ... خود ... گند ... کرمی ... از ... هوا ... ایشان ... پدید  
 آید ... و ... باز ... چون ... مرا ... بیند ... الله ... میان ... دو ... پهلوی ... خود ... همه ... عیب ... ایشان  
 پاک ... شود ... و ... این ... همه ... حکایات ... دلیل ... است ... که ... نفس ... عینی ... است ...  
 صفتی ... و ... دی ... در ... صفت ... است ... و ... با ... اوصاف ... دی ... ظاهر می ... بنیم ... و ... پند ...  
 من ... الله ... علیه ... و ... علم ... گفت ... احد ... عذرت ... نفس ... است ... بین ... جلیف ... دشمن ... تر  
 دشمن ... تو ... نفس ... تو ... است ... الله ... میان ... دو ... پهلوی ... تو ... پس ... چون ... معرفت ... نفس  
 حاصل ... آید ... دانستی ... که ... خود ... آن ... را ... برپا ... است ... توان ... کرد ... تا ... عمل  
 و ... ای ... دی ... نیست ... نگردد ... و ... چون ... شناخت ... دی ... درست ... شد ... طالب ... اگر ... ملک  
 باشد ... پاک ... نمود ... از ... بقای ... او ... الله ... دی ... لقا ... النفس ... طلب ... نجات ... و ... اسباب  
 انکب ... بعد ... انبیا ... مباح ... پس ... ماهدات ... نفس ... بر ... نهای ... اوصاف ... نفس ... را  
 بعد ... ن ... نای ... عین ... او ... را ... و ... شنج ... را ... رضی ... الله ... عنهم ... اندرون ... معنی ... سخن  
 پیدا ... است ... تا ... مر ... خوف ... تعلیل ... کتاب ... را ... بدین ... مقدار ... کفایت ... کرم ... اکنون  
 سخن ... احمد ... حقیقت ... هوئی ... و ... ترک ... شصت ... گویم ... ان ... شاهد ... الله ... تعالی ... موث  
 و ... جل ...

ص ۲۸۲

الکلام فی حقیقه الهوی

بدان ... اولیک ... الله ... که ... هوا ... جرات ... است ... از ... اوصاف ... نفس ... و ... عزیزیک ... گروهی ...  
 جرات ... است ... از ... ادوات ... طبع ... که ... متصرف ... و ... بر ... نفس ... است ... چنانکه ... قتل ... از ... روح  
 و ... هر ... ۲۸۳ ... ندی ... که ... الله ... طبع ... خود ... از ... قتل ... قوی ... باشد ... نفس ... و ...  
 مر ... نفس ... را ... که ... از ... طایفه ... نفس ... باشد ... نفس ... پس ... نفس ... روح ... نفس ... و ...  
 بود ... و ... نفس ... نفس ... می ... قوت ... به ... پیوسته ... هر ... نفس ... و ... قوی ... باشد ... الله  
 قتل ... و ... یکی ... از ... هوا ... الله ... اگر ... نتایج ... دعوت ... قتل ... باشد ... باین ... رسد ... و ... اگر  
 نتایج ... دعوت ... صفای ... بعد ... بضاعت ... کردن ... الله ... جان ... هوا ... مجاب ... و ... افعال ... باشد ...  
 رفت ... گاه ... مرده ... از ... محل ... اراضی ... طایفان ... و ... الله ... است ... بنده ... بخلاف ... آن  
 و ... منی ... از ... انکاب ... آن ... لا ... من ... دیکما ... ملک ... و ... من ... خالق ... ملک ... چنانکه  
 ندای ... جز ... جل ... گفت ... و ... اما ... حق ... عاقبت ... تقارن ... تقارن ... و ... نفس ... علیه ... القوی ... و  
 پیغامبر ... گفت ... من ... الله ... علیه ... و ... علم ... دعوت ... ما ... اخذت ... علی ... اتمق ... اتباع ... الهوی ... و ... طول  
 الاملا ... و ... از ... این ... جاس ... یعنی ... را ... عین ... می ... آید ... الله ... تفسیر ... قول ... ندای ... تعالی  
 اکتفیت ... می ... الله ... و ... الله ... هوای ... ای ... الهوی ... الله ... معبود ... دل ... بدان ... که ... بدن ... حق  
 صفای ... دی ... محمود ... دی ... است ... و ... ای ... همه ... است ... دی ... هر ... و ... شرب ... طلب ... رضای  
 صفای ... و ... است ... و ... صوا ... همه ... بر ... دو ... قسم ... است ... یکی ... صفای ... لذت ... و ... شحوت  
 و ... دیگر ... صفای ... جاه ... خلق ... به ... ریاست ... اگر ... نتایج ... صفای ... لذت ... باشد ... الله  
 خرابات ... نمود ... و ... خلق ... از ... قوت ... دی ... این ... باشد ... اما ... اگر ... نتایج ... صفای ... جاه ... و  
 ریاست ... بود ... الله ... مواج ... و ... بود ... باشد ... و ... تقوی ... خلق ... باشد ... که ... خود ... از  
 راه ... افتاده ... باشد ... و ... خلق ... را ... نیز ... بضاعت ... دانی ... بود ... فتوح ... یا ... الله ... من ... متابعت  
 الهوی ... پس ... آن ... را ... که ... کل ... حرکت ... هوا ... باشد ... (ص ۲۸۴) ... متابعت ... آن ... دی  
 را ... رضا ... باشد ... دور ... باشد ... از ... حق ... اگرچه ... بر ... هوا ... باشد ... و ... باز ... اگر

ص ۲۸۵

ص ۲۸۶

















بود از حال خود در باقی مشاهده حق ممکن نگردد بجز اندامی که از خود  
خبر دهد یا در آن خبر باشد زیرا که خبر بدهنده از حال خود باشد چون  
احوال قانی شد وی را از خود خبر دادن درست نیاید و با غیر حق کدام  
نیاید که از حال خود خبر دهد از آنچه خبر کردن از حال حبیب کشف ستر  
حبیب باشد کشف ستر حبیب بجز غیر حبیب از حال باشد زیرا که چون اند  
مشاهده باشد در مشاهدت رؤیت غیر محال باشد و چون رؤیت غیر نباشد قریب یا غیاب  
پس چگونه ممکن باشد و بنید کشف رضی الله عنده لا یکنون فی الموت  
لأن الموت تنقلب مکروه یحل فی المستقبل و انتظار محبوب یقتضی فی المسائت  
و الذی یقتضی یمنی له وقت مستقبل فیضات شیئا کما لا یخوف له فی  
بجمله له (ص ۲۹۹) لأن الرجاء انتظار محبوب یحصل او مکروه یکشف و  
ذلك فی الشائی من الوقت و کذلك لا یمنی لاق الحزن من حرفة الوقت  
من کان فی ضیاع الحیاة و کدنة الموانعة فان یکن له حزن قال الله تعالى  
لَا اِنَّ اُولَیْئَکَ اللهُ لَا یَحْتَفِ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ و مراد ازین قول  
اینست که گفت روی را حزن نباشد از آنچه حزن از حوس چیزی  
باشد که از آن کمال آن بر دل کراحت بود و در آن حال غم و غمائی و یا  
در محبوی می ترسد که آن در وقت رفت شود که اندام حال با نیست  
و دل را مر وقت خود در آن وقت نباشد که اذن بفرستد و  
چنانکه خدا فوت نمود و بها هم نمود از اگر بها امید محبوی باشد  
که بود برسد اندام ثانی حال سو یا مکروهی از وی دفع شود  
و آن اندام نباشدش از آنچه اندام از کدورت که وقت بود پس اگر  
اندام حکیمه رضا بود و در اندام موافقت اندام در آن حال باشد  
و اتم بطل چنان صورت بدهد اندامی نقل که بپوشد فوت و از بها  
نباشد از حزن و از بهای آن اندام باشد و این هم نباشد که

ص ۲۹۹

این از تا دیدن غیب بود و اعراض کردن از وقت و این صفت  
آن باشد که رؤیت بشارت نشان باشد و با نام این صفت بود فوت و  
بها از این و چون بود حبیب از حای نفس باز برگردد چون آن قانی  
شد بها بدهد در صفت کشف و چون برضا گردد احوال را مستقیم  
شد اندام رؤیت عقل و از احوال اعراض بپذیرد و آنجا که در وقت و ص ۳۰۰  
طریقت بر دل کشف گشت و معنی آن بر سر ظاهر شد و از  
نشان منزلی گوید روح الله علیه السلام قد یکون مشهودا و الا یکون مضبوطا  
ولی مشهور باشد از این میان خلق آثار حقون نباشد و دیگری گوید باشد  
یکون مستوحا و الا یکون مشهودا ولی مستوحا باشد و مشهور نباشد و این  
که احتیاج کرده این شمر می روی بیان بود که از اندام شمرگی وی گفته  
بود پس از این نشان گفت بدانند که وی شمر می باشد اما شمرگی  
وی بی گفته باشد از آنچه گفته اند که کتب بود چون دل و در ولایت  
خود صادق بود و در کاذب اسم ولایت واقع نشود و در اظهار  
کرامت در دوست کاذب محال باشد باید که گفته اند تا روزگار روی  
ساقط بود و این در دل بدان اختلاف باز گردد تا وی خود  
را نباشد که وی دل نباشد اگر نباشد مشهور بود و اگر نباشد  
مقتون و الشرح لذلك لا نظیر و اندام حکایات یافتیم که در اجماع  
رضی الله عنه هر وی ما گفت خواهی تا از اولی نباشی و الا اولیای  
خدا می گفت علی او اجماع گفت لا ترغب فی نبشی من بلدنا و لا کدنة  
و فترغ نفسك لله و اقبل بوجهک علیه بدینا و عقبی رغبت کن  
بدینا اعراض کردن بود از معنی چیزی باقی و چون از اعراض بپذیری قانی قانی تا  
شود و اعراض نیست گردد و اعراض بپذیری قانی قانی تا

ص ۳۰۰





اتفاق هر سر اینها را بر مهور است باقیض عادت و اندر اصل اجاز  
 بر تمامی اند اما اندر درجات تفصیل یکی را بر یکی هست و چون را  
 باشد تسوئ افعال باقیض عادت را بر یکدیگر فضل بود چرا  
 روا نباشد که این در چیز کرامت بود فعل باقیض عادت در اینجا از  
 ایشان باطل تر باشد چون آنها فضل باقیض عادت علت تفصیل و تخصیص  
 ایشان گردد با یکدیگر رضا نیز فضل باقیض عادت علت تخصیص ولی  
 نگردد بر شیئی ممان نگردد با ایشان و اگر این دلیل خود را  
 معلوم کند اندر عقلا این شجاعت از دلش بر نیود و اگر یکی را  
 صورت چینی باشد که اگر وی را کرامت باقیض عادت بود وی دوی  
 بزرگ کند این صلی باشد اندر شرط ولایت صدق قول باشد و دوی  
 بجات معنی کذب باشد و کاذب وی باشد و اگر وی دوی  
 بروت کند آن قدر باشد اندر مجزه و این کفر بود و کرامت بود  
 مومن صلی را در این ۳۰۴ باشد و کذب جمعیت بود و طاعت و چون  
 چنین باشد که کرامت وی موافق اثبات حجت نبی باشد و بطعن کردن  
 هیچ شجاعت نیفتد ایمان کرامت و مجزه زیرا که پیغمبر صلی الله علیه  
 و سلم با اثبات مجزه بروت خود اثبات می کند وی کرامت هم بروت  
 وی اثبات می کند و علم ولایت خود پس این صادق اندر ولایت همان  
 گوید که آن صادق اندر بروت و کرامت وی عین اجاز نبی باشد  
 و مومن را در ولایت کرامت وی ولایت ایشان باشد بصدق نبی و  
 شبه اندر اندر خود و دعوت ایشان متضاد نیست تا یکی را یکی با نفی  
 کند که دوی یکی ببینی بر همان دوی دیگر است چنانکه اندر شریعت چون  
 گرد می آید در اندر دوی متفق باشد چون حجت یکی ثابت شود  
 حجت وی حجت دیگران باشد بکم اتفاق نشان در دوی و چون دوی

ص ۳۰۴

متضاد بود آنچه حجت یکی حجت دیگران نباشد پس چو دوی نبی بود  
 بعثت نبوت برالات مجزه و وی دوی را معتقد دارد اندر دوی دوی  
 اثبات شجاعت اندرین عمل حال باشد و الله اعلم بالصواب

### الکلام فی الفرق بین المعجزة والکرامه

و چون درست شد که بر دست کاذب مجزه و کرامت حال بود لا  
 حال رقی ظاهر تر باید تا چرا معلوم و روشن شود و اگر شرط مجزوات  
 اعمد است و اذن کرامات کتمان اندر مجزه مجزه بهتر باشد گردد و  
 کرامت خاص بر صاحب کرامت را بود و نیز صاحب مجزه قطع کند  
 که این بین چهار است و وی قطع تواند کرد که این کرامات است یا  
 استدرج ص ۳۰۵ و نیز صاحب مجزه اندر شرح تفاوت کند و اندر ترتیب  
 آن نفی و اثبات استدرج کند بقول خدای تعالی صاحب کرامت را اندرین مجزه  
 تسلیم و قبول احکام دوی نیست اندر هیچ وجه کرامت وی مر حکم شرع نبی را  
 منادات کند و اگر کسی گوید که چون گفتی که مجزه باقیض عادت است و دلیل  
 صدق نبی و چون هنر آن مجزه بر نمی آید داری این منکر گردد و بین  
 حجت تمام بر اثبات مجزه اثبات کرامت باطلی کند گوئیم این امر در خلاف  
 صورت تست که بر ترا اعتقاد گشت است اندر چهار عادت خلق را  
 باقیض است چون کرامت وی بین مجزه نبی بود و همان برهان نباید که مجزه  
 نبی بود پس اجاز مر اجاز را باقیض کند ندیدی که چون خیب را بکند  
 کاران بر دایر کردند رسول صلی الله علیه و سلم بدین بود اندر مسدود نشد وی  
 را می دید و صاحب می گفت آنچه با وی کردند خدای عز و جل مجاب  
 از چشم وی نیز بر داشت تا وی پیغمبر را صلی الله علیه و سلم دید و بر  
 وی سلام گفت و خداوند تعالی سلام وی بگوش پیغمبر رسانید و مجاب پیغمبر

ص ۳۰۵



دی که ما را بشناسد و در دنیا کند تا روی او بچهره گفت پس اگر پیغمبر می  
 بود و این را از اندیشه او می گفت بود و علی بود باقی عادت و معجزه را  
 آنچه دی پیغمبر می شد و علم را بدید از کرامت دی بود از آنچه بدید  
 غیب اتفاق باقی عادت بود پس هیچ فرق نبود میان غیب تکان و غیب  
 دی ۲۳۷ مکان چه کرامت غیب اندر حال غیب مکان از پیغمبر می شد  
 و علم و چه کرامت مآثران اندر حال غیب زمان از دی و این را  
 بدید و در میان واضح بود احتمال معافه کرامت را از آنچه  
 کرامت بود و حال تعذیب صاحب شکر و شکر از آنچه بر دست من  
 مصدق مطلق پیدا نیاید از آنچه کرامت است است معجزه پیغمبران است  
 از آنچه شریعت دی باقی است ای ۳ عبت دی نیز باقی بود پس  
 اولیا گاهاندر بر صدق و رالت بر دل و روا باشد که بر دست بی گاه  
 کرامتی ظاهر شود و اندین معنی حکایتی کرد از ابراهیم خواص رتبه الله  
 علیه و آن سخن اندر خود بود این ما ابراهیم گفت من بیادیم  
 خود را در تخم بر بزرگم و عادت بود چون هیچی ابراهیم می از گوش  
 بر خاست و از من صحبت خواست اندر دی نگاه کردم از دیدن  
 دی زبوی به دل من یاد آمد گفتم ای چه شاید بود مرا گفت یا ابراهیم  
 رنج دل مشو که من یکی از نصاری ام و مایان ایشان که از قسمی  
 بلاد هم آمده ام امید صحبت با تو گفتم چون دانستم که بیگانه است  
 دم به آمد و طریق صحبت و گذاردن حق دی بر من آسان تر  
 گشت گفتم یا صاحب نصاری یا من طعام و شرب نیست و ترسم  
 که ترا اندین باری هیچ رسد گفت یا ابراهیم چنین بانگ تو  
 اندر عالم و آن هنوز اندو طعام می خوردی گفتا که بجز داشتم  
 اندک از آن دی به پیش از آن که در آنجا بودم و آنرا اندر دی خود

ص ۳۰۱

ص ۳۰۷

دی ۲۳۷ چه با دست چون هفت رتبه بود و تقیم گفتی تا به این رسید  
 دی ایستاد و گفت یا ابراهیم چنین طبل تو اندر گرد جهان می زند بیاد  
 تا چه داری از گشتی ها بدین درگاه که مرا عادت نماید از گشتی  
 گفتا من سر بر زمین نهادم و گفتم یا خدا مرا در پیش این کفر رسوا  
 گردان که می روا باشد پس ای گاهی من سخن بگو است چه باشد که خلق  
 کفری به من دنا کنی گفتا چون سر بر آوردم بطی دیم در قوس و  
 در کاسد شریعت آب بران نهاده آن بخوردم و از آنجا بر تقیم چون هفت روز  
 دیگر به آمد با خود گفتم که من این را روا می دانم که خود  
 بیدار باشم از آنکه دی چیزی دیگر اصل امکان کند و این معجزه کند  
 گفتم یا صاحب نصاری بید که امروز نوبت نیست تا چه داری از شرف  
 بجا آمدن دی و آنکه من از این معجزه چیزی بگویم لطیفی به دی که  
 چهار قوس و چهار کاسد شریعت آب بران دی نهاده من از آنجا هفت  
 شب داشتم و رنجت ملا فیم و بعد از آنکه بود در شرف و در  
 خود گفتم که من اندین خورم که این از برای کفری پدیدار آمد است  
 و به هوش دی باشد من این کاسد خورم با این گفتم یا ابراهیم  
 گفتم خورم گفتا چه طقت گفتم از آنجا تر از اهل نبی و این  
 از من حال تو نیست و من اندر کار تو متعجبم اگر این  
 را به کرامت عمل گفتم بر کافر کرامت روا باشد و اگر گویم  
 تشریف است و آنکه من می خواهم صحبت با تو داشته باشم می گفتی یا ابراهیم  
 خود را می دانم و به شریعت خود تمسک می دهم و چیزی یکی با تمام من از ایشان  
 لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله و لا اله الا الله  
 بزرگ حق عز و جل خطری بزرگ است گفتم چرا گفت از آنکه ما  
 ما این به پیش هیچ چیز نباشد پس ای خدا شرم تو بر همه زمین

ص ۳۰۸

تعلیم گفتیم بار خدایا اگر دین محمد حق است و پیغمبر او است تو مرا  
 دو قرص ده که کاسه شربت آب ده و اگر ابراهیم قراض دلی است  
 مرا دو قرص ده که کاسه شربت آب ده و چون سر بر آوردم این  
 طبیب حاضر کرده بخندد ابراهیم از این بخند و آن عارف صاحب یکی  
 از درگان دین شد و این سخن بین منزه نبی باشد موصول بکرامت  
 ولی در این شکت تا درست است که اندر غیبت نبی غیر او برهان  
 نهد و اندر حضور دلی مر غیر دلی را از کرامت دلی نقیصی نباشد  
 و محتمل است منتفی ولایت بجز مبتدای نبوت نباشد و این مزاحمت از  
 کتب آن بود باین معنی فزون پس ابراهیم هم صدق نبی اثبات کرد  
 و آن دیگر هم صدق نبوت می طلبد و هم حق ولایت بخاندن الهی  
 باین ولایت ادلی مقصود می حاصل کرد و این فرقی ظاهر است  
 میان کرامات و افعال و ادعیه معنی سخن پیدا است و این کتاب  
 بیش ازین محل بکند و افعال کرامات بر اولیا کرامت دیگر بود و شرط  
 آن کمال است و افعال بکمال شیخ می گفت که اگر دلی ولایت  
 ظاهر کند و همان دعوی کند امر محتمل باشد و این بیان مودود (ص ۳۰۹)  
 آنرا شکست دلی با افعال آن دعوت باشد و الله اعلم بالصواب

ص ۳۰۹

الکلام فی التمارین المعجزة علی ید من یدعی الالهیة

تلقین کرده و از شاخ این طایفه و جود اهل سنت و جماعت برادر و  
 باشد فعلی ناقض عادت باشد معجود و کرامت پیدا آید بر دست کافری که  
 افعال شکیست و بطور آن منتقل باشد و کس تا اندر کذب دلی شکست  
 نباشد و آن فعل بکذب دلی ناقض عادت و این چنان باشد که فزون  
 چهار صد عمل هر یک که از ما اندکان بیان میجای بود و آن آب

از پس دی بیاید بر شوی و چون بایستادی آب بایستادی و چون برقی  
 آب برقی یا برین عمل اندر دوی دی نر فاندن را شست و بایستادی که دی  
 دوی بایستی کردی و مشغول از هر هفتا که خداوند عز و جل مجسم در کتب نیست  
 و اگر چنین افعال بود اندر این بسیار دیگر دعوی که بر دی پدید آید کسی حاضر  
 یا بر کتب دوی دی شک بخوردی و آنچه از خداوند صاحب ارم و از  
 فرد و رعایت آید ازین جنس هم برین تقدیر کند و باشد این جنس صادق  
 و از خبر داده است که اندر تخریر الزمان افعال بیرون خواهد آمد و دوی  
 خدای خواهد کرد و در که یکی بر راست و یکی بر چپ دی ی رود  
 این چنانکه به راست و چپ دی گاه نیم باشد و از آنکه به چپ و چپ  
 عقوبت و عذاب و خلق را بخورد دعوت کند و آنکه به چپ و چپ عقوبت  
 کند و خداوند بسبب خلقت دی خلق را می داند ص ۳۱۰ و زنده  
 می کند و اندر عالم بر این مطلق گسترانده باشد و اگر بجای آن صد  
 پندار از افعال ناقض عادت بر دی پدید آید فاضل را در کتب  
 دی هیچ شکست بخند که فاضل را بصورت معلوم بود که ندی بر  
 نر نشیند و متغیر و متون و که نباشد و این معانی را کتب  
 استدلال باشد و نیز پیدا باشد که بر دست می بران که کاذب  
 بود فعلی پدید آید ناقض عادت که آن دلیل کتب دی بود چنانکه  
 بر دست صادق علامت صدق دی بود یا پیدا باشد که فعلی پدید  
 آید که اندکان کسی به دست افتد و چون نبات شکیست جایز  
 باشد کاذب را اندر صادق و صادق را اندر کاذب یا از کاذب بتوان شناخت  
 آنگاه طالب داند که کرا تصدیق باید کرد و کرا تکذیب باید کرد  
 و آنگاه حکم نبوت برین سبب بحقیقت اعلی شود و روا باشد که بر  
 دست تدلی ولایت چیزی از جنس کرامت پدید آید که دی اندر دین

ص ۳۱۰









تا گوید یا صفاء و یا بیضا و غری غیره را ندانند و ما را هم چنین خبر  
 ما فرمود که من بشما منور گزیدم و آنچه من آفت شما بیدم ام پس اگر  
 آفت دی بیند بر آن ما مثل حجاب بپوشیم و ترک آن بگیرد ثواب  
 آنرا بپوشد و آن را که بپوشد چون کلوخ بود بزرگ کلوخ گشتی و دست  
 نیاید بپوشد که چون آفتاب صاحب بپوشد بپوشد و در کلوخ و کلوخ  
 و ترو بزرگ یک من همه یکی است و در کلوخ بپوشد و در کلوخ صاحب  
 ص ۲۱۶ ص بود آفت قبض دنیا بپوشد و ثواب روش ص ۳۱۶ ص ما معلوم  
 شد است اذان برداشت تا پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت چنان را چه  
 از گذشتی گفت خدا و رسول خدا و او بکر درانی تزدی و خدا  
 علیه و سلم گفت که در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 بکر و حقایق بود و ترانهای خواهم و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 آن بیان نموده در دید درستی سبز و چشم آب روان و یکی  
 بر آن تخت نشسته و در لباس خوب پوشیده و چون محمد بن علی بزرگوار  
 دی شد و دی و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 شد و دی و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 محمد بن علی بزرگوار و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 اذان فیم کردیم و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 را گفت و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 من را گفت و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 بود گفت آن را که در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 گفت و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 گفت و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ

گفت یا ابا بکر ترا کار بریدن بود نه با پریدن و با چوکی و  
 این علامت تختی است باشد در اذان سکر اکنون این را مختصر کردیم  
 که اگر بتفصیل این مشغول شوم و اخوات این را شرح دهم کتاب  
 ص ۳۱۷ ص معطل شود و از مقصود باز مانم پس بعضی از دلایل  
 که تعلق آن کتاب است بذكر کرامات و حکایات ایشان موصول گردانم  
 و بخواند این را در بیان کرامات ایشان باشد و علامت را در کلوخ و در کلوخ  
 را نکات و علامت را زیادت یقین و رفع شکست گردد و ان شاء  
 الله تعالی و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ

الکلام فی ذکر کرامات

بدانکه در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 آن معلوم شد باید که در دلایل کتابی نیز ترا معلوم شود و آنچه  
 از کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ و در کلوخ  
 افعال ناقص عادات بر دست اهل ولایت ناطق است و انکار آن  
 بعد انکار حکم نصوص باشد اذان بعد یکی آنکه خداوند عز و جل  
 الله نقل کتاب ما را خبر داد و خلقتنا علیک و الفکر و انزلنا علیک  
 القرآن و استلوی بر پیوسته بر سر ایشان سایه داشتی و من و سوی  
 هر شی تا در پدید آمدی اگر کسی گوید از مکران که این مجوز  
 موسی علیه السلام بود ما نیز گوئیم که در اذان کرامات اولیای  
 همه مجوز محمد است صلی الله علیه و سلم و اگر گوید که این کرامات  
 در نسبت است فاجب نکند که مجوز وی باشد و آن اند وقت  
 موسی بود گوئیم که چون موسی علیه السلام از ایشان غایب شد و بطور  
 رختان حکم شاهی می بود پس چه قیمت از آن نحوه چه قیمت از آن





بجای خودی خواندی اباها کردی تا وقتی بحال بود و سبقت دینا بود فرستادم  
 یک شب که من خلوت گفتم چون نزدیک من آمد کسی گفت ای اباها که  
 از خدای تعالی دست از دی داشتی و در بودی بگذاشتی بار خدایا  
 اگر من اندرین سخن راست گویم یا نه از فرقی فرست پیغامبر گفت منی شد علیه  
 وسلم که آن سنگ یک چینه‌نی دیگر کرد و آن گاه شکافت لیاده شد آقا هنوز  
 از آن بیرون نمی توانستند شدن و دیگری گفت مرا گوی موددانان بودند که می  
 کردند چون تمام شد هر مود خود بستند یکی از ایشان ناپدید شد من از مرد  
 دی گوسفندی خیریم سال دیگر دو شد و دیگر سال چهار شد هر سال همین  
 نیاده می شد چنان سالی چند بر آمد که مال عظیمی را فراهم آمد آن مرد  
 مردار بیاد که وقتی بهای تو گفتم که ام با داری اکنون در آن  
 مرا حاجت است گفتند ما بود آن هر گوسفندان مال نیست گفت ما نفوس می  
 داری گفت نه راست می گویم آن هر مال فرا دی دادم تا بهر دو گشت  
 در ۱۲۱۱ بار خدایا اگر من اندرین راست گویم مرا فرقی فرست پیغامبر  
 گفت منی شد علیه وسلم آن گاه سنگ از در غار فراتر شد تا هر سه  
 تن بیرون آمدند و این فعل هم ناقص عادت بود و معروف است از  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم حدیث برزخ راهب و ابو هریره راوی است  
 که پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم که بخوردگی اندر گاهواں کس سخن نگفت  
 آقا سر کس یکی بیسی علیه السلام و شایا هر خود می دارند و دیگر اند  
 نبی اسرائیل راهبی بود برزخ نام مرد مجتهد بود و مادر مستوره داشت  
 مدنی بدین پسر بیاد وی اندر غار بود در موسم بکشد و دیگر مدد بیاد  
 چنانی و سوم مدد دیگر و چهارم چنان اندیش گفت یا رب رسد  
 گمان پسر مرا و بحق من بگیرش و اندران زمانه می زنی فاشه بود  
 گفت مرا گوی ما که من برزخ را از راه برسم پیغمبر دی شد برزخ

ص ۳۱۱

بعد اتفاقات کرد تا ثانی اندر راه صحت کرد و حاضر شد چون بشهر آمد گفت  
 این امر برزخ است و چون به آنجا رسید مودان قصد مود برزخ کردند و وی  
 به سرای سلطان آوردند برزخ گفت ای قلم پد تو کیست گفت یا برزخ  
 نامم بر تو مدبر می گوید پد من ثانی است دیگر زنی کوکی داشت و به  
 در صوای خود نشسته بود و صوای دیگر بود و دیگر عیال به گزشت زن گفت  
 یا رب آه این پسر مرا چون این مودان گردان کودک گفت یا رب مرا  
 چنان گردان چون زانی بر آید زنی بنامم بر گزشت زن گفت یا رب  
 تو این پسر مرا چون این زن گردان این کودک گفت یا رب مرا چون این  
 زن گردان در ۱۲۱۱ اور متعجب شد و گفت این چرا می گوی ای پسر گفت  
 ادا می این مود جلدی است لا چاره و این زن مود را خلق مود  
 را بد می گوید و او را نداند و من فراهم که از جندان باشیم و خواهم  
 که از مودان باشم و دیگر معروف است حدیث دایره کیوک عمر خطاب رضی  
 الله عنه که مدنی بزرگ پیغمبر صلی الله علیه و سلم آمد و به دی  
 سوم گفت پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم یا زایده چه نزدیک من در  
 دیر می آئی تو مرقه در می ترا دوست می دادم گفت یا رسول الله  
 امروز با عیالی آمدم ام گفت آن چه پیوسته است گفت با عیال من بطیب  
 حیرم رفتم چون حیرم شد بستم به سنگی بخادم تا بر گیم ساری مدیم  
 که از آسمان به زمین آمد و بر من سلام گفت و گفت خود را  
 از من سلام گوی که دروان خازن بهشت گفت که بشارت مرا ترا که  
 بهشت را بر آسمان تو سه قسمت کردند گروهی بی حساب بود اندر شوند  
 و گروهی را بی حساب آسمان کنند و گروهی را بشمارت تو بخشند این  
 گفت و قصد آسمان کرد و از میان آسمان و زمین سخن اتفاقات کرد و  
 مرا یافت که آن حیرم را بر نمی توانستم داشتن گفت یا زایده حیرم

ص ۳۱۲











تقدم که درده کرده ام بیارم اندرین کتاب بتای انشاء الله تعالی و در  
 هر دو گروه که منی اسلام موافق اند آمد نفی تخصیص انبیا  
 این گروه با برآمد و هر که منی تخصیص دنیا را اعتقاد کند کافر شود  
 در ۱۳۲۰ پس انبیا صلوات الله و سلامه علیهم جایانند و ائمه و اولیا متابعان  
 ایشان باحسان و حال بود که مأموم از امام فاضل تر بود و در حد پدر اگر  
 احوال و انفس تلاشی نماید معذگار بود اولیا را اندر حجت یک قدم صدق  
 نبی دردی و متبادر کنی آن همه احوال و انفس تلاشی نماید از آنچه اولیا ی  
 طلبند و می نمود و ایشان دیده اند و یافته و بفران دعوت باز آمده و قوی  
 را می دهند و اگر کسی گوید انبیاء کما دلتهم انهم الله که اندر عادت  
 چنین رفت است که چون رسولی کسی آید از یکی باید که بسوخت باید فاضل  
 تر از وی باشد چنانکه پیغمبران صلوات الله میسم از جرئیل فاضل تر اند و این  
 مرتبت است مرا ایشان با خطاست گریم اگر یکی رسولی فرستد بیک کسی باید  
 تا منزل آید از وی فاضل تر باشد چنانکه جرئیل نزدیک یکان یکان از  
 رسل فرستاد و ایشان هر یک از وی فاضل تر بوده اند تا چون رسول  
 بکامی و قوی باشد لا محاله رسول فاضل تر از آن قوم باشد چنانکه  
 پیغمبران از امم و اندرین هیچ فاضل را بکم حادثه اشکال نیفتد پس  
 یک نفس انبیا فاضل تر از همه روزگار اولیا از آنچه چون اولیا اند  
 عادت و مرتبت بنصایت دارند از مشاهده خبر دهند و از محاسبه بشوشت  
 غلامی شوند هر چند که منی بشر باشند و باز رسول در اول قدم  
 اند مشاهده باشد چون هدایت رسول نصایت ولایت دلی بود این با ما  
 آن تقاس قرآن کرد و منی که هر طایف حق از اولیا متفق اند که تمام  
 در ۱۳۲۱ جمیع اندر تقابل کمال ولایت بود و صوبت این چنان بود که بنده  
 در جنتی رسد از قبله دینی که محفلش اندر نظر فعل مغلوب گردد و بشوق

ص ۳۲۰

ص ۳۲۱

فعل کل عالم را همان او دانند و آن بینند چنانکه ابو علی مددباری  
 روى الله علیه گوید و ثالث عذابا نذیقه ما عندنا و اگر دیدار از ما تزیل  
 شود اسم بودیت از ما مایه شود که انشوت جهات بود دیدار از یندیم  
 و این صفاتی را انبیا را هدایت حال باشد که اندر روزگار ایشان تفرق  
 صورت نگردد و نفی و اثبات و مسلک و متعلق و انبیا و اراض و  
 هدایت و نصایت ایشان همه اندر منی جمع باشد چنانکه اندر هدایت حال ابراهیم  
 صلوات الله و سلامه علیه که چون آفتاب را دید گفت لطفاً ربی و ما و ستاره  
 را دید گفت لطفاً ربی اندر غیبه حق بودش و اجتماع وی اندر منی جمع  
 پس غیر می نماید چون همه برید جمع دیدار بین دیدار از دیدار خود تیزتر کرد  
 و گفت که لا اُحِبُّ الاَولَیَیَیَهِ اَیُّهَا النَّبِیُّ و انحصار جمع تا لا جرم ولایت را  
 هدایت و نصایت است و دعوت را نصیحت تا بودند نبی بودند و تا باشند  
 نبی باشند و پیش از آنکه موجود بوده اند اندر معلوم و معلوم حق تعالی  
 همان بود و از بر یزید رضی الله عنه پرسیدند که چگونه اندر حال دنیا  
 گفت میمات ما ما اندر ایشان هیچ تعریف نیست هر چه اندر ایشان صورت  
 کنیم ای همه ما باشیم ذق تبارک و تعالی اثبات و نفی ایشان  
 اند در حقیقته محاده است که دیده خلق بدان زهد پس چنانکه مرتبت اولیا  
 از اصداک خلق تعالی است در ۱۳۲۲ مرتبت انبیا از تعریف انبیا همان  
 است و از یزید رضی الله عنه حجت معذگار بوده است وی گوید ما  
 صورت ای الوحدانیة فصرت طیلاً جسمه من الاصلیة و جلوه من الادیومیة  
 فلهذا انبلی الطیور فی حواء المعیة حتی الی حواء الشجریة ثم اشرقت علی مبدان  
 الادیومیة و طلت شجر الادیومیة فطهرت فطهرت ان هذا كله حد غیبه که منی ما  
 ما باسان ما بودند و هیچ چیز نگاه نکرد و بشت و مدخ دی ما نمودن هیچ چیز اتفاقات  
 نکرد و از کلمات و حجب برگذاشتند نصرت طهر مرغی گشتم جسم آن از هدایت بود و ال و انش

ص ۳۲۱

از درایت می پریم پیوسته در صدد هوش تا بر هوا نیز گردد کرد تا بر میدان ازلیت  
مشغول شدم و درخت احدیت را اندکان پریم چون نگاه کردم آن همه  
من بدم گفتم یا خدا یا منی مرا بتو سپارم و از خودی خود را  
گذاشته و ما چه باید کردن فرمان آمد که یا با یزید خلاص تو از قوی  
تو اندر متابعت دوست ما است دیدم را بجاک تقدم دی احوال کن  
و بر متابعت دی مدامت کن و این حکایت دراز است و این را اهل  
طریقت مصلح با یزید خوانند و مصلح چهارت بود از قرب پس مصلح  
انیا از روی انکار بود بشخص و جسد و از این ادب از روی همت  
و اسرار و تن پیغمبران بعضا و پاکیزگی و قربت چون دل ادبیا باشد و  
سز ایشان بود این فضل ظاهر است و آن چنان بود که ولی ما اندر  
حال خود مطلوب گردانند (ص ۳۳۳) تا مست گردد آن گاه بدرجات ستر دی  
ما از دی غایب می گردانند و بقرب حق می آسایند و چون بحال صوم  
باز آید از جمله براین دو دوش صورت گشته بود علم آن مرد را  
حاصل گشته بود پس فرق بسیار بود میان کسی که شخص دی را آنجا برسد که  
گفت دیگری را و الله اعلم بالصواب

### الکلام فی تفضیل الانبیاء و الاولیاء علی الملائکه

بدانکه اتفاق اهل سنت و جماعت و جمیع مشایخ طریقت انبیا و ائمه  
که محفوظند از ادبیا فاضل تر اند از فرشتگان بخلاف معتزله که ایشان  
ملیک را فاضل تر از انبیا گویند و گویند که ایشان برتبت رفیع ترند و  
بخلقت لطیف ترند و مرتقی تعالی را مطیع ترند باید تا فاضل تر باشد  
گوئیم که حقیقت این خلاف صورت ثنائست که تن مطیع و زینت رفیع و خلقت  
لطیف مرتقی فضل حق را خلقت نباشد فضل آن را باشد که حق تعالی

خداوند باشد و این جمله که می گویند مرتقی پس ما خود را با اتفاق ملعون  
خندول گشت پس فضل مرتقی را بود که خداوند عز و جل دی را فضل  
خدا و از خلق برگزید و دلیل بر فضل انبیا آنکه خداوند تعالی ملائکه را  
بفرمود تا آدم را سجده کردند و این مقرر است که حال سجده را عالی تر  
از حال مباحث بود و اگر گویند که خداوند کعبه منی و عبادی است و چون  
از دی فاضل ترست و او را سجده می کنند پس خدا باشد که ملائکه  
فاضل تر از آدم باشد اگرچه دی را سجده کردند گوئیم هیچ کس نمگوید که  
مرتقی خدا یا محراب یا دیوار را سجده می کند الا همه گویند الا  
(ص ۳۳۳) که خدای را سجده می کنند و همه گویند که ملائکه آدم را  
سجده کردند بر موافقت کلام خداوند که چون ذکر سجده ملائکه کرد گفت *انما یذکر*  
ما فرمودیم ملائکه را و گفتیم تا آدم را سجده کنند و چون ذکر سجده مرتقی  
کرد گفت *انما یذکر و انما یذکر و انما یذکر و انما یذکر* خداوند را سجده  
کنند و بندی دی را بیان اندر بندید پس خانه و چون آدم بوده باشد که  
مسافر چون خواهد که بر پشت ستور خداوند را ببرد اگر روی دی  
جماد باشد معذور باشد و منعی جلد اگر دلایل قبل اندر بیابانی گم  
کند روی بحر سوی که کند فرمان گذشته باشد و ملائکه را اندر سجده  
آدم هیچ قدری نبود آن یکی از خود قدری خداوند ملعون و خاکسار شد  
این ادله واضح است آن را که بصیرت بود و نیز بدانکه ملائکه چگونه  
مستوی باشند در درجه اگرچه مستوی اند در حق سورت اذان که مرتقی  
ایشان را اندر خلقت شصت نیست و اندر دل حرص و اکتان و اندر  
موج ندقی و جیلت و غذای نشان طاعت است و مشرب ایشان بر فرمان  
حق قناعت کردن باز اندر طینت طبیعتی شصت برکت است و از تکاب  
مقامی از دی محل و زینت دنیا اندر دین و حرص و جیلت اندر بعش



مشترک شیطان را اندر شخص او چندان سلطانی که اندر موقوف دمی با خون  
می گردد اندر آن مجاری آن در نفس بعد موقوف که دایمی همه شتر ها  
آن است پس کسی که این همه وقت وجود دمی بود با قلبه شصت  
ص ۳۲۵ رص ۱۳۵۵ از نفس و نور پرهیز کند و با این حوص از دنیا اعراض  
نماید و با بقای دسوس شیطان اندر دل وی از مامی رجوع کند و از آفت  
نفسانی روی برگرداند تا باقامت بر طاعت و مداومت بر طاعت و مجاهدت  
با نفس و مجاهدت با شیطان مشغول گردد بحقیقت این اذن فاضل تر بود  
که اندر مشغول مکرر گاه شصت نماید و اندر بعضی اوقات غذا و لذت  
نه و اندوه زنی و فرزند و مشغول خویش و پیوند نه حاجت بسبب و آفت  
مستغرق الی و آفت نه نمری بعب دایم اندک فضل اندر افعال بنید و یا موق  
اند حال بنید و یا بزرگی در یافت مثال بنید بود آن نعمت بزرگی بر خود  
فعال بنید چنان از بزرگی فضل نه از افعال مالک الایمان بنید و بنو اندر  
رضای بمان بنید و بزرگی از معرفت و ایمان بنید تا این نعمت بر خود  
جادوان بنید و اندر دو جهان دل خود را به ثنایان بنید جبرئیلی که  
چندین هزار سال باظهار طاعت هلاوت کند طاعتش فائده دایمی بود می باشد  
ط و علم تا شب سراج سوره او را خدمت کند چگونگی فاضل تر بود اندک  
اند دنیا نفس را ریاضت کند و روز و شب مجاهدت کند حق با وی  
طاعت کند و دیار خودش کرامت کند و از بلاء و خطراتش با سلامت کند  
پون نوبت مالک از حد اندر گذشت و هر یک صفای معاملات خود را  
ص ۳۲۶ محبت خود گردانند و زبان (ص ۳۲۶) اندر آدمیان دوازده کرد حق تعالی خواست  
۳ حال ایشان بدیشان باز نماید گفت هر کس را از میان خود اختیار کند  
که بدیشان اعتماد و ابرار نماید بر زمین شود و خطای زمین باشد و خلق  
را به علاج آورد و میان آدمیان داد و عدل کند سه فرشته را اختیار کردند

پیش از آنکه بر زمین آیند یکی از ایشان آفت آن بید از خداوند تعالی اندر خواست  
۳ باز گردد و روی دیگر اندر زمین آمدند خدای تعالی هفت ایشان را  
ببدل گردانید تا آوردند عند طامس و شرب شدند و بشصت میل کردند  
۳۳ سر ایشان را بالحق عقوبت کرد و تفصیل آدمیان را مالک بر خود بیان بدانند  
و در همه خواص مؤمنان از خواص مالک فاضلترند و واقف مؤمنان از  
خواص مالک فاضلترند پس آنچه معصوم و محفوظترند از آدمیان فضل از  
جبرئیل و میکائیل اند و آنچه معصوم نیست افضل از جبرئیل و میکائیل  
اند و الله اعلم بالصواب و اندرین سخن بسیار گفته اند و هر  
یک چیزی گفته اند از مشایخ و خداوند عز و جل فضل خداوند آن را  
که خواهد بر آنکه خواهد و الله اعلم و این است مقتضات مذهب یحییان  
اندر تصوف و اختلاف تصوف و بدیهه که یاد کنیم بر سبیل اختصار و  
بحقیقت بدانکه ولایت شریعت از اسرار حق سبحانه و تعالی پنهان گردید  
دلی بجز دلی نشاند و اگر اخصار این حدیث بر بلاء عقلا جایز بودی  
ص ۳۲۷ دست از دشمن پدیدار نیامدی ص ۱۳۲۷ و داخل از خاف میتر بودی  
پس خداوند تعالی بجان خواست تا جوهر دوستی را اندر صدق خواه داشت  
خلق نهد و بدینا با اندر اندازد تا طالب آن بکم طریقی آن  
جان در خطر کند و اذن بدینا جان بمان ظاهر کند و در بشر دریا فرو  
شود تا موش بر آید و حال دنیا بر وی برسد آید بخراست که این  
اهل را معلول کنم تا از خوف طلال تو و نفرت طبع مانع من بود  
و هر مدخل را اندرین طریقت باین مقدار پندیده بود و الله اعلم بالصواب  
و اما الخرازیه تری خزانان مالی سید غریز کند رضی الله عنه و دی را  
اندر طریقت تصانیف انهرست و اندر تجرید و اقتطاع شانی بنفهم داشت و  
ابتدا جدیت از حال فنا و بقا او کرد و طریقت خود را به اهل ادبین دو





نیاید که هر کما صحت است که فاعل از چیزی جز بکباب آن صحت آید  
 بر خطا است و چنانکه چون گوی چیزی را دوست دارد گویند که من  
 بدان باقی ام و یا چیزی بد دشمن دارد گویند که من بدان فانی ام و یا  
 که آن هر دو صفت طالب است و اندک فاعل صحت و عدوت نیست  
 و اقامه بقا صفت تفرقه است و هر گوی که از اندک سنی قلی اقامه  
 است و پندارند که این فاعل یعنی فاعلات نیست گشتی شخص است  
 و این بقا اگر بقای حق باشد پیوسته و این هر دو حال صحت  
 و عدم است و در میان هر دو دریم که می ماند تمیز و تذکیر و علم با  
 من اندک منظره کرد چون نگاه کردم وی خود فاعل را نمی شناخت و بقا را  
 می نداشت و قدیم را از صحت فرق نمی توانست کردن و از حال این  
 طایفه بسیارند که فاعل صحت را می دانند و این مکلفه جهان بود که هرگز  
 فاعل اجزای طبیعت و انقطاع آن معا باشد بر این خطیان حمل  
 گوئیم که بین فاعل و فاعله اگر گویند فاعل بین حال بود و اگر  
 گویند فاعل صحت معا داریم فاعل صفت بقای صفت دیگر که حال هر دو  
 صفت پیوسته باشد و حال باشد که کسی بصفت غیر تعلیم باشد و  
 مذهب است و این بدانند و بعد از آنست که گویند مهم رضی الله  
 عنها بمجاهدة این کل اوصاف نامست فاعل فاعل و بقای فاعل بد پیوست  
 و وی بدان بقا یافت باقی شد بقای اله و عیسی نتیجه آن بود  
 و اصل ترکیب عیسی صلات الله علیه و آله می باشد است و بعد که بقای وی  
 تحقیق بقای الحیث بود پس وی را مادرش بد خوانند هر سه باقیات  
 اند بیک بقا که آن قدیم است و صفت حق است و این جمله موافق  
 است هر قول در ۳۴۱ از حقایق را اندک بجهت و مشبه که  
 ذات خداوند را عمل حوادث گویند و هر قدیم را صفت صحت معا دارند

ص ۳۳۰

ص ۳۴۱

گوئیم با این معنی که هر صحت عمل قدیم بود و چه قدیم عمل صحت و چه قدیم  
 با صفت صحت بود و چه صحت با صفت قدیم و بواز این مذهب و هر باشد  
 و دلیل صحت عالم را باطل کند و هیچ مصنوع را صانع قدیم باید گفت و یا  
 هر دو را صحت امتزاج مخلوق با تا مخلوق و حلول تا خلق مخلوق و این  
 خیران از ایشان را پندارند است که چون قدیم را عمل صحت گویند و یا صحت  
 را عمل قدیم تا مصنوع را صانع را قدیم باید گفت چون بر برهان ضرورت گردد  
 صحت صانع پس صانع را نیز صحتی باید گفت که عمل چیزی چون بین  
 چیز بود چون عمل صحت بود باید که حال هم صحت بود پس بین جمله  
 داریم که صحت را قدیم باید گفت و یا قدیم را صحت و این هر  
 دو صفات بود و در جمله هر چیزی که چیزی شمول و مقرون و متحد و  
 امتزاج بود حکم هر دو چیز چون یکی بود پس بقای با صفت است  
 و فاعل با صفت با و اندک تفصیل اوصاف با بقای با چون فاعل با  
 بود و فاعل با چون بقای با پس فاعل صفت بود بقا و صفت دیگر  
 و یاد اگر کسی بداند از فاعل که فاعل را بد تعلق باشد بود  
 بود و اگر از بقای که فاعل را بد تعلق باشد هم بود بود  
 که مراد از این فاعل فاعل ذکر می شود و بقای ذکر حق من فاعل من  
 مراد حق مراد هر که مراد خود فاعل شود (ص ۳۴۲) مراد حق باقی شود از آنچه  
 مراد تر فاعل است و مراد حق باقی است چون تعلیم مراد خود باشد  
 مراد تر فاعل شود و قیامت بقا بود و یا چون متصرف مراد حق  
 باشد مراد حق باقی بود قیامت بقا بود و یا شال این چنان بود که  
 هر چه اندک سلطان آتش آتش بقره وی بصفت وی گردد پس چون سلطان  
 آتش و صفت شی تا اندک شی تبدیل کند سلطان فاعلات حق از سلطان  
 آتش فاعل حق تا این تصرف آتش اندک و صفت آتش است و لیکن بین

ص ۳۴۲

حالت که هرگز آهمن آتش نگردد و الله اعلم

فصل

و شایخ رضی الله عنهم هر یکی را اندرین معنی درجست لیلیت در سید  
 عزال رضی الله عنه که صاحب تفسیر است گوید که الفناء فناء العبد یعنی  
 ردیة العبدیة و الفناء بقائه العبد بشاهد الالهیة ظاهر کفای شده باشد از  
 رؤیت و بقا بقای شده باشد بشاهد الهی یعنی ائمه که در پندگی آیت  
 بود و شده بختی پندگی آگاه رسد که در دل نگردد خود و مملکت باشد و  
 از بدن غسل غل غائی گردد و درین غسل خداوند تعالی بقی تا نسبت  
 ساقش جو بقی تعالی باشد و بود که آنچه بنده مقرون بود از  
 فضل وی بجز اتقوا بود و آنچه از حق تعالی موصول بود بود و کمال  
 بود پس چون شده از مشغولات خود غائی شود بحال الیهیت حق باقی شود  
 و از این معنوی در الله علیه که صفة العبدیة فی الفناء و  
 الفناء صحت در ۱۳۲۳ پندگی کردن الله و بقا است از آنچه تا شده  
 از کمال نصیب خود تزلزل کند شایسته خدمت اخلاص گردد پس اجزا از  
 نصیب اودیت فنا شود و اخلاص ائمه بعدیت بقا و در ابراهیم بن شیبان  
 گوید رضی الله عنهم الفناء و البقاء بعدا عن الاخلاص و الوحدانية و صفة  
 العبدیة و ما كان غیر هذا فهو المظلیط و الذلقة قاعدة علم فنا و  
 بقا بر اخلاص و وصلات یعنی چون شده بصلوات حق مقرر آید خود را  
 مطلوب و مقصود حکم حق بجد و در محبوب غائی بود آنچه غلبه غالب  
 و بقی غائی وی در دست گردد بجز خود از آنکه بجز پندگی چاره  
 نبیند و چنگ اندر مملکت درگاه رضا رسد و هر که فنا و بقا و بقا  
 را بجز این جماعتی که معنی جماعتی فنا را غای بین داند و بقا

ص ۲۸۳

را بقای حق درنده باشد و ذهب تعدادی چنانکه پیش ازین رفت و من  
 ی گویم که حق بن عثمان الجلالی میگیم رضی الله عنه که این جمله انقیرل از  
 روی معنی یکدیگر نزدیک است اگرچه بقا عبارت غایت است و حقیقت این جمله  
 آن است که بقا بر بنده بقا از رؤیت جمال حق بوده و کشف غفلت روی بر دل  
 تا الله علیه جلل او دریا و حقی بر دلش فروزش گردد و احوال و مقام ائمه  
 نظر همتش حقیر نماید و نمودار کرامت و ائمه درگاهش متلاشی شود از عقل و نفس  
 غائی شود و از فنا نیز غائی شود ائمه بین آن فنا غائی ربانیت حق تامل  
 گردد و دل وزن غاشق و غاشق گردد چنانکه ائمه ابتدای افراخ ذریت از پشت  
 آدم علیه السلام بی ترکیب اکانت ائمه حال عهد بعدیت در ۱۳۲۳ و یکی گوید ص ۲۲۲  
 از شایخ اندرین معنی رضی الله عنه شعر

لَا حَكْمَ إِلَّا كُنْتُ إِدْرَاكَ حِكْمِ السَّبِيلِ الْيَقِينِ  
 انْشَيْتُ عَنْ جَمْعِي تَصْرِيفًا أَسْكَنِي عَلَيْهِ

و دیگر گوید شعر

فَنِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي فَنَائِي  
 مَنَوْنِي أَسْجُدُ بِسَمِجِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي مَنَوْنِي

اینست احکام فنا و بقا ائمه باب فقر و باب تقوت طرفی بیابوده ام و  
 هر جا که اندرین کتاب از فنا و بقا عبارت کنم مراد این باشد نیست  
 اصل ذهب خدایان و در اصل بزرگوار آن بین و این یکو اهل است  
 فصلی که دلیل اصل باشد بقا و دلیل اصل باشد فنا و این هر دو کلام این  
 باید این عبارت همیشه است بسم الله الرحمن الرحیم

و اما التحقیق غیبیان توفی بانی عهد الله محمد بن خیف الشیرازی کند رحمة  
 الله علیه و وی از کبرای بركات این طایفه بوده و در وقت غیبت خویش در آن  
 عالم بسلام ظاهر و باطن و وی را تعالیت بسیار مودت و مشهور است ائمه



فزون این علم طریقت و مناقب اشهر اذکار است که یکت آن را احصا کنای کرد  
 و در جمله نوی مورخ مذکور و عین نفس بوده است و در بعضی از کتابست  
 شعرات نفسانی و شمیم که چهار صد نحاح کرده و آن زمان بود که  
 دی و آن ایام ملک بوده و چون آنکه در موم شیراز بود و تفریب عینم کرد  
 و چون عاشق بزرگ شد بهشت ملک شد و در آنجا به بزرگ و غراشته که  
 با وی حقه کند و وی آن روز کردی و قیل القول و طلاق وادی و آن  
 چهل تن پراکنده و الله عز و جل و در آن زمان که او را نشانی بود  
 در ۱۲۴۵ و یکی از ایشان با وی چهل سال صحبت بود و آن  
 دختر دزیری بود و شیدم از شیخ از الحسن علی بکران شیرازی رضی الله  
 عنده مدزی از زمانی که حکم دی بود و گردی و جمع بودند و او را  
 یک از دی حکایت می کرد و بعد از آن عشق شد که ایشان  
 شیخ را اندر غلوت و حکم اجاب شعرات هرگز ننویسد و در وی  
 اند دل هر یک پدید آمد و متعجب شدند و پیش از آن هر  
 یک پنداشته بودند که آن بانی مخصوص است گفتند از ماست صحبت  
 دی بجز دختر و در غیر ندارد که سالهاست با او صحبت و بیست و  
 دوازده سال در دی دوست بود کس را از بیان خود ازان عین اختیار کردند و  
 در فرستاده که شیخ را با او و ایشان بیشتر آمد و گفت با او  
 را لا ماست صحبت دی آگاه کسی وی گفت که چون شیخ را اند  
 حکم خود آورد کسی بیامد که وی اشوب بخار و نزد خواهد آمد  
 من خودی های خوب ساختم و در غایت و توبه خود را منتقم کردم  
 چون بیامد طعام بیورده و مرا بخواند زمانی اند من می نگریست و  
 زمانی اندکان طعام آگاه دست من بگرفت و بآیین خود آورد و از  
 سبزه وی تا شام آن اندر من حکم پانزده عقده افتاده بود گفت ای

ص ۲۴۵

دختر مندی پس که این پنج عقد حاصل است گفتا پریش گفت ای من  
 تب و شدت مهر است که گره بسته است که از چنین روی و  
 چنین طعام مهر کرده ام این گفتا و در خواست و بیشتر گفتی ای دی  
 با من این بود است و طرز نصب او اندر نصب لغت غیبت و  
 حضور است و جرات ازان کند و من بقدار امکان در ۱۲۴۶ ر آن را بیان  
 کنم انشاء الله تعالی

### الکلام فی الغیبه و الحضور

و این بدستهای است که طرز بیان چون کس بود اندر عین بنی شعرات آگاه  
 متفاد نماید و بحث است در متداول اندر میان ارباب اللسان و اهل  
 سعی پس مراد از حضور حضور دل بود بدلت یعنی تا حکم نمی دی  
 و چون حکم یعنی گردد و مراد از غیبت غیبت دل بود اندر دل حق  
 تا حسی که خود غایب شود و از غیبت خود غایب شود تا غیبت خود از خود غایب شود  
 و علامت این احوال اینست که در هر چنانکه از حرام می معصوم  
 باشد پس غیبت از خود حضور بحق بود و حضور بحق غیبت از خود  
 چنانکه هر که از خود غایب بود بحق حاضر بود و هر که بحق حاضر  
 از خود غایب بود پس آنک دل خداداد است چون بجزئی از بدایات  
 حق حق و حق مراد دل طالب را تقصیر گردانید غیبتو دل نزدیک وی چون  
 حضور گشت و شرکت و قسمت بر قامت و اضافت نزد منتقل شد چنانکه  
 یکی گویند از شیخ رضی الله عنهم شعرات

ولی تقاضا و انت حال که ملا شریف فکیف بتقسیم

چون دل مرا بجز او مالک نباشد اگر غایبها دارم یا حاضر دارم اندر لغت  
 دی باشد و اندر حکم نظر بین جمع جمله برصان مدش اجاب ایست نا

ص ۲۴۶





دشت محجوب باشد و اندر حضور راحت گشت و اندر احوال گشت نه چون  
محجوب باشد و اندر محض معنی شایع را بر سر و بر سر اندر علیه که شعور  
تقشع عظیم المجدد عن قند الحب

و استناده المصباح عن ظلمة الغیب

و اندر فرق این اشخاص لطیف است غای و اندر روی ظاهر قالی این  
جملات بمجموع نزدیک نمایند یعنی هر حضور بحق و هر غیبت از خود که مراد  
از غیبت حضور است و اگر از خود غایب نیست بحق حاضر نیست و  
اگر حاضر نیست غایب است چنانکه چون جوع راوب صلات الله علیه و آله اندر  
حال وجود ظاهر من بعد بود بلکه اندران حال را خود غایب بود و لا یوم شئ  
تعالی بین آن جوع را و این صبر بود که چون گفت مشق الشیء و قد ادر  
گفت انما كان صلياً و این حکم بین اندرین تقییر بیان است یک شایع  
که تا زمانی که از جمله می آید رحمة الله علیه که گفت بدو گاهی چنان بود  
که اهل اسلام و ایمان و حیرت من می گریستند و از چنان شد که من بر  
غیبت ایشان می گریستم کنون باز چنان است که در ایشان خبر دارم و در  
از خود و این اشارتی دیگر است بحضور اینست معنی غیبت و حضور که  
مقتضی بادهم تا هر مسکب تحقیق دانست باشی و هم بدانی که مراد این  
تکمیل از غیبت و حضور چه باشد که شرح در بسط این سر کتاب را موقوف  
گذاشته و غرض من اندرین کتاب اختصار است و لا شئ الاوفی

ص ۲۸۰

و اما السیارة ص ۲۸۰ بدانکه بیاتران توفی بانی التمس بیاری کنند و می  
الهم مراد بود اندر هر علوم و صاحب ابدا یک واسطی بود و امروز اندر نا  
و مراد از اصحاب دی بلقد دی بسیارند و هیچ مذهب اندر تصوقت بر حال  
خود قائده است اما مذهب دی که هیچ وقت مراد یا نا از مقتضای  
خال قائده است که اصحاب دی را بر اقامت مذهب دی رعایت می کرده

الی یوم هذا و مراد اهل شافعی و اهل مالکی و اهل حنبل و اهل حنفی و اهل  
طیفت است و در حق ایشان بیان یکدیگر با هم کرده اند و بعضی  
ازان اصحاب دیده اند و بعضی ازان را در حق احوال و در جملات ایشان  
جمع در تفرقه نباشد و این قتل است مشترک میان جمیع اهل علوم  
و هر گروه اندر صنعت خود مرین لفظ را کار بدند مر تقییم جملات  
خود را تا آنکه مراد هر یک ازان چیزی دیگر است چنانکه از میان آن  
مع و تفرقه اجتماع و افتراق اعداد خواهند و خوین اتفاق اسامی لغوی  
و افتراق معانی آن و اتفاقاً جمع قیاس و تفرقه صفات نفس و یا جمع  
نفس و تفرقه قیاس و امریان جمع صفات ذات و تفرقه صفات فعل آن  
مراد این عائد بدین است که یاد کردم آن من اکنون مقصود  
این ظاهر است از این چهار است و اختلاف مشایخ ایشان اندرین بیارم تا  
حقیقت این ترا معلوم شود و مقصود هر گروهی از شایع سخن و  
تفرقه ترا معلوم گردد و الله اعلم بالصواب

### الکلام فی الجمع و التفرقة

جمع کرد خدای عز و جل (ص ۲۸۱) خلق را اندر ذرات خود چنانکه  
یاد کرد که و الله یبدعنا الی خلقه السلام آن ماه بیان فرق کرد اندر  
حق حیات و گفت یفنی من یشتاء الی و سلب مستقیم بود و آنرا  
از روی دعوت و گردی را اندر حکم اظهار شیت و جمع کرد و  
بود تا قرآن فرمود و فرق کرد گردی را بظلال مطوود کرد و بعضی را  
را بتوفیق مقبول گردانید و نیز جمع کرد و فرق کرد و گردی را عصمت  
داد و گردی را میل بهت پس بدین معنی حقیقت در هر جمع معلوم و مراد  
حق باشد و تفرقه اظهار امر دینی چنانکه برائیم را صلات الله علیه و آله فرمود







که نفی مشرب بکمال بود نفی عین عمل نماید و بر غلبی عظیم باشد  
و متعلق باشد بکمال بنده نه بدی که بکمال اوصاف شود بکمال بیوی و حصول  
داده چون اوصاف محمود خود را بچشم عیب نگرد و ناقص چید باید ۳  
اوصاف مذکور میسب تر نماید و این معنی بدان آوریم که قوی ما از  
بجمال اندین معنی غلبی افتاده است که آن مقول بیگانی باشدی که  
از یالت شیخ چیز اندر محمد تا نبسته است و احوالی است و اوصاف ما میسب  
ست و مجاهدت ناقص تا کرده ادلی تر از کرده گویم یا ایشان که کفار  
ما را از فعل می نفید با اتفاق و افعال را مثل قوت و ملج آفت و  
حاصل تا کرده هم فعل باقی افتاد چون هر دو فعل آمد و افعال مثل  
قوت آمد پس چرا تا کرده او کرده افعال تر دانند و این خبری ظاهر  
ست و غیبی واضح بود پس این فرق آمد بیکو بیان کفر و ایمان  
ادانچه مؤمن و کافر مشتبه که افعال ایشان مثل فعل است پس مؤمن بکرم  
فزان کرده از تا کرده ادلی تر دانند و کافر بکرم تغلبه تا کرده از کرده  
ادلی تر پس جمع آنی بود که اندر مؤمن در ۱۳۵۷ آفت تفرقه  
حکم تفرقه لا دی ساقط نگردد و تفرقه اگر اندر حجاب جمع تفرقه  
ما جمع دانند و اندین معنی مزین کبیر گوید الجمع التخصیص و  
التفرقة اليهودیة موصول لحدیثا بالآخر غیر موصول عنه خصوصیت حق  
تمالی بدان تا جمع باشد و یهودیت را بحدیثا تفرقه باشد و این  
الان بود نیست ادانچه خصوصیت خود حفظ یهودیت است و چون قوی اندر  
معاذی بمصاحف تسلیم باشد اندر دلی خود کاذب باشد پس روا بود که  
تسلیم مجاهده و رجح کفایت اندر گزاردن حق مجاهدت و تکلیف آن از  
بنده بر نیوزد اما روا باشد که عین مجاهدت و تکلیف بر نیوزد اندر عین  
جمع بر اندین واضح که آن اندر حکم شریعت عام نداشت و من این

ص ۲۸۷

ما بیان کنم تا ترا بمحض معلوم گردد بدانکه جمع بر دو گونه باشد یکی جمع  
سلامت و یکی جمع تکمیل جمع سلامت آن بود که حق تعالی را اندین نظر حال  
و وقت و همه و قوت و شوق و آرزو همه بیکو یار آید حق تعالی بمناظر برود  
باشد و از هر یک ظاهر دی دلی در اندین جمعی در آن نگاه می  
دارد و دی را بر مجاهدت می آراید چنانکه معلوم بن بند اند و ابو حفص  
مناظر و الجاس بیکو از امروا و صاحب تفسیر و بعد از این بیکو  
اسلامی و ابو بکر شلی و ابو الحسن حسری و جماعتی از کبار مشایخ قدس اند  
تمالی اندر اجماع پیوسته مقول بودندی تا وقت نماز اندر آمدی آنگاه بحال خود  
ماند آمدنی و چون نماز در ۱۳۵۸ بگذردی باز مقول گشتندی ادانچه ۳  
دلی مثل تفرقه باشدی تا قوی باشدی و گزاردی چون دی تفرقه بجنب کند  
دی اندر خود ادلی تر بکمال بود قوت و کمال داد و صحت و معنی را یکی آنکه  
تا نشان بندی از تو بر نیوزد و دیگر آنکه بکرم داده قیام کند که من  
مرکز شریعت خود را تسویع نخواهم گدایند و جمع تکمیل آن بود که بنده  
اند حکم داند و وصول شود و عکس چون حکم جانین باشد پس یکی ازین  
مستور بود و یکی ازین مستور بود و یکی ازین مستور بود و یکی ازین مستور بود  
که مستور باشد و در جمیع بدانکه جمع را مقام خصوص نیست و حال  
مقون در که جمع جمع و صحت است و اندر این معنی را مقول خود کرد گویی ما  
اند احوال و اندر اندر دفع وقت مراد صاحب جمع یعنی مراد حصول باشد  
لان التفرقة فصل فی الجمع و صلی و در این اندر جمیع حال درست آید  
چنانکه جمع صحت یعقوب بیوسف کی بود صحت دی را به صحت نماند  
و جمع جمع و صحت اندر دلی بیکو بود و یکی ازین مستور بود و یکی ازین مستور بود  
دلی مثل یهودیت اندر حق فی دی یهودیت بیکو بود و یکی ازین مستور بود  
چنانکه یهودیت در حق فی دی یهودیت بیکو بود و یکی ازین مستور بود

ص ۲۸۸





نیست و من از جزر و مدانی و دیم با چهار هزار و اندک حقایق را گفته  
که عقاید بود و جمله در فارس و این مقالات تحت نامی کردند و اندک کتب  
دی که معتقدات و نیست و من که علی بن عثمان الجوهی  
ام می گویم که من ندانم که فارس و این طایفه که بودند و چگفتند  
آیا هر که قابل باشد بتالیق که بخلقت توحید و تحقیق حق و حق را  
اند و این هیچ نصیب نباشد و چون دین که اصل است بختکم نبود تعزیت  
که فرع و نتیجه آن است و دل تر که با عقل باشد از آنچه اهل کرامات  
و کشت کرامات و بجز این اصل دین و توحید صورت می پذیرد و کسانی  
با که غلط اند و بدین اقاد و است و من اکنون جمله احکام آن  
با بیان کنم به قانون سنت و مقالات و مضامین و شهادت طایفه اهلان  
پیام تا ترا توکل الله برین وقت باشد که اندکین فساد بسیار است و  
باشد التوفیق

### الکلام فی الروح

بدانکه اندر هستی روح علم منزه است و اندر چگونگی او عقل عاجز  
و هر کسی از عباد و عباد و حکای امت (ص ۳۴۴) در حسب میاس  
خود اندران چیزی گفته اند و امانات گفته اند نیز اندران سخن است  
و چون گفته قریش بتعلیم جمودان هر نفس بن احادیث را بفرستادند تا  
از رسول صلی الله علیه و سلم کیفیت روح را پرسید و ماهیت آن خوانند  
تعالی تحت مین آن را اثبات کرد و گفت وَ یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ  
انْظُرْ قَدَمُ آن را از وی نفی کرد و گفت قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی  
و رسول صلی الله علیه و سلم گفت لا ادراج بخود بحدیثه فما تعارف منها  
ایتلف و ما تناکر منها اختلف و باندن این دلائل بسیار است به هستی آن

ص ۳۴۴

بی لغت اند چگونگی آن پس گردی گفته که الروح هو الحیوة التي یحیی  
بها الجسد روح آن زنده گی است که تن بدان زنده بود و گردی  
از حاکمان نیز برین اند و بدین معنی روح عرض بود که روح بدان باشد  
بفران خدای عز و جل و بدین معنی تألیف و حرکت اجتماع جمله از وی است  
و باند این از اعراض که بدان شخص از حال بحال می گردد و گردی  
دیگر گفته اند که هو غیر الحیوة و لا یوجد الحیوة الا معهما حکما لا  
یوجد الروح الا مع البتة و ان لا یوجد احدهما دون الآخر کالامر و  
العلم و معاشیان لا یلتزمان روح معنی است بجز حیوة که وجود آن  
بی حیوة روا نباشد چنانکه بی شخص منزل و یکی دین و بی دیگری نباشد  
چنانکه بد و علم و بدین معنی هم عرض بود چنانکه حیوة و باز مجوز  
مشایخ و بیشتر از اهل سنت و طاعت (ص ۳۴۴) بفرانده که روح  
معنی است و معنی که تا وی بقلب موصول است به جری عادت  
خدای تعالی اندران قالب حیوة می آفریند و حیوة آدمی صفت است  
و معنی بدان است آقا روح روح است اندر جسد وی و روح  
باشد که دی از آدمی جدا شود و دی زنده ماند حیوة چنانکه اندر حال  
خواب دی برود و حیوة بماند بماند نباشد که باشد حال بقی دی  
علم و عقل بماند از آنچه پیغامبر صلی الله علیه و سلم گفته است که ارواح  
شهداء اندر حواصل بماند باشند و لا محالة باید تا این معنی باشد و  
پیغامبر گفت صلی الله علیه و سلم لا ادراج بخود لا حال بخود باقی باشد و  
بدین معنی بماند بماند و بدین معنی تعلیم نباشد پس آن جمعی که بدین  
لیف که بیاید بفران خدای عز و جل و برود بفران دی و پیغامبر  
گفت صلی الله علیه و سلم اندر شب سراج آدم و یوسف و موسی  
و هارون و عیسی و ابراهیم را صلوات الله علیهم و علیهم السلام

ص ۳۴۳









آنچه مقصود این بود که بطل بود اندرین باب بیاید اگر بیش ازین باید  
 اندر کتب دیگر از این من ایجاب طایفه که ایجاب مراد تلبیل نیست اکنون من  
 کشف محجوب و ادب معاملات و تحقیق اهل تصوف با براین ظاهر اندر کتاب  
 بیان کنم تا طریق دانستن مقصود بر تو آسان تر گردد و از مکران آن که  
 در ظاهر بصیرتی بود بدین راه را آسان گردانم و ترا بین راه و گمراهی باشم ان شاء  
 الله تعالی

### کشف الحجاب الاول فی معرفه الله تعالی

خداوند در ۳۶۹ سوره بقره جل گفت انما خلقنا الله حق مقدس رسول  
 گفت صلی الله علیه و سلم که هر قدر حق معرفت را بشنیدیم حق الهی و ذات  
 بهمانکه الهیال پس معرفت تعالی حق و جل و گوید است یکی یعنی حق  
 دیگر حق و معرفت حق قاطعه هر خیرات دنیا و آخرت است و مهم ترین  
 چیز عالم را برده است اندر همه اوقات و احوال و خداوند عز و جل گفت  
 و ما خلقت الجن و الإنس الا ليعبدون ای هر چه را نیافریدم پریان و آدمیان  
 مگر از برای آنکه بتعالی عز و جل باشند پس بهترین خلق مقتدره صوابی آنکه  
 خداوند شان برگزیده است و از صفات دنیا باز بر صافیده و دل شان تا بخود  
 دود گردانیده چنانکه خداوند تعالی عز و جل عز و جل عز و جل عز و جل  
 خبر داد و گفت و جعلنا له خلقا یقتضی بهم فی القایم یعنی هر رضی الله  
 عن کتمه متعلقه فی الطلقات یعنی ابا بمل نعم الله پس معرفت حیات حق  
 بود یعنی در احوال و عز و جل حق و قیمت هر کسی معرفت بود و  
 هر کجا معرفت باشد سودی بی قیمت بود پس مردمان از علم خود قضا و  
 غیر آن صحت علم را بخواند معرفت خوانند و مشایخ این طایفه صحت  
 حال خود را بخواند معرفت بخواند و از این ملازمه معرفت را فاضلتر

ص ۳۶۹

از علم گفتند که صحت حال به حق صحت علم نباشد اما صحت علم صحت حال  
 نباشد یعنی صحت بود که حق عالم نباشد اما عالم بود که صحت نباشد و  
 آنکه که بدین معنی حاصل کردند از هر دو طایفه اندرین متاخرها بی فایده  
 کردند و آن پانزین مرید را بدین مسئله انکار کرده اکنون من در ۳۷۰ سوره  
 رین مسئله را کشف کنم تا فایده هر دو گردد را ظاهر گردد ان شاء الله

### فصل

بدان اسدک الله که مردمان را از معرفت خداوند و صحت علم بود  
 اختلاف بسیار است معتزله گویند که معرفت وی بقتل است و بهر قائل  
 با معرفت بود و بعضی میگویند این قول باطلست بدو انکار کرده اند و اسلام  
 اند که حکم شان حکم معرفت بود و دیگر بگویند که قائل نباشد و  
 حکم شان حکم ایمان بود که اگر معرفت شان بقتل بود ایشان  
 را که قتل نیست حکم معرفت بودی و کافران را که قتل است  
 حکم کفری و اگر قتل معرفت را علت بودی باینکه تا هر که قائل  
 بودی بقتل بودی و هر که بقتل بقتل بقتل بقتل بقتل بقتل بقتل بقتل  
 و گروهی گویند که علت معرفت حق تعالی اشتدالی است و بهر قائل  
 معرفت بود و بعد از این قول باطل است باینکه قائل باینکه باینکه باینکه  
 چون بصحت و دوزخ و عرش و کرسی و رفعت آن همه وی را علت  
 معرفت نیامد و خداوند عز و جل گفت و لو انک ترون انهم الذکریة  
 و صلتهم الموتی و حشرنا علیهم خلقا شایع بئس ما خلقوا یؤمنون بهم الا  
 ان یشاء الله و اگر فرشتگان را بقتل فرستیم تا ایشان سخن گویند و  
 موکان را خلق گردانیم ایشان ایمان نیارند تا خداوند عز و جل نخواهد  
 و اگر دوست آن و اشتدالی آن علت معرفت بودی خداوند تعالی

ص ۳۷۰





آنچه که کتب دی باشد و آنچه اندر تحت کسی آمده کس کاسب غالب عد  
و کتب دی مغلوب پس کرامت در آن بود که عقل بریل عقل هست  
فصل اثبات که که کرامت آن بود که دل بپیر حق سبحانه متنی خود را نفی  
که آن یکی را معرفت قائل بود و این دیگر را معرفت عاقل شود و  
آنچه گردی دیگر هر آن را علت معرفت می دانند و آن عقل است اگر دیگر  
تا اندر دل از این معرفت چه چیز اثبات می کند و هر چند عقل اثبات  
که معرفت نفی آن اقتضای می کند یعنی آنچه در دل به دلایات عقل صورت  
گیرد که خداوند نیست نه حقیقت دی بخلاف آنست اگر بخلاف آن  
چیزی دیگر صورت گیرد دی هم بخلاف آنست پس چه مجال نام این جا  
م عقل را تا با استدلال دی معرفت حاصل باشد از آنچه عقل و دهم  
هر دو اند یک نفس باشد و آنها که نفس ثابت شد معرفت نفی گشت  
پس اثبات با استدلال عقل تشبیه آمد و نفی با استدلال عقل تعیل و مجال  
آن بود اندرین دو اصل (ص ۳۷۴) نیست و این هر دو اند معرفت  
گرفت بود که مشبه و معطوف موصوفه باشد پس چون عقل بمقدار امکان خود  
برفت و آنچه اند می آمد خود هر دو بود دل های دوستان را از  
طلب چنان بود بر درگاه بحر بی آلت پیامیدند و اندر آلام خود بی آلام  
شدند و دست بزمی بودند و مر دل های خود را مرهم جفتد و راه  
ریشان از افراح طلب و قنوت ریشان بریده اند قدرت حق این جا  
قدرت ریشان آمد یعنی اذو بود راه یافتند و از سرچ غیبت باز آموخته  
و اندر معرفت آنس جان یافتند و پیامیدند و اندر معرفت و معرفت  
متر باقیه چون عقل دلها را برآماده بریده و بر تعقوت خود پیاورد اندر  
نیفت باز ماند چون ماند ماند متعیر شد چون متعیر شد معزول گشت  
بعین معزول شد آنگاه حق لباس خدمت اندر دی پوشید و گفت تا

ص ۳۷۳

با خود مدعی با آلت و تعقوت خود محجوب مدعی چون آلت فانی شد ماندی  
چون ماندی مدیدی پس دل را نصیب تربت آمد و عقل را خدمت و  
معرفت خود بود پس خداوند عز و جل بنده را تهریب و تعقوت خود شناسا  
که تا دی تا بعد شناخت و شناختی که موصول آلت بود بل شناختی که  
بود بنده اندران غایت خود تا بحر درود هفت تا اثبات خیانت آمد تا  
و کشف بی لیل بود و روزگارش بی تغییر و معرفت دی حال بود و  
مقال و نیز گردی گفته اند که معرفت دی الهامی است و آن نیز حال  
ست از آنچه معرفت را برهان باطل و حق است و اصل (ص ۳۷۵) الهام  
را بر خطا و صواب برهان نباشد از آنچه اگر یکی گوید که بلی الهام است  
که خداوند اندر محال است و یکی گوید که ما الهام چنانست که دی  
را محال نیست لا محاله اندر دو دوی متعاقب حق نزدیک یکس باشد و  
هر دو با الهام دوی می کنند و لا محاله دلیلی باین تا رق کنند بیان  
سستی و کتب این دو مدعی آنگاه بریل دالت باشد و حکم الهام باطل  
بود و این قول برانچه است و الهامیان و اندرین زمانه خود دیدیم  
قوی اندرین فکر بسیار می کردند و نسبت روزگار خود بطریق پارسا مرفان  
می داشتند و عجز بر خطرات اندر و قول شان حالت هم عقل است از  
اصل کفر و اسلام از آنچه ده مدعی الهام به قول متعاقب دوی گفته  
اندر یک حکم هر باطل بود و هیچ کس بر حق نباشد و اگر گوید  
گویند که آنچه بخلاف شرع بود کن الهام نباشد گوئیم که تو اندر اهل  
خود عقلی و بر خطی که چون شریعت را بقیاس الهام بخود گیری و گوئی  
که اثبات این الهام بدانت پس معرفت شری و نفی و هدایتی بود  
نه الهامی و حکم الهام اندر معرفت همه دوجه باطل است و گردی دیگر  
گفته اند که معرفت حق ضروری است و این نیز حال باشد از آنچه اندر هر

ص ۳۷۵

چیزی که علم بنده بدان ضرورت بود باید تا حصول اندران مشترک باشند و چون  
می بینیم که گردی از عاقلان بود بعد از انکار می کنند و تشبیه و تطبیل معا  
می دارند درست شد که ضروری نیست و نیز اگر معرفت خداوند ضروری بودی  
بدان تکلیف درست در ۱۳۷۴ نیامدی که عمل بود تکلیف بمعرفت چیزی که  
علم بدان ضرورت بود چنانکه به معرفت خود و آسمان و زمین و روز و شب  
و آلام و نجات و آنچه بدین ماند که عاقل خود را اندر حال وجود آن بشک  
تواند انگیزد که اندران مضطر بود و اگر خواهد که نشاند بتواند که نشاند  
اما گردی از معتزله که اندر محبت یقین خود بجای آورده و گفتند ما

ص ۳۷۴

در این ضرورت تشابه از آنچه در دل هیچ شک نیست یقین ما ضرورت نام  
کرده و اندرین سببی معیوب اند اما اندر عبارت محلی اند که اندر علم  
ضرورت مرجع با تخصیص جدا باشد که هر عقلا یکسان باشد و نیز  
ضرورت علی بود که اندر دل ایجابی سببی دلیل پدید آید و علم معرفت  
خداوند سببی است اما استاد الهی و عاقل و شفیق و رحیم و مصلح و  
پدید این الهی سببی که یقین و ایمان نشاند بود بماند که ابتداء معرفت  
استلال است و انتفاء ضرورت شود چنانکه علم بقضات ما که ابتداء کتب  
باشد و انتفاء ضرورت شود بیک قول اهل سبقت و حماقت و گویند  
که حق یعنی که بعد از محبت علم بخداوند ضرورت شود و چون جدا باشد  
که ایجاب ضرورت بود جدا باشد که ایجاب هم ضرورت گردد و نیز  
ایجاب باینکه مملکت اندر ملهم اندران حال که سخن ندای تعالی می شنوند  
بی واسطه تا بضرورت نشاند از آنچه محبت و تکلیف نیست

ص ۳۷۷ و پیغمبران مأمون العاقبه باشند از تکلیف این و آنکه در ۱۳۷۷  
بضرورت شناخت نیز و در وقت تکلیف نباشد و ایمان و معرفت  
را فصل بدان است که غیب است چون عین گردی ایمان خبر گردد

و اختیار اندر بین آن می خیزد و اصول شرح مضطرب شود و حکم رتبه باطل  
گردد و تکلیف بقیع و ایس و برصیعا درست نیاید که ایشان باتفاق طاعت  
بودند بخدا چنانکه از ایشان ما را خبر داد از حال خود و بهم دی چنانکه گفت  
فَعَبْرَتُكَ لَأَتَّخِذَهُمْ نَصِيحَةً وَ بَحِثْتُ عَنْهُنَّ كَفْتُ وَ بَرَابَ شَيْئِكُمْ تَقَاتَا معرفت  
کند و طاعت تا طاعت بود از تکلیف این بود و تکلیف بفعال معرفت  
مامل آید و فعال علم ضروری صورت گیرد و این مثل پرت است اندر  
چنان خلق و شرط آنست که این مقدار بدانی تا

که علم بنده و معرفت دی بخداوند جز باعلام و هدایت از حق نیست  
اما جدا باشد که یقین بندگان اندر معرفت گاه زیادت شود و گاه نقصان  
پزیرد تا اصل معرفت زیادت و نقصان نشود که زیادتش نقصان بود  
و نقصان هم نقصان بود و شناخت خداوند تقلید نباید کرد و دی را  
بعنايت کامل باید شناخت و این بجز حق معایت و محض معایت حق  
تعالی راست نیاید و دلائل و عقل بحد ملک دی اندر تحت  
تصوت دی اگر خواهد فعل ما از افعال خود دلیل یکی کند و دی  
را بدان بخود راه نماید و اگر خواهد همان فعل را حجاب دی گرداند  
۳ هم بدان فعل از دی باز ماند چنانکه عیسی علیه السلام قوی را دلیل

ص ۳۷۸

گشت در ۱۳۷۸ معرفت و قوی را حجاب آمد از معرفت تا گردی گفتند  
این بنده خدا است و گردی گفتند که پسر خدا است و بت و آفتاب و  
ما هم پنهان گردی را بحق دلیل باشد و گردی هم بدان باز ماندند و  
اگر دلیل حقت معرفت بودی بایتی تا هر که متدل بودی طاعت بودی  
و این حکایت بیان باشد پس خداوند تعالی یکی ما بر گزیند و ایشان  
را بحد راه بردی گرداند تا بسبب آن بدو رسد و دی را بداند  
پس دلیل دی را سبب آمد و حقت و سببی از سببی اولی تر نباشد



اندر حق مستجب از محبت را لعل که اثبات نسبت حادث را اندر معرفت زنده  
باشد و التقات بغير معرفت شرک من یشتبیه الله فلا یموت له چون الله  
روح حق را لای که اندر مراد به نظم حق کسی را که نصیب شقاوت بود  
دلیل و استدلال چگونه حادی دی آید من التفت الى الاختیار فسرقت زلفه  
اگر اندر قهر خداوند شلاقی و مشتوق است چگونه دی را بدون حق چیزی  
گیران گیرد چون ادایم علیه السلام از عار بدون آمد بروز هیچ چیز ندید  
و اندر نزد برهان بیشتر و بیدار تر دید آید و بندگان و صاحب کرامات  
را برهان اندر روز بیشتر بود و عجایب ظاهر تر بود چون شب بدون  
آمد کافی حکایت اگر علت معرفت دی دلیل بودی دلیل بروز صبردا تر و  
عجایب آن مبین تر بودی پس خداوند تعالی چنانکه خواهد بداند آنچه خواهد بدهد  
با بزرگ راه نماید و در معرفت بر دی کشاید تا در بین معرفت بدر  
رود که بین معرفت دی را در ۱۳۷۹ غیر نماید و صفت معرفت دی آنست  
دی گردد و معرفت از معرفت محجب گردد تا تحقیق معرفت دی بدر  
که معرفت دی دردی شود شعور

ص ۲۷۹

بدان المارکون معرفت الله بالجماع تلك معرفت

در الزام معری گوید زمره الله علیه اثبات ان تکلم بالصفة مدحها بر تو باد  
که دی معرفت کنی که اندران حلاک شوی تعلق بمنشی آن کن تا شهادت  
یابی پس هر که کشف جمال دی مکتوم شود هستی دی دال دی گردد و  
صفات دی بعد آنست گاه دی شود و آنچه از حق بود و حق اذانی دی بداند  
هیچ چیز نباشد که نسبت دی بدان چیز درست آید اندر کونین و عالمین  
و حقیقت معرفت دانستن ملک است بر خدای را و چون کسی در کل  
کلیت معرفت دی را داند دی را با خلق چه کار داند تا خود را خلق محجب  
شود محجب آن بعد جهل بود و چون جهل کافی شد محجب شلاقی شد دنیا بمنزله

عقبات

فصل

و مشایخ را رحم الله ادرین معنی درود بسیار است و مرصوف قایم را بعضی  
از اهل ایشان بیاد افشاء الله تعالی جدا شد من مبارک رحمت الله علیه گوید المعصية  
ان لا تتجنب من شئ معرفت آن بود که از چیزت محجب نیاید اداچه محجب  
از فعل باید که کسی بکند زیادت از مقدور خود چون دی تعالی قادر بر  
کمال است حادث را با بافعال دی تعجب حاصل باشد و اگر محجب معرفت  
گیرد آنجا باندی که مشت خاک را بدان درم رساند که بعد از این بود  
و قلنا نحن با بدان مرتبه رسانید که معرفت دوستی و معرفت دی کند و  
طلب ندرت که در تصرف قدرت و وصلت دی دارد ص ۱۳۸۰ قد التزم رحمت الله  
گوید حقیقة السخنة اطلاع الحق على الاسماء بمواصلة لطائف الانوار حقیقت معرفت  
الطالع حق است بر اسرار بداند لطایف انوار معرفت بدان پیوندد یعنی ۳  
حق تعالی بغایت خود دل بسته را خود بناماید از بزرگ آفتابش باز  
نماید چنانکه موجودات و شعبات را اندر دوش بخرد و دل را مشاهده اسرار  
باطن و ظاهر او را فله کند و چون این کرد مطابق جمله مشاهده گردد و  
نبی گوید رحمت الله علیه المعصية دطهر الحیة و هیرت بر دو گانه است  
یکی اندر هستی و دیگر اندر چگونگی حیرت اندر هستی شرک باشد و کفر و اندر  
چگونگی معرفت زیرانچه اندر هستی دی حادث را شک معرفت بگیرد و اندر  
چگونگی دی عقل را محال نباشد ماند اینجا یعنی در وجود حق تعالی و حیرتی  
در کیفیت او و اذانی بود که یکی گفت یا دین المیزان زودنی تحیر  
نخست معرفت وجود و کمال اوصاف دی اثبات کرد و بدست که دی مقصود  
خلق است و استقامت کننده دعوات ایشان و تمیزان را تحیر میزدی

ص ۲۸۰

نیست آنگاه زیادت حیرت خواست و دانست که اندر مطلوب عقل را بجز حیرت و سرگردانی شرک و دقت نبود و این معنی سخت لطیف است و نیز اشغال کند که معرفت هستی بحق تغییر هستی خود تقاضا کند از آنچه بنده بپوش خداوند را بشناختن کئی خود را در بند قهر وی بیند و چون وجودش بود بود و عدم از وی از سکونت و حرکت بقدرت او تغییر شود (ص ۳۸۱) که بپوش کئی را قیام بدست من خود کیستم و پیستم و ازین معنی بود که پیامبر گفت منی الله علیه و کلم من عرف نفسه فقد عرف ربه هر که خود را بشناسد بخشنده حق را بشناسد بهما و از خدا عقل و صفت باطل بود و چون عین چیزی مستعمل نباشد اندر معرفت وی بجز تغییر ممکن نشود و از پیوسته گفت ربه الله عن المعرفة ان تعرف ان حركات الخلق و سكتاتهم بالله معرفت است که باطنی که حركات عقل و سکون نشان بجز است و هیچ کس را باطنی از وی اندر ملک وی معرفت نیست و عین بدین است و اثر بد اثر و صفت بد صفت و متحرک بد متحرک و ساکن بد ساکن تا الله بجهت استقامت بنافذ و اندر دل از ادوات فاعله بنده هیچ فعل نتوانست کرد و فعل بنده بر چهار دست فعل حقیقت مرادند ما است و محمد بن راج گوید رحمه الله علیه اندر صفت عارف من عرف الله قبل كلامه و دامن تحفه و عارف است که سخنش اندک بود و میراث عام از آنچه جهات از چیزی توان کرد که اندر تحت جهات آید و اندر اصول جهات هر آن را معنی بود و تغییر چون محدود نباشد که احوال جهات بران نمند جهات مبرر چگونه ثبات یابد و چون مقصود اندر جهات نیاید و بنده از وی چهاره نباشد بجز حیرت دائم و با چه چهاره باشد شکی گوید رحمه الله حقيقة المعرفة العبد عن المعرفة بالله حقیقت معرفت بجز است (ص ۳۸۲) از معرفت چیزی که از حقیقت آن بنده بود

ص ۳۸۱

ص ۳۸۲

عجز اندران نشان کند و روا باشد که بنده را اندر ادراک آن بخود دوی بیشتر نباشد از آنچه بجز را طلب بود و تا طالب اندر آلت و صفت خود قائم است اسم بجز بر وی قدرت نباید و چون این آلت و ادوات بنده برسد آنگاه تا بود به بجز و گویی از طریقان در حال اثبات صفت اودیت و بقای تکلیف بصحت خطاب و قیام حجت خداوند بر ایشان گویند که معرفت بجز بود و با عجز شقیم و از هر باز مانعیم و این ضلالت و ضلالت بود گوئیم که اندر طلب چه چیز عاجز شدید و این عجز را دو نشان بود و هر دو با شما نیست یکی نشان قنای آلت طلب دیگر اظهار تعلق آنها که قنای آلت بود همارت تلاشی بود و اگر از عجز جرات کند که همارت از عجز بجز نباشد و آنها که اظهار تعلق به نشان پذیرد و تغییر صورت بنده که با عجز نباشد که از عجز صفت تا آنچه وی بدان مضروب است آن را عجز خوانند از آنچه عجز غیر بود و اثبات معرفت غیر معرفت نباشد و تا غیر را اندر دل جلی است معرفت درست نبود و تا حالت کرامت از غیر کلام حالت ثابت باشد و از این خصل خداوند رضی الله عنه گوید من عرف الله ما دخل في قلبه حق ولا باطل تا بشناختن اسم خداوند را اندر نیامده است بدل من اندیشه حق و باطل از آنچه چون خلق را کام و صلا بود بدل باز گردد و تا دل را نفس دلالت کند که آن فعل باطل صفت تا چون برهان معرفت را بدست هم بدل باز گردد تا دل را روح و حالت کند که آن معنی حق و حقیقت است و چون قد دل غیر آمد روح حالت بدان حرکت آید پس هر خلق طلب برهان معرفت از دل کردند و طلب کام و صلا هم از دل و چون بر ایشان ما کام بود بدل روح کردند و بجز حق نیارامیدند چون نشان برهان می آید روح با حق کردند و بدل پس فرق آمد میان بنده که روح او بدل

ص ۳۸۳



بود و پیران بنده که ربوب بود بحق بود لا بکر واسطی شی الله عزه گید من  
 عن الله القطع بل شمس و القمر و قتل البی حیل الله علیه و سلم لا یحیی  
 شعله علیه انکه خداوند را شناخت از هر چیز جا بریزد بل که از عبارت  
 از هر چیز حال گنگ شد و از ادوات خود قالی گشت چنانکه پیغمبر گفت صلی  
 الله علیه و سلم تا اندر غیبت بود ارفع رعب و دی بود و گفت انا افضل انفس  
 و العجم بولش از غیبت حضرت بود گشت زبان مرا احسان کمال شای تو  
 نیست پس چه گویم که از گفت بی گفت شرم و از حال بی حال شرم  
 تو آنی که توانی گفتار من بمن باشد یا تو اگر بخود گویم بگفت خود محراب  
 باشم اگر تو گویم بکس خود اندر تحقیق توحید پیوست باشم پس گویم فران  
 آمد که اگر تو گوئی یا محمد یا یوحیم بسرك اذا سکت عن شائی خالک کل  
 مدک شائی چون تو خود را از ال شای من میدانی من هم ازای عالم  
 ما نایب تو گردانیم تا شای من گویند و والدی تو کنند و الله  
 اعلم بالصواب

کشف الحجاب الثاني فی التوحید

خداوند تعالی گفت وَ الْهَکُؤَالَةُ قَائِدَةٌ و نیز گفت در ۳۸۴ مثل حُو  
 الله احل و نیز گفت لَا تَقْفُوا الْهَدْيَ الشَّيْبَةَ اِنَّمَا حُو الله قَائِدَةٌ و  
 پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم بیضا رجل فیمن مکان قبلکم لم یعمل خیرا  
 قط الا التوحید فقتل لاجله اذا مت فاحرقوه ثم استحقوه ثم خذوه  
 نصی فی البحر و نصی فی البصر فی يومنا یح ففعلوا فقال الله عزه  
 و جل للبیح اسفل ما اخذت فاذا هو بین یدیه فقال له ما حملک  
 علی ما صنعت فقال استقیاء متلف لعمری به روی بود پیش از شما که  
 هیچ کردار نیکو نداشت مگر توحید چون دفاش نزدیک شد مر اهل خود را

ص ۳۸۴

گفت چون من پیغمبر مرا بسوزید و خاکستر مرا گرد کنید الله روز بادناک  
 و نمی اذان بدید اندازید و نمی اذان به بیان برید کنید تا از من  
 اثری نماند چنان که خداوند حق و جل او را و آب را فرمود نگاه دارید  
 آنچه بتندی می آید آن خاکستر دی را نگاه دارید و تا قیامت آن را نگاه  
 می دارند آنگاه که خداوند دی را زنده گرداند گوید دی را که ترا چه  
 چیز بران داشت که تا خود را بسوزی گوید بار خدایا ی شرم دهنم از  
 تو که صفت بانی بودم آنگاه خداوند تعالی او را زنده و حقیقت توحید  
 حکم کردن بود بر بیگانی چیزی و صحت علم بر بیگانی آن چون حق تعالی  
 یکی ست بی تقسیم اند ذات و صفات خود و بی بدل و بی ترکیب اند  
 افعال خود و خودمان او را برین صفت دانسته اند و دانش ایشان را  
 بیگانی توحید خوانند و توحید را است یکی توحید حق مر حق را و آن  
 علم او بود بیگانی خود و دیگر توحید در ۳۸۵ حق مر خلق را و  
 آن حکم دی بود توحید بدو و افزایش توحید اندر دل بنده و دیگر  
 توحید خلق باشد مر حق ما و آن علم ایشان بود و وحدانیت خداوند پس  
 چون بنده بحق عارف بود بر وحدانیت دی حکم تواند کرد به آنکه دی تعالی  
 یکی ست که وصل و فصل پذیرد و مدنی بر دی مدا باشد و بیگانی  
 دی قدوسی نیست و محمد نیست تا وی را بخش بجات باشد و هر  
 جمعی را جمعی دیگر است و این اثبات بی شکیست باشد وی را مکان  
 نیست و اندر مکان را از آنچه اگر حکم بد مکان بودی مکان را نیز  
 مکان نیستی و حکم فصل و فاعل و قدیم و محدث باطل شدی و عرضی  
 نیست تا محتاج بوعری باشد و اندر دو حال اندر فصل خود باقی نماند و  
 بوعری نیست که بدویش بود چون خودی درست نیاید طبی نیست تا مهدی  
 حرکت و سکون باشد و روحی نیست تا حاجت همیشه باشد و جمعی نیست

ص ۳۸۵

که از اجزای موقت بود و اندر چیز ما بخیری حال نیست تا نفس چیز ما بود و  
 یکی چیز دی با پیوسته نیست تا آن چیز جودی از دی بود می است از  
 هر نقصان و نقایص پاکه از هر اوقات و مقامات از هر محبوب دی را اندکی  
 نیست تا او با انده خود در چیز باشد و در آن ندارد تا نفس دی اقتضای  
 اصل دی کند و تغییر بر ذات و صفات دی بعد نیست تا وجود دی بدان  
 متمیز شود و یا در حکم دی متمیز گردد و بصورت است  
 بصفت کمال آن صفاتی که برهان و موهبتان مراد ما بکم بعیرت اثبات  
 کنیم که دی خود ما بدان صفت کرده است (ص ۳۸۷) و می است  
 از آن صفاتی که طهارت دی را بخواهی خود صفت گفته که دی خود ما بدان  
 صفت نموده است حق و حکیم است بذات و بجم است بریه و تدبیر است  
 صبح و بصیرت است حکم و باقی است علمش اندر دی حال نیست و  
 قدرش اندر دی ملامت و دس و بعرض اندر دی تهذیب و کلاش  
 اندر دی تبیض و تجرید و همیشه با صفاتش قییم است معلومات از علم  
 دی بیرون و موهبتات را از ارادتش چاره در آن کند که خواست است  
 و آن خواهد که دانست است خلوق بر آن اشرف در عکس هم حق  
 دستانش را بجز تسلیم دی نه ارش بر جمل حرم نه مردانش را بجز  
 گزاردن چاره نه مقدمه خیر و شر دوست امید و بیم جز مد مزاوله و  
 غایق نفع و ضرر را و حکم جز او را نه عکس جود حکمت و جز  
 قضای دی در دس و کس را از اصل دی می در و پدید بریدن دی  
 نه دیارش بر پیشانی با تشبیه و تمایز در مواجبه ما بر هستی  
 دی صورت در اندر دنیا مرادها با مشاخصت دی مایه و انکار شرط  
 و اگر در چنان دام از اهل تعلیمت فی و هر که بخلات این  
 داند در دایان فی و اندکی معنی سخن پیدا است اصولی و دهمی

ص ۳۸۷

اما هر وقت تعلیل را در این اقتضای کردم از مدین جلد من می گویم که من  
 علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه که اندر ابتدای این فصل بجهتیم  
 که توحید حکم کردن بود بر وحدانیت چیزی و حکم جز علم نتوان کرد پس  
 اهل سنت حکم کردند بر یگانگی خداوند تحقیق (ص ۳۸۷) از آنچه معنی  
 لطیف دیدند و فعل بسیج با انجوه و لطیفه بسیار نظر کردند بودی آن بود  
 محال دانستند و اندر هر چیزی علامات صحت ظاهر یافتند لا محاله فاعلی بایستی  
 در مرتبه آن ما از هم دور آورد یعنی عالم را تا زمین و آسمان و  
 آفتاب و ماه و ستاره و بحر و کوه و صحرای آن و موجود را با حركات  
 و سکات و علم و لطف و موت و حیات ایشان پس این جمل ما از  
 مانی چاره نمود و از خود دست ممانع مستغنی بودند و بیک صالح کمال  
 می عالم قادر قرار از شریکی یا شرکای دیگر بی نیاز بود چون فعل  
 را از یک فاعل چاره نباشد و وجود مد فاعل هر یک فعل را  
 احتیاج هر دو باشد بیکدیگر لا محاله بی شک و یقین علم البتین باید تا  
 یکی باشد و این اختلاف با ما شریکان کرده اثبات خود و خلقت و بیکان  
 باثبات برادران و اعرن و جلالیان باثبات طبع و قوت و بیکان باثبات صفت  
 ستاره و مستزلیان باثبات فائقان و صانعان بی نهایت و من مردود جلد ما  
 دینی کتابه بگنم و این کتاب جای اثبات کردن ترعات ایشان نیست و  
 طالب این علم را این مثل از کتاب دیگر باید طلبید که کرده ام و  
 آن را الرحایة بمعنوق الله نام کرده ام و با اندک کتب متذکران  
 اهل رضی الله عنهم همین اکنون یاد کردم بر رموزی که مشایخ گفته اند  
 اندر توحید انشاء الله تعالی

فصل

از بنید بر الله علیه می آید که گفت التوحید افلاک (ص ۳۸۸) ص ۳۸۸





الله تعالی تجوی علیه تصاریف تنذیریه فی جهانی احسن قدرته فی بلج بشار  
 توحیدیه بالذات عن نفسه و عن دعوت الخلق له و عن استجابة لهم بمقتضی  
 وجود وحدانیته فی حقیقه توحیدیه بذهاب حسته و حرکت لقیام الحق له  
 فیما املاد منه و هو انه یرجع آخر البعد الی اوله فیکون کما کان قبل  
 انه یکون حقیقه توحید آن بود که بخدمه چون هیچکی شود اند جریان معرفت  
 تقبیر حق بر وی اند جاری قدرتش و خالی کرد از اختیار و ارادت  
 خود اند در برای توحید وی بنمای نفس خود و اقتطاع دعوت خلق از  
 وی و هر استیجاب وی در دعوت خلق را بحقیقت معرفت و احدانیت  
 اند بر عل قربت و صاحب حرکت و حق او و قیام حق و اند آنچه  
 ارادت حق است اند تا آخر بنده این عمل چون اول او شود  
 و وی چنان گردد که از اول بوده است پیش از آنکه بوده است  
 پس مراد این جمله آنست که موعده را اند اختیار حق اختیار نماید و  
 اند و احدانیت حق بخودش نظاره رس ۱۳۹۱ در اند آنچه اند عمل قربت  
 نفس وی قانی بود و حش مذکور احکام حق بر وی ای نمود چنانکه  
 خواهد حق ببارک و تعالی بنمای معرفت بنده تا چنان گردد که آن ذره  
 بود اند اول اند حال بعد توحید که گرفته حق بود و جواب دهنده  
 حق و نشانه آن ذره و آنکه چنین بود خلق را بادی آنام نماید  
 تا وی را بجزی دعوت کند و وی را با کسی نفس در تا دعوت  
 ایشان را اجابت کند و اشارت این قول بنمای صفت است و صفت  
 تسلیم اند خال قهر و کشف جمال که بنده را از اوصاف خود قانی گرداند  
 تا آلتی گردد و بوعری لطیف چنانکه اگر در بگر سزده بگذرد بی تمیز و  
 اگر به پشت میسر بنده برود بی معرفت و اند بجهل از بعد  
 قانی باشد شخص وی تمیزگاه امرای حق بود تا نطقش را بواله بحق

ص ۳۹۱

بود و فطش بر اضافات بود و صفتش را قیام بود مر ثبات حجت را  
 کم شریعت بر وی باقی و وی از سبوت کل قانی و این صفت بر غیر بود  
 علی اندر عید و علم که بدون اند شب مزاج وی را به تمام قرب رسانیدند  
 تمام را مسافت بود اما قرب بی مسافت بود عاشق اند نوع متول خلق  
 بید گشت و از اوصاف منقطع شد تا بخدی که کون در گم کرد و او  
 خود را گم کرد اند خای صفت بی صفت متبیر شد ترتیب طالع و  
 اغزال مزاج مشتوش شد نفس بمل دل رسید و دل در بدر جان و جان  
 برتر برتر برتر به صفت قرب اند هر از همه جدا شد خواست تا نیست  
 خواب شود و شخص بگذارد رس ۱۳۹۲ و مراد حق اذان اقامت حجت بود  
 زمان آمد که بر حال باش بدان وقت یافت و آن وقت قوت وی شد  
 و از نیستی خود به متی حق تعالی پدید آمد تا باز آمد و گفت انا  
 لست بحاکم که اتی ابیت عند ربی فیطعمنی و یسقی من چون یکی اند شما  
 نیستم که مرا از حق طعمی و شربتی است که ننگی و پابندگی من بدان  
 بود و نیز گفت ی مع الله وقت ی یسقی نیه ملاک مقرب و لا یقی  
 موصول مرا با خداوند تعالی وقتی ست که اندران گنهد هیچ فرشته مقرب و  
 و بیقاسم مرل و از سمل بن جدا شد تیری می آید که گفت رضی الله  
 عن ذلک الله موصوفه با لعمر غیر مدکة بالاحاطة و لا مرئیه بالابصار فی  
 حاسر الدنیا و فی موجوده بمقتضی الایمان من غیر حاد و لا اساطة و لا  
 حلول و حلول الصلح فی العقب ظاهره و باطنه فی مملکه و قدرته قد صعب  
 الخلق من معرفه کنه دانه و دلمع علیه بایافته و القلوب تعرفه و  
 العقول لا تدکک بظلم الله الثمنون بالابصار من غیر احاطة و لا  
 ادراك ضایعه ترجیح آن بود که بدانی که ذات خدای عز و جل موهبت  
 ست بطلم بی اندک آن را در توان یافت بمش و یا بتوان دید در

ص ۳۹۲



دینا بیستم از حقیقت زبان موجود است بی حد و قیامت و ادبیات دینی که در  
شد و ظاهر است در ملک خود بطریق و قدرت خود خلق را از معرفت که  
ذات وی مجربند و وی باطهار بجایب و اوقات تمام نماینده است و در  
می شناسد وی را و بیگانی و مختلفا در آن بگفتن از خودی و در ۱۳۹۳ هجری  
بیند و در آن زمان پس از مدتی بیستم نیز بی آنکه ذات وی را قیامت و  
فایده را در آن گفته و این لفظ جامع است حرکتی و احکام توحید را و آنچه  
گفت رضی الله عنه اشدت العقوبة في التوحيد تحول الى مكره بعضی الله عنه  
سبحان من لا یصل لخلق سبیلا الى معرفته الا بالعزیز عن معرفته پاک  
ست آن صفاتی که خلق را معرفت خود راه ندارد و بهر ایشان در معرفت  
و ظاهر دینی که جملند ندارند مگر بهر از معرفت بی معرفتی بود و این  
حال است از آنچه جز اندر حالت موجود صورت گیرد و در حالت معدوم بهر  
صورت بگردد چنانکه مرده از حیات عاجز بود که در صورت عاجز بود و در  
از موت عاجز بود و با احتمالات اسم بهر وقت که در آن ایستاده باشد  
نمود که الله تعالی و بیانی و بیانی عاجز بود و در آن ایستاده باشد  
که در آن ایستاده باشد و بیانی و بیانی عاجز بود و در آن ایستاده باشد  
موجود باشد و این چون ضرورتی باشد پس حل کنیم این قول صدیق را  
رضی الله عنه که لا یصل مصلوکی لا یستاد و لا یستاد و لا یستاد و لا یستاد  
ابتدا کسی بود و اندر امتحان ضروری گردد و علم ضرورت آن بود که  
صاحب آن در حال وجود آن مضطر و عاجز بود و در وضع و جلب  
آن پس بدین قول توحید نقل می شد اندر دل بنده و در ششلی  
گفت رضی الله عنه التوحيد حجاب الموحدين عن جمال الاحادیث توحید حجاب  
موحدين لا یزال حال ادبیت در ۱۳۹۳ هجری از آنچه توحید را نقل بنده گوید که  
لا یزال نقل بنده از کتب حق را نقل می کرد و اندر همین گفت

آنچه گفت ما وقت نیاید خواب باشد و بیدار باشد با کل موجودات خود غیر باشد  
 زیرا که چون صفت خود را می شنود لا محاله موجودات صفت را که آن  
 دیت هم حق باید شنود و چون موجود و موجود را صد مرتبه و صد یکبار را  
 صفت گرداند و این شاک نیست که صدی بود بعین خود و این صفت که با هر  
 طالب را از قای خود و خود را وجود مالم است و خود را بدان صفت و محبوب  
 است و تا محبوب است موجود نیست الا ما سواء من الموجودات باطل چون  
 درست شد که هر چه از دیت هم باطل است و طالب خود وی صفت  
 پس صفت طالب در کثرت جمال حق هر باطل کید و این تفسیر لا اله الا  
 الله باشد و اندر حکایت معروف است که چون ابراهیم خراس بکوفه زیارت  
 حسین منصور شد و حمید الله حسین وی را گفت یا ابراهیم روزگار خود اندر چه گذشتی  
 گفت خود را بر توکل درست کرده ام گفت که یا ابراهیم صفت صفت  
 فی عمران باطنک خلیف الفناء فی التوسیع ضایع کردی و عمر افتد آبادانی  
 باطن پس که است خای تو اندر تو چه در جارات از توحید شایخ  
 را سخن بسیار است و گردی آن را خا گفته اند که بود به بقای صفت  
 درست نیاید و گردی گفته اند و جو خالی بود صفت توحید نباشد و  
 تپاس این در حق و تفرقه و بیدار کردن تا معلوم شود و او من می گویم  
 که علی بن عثمان الهللی ام که توحید از حق جدا و اصول است و اجابت  
 آن هر دو نشود تا کسی آن را بجاورد و خرف بیاراید (ص ۲۱۵) که  
 بجاورد و توحید غیر باشد و اثبات غیر توحید اثبات شرک بود  
 و آن هر دو گرد و مود الهی بود نه لای انیت احکام توحید مسلک  
 اقایان از باب معرفت الله و سبیل اعتقاد و الله اعلم

کشف المحجوب الثالث فی الایمان

چنانکه گفت خداوند تبارک و تعالی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا جَاءَكُمْ إِلَهُكُمْ بِأَنَّ تَعْلَمَوا  
 و نیز چنین باری دیگر گفت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا جَاءَكُمْ إِلَهُكُمْ بِأَنَّ تَعْلَمَوا  
 و علم الایمان آن توأم با الله و ملائکته و کتبه الی آخره و ایمان از روی  
 غفلت تصدیق باشد و مردان را اندر اثبات حکم آن در شریعت سخن بسیار  
 است و اختلاف علم بسیار است و مستوفی بود طاعت ظاهری و باطنی  
 ایمان گویند و ادانست که بینه ایمان ایمان بیرون آید و قاضی  
 همین گویند و بینه را بگنای که می کند کفر گویند و گوی دیگر ایمان را  
 قول فرو گویند و گوی معرفت تنها و گوی از حکمان معرفت تصدیق مطلق  
 و من الله بیان این کتابی کرده ام جداگانه مراد این ها اثبات اعتقاد  
 مشایخ متوفیه است و جمیع ایشان اندر ایمان بد قنعت اند و چنانکه  
 فقهای فقیهین و از اهل اهل یقین گوی گویند که قول تصدیق در عمل  
 ایمان است چون فیض بن بھاض و بشر حافی و غیره اشراج و مسنون  
 الحبت و از حوزة بغدادی و محمد جوی و از ایشان جماعت بسیار رضی  
 الله عنهم و گوی گویند که ایمان قول و تصدیق است چون ابراھیم بن ادریس  
 و قدس سره و سید ابو سعید البسطامی و از سیدان دامادی و در حدیث  
 عباسی و بنید و فیصل بن ابی حمزه و سید اشترک و شقیق و علی و  
 مائمه و محمد بن فضل بنی جهم الله و باز جماعتی دیگر از فقهای  
 امت چون مالک و شافعی و احمد بن حنبل و از ایشان جماعتی رضی الله  
 تعالی عنهم بیان قول و یقین اند و از بینه و حنین بن اسحاق و ابی  
 و اصحاب از بینه چون ابی یوسف و محمد بن الحسن و داود طائی رضی الله  
 عنهم باین قول باز پسین اند و بحقیقت این خلاف بجماعت باز می

۳۱۵

گردد بعدی معنی اکنون من این معنی با بیان کوتاه کنم تا معلوم گردد و باشد  
 الترفیق تا بدین غلات کس را اندر ایمان مخالفت بااصل بگوئی این شهادت الله  
 عز و جل باینست که ما سبقت بخداوند را با خود و ما را

فصل

چنانکه اتفاق است میان اهل سنت و جماعت و اهل تحقیق و معرفت که ایمان  
 به اهل و رضی اهل ایمان تصدیق بدل باشد و فرع آن طاعت امر و اقد  
 عدوت و عین چنان است که فرع چیزی را به وجه استقامت بنام اهل آن  
 خوانند چنانکه در آفتاب را آفتاب خوانند بمهر طاعت و نیز بدین معنی آن  
 گوی طاعت را ایمان خوانند که بینه چون بیان این نشود از عقوبت و  
 تصدیق بخود این اقتضا کند تا احکام بران بجای نیاید پس هر کجا طاعت بیشتر  
 بود این وی از عقوبت زیادت بود چون آن علت این آمد با تصدیق و  
 قول مر آن را از ایمان گفتند باز گردد دیگر گفتند که علت این معرفت است  
 و طاعت اگرچه طاعت حاصل بود چون معرفت موجود نباشد سود ندارد و چون  
 معرفت موجود باشد اگرچه طاعت باشد آخر بنده نجات یابد هر چند که  
 نکش اند شکیست بود که عذای تملایی یا بفعل خود زلزل در گذارد یا  
 بشماعت پیغمبر رس ۳۱۷ صلی الله علیه و سلم بخشد یا بقتدار جبرش عقوبت  
 کند آنگاه از دوزخ نجات دهد و به بهشت رساند پس چون اصحاب معرفت  
 اگرچه جرم باشد حکم معرفت جادید اندر دوزخ نماند و اصحاب عمل بعمل  
 بخود بی معرفت بهشت اندر نیابند پس معلوم گشت که طاعت علت این  
 نیاید و رسول صلی الله علیه و سلم گفت ان یخیر احدکم بعمله قیل و یت  
 یا رسول الله قال لا یلنا الا ان یتقوا الله بهیسته زهد یکی از  
 شما بعمل خود گفتند تو نیز زهدی بعمل خود یا رسول الله گفت من نیز

۳۱۶



زعم گرهای سوز و جل برعت خویش اندر گزارد و الا من هم زعم پس  
از روی حقیقت بی شکایت بمان آنگاه که معرفت است و از آن پذیرفت  
عمل و هر که را باشد بدینی شناسد از اوصاف و اخص لهجات از  
بر سه قسمت است بعضی آنکه تعلق بحال دارد و بعضی آنکه تعلق بجمال دارد  
و بعضی آنکه تعلق بجمال پس تعلق را بجمال می راند نیست بجز آنکه کمال می  
را اشیاء کند و تعلق از وی نفی کند مانند رتقا جمال جمال آنکه شاهد وی  
جمال حق باشد اعمد معرفت پیوسته مشتاقی دروید و آنکه شاهد وی جمال  
حق بود پیوسته از اوصاف خود با نفرت اندر دلش انداخته و حقیقت  
بود پس شوق تاثیر محبت بود و نفرت از اوصاف بشریت از آنچه کشف  
مجاب وصف بشریت بجز این محبت نیست پس اکنون ایمان و معرفت  
محبت آمد و علامت محبت طاعت بود از آنچه چون دل عمل دوستی بود  
و تپید عمل بذلت و جان حق در ۱۴۲۸ هجرت بگوئی دل عمل مشاهده بود  
پس حق باید که تنگ ابر باشد و آنکه جز چنین گوید تارک امر بود  
اما از معرفت خبر باشد و این است اعمد اوصاف ایمان مقصود ظاهر  
شد که گویی از اعمد جمال ایشان برینند و قدر و منزلت شان معلوم  
کردند خود را بدیشان ماند کردند و گفته که این رنج بحدانست که نشاخشه  
چون بشناختی دل به عمل شوق شد و طاعت از حق برخواست و لیکن این  
طاعت است که چون بشناخت باید که تعظیم فرمان دیانت شود و در این  
که مطلع بدیدد که رنج طاعت از وی پذیرد بلکه بر دارد و  
بر گزاردن آن که در توفیق زیادت و عند آنچه خلق بر رنج گزارند  
وی بی رنج باشد اندران و این معنی بجز شوق رنج باشد و از  
گویی ایمان را هر از حق می گویند و گویی همه از بند و این  
خلاص اند ایمان خلق دانا شده است با دانا انهر پس آنکه همه از

۳۱۵

می گویند بجز حق باشد از آنچه بنده اندران باید که مفضل باشد و از آنکه  
هم از خود گوید قدر حق باشد که بنده بجز اعلام وی دی را نداند  
و طریق توحید بدان بجز باشد و فرق قدر و بحقیقت ایمان فعل بنده باشد  
به هدایت حق مقرون که گم کرده وی برادر نداند آمد و برادر آورده او  
گم نکرد چنانکه گفت قَمَنَ يُّؤَيِّدُ اللَّهُ أَنْ يَتَّصِلَ بِشَيْخٍ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ يُّؤَيِّدُ أَنْ يَجْعَلَ صَدَقَ حَقَّقًا حَسَنًا و برین رس ۱۳۹۹ اصل باید  
که گوش هدایت حق بود و گردیدن فعل بنده پس علامت گردیدن  
بر دل اعتقاد توحید است و بر دیده حفظ از منیجات و هجرت کردن  
اعمد علامت و کلمات و بر گوش استماع کلام وی و بر معده تعلق آن  
از جوارم و بر زبان صدق قول و بر تن پرهیز کردن از منیجات تا معنی  
با دوی موافق بود و ازین بود که آن گرده اند معرفت و ایمان را  
داشتند و اتفاق است ایمان همه که اعمد معرفت زیادت و نقصان را  
باشد که اگر معرفت زیادت شدی و با نقصان پذیرفتی بایستی که معرفت هم  
زیادت و نقصان شدی چون بر معرفت زیادت و نقصان را باشد  
بر معرفت هم را بود که معرفت ناقص معرفت باشد پس باید که  
زیادت در فرع و عمل باشد و اتفاق بر طاعت زیادت و نقصان را  
بود و مرشیدان را که بزرگترین تشبیه می کنند این شد بر دل دشوار  
آید که از مشربان گویی طاعت را از جمله ایمان گویند و باز گویی  
ایمان را بجز قول بگویند و این هر دو معنی انصاف باشد و  
در جمله ایمان بدین حقیقت استعراق کل اوصاف بنده باشد اعمد طلب حق  
تعالی و جمله گردیدگان را بهین اتفاق باید که که فیه سلطان معرفت  
ظاهر اوصاف کثرت بود آنجا که ایمان بود ابواب کثرت اندان منفی باشد  
که گفته اند اذا طلع الصبح يطل المصباح چون صبح منتشر شد جمال

۳۱۶

چراغ تا چیز گشت و روز را بدین بیان روشن نمود چنانکه گفت آن  
مراغی نمودن آن که در روز روشن بخدا دل نباید و در غای عز و جل گفت  
إِنَّ الْمَلُوكَ إِذَا خَلَقُوا تَرْبَةً اخْتَصَمُوا الْآلَةَ بَعْلَ حَقِيقَتِ مَعْرِفَتِ اَنْدَر دَل جَل  
آمد ولایت خلق و شک و حرکت نماند و سلطان معرفت مر حواس را  
و هوای وی را سطر خود گرداند تا اندر هر چه گردد کند و گوید همه  
اندر دایره معرفت باشد و یافتم که اندامیم خواص ما پریدند از حقیقت  
ایمان گفت اکنون این را جواب بدارم اما من قصد کنه دارم و تو  
نیز بر همین عزای اندین راه با من صحبت کن تا جواب مسئله خود  
بیابی گفتا چنان کردم چو بیلوی با وی بود رفتم هر شب را دو قرص  
و دو کاسه شربت آب پدیدار آمدی یکی را فلان من دادی و یکی خود را  
بوداشی تا روزی اندر میان ما بری می آمد سواد چون آن را بدید  
از اسب فرود آمد و بگوید ما پریدند و زمانی سخن گفته و پیر بر  
احسب نفست و یاد گشت گفتیم اینجا اشخ را بگوی که آن پیر که بود  
گفت آن جواب را سوال تو بود گفتیم بگوید آمد گفت آن حضرت پیغمبر بود  
علیه السلام که از من صحبت می طلبید و من اجابت نکردم پریدیم چرا گفت  
تریدیم که اندر صحبت اعتماد از دهن حق بودی کنم و توکل من بتاء  
شود و حقیقت ایمان حفظ توکل باشد چنانکه خدای عز و جل گفت وَ عَلَى  
اَللّٰهِ تَوَكَّلْ اِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَكَّلُونَ و محمد بن غنیبت گوید رضی الله عنه علامه  
کامیاب القلب رحمه الله علیه از امام جعفر الطیوب ایمان دارد و اشتهار توکل بود اگر  
از غیب بر وی کشف کند و وی را بیاموزد از آنچه ایمان نجیب است  
و خداوند تعالی او را چشم ستر نماید است جز بقوت الهی که در یقینی  
بنده پدیدار آید توانی آورد و آن باعلام خداوند باشد جمل و علی چون  
معرفت و مسلم عارفان و علمای علم و معرفت خداوند بود تعالی که اندر دلی

ص ۳۰۰

ص ۳۰۱

شان معرفت و علم آفرینش بخواهد علم و معرفت را کشف ایشان منتقل باشد  
پس هر که دل را با معرفت حق دارد فایده حوس باشد و بحق و اهل و  
بهم اگر بخواهد این کتاب را درین معنی سخن بسیار است اینجا بدین مقدار پند  
کردم تا کتاب مطلق کشف و این مقدار را احلی بعیرت را پندیده باشد اکنون  
بر سر محاسن آیم و جهت آن را کشف گردانم انشاء الله عز و جل و با  
الله التوفیق و ما لا اله الا الله

کشف الحجاب الرابع فی الطهارة

و از پس ایمان نخستین چیزی بر بنده طهارت کون فریفته شود مرگ کردن  
نماز را و آن طهارت بدن بود و از نجاست و جنابت و شستن سه  
اندام و مسح کردن بر سر و شستن با شربت و یا تمیم کردن و اندر حال  
نقد آب و یا نداشتن عرض و احکام این نوع معلوم است بدانکه طهارت تن  
و دگر است یکی طهارت تن و دیگر طهارت دل و چنانکه بی طهارت بدن  
نماز درست نیاید بی طهارت دل معرفت درست نیاید پس طهارت تن را  
آنها مطلق باید و آب طوط و مستعمل نشاید و طهارت دل را تزجید محض  
باید و اعتقاد خلط و مشرط و شاید پس این طایفه پیوسته بظاهر ص ۳۰۲  
به طهارت باشد و باطن تزجید و رسول صلی الله علیه وسلم گفت هر یکی  
را از اصحاب خود علی المومنون یحیی حیا طاف و خداوند گفت عز و جل إِنَّ  
اَعْلَىٰ بُحْبُوحِ النَّعَائِمِ وَ یُحْیِی الْمُتَوَفَّیِّینَ پس هر که بظاهر بر طهارت ملامت  
کند طایفه او را دوست دارند و هر که باطن تزجید تمام کند خداوند تعالی  
او را دوست دارد و رسول الله صلی الله علیه وسلم پیوسته می گفتی اندر  
طهارت خود اللهم طهّر قلبی من النفاق الی آخره بار خدایا و علم را از نفاق  
پاک کن و هیچ حال نفاق اندر دلش وی صورت نگیرد اما لذت کراحت

ص ۳۰۲



خود مر بلا دل اثبات غیر می نمود و اثبات غیر فائق آید و اعمد محل توبه  
 هر چند که یک ذره از کرامات مشایخ سرمد دیده مریدان کرده اند اگر  
 اندر محل کمال آن عجب کرم بکنی بدو دست از آنچه هر چه غیر بود نیت  
 آن آفت بود و از آن بود که از بزرگ گشت لغات عاشقین انقض من  
 اخلاص المیدین اتفاق دیدگان بخت از اخلاص طایبان یعنی آنچه مرید را مقام  
 باشد کامل را حجاب باشد مرید را هست آن بود که کرامت باید و کمال را  
 هست آن بود که محرم باید و در جمیع کرامات مر اهل حق را اتفاق  
 نماید و آنچه آن معایر غیر باشد چنان پس آفت دوستان طایب طامس  
 جز اهل بصیرت بود و اهل بصیرت و آفت اهل بصیرت نجات جمیع اهل  
 خلافت بود از خلافت که اگر کاروان بماندی که بصیرت ایشان در ص ۳۰۳ تا  
 پسندند و است چنانکه فامیان نمی دانند جمیع از کار بماندی و اگر  
 بماندی که جمیع معالمت ایشان عمل ملت است چنانکه دوستان دانند جمیع از  
 بصیرت نجات بماندی و از این همین آفات ظاهر شرفی پس باید که طهارت که  
 ظاهر موانع طهارت است و بدو یعنی چون دست بشوید باید که دل و  
 دستی غیر باطن را نجات دهید و چون آب در دهان بکنید باید که دهان  
 از ذکر غیر خالی کند و چون استنشاق کرد باید که شعوت باطن خود  
 حرام کند و چون روی بشوید باید که از مزاج باوقات و یکبار عرض کند و  
 بنی قال بکنید و چون دست با وضو بشوید باید که دست را جمیع لیسب های خود  
 متطهر کند و چون سج سر کند باید که خود خود بحق تسلیم کند و چون  
 پای بشوید باید که جز دست فراتر نماند و نیت نیت کند تا هر دو طهارت  
 می را حاصل کند که جمیع اعمد شرفی ظاهر باطن پیوسته است چنانکه اندک  
 لکان دل زبان باطن و تصدیق دل و احکام طاعت در شریعت پیوسته است  
 و نیت به دل پس طریق طهارت دل تیز و تفکر بود و الله آفت دنیا

ص ۳۰۳

و دیدن آنکه دنیا سرای قدر است و عمل تا دل از آن خالی کند و این  
 به جهاد باید حاصل گردد و محتم ترین جهادها حفظ آداب ظاهر بود و طهارت  
 بران اعمد همه احوال از ابراهیم خواق رضی الله عنه می آید که گفت مرا  
 از خداوند عمر ایمنی بماند دنیا تا همه حق اندر نعمت دنیا مشغول گردند و  
 حق را فراموش کنند و من اندر بلای دنیا بحفظ آداب شریعت یکم کنم  
 و حق را بماند و اعمد دایمی آید که در ظاهر و باطن در ص ۳۰۴ یعنی الله عنه  
 چهل سال بکشد و اعمد دایمی بکشد که طهارت نگردد و ظاهر باطن طهارت از صحت  
 هم بیرون آید و گفتی زنی را که حق تعالی بخود اضافت کرده است  
 من کاهیت دایم که آب مشعل من بدان ریخت و از ابراهیم خواق رضی  
 الله عنه می گویند که از اعمد جهاد جامع می بماند بود الله یکت شهادت بود  
 شست غسل کرده بود و آخر دعائش الله ایمان آب بود و از اهل حق زودداری  
 رضی الله عنه یک چند گاه ببلای دوسوی اعمد طهارت بتلا بود گفته روزی  
 بحرگاه بدریا رو شدم تا وقت بر آمدن آفتاب بایتم اندکان میان  
 رنج دل بدم گفتم یا خدایا اعانیه اعانیه حاجتی از دریا آفتاب داد که  
 اعانیه فی العلم از میان نوری رضی الله عنه می آید که روز مرگ مر  
 یک نماز را شست بار طهارت کرد الله بیاری در حال بیرون رفتن از  
 دنیا گفت چون فرات الله آید من باری ظاهر باشم گویند شبی چه الله  
 علیه روزی طهارت کرد بقصد آنکه بمسد الله آید از حالتی بشیند که ظاهر  
 را شستی صفای باطن کجا است بار گشتت و همه ملک و بیرون داد و  
 یک سال بجز بمان مقدار چهار سال بمان کار بودی پوشیدی آن نگاه  
 بزرگ بید آمد رضی الله عنه را گفت یا ای بکر این نیت سودمند  
 طهارتی بود که تو کردی خدای تعالی ترا پیوسته ظاهر داد و گشت از پس  
 آن هرگز بی طهارت نمود تا حدی که چون از دنیا بخواست شد طهارت نفع

ص ۳۰۴

افقار اثرات برتری کنی که مرا طهارتی داده و مرتبت را طهارت داده و تقییل عیال  
فراموش کرده و می دانی این اعدای عالم و زمان تو را در حق چه میگویند دست آن  
مرد گرفت تا محاسن اثرات که تا تقییل کرد و چنان از حق می آید که گفته می  
شود وقتی اولی ما ترک کرد اسم از آداب طهارت آلا که از باطن پنداری بیاید  
آمد و چون از این طریق به خدا رسید می آید که گفته هرگاه کسی از این طریق دنیا  
گذرد به دلم طهارت کنم و چون اندیشه حق گذر کند غلبی کنم از این دنیا و دست  
است از این دنیا آن باعث باشد و دستهای حق نیست و در آید است و از این  
آن محاسن است که از این جهت واجب شود که از این محاسن غلب  
اینها بشود و چون به این طریق رسید که از این محاسن غلبه کرد و چون به این  
آمد برترش دنیا کرد که به این طریق طهارت کنی طهارتی که بدین گشتی و از  
طهارت را طهارتی آید و این طهارت را طهارت گشتی و این طهارت را طهارت  
کرد و از این طهارت را طهارتی آید و این طهارت را طهارت گشتی و این طهارت را طهارت  
به طهارت را طهارتی آید و این طهارت را طهارت گشتی و این طهارت را طهارت  
طاری ما می کنی شل گفت استغفار بعد منک و مشایخ را رحمم الله  
ایند تحقیق طهارت سخن بسیار است و در میان ما عبادت طهارت ظاهر و  
باطن فرموده اند این طهارت ظاهر و باطن است و طهارت ظاهر قصد طهارت  
بکند باید که بظاهر طهارت کند و چون باطن قصد قوت کند باید که  
باطن طهارت کند طهارت ظاهر طهارت باطن است و طهارت باطن طهارت  
کردن درگاه حق تعالی اکنون من حکم توبه را به شما توضیح بگویم تا  
حقیقت آن را بدانید و شوق انوار الله تعالی را در دل خود دارید

ص ۲۰۵

# باب فی التوبة و ما یتعلق بها

ص ۲۰۶

بدانکه اول مقام سالکان طریق حق توبه است چنانکه اول درجه (ص ۲۰۶) ۲۰۶  
طالبان خدمت طهارت و اذان بود که خداوند عز و جل امر گفت یا ایها المؤمنین  
اتوبوا لله اجمع التوبة تصونا و نیز گفت توبوا الی الله جوعنا الله  
المؤمنین تصونکم التوبون و رسول گفت صلی الله علیه و سلم ما من شئ  
احب الی الله من انیابة جانی نیست چیزی دوستتر به خداوند تعالی از  
جانی که توبه کرده و نیز رسول گفت صلی الله علیه و سلم التائب من  
الذنب کما لا ذنب له اللهم قال اذا راجعت الله جنت له ما یضرب ذنب  
ثم تلا ان الله یحب التوابین و یحب المتطهرین تائب از گناه بی گناه  
شود و چون خداوند تبارک و تعالی بنده را دوست دارد گناه او را زیان  
ندارد گفتند علامت توبه چیست گفتا ندامت انا آنچه گفت که گناه من  
دوستان را زیان ندارد یعنی بنده گناه کار نگیرد و اندر ایستادن خل  
نیاید و چون سرایه ما گناه زیان ندارد و معصیتی که عاقبت آن  
نجات باشد حقیقت آن زیان نباشد و بدانکه توبه اندر ندامت یعنی  
رجوع باشد چنانکه گفت تائب ای رجوع پس از گشتی از نمی خداوند  
و آنچه خوب است از این خداوند حقیقت توبه باشد و این تائب است که شرایط  
الله علیه و سلم تصون التوبة توبه باشد و این توبی است که شرایط



توبه بجز انچه مودع است اذانچه یک شرط توبه است بر مخالفت  
و دیگر اندر حال ترک ذلت و بیوم عزم معاودت تا کردن معصیت و  
این هر سه شرط اندر ندامت است که چنان ندامت حاصل نشد اندر  
دل این دو شرط دیگر نتایج این ندامت را سه سبب باشد  
دوم ۱۴۰۷ چنانکه توبه را سه شرط یکی چون غوث عقوبت بر دل سلطان  
شود و اندوه کوهها بر دل صورت گیرد ندامت حاصل آید و دیگر امداد  
نعمت بر دل مستحق گردد و معلوم شود که بفضل پروردگار فیضی آن  
بناید از به پیشانی شود و سه دیگر شرم خداوند مشاهده می شود و از  
خالفات پیشانی گردد پس ازین هر سه یکی تایید بود و یکی مینب و  
یکی اذانچه بود توبه را سه مقام است توبه دیگر انابت و  
دیگر اوتوبه پس توبه غوث عقاب را بود و انابت طلب ثواب را و  
اوتوبه رعایت فرمان اذانچه را توبه مقام مقام مومنان است و در آن  
بکبر بود چنانکه گفت خدای عز و جل یا ایها الذین آمنوا توبوا الی  
الله الذیة و انابت مقام اولیا و مومنان چنانکه خداوند گفت عز و جل  
مَنْ تَوَلَّى الرَّعْفَةَ بِالْإِسْخَابِ ذَکَا یَقْلِبُ قُلُوبَهُمْ و اوبه مقام انبیا و مرسلان  
است چنانکه خداوند گفت عز و جل یَسْمُ الْعَبْدُ إِثْمَهُ نَقَابٍ پس توبه  
روح بود از کما بر بطاعت و انابت روح از مغایر نجات و اوبه روح  
از خود بخداوند فرق است میان آنکه از فرائض با امار روح کند و اذان  
آنکه از لحم و اندیشه ناسد نجات روح کند و میان آنکه از خودی خود  
حق روح کند و اصل توبه از نیت و بر حق تعالی باشد و جبهه ای نهایی  
از خواب غفلت و درین جیب حال و چون بده نظر کند اندر سوری  
احوال و نتایج اعمال خود را و اذان مقام مومنان است و انابت مقام مومنان  
مسلک گرداند و در حق تعالی معصیت توبه میگرداند و در مقام مومنان

ص ۳۰۷

ص ۳۰۸

یا عتشی برساند و روا باشد نیز یک اهل سنت و جماعت و جو مشایخ  
مروت که کسی از یک گناه توبه کند و گناهان دیگر می کند خدای تعالی  
بدانچه توبه و اذان یک گناه باشد و در وقت اذان توبه و اذان باشد که  
برکت این اذان گناهان دیگر مثل اذان چنانکه یک می بخوار باشد و اذان  
از زمان توبه کند و بر می خوردن معتر می باشد توبه می یک گناه  
درست باشد با اذکانش بدین گناه دیگر و تخفیان از معتره گیرند که اسم  
توبه درست نیاید بر کسی که از هر کما بر معتجب باشد و این قول  
حال است اذانچه بر هر معاصی که باشد بکند دی را بدان عقوبت کند و  
چنانچه هر یک از نوع انابت معاصی بگوید بنید از عقوبت کن این توبه را  
حال بدین تالیف بود و نیز کسی اگر بعضی از فرائض کند و از بعضی  
درست باز داند الا حال اذانچه می کند از عقاب باشد چنانکه بدانچه نمی  
کند عقاب و اگر کسی را آلت معصیت موجود باشد و اسباب آن حیات  
و اذان توبه که توبه باشد اذانچه توبه را یک گناه است و اذان  
دی را بدان توبه بر گذشته ندامت حاصل آید و اندر حال اذان  
همین معصیت معرض است و عزم دارد که اگر آلت موجود گردد و  
سبب حاصل می هرگز بر سر این معصیت باز نگردد و مشایخ مختلفند  
انعتاد و معصیت توبه و معصیت آن که معصیت آن است باشد چنانکه با معصیتی  
برساند که التوبه به آن معصیتی بخوابد و توبه آن باشد از ص ۱۴۰۸ که گمانی کرده  
را فراوانی کنی و از پیوستن احدی التوبه کنی توبه اگرچه اصل بسیار داری  
بدان موجب گردی اذانچه حسرت بر کعبه به مقدم بود بر اعمال صالح  
و هرگز این کس موجب نه شود که گناه فراوان کند و باز بنید با معصیتی  
برساند که التوبه به آن معصیتی توبه کن باشد که گناه را فراوان کنی اذانچه  
تالیف معیت باشد و محبت اندر مشاهده باشد و اندر مشاهده ذکر گناه جفا باشد

ص ۳۰۹

پندار گاهه با محض بود باز چند گاه با ذکر بقا بود و با محض باشد  
 و با توجع این غلات اندر غلات مجاهده و مشاهده است و ذکر  
 کن اندر مذنب سخیلین نباید جست آنکه تائب را بجز تائیم گوید لیکن  
 توبه او را غفلت داند و اگر بحق تائیم گوید ذکر توبه او را شرک  
 نماید و در جمله اگر تائب باقی الصلوة بود عقده اسرار اسرارش حل گشته باشد  
 و اگر ثانی الصلوة باشد ذکر الصلوة نمودن در دست نیاید موسی گفت علیه  
 السلام ثبتت لیکن بعد حال ثانی صفت و رسول گفت من الله علیه و سلم لا  
 احصى ثناده علیه و الله حال ثانی صفت و در ذکر و شست اندر حق  
 تربت و شست باشد و تائیم را باید که از خودی خود یا از نیاید از گاهش  
 چگونه یاد آید و محققان یاد گاه خود گاه بود از آنچه محل احوال است  
 و چنانکه گاه محل احوال است ذکر آن هم محل احوال است و ذکر  
 غیر آن چنان و ذکر بوم بوم باشد لیکن بوم هم بوم باشد از آنچه تعلق  
 ذکر و لیکن هر دو توبه باشد و بیاید رضی الله عنه گفت بکتاب بیمار

بر خوانم از شیخ پیر ما پندان در ۱۲۱۰ فایده بود که اندین بیت  
 لا تلت ما اذنبت ثالث مبیحة

حیاتک ذنب لا یقاس به ذنبه و لا یصلح  
 چون دود دوست اندر سحریت دوستی بنایت بود مشتق را چه قیمت ماند  
 و فی الجمله توبه تائید دانی بود و مامی فعل جسمانی چون بر دل  
 نداشت اندر آید به توبه حق کلت بنیاد که نداشت دل و دفع کند  
 چون در ابتدا فعل دی نداشت دفع توبه نبود چون بنیاد اندر انتفا  
 نیز غفلت حافظ توبه نباشد و خداوند گفت عز و جل کتاب علیه ایضا  
 هو الثواب الذی یجوز و مر این را اندر نقل کتاب نظایر بیمار است تا مکی  
 که از سرورنی باثبات کردن حاجت نیاید پس توبه بر سره گردد باشد یکی از

ص ۳۱۰

خطا بصواب و دیگر از صواب با صواب و بیوم از خودی خود بحق تسالی آنکه  
 از خطا بصواب بود آنست که خدا گفت عز و جل و الذین إذا فعلوا ذنبا  
 آذ خللنا أنفسهم ذكروا لله فاستغفروا لعلنا یكفروهم الآية و از صواب با صواب  
 تر آنکه موسی گفت ثبتت لیکن و از خود بحق آنکه پیغمبر گفت من الله علیه  
 و سلم و الله لیکن حل قلبی و اقی حکمت لاستغفر الله فی کل یوم سبعین مرة  
 و از کتب خطا نداشت است و مذموم و دهرع از خطا بصواب توبه و نمود  
 این توبه عاتم است و حکم این عاتم است و تا صواب باشد با صواب قرار  
 گرفتن وقت است و حجاب و دهرع از صواب با صواب اندر درجه اهل است  
 شوند باشد و این توبه خاص باشد و حال باشد که خواص از معصیت توبه  
 کنند ندیدی که هر عالم اندر حسرت رؤیت خداوند الله اس ۱۲۱۱ و موسی  
 اذان توبه کرد از آنچه رؤیت اختیار خواست و اندر دوستی اختیار آفت بود  
 ترک آفت اختیار دی مر غلق را ترک رؤیت نمود و دهرع از خود  
 بحق در درجه محبت است یا چنانکه از آفت بتمام اعلی از وقت بر تمام  
 عالی توبه کرد و از دید مقامات و احوال نیز توبه کند چنانکه مقامات  
 مصطفی علیه السلام هر دم بلا توبتی بود چون بتمام بزمی رسید از تمام  
 فرد تر استغفار می کرد و از دید آن مقام توبه بجا می آورد و الله  
 اعلم یا صواب

ص ۱۱۱

فصل

بدانکه توبه را سه شرط تائید نیست از جمله آنکه بوم بر بدو تکا کرده  
 معصیت درست باشد و اگر توبی را توبتی بپسند که باز معصیت باز گردد بعد  
 از صحت عوم اندران ایتم گذشته حکم ثواب توبه یافت باشد و از بدترین  
 کتابان این طایفه بوده اند که توبه کرده اند باز توبتی بپسند است نشان









بین یقین و امر خداوند تعالی هیچ سبب متعلق نیست که اگر نماز وقت  
 و آن است حضور بادی بایستی که بخواهد حاضر گردی و اگر وقت یقین  
 بادی بایستی غایب بزرگ آن حاضر شدی و چون حاضر وقت غایب آن یار  
 در بزرگ آن غایب نیست آن غایب نفس بعد سلطان است و بعد یقین  
 در حضور است نیست پس اهل فاعله و اهل استقامت بیشتر کنند و  
 فرایند چنانکه مشایخ مریدان ما اندر تبار روزی چهار صد رکعت  
 نماز فرایند هر عادت آن نماز عادت است و مستقیماً از یزید نماز بسیار  
 کنند هر شکر قبول نماز اندر حضرت سائند از این احوال و ایشان  
 به دو گروه باشند گروهی آن که نمازهای شان اندک کمال مشرب  
 بهای مقام جمع بود بدان مجتمع شوند و گروهی آن که نمازهای  
 شان اندر انقطاع مشرب بهای مقام تفرقه بود بدان متفرق شوند و  
 آن که اندر نماز مجتمع باشند و در شب اندر نماز باشند و در روز  
 و سخن نماز بزیادتی کنند و آن که متفرق باشند و در روز و شب  
 نماز کمتر کنند و رسول صلی الله علیه و سلم گفت جماعت قریه عینی فی  
 الصلوة روشانی چشم من اندر نماز حاضر اند یعنی هر راحت من  
 اندر نماز است از این مشرب اهل استقامت اندر نماز بود و آن  
 چنان بود که چون رسول صلی الله علیه و سلم در سال ۱۶۱۷ هجری بود  
 و بمکه قریه میآمدند پس نفس از بند کون گشت شد بدان درجه  
 رسید که دلش بخواهد نفس بخواهد بر دل رسید و دل بخواهد بدان  
 و جان بمکه متر شد از در عادت کافی شد و از مقامات بخواهد  
 گشت و از نشانی حای بی نشان گشت و اندر مشاهده از مشاهده غایب

ص ۳۱۶

عنه الله اصل کتاب مد رجا صلوات الله علیه است

شد و از طریق بر میزد شرف انباشت متلاشی شد اوده تفرایش بر وقت وقت  
 بلیغش نیست گشت شهادت ربانی اندر ولایت خود بیان گشت از خود بخود  
 بماند معنی بستی برید و اندر گشت علم بیدار شد و بی اختیار خود از  
 سر شوق اختیار کرده و گفت با خدا عا بلای سرای طایر و  
 و به طبع و هوا میگویند زمان آمد که حکم ما چنین است که باز  
 گردی به دنیا سر اقامت شرع ما تا ترا آنچه داده ایم آن جا  
 ویم چون بدینا باز آمد هرگاه که دیش شتاق کن مقام مستل شدی  
 گشتی ارست یا بلال بالصلوة پس هر نمازی او را سرای بستی و  
 ترقی از حق او را اندر نماز دیدی و جان وی اندر گذار نماز  
 بستی و دیش اندر نماز و سرش اندر نماز و نفس را اندر گذار تا  
 حرة امین دیش نماز شدی و نفس اندر ملک بود و جانش اندر ملکوت  
 تنش با پس بود و جانش اندر محل انس و سهل این بعد الله  
 رضی الله عنه که علامه الصلوة ان یکون له تابع من الحق لذا دخل  
 وقت الصلوة بیتمه علیها و یتیمه ان مکان ناشأ صادق آن بود که  
 خدای عز و جل بر وی فرشته گذاشته باشد که چون وقت نماز در  
 آید بنده ما بر گذاردن نماز بسط کند و اگر خفته باشد بپای  
 گردنش و این اثر الله سهل در ۱۶۱۷ هجری بعد الله ظاهر بود از این  
 دی پیر زنی گشت بود چون وقت نماز شدی تن در دست گشتی چون  
 نماز بکردی بر جای بماندی یکی گوید از مشایخ رحمة الله علیه بحتاج  
 المصلی الى انیمة الشیاء فتشبه النفس و تعذب الطبع و صفاء المست و  
 کمال المشاهدة و کمال بکشد و از خدای نفس پاره نیست و آن بود  
 جمع حمت باشد چون حمت مجتمع شود ولایت نفس برید از این چه دی  
 از تفرقه است اندر تحت جماعت جمع نیاید و صاحب طبع بر بایست

جلالت نباشد که جمال حق تعالی بفرموده که منافی بکبر باشد و جمال  
 متعالیه بود یعنی مشرق می آید که چنین بنامش در شبانه روزی  
 چهار صد رکعت است و از آن بعد از این است که در هر روزی که نوبت این  
 امر می رسد چهار صد رکعت این نماز را در هر روز و در هر حال که در ایشان که  
 در زمانی که قافله ای باشد در رجب اندر ایشان اثر کند و در حاجت  
 بگویند که حاجت ما برسد که نعمتی که در حق ما طلب کردیم یکی گفت  
 من الله بسم الله الرحمن الرحیم که در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 بی عرض و بی نیاز بود و در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 رضی الله عنه چون پیر شد هیچ دردی از او نماند و حاجت گذارند  
 گفتند این شیخ ضعیف گشتی بعضی ازین نوافل را دست بردار گفت  
 این چیزهای است که اندر سبب است و آنچه یافتیم ازین یافتیم حال باشد  
 که اندر سبب است از آن دست بردار و در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 اندر عبادت الله و مشرب شدن از طاعت است و غذای ایشان در هر روزی که  
 از عبادت اندر اینان روحانی اند و نفس شان نیست و مانع و ناجی  
 شده از طاعت نفس بود هر چند که در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 بندی کردن سهل تر می گردد و چون نفس قانی شود غذا و مشرب  
 او جلاست گردد چنان که از آن لایکه اگر خای نفس درست آید و جلاست  
 بن مبارک رضی الله عنه گوید که من زنی را دیدم از تنبیهات در میان  
 کوکی در نماز کزوم دی را به چهل جای زخم کرد و هیچ تنبیه اندر دی  
 پدیدار نیامد چون از نماز فارغ شد گفتش ای مادر چرا آن کزوم را  
 از خود منصرف نکردی گفت ای پسر من که در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 اندر ایشان که در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 افتاده است گفتند که این پادشاه را در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که

ص ۳۱۸

گفتند که اندر نماز پای از دی جدا باید کرد که از خود بفرموده چنان کردند  
 چون از نماز فارغ شد پای بریده یافت و از آن بعد از این است که در هر روزی که  
 می آید که چون نماز شب کردی قرأت تمام خوانی و در هر روزی که در هر روزی که  
 بنده خوانی که ذکرنا فی الصحاح و پیغمبر گفت علی الله علیه و سلم یا ایا که  
 پیرا زم می خوانی گفت یسمع من یتاجی می شود آنچه می گویم اگر زم  
 گویم و اگر بنده و عمر را گفت چو بنده می خوانی گفت اقط الوضوء  
 و اقط الشیطان تا بیدار کنم خفته را و به نام شیطان را رسول علی  
 الله علیه و سلم را گفت یا ایا که بنده تر بخوان و عمر را گفت تو پست  
 تر خون بر ترک عادت پس بعضی ازین و طایفه فرایض را آشکارا  
 کنند و نوافل را اندر نماز در هر روزی که در هر روزی که در هر روزی که  
 بیا رفته باشد که چون کسی اندر طاعت بیا آورد و در هر روزی که  
 بد مرئی گردد و گویند که اگر چه با طاعت کنیم باینم خلق به بیند  
 و این هم بیا بود و گروهی دیگر فرایض و نوافل را آشکارا کنند و  
 گویند که بیا باطل است و طاعت حق محال باشد که از برای باطل  
 حق ما شایسته کنیم پس بیا اول دل بپروان بیا که طاعت آن با  
 که می خوانی می کنی و مشایخ رضی الله عنهم حق کذاب نگاه داشته اند و  
 مردمان را بدان فرموده اند یکی می گوید از ایشان که چهل سال مسافر  
 کردم هیچ نماز از طاعت خالی نبود و هر آینه بقصیده بودم و  
 احکام این بیش از آن است که حصر توان کرد و آنچه بنماز پیوندد از  
 مقامات محبت بود اکنون با احکام آن را تمامی بیایم انشاء الله تعالی

ص ۳۱۹





آن بود چنانکه کار آن پویما کشید. باز بود پس ترکیب و خلقت بر کشیدن  
باز دست و پا بود و غیر این معنی گوید شعر

ان تفت جودی و ان تفت خاموشی

جلاهما منقلا منسوب الی السکر

و نیز گویند که اخذ است از خبث و آن جمع جزا دل بود و جزا  
دل محل طیف است و قوام دل بدان و اقامت محبت هم بدان پس  
محبت با جزا هم محل آن نام کرده باشد از آنجه گزارش شده است دست  
و عرب نام گردانیده چیزی است با هم موضع سخن و نیز گویند که اخذ  
است از جانب الماء و قیاد عند المطر تشبیه آن غلیان آبی بود اندر  
حال دادن عظیم پس محبت را محبت هم کرده اند ۱۴۲۲ لایحه غلیان  
القلب عند الاشتیاق الی لقاء المحبوب پیوسته دل دوست اندر اشتیاق رؤیت  
دوست را مضطرب باشد و بی قرار چنانکه اجسام بارواح مشتاق باشد و  
چنانکه قیام جسم بروح بود قیام دل بجهت بود و ایام محبت بر رؤیت  
و وصل محبوب و این معنی گوید شعر

لما مواتمق الناس عیسا و موات

تمنیث ان القاتک یبنا عذرا حایبا

و نیز گویند که محبت اسمی است بر صفای دلالت بر اندانچه شرب بر  
صفای بیاض چشم انسان را جبهه الان خوانند چنانکه صفای سوادای دل را  
جبهه القلب پس این یکی محل محبت آمد و آن یکی محل رؤیت این  
معنی بود که دل و دیده و اندر دوستی و مقارن بود و این معنی گوید  
شعر

القلب یحسد عیبی لذته النظر

و العین تحسد قلبی لذته الفكر

فصل

بدان محبت از جهت اشتغال نظر علی بر وجود هست یکی بمعنی ارادت بمعنی محبوب  
بی سکون نفس و میل بر صحت و قنای قلب و این استیلا و تقنی این  
بر تعلیم روا نباشد و این معنی معانی مخلوقات باشد و یکی دیگر  
اجناس را و متغای است خداوند انین جلا علو کبریا و دیگر معنی احسان  
باشد و تخصیص بنده که دکان با بر گردید و پدر کمال ولایت رساند و  
برگان که تماشا مخصوص کند و سه دیگر بمعنی شنای جمیل باشد بر بنده  
و گویی از حکمتان گویند که محبت حق و خداوند است و صفات  
معنی است چون ۱۴۲۳ و در و استوار که اگر کتاب و سنت  
بدان تعلق نبودی وجود آن بر حق تعالی را از روی عقل مستیل بودی  
پس محبت اثبات کنیم و بگویم بدان تا اندر تصرف کردن آن  
توقت کنیم و در میان این و این ملاقات این قطع بر حق تعالی را  
این جلا اقاویل است که با او کردیم و در حق تعالی حقیقت را بدان کنیم  
انشاء الله تعالی

ص ۳۲۳

بدانکه محبت حق تعالی بر بنده را ارادت بخیر او باشد و در محبت  
کردن بر وی با محبت اسمی است از اسامی ارادت چون بفرمود  
خط و در محبت بر رأفت بود آنچه بدین نامد علی این اسامی جو ارادت  
حق نشاید که در ارادت معنی است تعلیم را بدان که صفات و خواص است  
مر افکار خود بر پس و اندر حکم بمالفت و در افکار نعل بمعنی ازین صفات  
انحصار معنی است و فی الجمله محبت خداوند بر بنده را است که با  
وی نسبت بیاید و فرایند و وی را با اندر دنیا و معنی ثواب و وحدت و از  
محل عقوبت این گردانندش و وی را از معصیت معصوم دارد احوال رفیع



و مقامات معنی وی ما کرامت کند و شرفش را از انکساف باقیار بگسوزد و  
 عنایت ازل را به او پیونداهد تا از کل مجزئ شود و مر طلب رضای وی  
 را مغرور شود و چون حق تعالی بپندد را بدین معانی مخصوص گزارد آن شخص  
 اعلات خودی را با تمام محبت نهد و این تعصب حادث محاسبی و بپندد و باطنی  
 از مشایخ است و مسکب فقهای فریقین و مشکون سنت بیشتر هم برین اند  
 و اگر گوید که محبت حق معنی شمای جیل است و بپندد شای وی را  
 ۳۳۴ کلام وی بود که کلاش بنام حقوق است و اگر گوید معنی احسان است  
 و احسان وی فعل وی بود و حکم معنی متقارب است این تفایل و حکم  
 بود موجود اما حکم محبت بپندد مر قضاوت را و عوذا جلی صفتی است که  
 اندر دل معنی مطیع پیدا کرد معنی تسلیم و تکبیر تا رضای محبوب را  
 طلب کند و از طلب رؤیت وی بی صبر گردد و اندر آرزوی قربت  
 وی بی قرار گردد و بدون خودی کسی قرار نهدش و نوبی با فکر وی  
 کند و از آرزوی او جدا گردد اگر کسی را در وی حرام شود و قرار از خودی  
 نبرد گردد و از محلات و ملاقات متعلق شود و از محاسن احوال کند  
 سلطان دوستی اقبال کند و هر حکم دوستی را گدازد و بطور کمال مر حق  
 تعالی را بشناسد و با او باشد اگر محبت خالق بر او باشد از بعضی محبت خلق  
 باشد غیر اینکه در حال که این میل بود با عاطفه و ادراک محبوب و این  
 صفت اجسام بود پس همان حق تعالی مستطاعان قرب وی باشد و غایبان کیفیت  
 وی از آنچه طالب بود تا اتم بود از دوستی و مستطاعان محبوب کلیم بود و درین  
 عیان اندر سرکه گاه محبت مستطاعان و مقفوران از آنچه محدث را بتدبیر جز  
 بقره قیوم توکل نباشد و هر که بختن محبت را معلوم کند اجسام بر بخرد  
 و شصت نامد پس محبت بر نمود گوید باشد یکی محبت نفس و یکی  
 میل و لا توکل نفس باشد و طلب و از آن محبوب اند راه کرامت و ملاقات

ص ۳۳۴

و دیگر نفس با نفس و این طلب استقصاء کند با صفتی در ۳۳۵ از اصناف  
 محبوب بیاراد و نفس گیرد چون شنیدن بی کلام و بی دلیل و بی  
 گردیدگان اندر محبت حق و در تقیم اند یکی اگر انعام و احسان حق بود  
 بپندد و رؤیت انعام و احسان محبت منعم و حسن تقاضا کند و دیگر اگر کل  
 انعام را از قبل دوستی اندر محل محاب نهد و راه شان اندر دوستی منعم  
 منعم بود و این عالی تر است و از اولی اعظم بالصواب

فصل

و در جمله محبت با اندر میان خود اصناف خلق معرفت است و با بعضی ناهما  
 مشهود و بعضی ذات متداول و بعضی صفت از عقلی است آن را بر خود  
 تواند پوشید و از مشایخ این طایفه سنون (محبت رضی الله عنه) اندر محبت  
 رضی و مشرفی داده اند و مخصوص و گوید که محبت اصل قاضی دای حق  
 تعالیست و احوال او مقامات متنازلند و اندر هر محل که طالب به اندران  
 باشد ندال بران را باشد جز اندر حق محبت که بیحد حال ندال بران  
 بها نباشد و اولی است از راه موجود بود و در مشایخ دیگر به اولی اندرین معنی با  
 وی موافقت کرده اند اما حکم اگر این اسم عام بود و ظاهر خواهند  
 که حکم این معنی اندر میان خلق پوشند و اسم را بدل کنند اندر تحقیق  
 وجود معنی پس آن رضای محبت و در صفتی نام کردند و محبت را معنی  
 خوانند و اگر معنی اولی اختیار محبت را با اندر اصناف را اختیار محبوب و فقر  
 خوانند و محبت را با فقر نام کردند و از آنچه بکترین درجه اندر محبت موافقت  
 است و موافقت حبیب غیر مخالفت بود و من اندر ابتدای کتاب  
 حکم فقر و فقر و فقر را کشف گردانیده ام و اندرین معنی آن را به  
 بزرگوار گوید در ۳۳۹ از اولی علیه الحب عند الزهاد اعظم من الاجتهاد محبت

ص ۳۳۵

بزرگیک زهاد ظاهر تر از اجتماع است و عند التائبین اوجده می آید و  
 چنین و بزرگیک تلبیان ازمان باب حق و اولی الامر و افعال صحت و عند التائبین  
 اشهر من التضرک و بزرگیک ترکون مشهور تر از اکت انوار ایثار و آیتی  
 الحب عند المستود ازهر من سبی محمود و با رغم که طلب محبت بزرگیک هندوان  
 اند مشهور تر از کوه کرون محمود است اندر هندوستان و قفقه الحب و  
 الجیب عند الروم اشهر من الجیب و قفقه حب و جیب اندر روم ظاهر تر  
 از صلیب است و قفقه الحب فی العرب ادب فی کل حق عند عرب  
 او دین و حزن و محبت اندر عرب هر حق یا طری یا حونی و  
 یا شی یا بی و بی و اعراد آذین و اعراد است که هیچ جنس هر چه نیست  
 که دی را اندر غیب کاری نه افتاده است که از محبت اند دل  
 فرقی دارد و یا فرقی و یا دلش بشارت بکن است و یا از  
 قهر آن محمود از انچه ترکیب دل از انوار و از اضطراب است و امور عالم  
 در طلب بکن سرای است و دل را محبت چون علم و شرب است  
 و در دل که از محبت طای صفت بکن دل بخراید صفت و از کفایت  
 با دفع و جلب بکن ماورای نیست و نفس از لطایف آنچه در دل  
 گردد آگاه نیست و در امور بکن نشان کی گوید رحمت الله علیه الله کتاب  
 محبت که خداوند تعالی دل را با پیش از در تنه بیاورد بصفت هزار  
 سال و اندر مقام بزرگ باشد و با ما پیش از در و لحاظ بیاورد  
 بصفت هزار سال و اندر درج اولی داشت در ۱۶۲۷ و هر روز  
 سی تا صد و شصت بار بکشت حال بود هر حق که در دست می بود و  
 شصت نظر کرامت کرد و کلان محبت از جان بکشد و سی صد و  
 شصت لیله نفس بکشد و ظاهر کرد و با بکشد اندر کون آگاه کرد و از  
 خود گرای تو کسی نپدید شود و فزونی در میان ایشان پدیدار آید حق

ص ۳۶۷

جل و علی بدان سبب مر ایشان را امتحان کرد سر ما اندر جان بزدان که  
 در جان رفته اندر دل محسوس کرد و دل را اندر تن و باز داشت آگاه عقل را  
 اندر مرکب گردانید و انبیا  
 هر کس از ایشان من مقام خود را بجزایان نشاند حق تعالی نماید بزرگوار  
 حق اندر نماز نشاند دل را محبت پیوسته جان بقرینت درید و صفت قرار  
 گرفت و در محله جبارت اندر محبت و محبت آید و از انچه محبت حاصل است  
 و حال هرگز قال نباشد اگر حالی خواهد که محبت را جلب کند نتواند کرد  
 و اگر نکند کند تا نفس نکند هم نتواند اگر خواهد تا دفع کند اند  
 کسی که اهل آن بود عاجز شوند که آن اهل است و آدمی را می  
 لای اهل یا ادراک نتواند کرد

فصل

اما اندر عشق مشک و لا سخن زیاده است گزیده آید بر حق  
 تعالی بود داشتند اما از حق تعالی روا نباشد و گفته اند که عشق  
 صفت شیخ باشد از محبوب خود و بنده منزع است از حق تعالی و حق  
 تعالی منزع نیست بلکه بنده پس عشق را بنده بپایند و درود و درود  
 نباشد و با آن گزیده که بر حق تعالی بنده را هم عشق را بنده نباشد  
 از انچه عشق خود را بنده و در خداوند تعالی و در دست نیست و باز  
 قنایان گفته که عشق از اندر و در محبت بنده چون بر طلب ادراک  
 ذات و ذات حق تعالی درک نیست و محبت بنده محبت دوست آید و بنده  
 از عشق در دست بنده و با نیزه گویند که در عشق بنده و با بنده  
 محبت بگیرد و محبت بمع بود باشد چون عشق بنده بر حق روا  
 بود که اندر دنیا کس بود و بنده بنده از حق این خبری نبود حرکت

ص ۳۶۸



بدان دوستی کرده اند که اندر خطاب هر یکسانند پس حق تعالی بذات بزرگ و عظمی  
 نیست تا خلق را با وی عشق درست آید چون بعصا و المال و غیره  
 و محکم اهلای است پس محبت دوست آمد ندیدی بگو چون یعقوب بن ابی ریحان  
 یوسف مستغرق گردانید اندک مال را از آن پس بیاض یافت چشمش حاش بینا  
 شد و چون زیبا را عشق یوسف مستطرب گردانید تا وصلت دی یافت  
 چشم باز یافت و این طریقی پس محبت است که یکی صواب پرورد و یکی  
 حرام گذارد و نیز گفته اند که عشق را خدا نیست باید تا آن که وی  
 دعا باشد و اندرین فعل لطیف بسیار است آید اما مرثیة تقوی را  
 این مقدار کفایت کردم **و الله اعلم بالصواب**

## فصل

و مشایخ این طایفه را اندک تحقیق دوستی و عز پیش ادا است که در  
 آن زمان حاصل توان کرد و من خلقی از آن گفته ایشان پیام اندرین  
 کتب تا در بزرگ بجای آورده باشم انشاء الله عز و جل انشاء الله تعالی  
 قشیری گوید رحمه الله علیه الصفة هو المحب من ۱۴۶۹ بصفات و اثبات  
 المحبوب و ملامته محبت آن که محبت کل اوصاف خود را اندر حق طلب  
 محب خود نمی کند و اثبات ذات حق را یعنی چون محب باقی بود  
 محبت باقی برای غیرت دوستی باقی محب را یعنی خود مطلق که  
 تا ولایت مطلق وی پیدا گردد و نه فای صفت محبت جو بیانات ذات  
 محب نباشد و پیدا نباشد که محبت بصفت خود قائم بود که اگر بود  
 بصفت خود قائم بودی لکن محب بی نیاز بودی چون می داند  
 که چنانچه محال و محب است طالب غنی و صواب خود نباشد بصورت مشایخ  
 معلوم نیست که بصفت خود از محب محب است پس از آن دوستی

ص ۳۴۹

دوست دشمن خود گفته است و معروف است که چون حسین بن محبوب  
 رضی الله عنه بود و از کردند آخرین سخنانش این بود حسب الواحد المراد الواحد  
 و محبت را آن پندیده باشد که هستی او را با دوستی پاک گردد  
 ولایت نفس اندر دهر وی برسد و متلاشی گردد و بود یزید بن سلامی گوید  
 رضی الله عنه الصفة استقلال الکثیر من نفسه و استکثار القلیل من حبیبه  
 محبت آن بود که بسیار خود را از آنکی دانی و آنک دوست دانی و این  
 صفت حق است از بنده که نسبت دین او آنچه دین است خدا است  
 به بنده و آنک خوانده و گفت کُلُّ مَتَاعِ الدُّنْيَا قَلِيلٌ بَلْ يَأْتِي عَمَلُكَ  
 دینا آنک است آنچه بشما داده ام آن گاه اندرین عمر آنک و های  
 آنک و قناع آنک و فکر آنک ایشان را بسیار گفت و للذاکرین الله کثیرها  
 و الذاکرین الله من خلق عالم بدانند در ۱۴۷۰ که دوست بر تحقیق خداوند است  
 و این صفت مرفوع را دوست نیاید از آنچه از حق به بنده هیچ چیز آنک  
 نیست و از آن خلق هم آنک بود و شیخ سمل بن جده الله التستری گوید  
 رحمه الله علیه الصفة معاناة الطامع أو مماناة المتخالفات محبت نیست که با  
 طامعات محب دوست در آغوش کنی و از مخالفت وی اعراض کنی از آنچه هرگاه  
 دوستی باشد حق توان بود و توان دوست به دوست آسان از بود و این صفت  
 آن گروه است که از جلا محب باشند گوید که بنده بود دوستی بدید رسد که  
 طامع از آوی سیر بخیزد و این صفت محض باشد از آنچه محال بود که آنک  
 محال صفت عقل حکم حکایت از بنده ساقط شود از آنچه اصاح است که  
 شریعت محمد صلی الله علیه وسلم هرگز فسخ نشود و چون از یک کس  
 بر غایت حکایت بود باشد و محال است عقل پس از جلا محبت  
 باشد و این صفت محض باشد و محب مستور را یکی دیگر صفت  
 و عذری دیگر آن را باشد که بنده را خداوند تعالی اندر دوستی خود

ص ۳۴۰

در هر سال که پنج گزاردن حاجت از وی بر تیرود از آنچه هر چه مقدار  
 محبت بر صورت گیرد هر چه که محبت از وی بر تیرود از آنچه هر چه مقدار  
 عمل تر بود به این معنی ظاهر است اعمد حال پیغمبر صلی الله علیه و سلم  
 که چون از حق بهر قسم که بود که هر که وی چندان عبادت کرد پشید و مدد  
 که از هر کارها با او ماند و با یحیی بن مبارک بود بیا بیا تا خداوند تعالی  
 گفت حق و جل جلاله ما انزلنا علیک القرآن لیتقوا و یتذکروا و یذکروا که اند  
 حال گزاردن قرآن در دین گزاردن در هر روز و در هر روز و در هر روز  
 پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم ان الله لیکان علی قلبی و اقی لاستغفر الله لی  
 حتی یدور سبعین مرة هر روزی هشتاد بار من بر کردار خویش استغفاری کنم  
 از آنچه بنمود و بر کردار خود نمی گزیرت که محبت شدی بطاعت خود بلکه پیغمبر  
 هر حق را می گزیرت و می گفت این کردار من عزای وی نیست و از آن  
 محبت می گوید و بعد از الله علیه و سلم ذهب المحبتون علیه بشت المذنبات و الاخوان لان  
 النبی صلی الله علیه و سلم قال المرء مع من احب و احب الله ان یحیی و  
 یمل الله شرف دنیا و آخرت را از آنچه پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت  
 که مرد با آن کس باشد که او را دوست دارد پس ایشان اند دنیا و  
 عقبی با حق باشد و خطا روا باشد اما اگر با وی بود پس شرف دنیا  
 آن بود که حق با ایشان است و شرف عقبی آنکه ایشان با حق باشند  
 یعنی این معاد رضی الله عنه گوید حقیقة المحب ما لا ینقصها لعلها ولا  
 یزیدها بالقد و العطا محبت حقا کم نشود و بکونی و عطا نیز زیادت نشود  
 از آنچه این هر روز اند محبت بسبب توبه و عبادت اعمد حال وجود عبادان  
 تلاشی بود و دوستی را برای دوست خوش باشد و عبادت و دعا اند طریق  
 محبت استادی بود چون محبت حاصل بود دعا چون حقا باشد و عبادت چون حقا  
 و اند محلات معروف است که ثبلی را بجهت چون اند بیارتان باز

ص ۳۴۱

داشتند گروهی بیامند تا وی را زیارت کنند وی گفت من اتممت احوال منی (ص ۱۲۲) و (ص ۱۲۳)  
 در احوال من اتممت احوال منی اتممت احوال منی اتممت احوال منی اتممت احوال منی  
 و گفت من اتممت احوال منی اتممت احوال منی اتممت احوال منی اتممت احوال منی  
 که دوست را برای دوست نگزیرد اتممت احوال منی اتممت احوال منی اتممت احوال منی  
 پند کردم و الله اعلم بالصواب و الله اعلم بالصواب و الله اعلم بالصواب

کشف الحجاب السادس فی الزکوة

قال الله تعالی و یتقوا الصلوة و اتوا الزکوة و یتقوا الزکوة و اتوا الزکوة  
 بسیار است و از احکام فرائض ایمان یکی زکوة است واجب بر آنکه واجب شود  
 و اذان اعراض بها نیست اما زکوة بر تمام نعمت واجب شود چنانچه در دین است  
 دم که نعمتی تمام بود و اعم تحت نعمت کسی باشد بکم ملک بر وی  
 پنج دم واجب شود و بیت و بنای هم نعمتی تمام بود اذان نعمت و دنیا  
 واجب شود و پنج اشر هم نعمتی تمام بود اذان گوسفندی واجب شود  
 و آنچه بر وی باشد از اموال را بخواهد یا نیز زکوة بود چنانکه مالی را  
 از آنچه آن نیز نعمت تمام است که رسول گفت صلی الله علیه و سلم ان  
 الله فرض علیکم زکوة جاهکم کما فرض علیکم زکوة اموالکم و نیز گفت  
 ان الله یحب شئ زکوة و شحوة الدار بیت الضیافة و حقیقت زکوة گزاردن  
 شکر نعمت بود هم اذان بنس نعمت و نعمت تندستی عظیم است و  
 هر عضوی را زکویت و آن است که کل اعطای خود را مشغول عبادت  
 دارد هیچ لود و سبب نر گزاردده باشد پس نعم یمن ما نیز زکوة  
 باشد و حقیقت آن است که احوال توان روزه گرفتن کرد از بیاری که هست  
 پس هر آن را نیز زکونی باید اعمد خود آن و آن عرفان نعمت بود  
 ظاهری و باطنی چون بنده دانست که نعمت حق تعالی بر وی بیکران است

ص ۳۴۳



شکری که کرد و بگذارد و آن فکر را که از آن گفتم نعمت الهی کرده بود و در هر  
 ذکوة تعجب دنیا نزدیک این طایفه بود نباشد از آنچه بطل بود تا بحدود باشد  
 بجای تمام باید که تا بپایستد و در هر کسی که بخواهد یک سال باشد تحت  
 تعزیت بود چوین گرداند و آنجا پنج دوم از آن برسد و چون کریان را طریق  
 قبل الی باشد و سیرت سخاوت پس ذکوة از آنجا واجب شود و در بحالیت یافتم  
 که یکی از طایفه ظاهر بر حکم تجزیه بر شری ما رجوع الله علیه پدید از ذکوة که  
 چه می باید داد گفت چون دخل خود بود و مال حاصل از حدیث هم پنج دوم  
 بایست داد و باز هر بیت و بیاض نیم دینار بدهد تا بخواهد بدهد من پیشتر ملک  
 بایست کرد تا از مشقه ذکوة بداند باشی گفت امام تر اندرین مسئله کیمت گفت  
 الا بکر صلی الله علیه و آله که مرا چه داشت بخواهد و در میان جلی و الله علیه و سلم  
 دینی ما گفت ما اختلافی با الله گفت الله و رسول و از امیر المؤمنین علی رضی  
 الله عنه نهایت نکرد که گفت الله تعالی شکر است

فما وجبت له ذکوة و ما له من ذکوة و من ذکوة علی جواد  
 پس مال کریان مبدول نباشد و طایفه شان خود مال بجهل کفر و جاهل  
 خصوصت از آنچه ایشان را ملک نباشد تا اگر کسی را بجهل را از کتاب که در ۱۲۲۲  
 و گوید چون ما مال نیست از علم ذکوة جستن اح این حال بود از آنچه آموختن  
 علم فرض جلی است و امتضا نمودن از علم کفر محض بود و از تقضای زیاد  
 یکی نیست که در میان صلاح و فقر بجهل علم را ترک می کنند وقتی جماعتی  
 از مشقه که که بدی بودند معتقد گوید بخواهند جرات تعلیق می کردم جاهلی اندر افتاد و  
 من باب مدققة الابل می گفتم و حکم نیست بلون و نیست حاضر و حقه  
 را ظاهر می کردم آن مرکب بجهل را دل از شنبیدن این سخن تنگ  
 شد و بر خاست و گفت مرا اشتر نیست تا علم نیست بلون بکار بپریم  
 گفتم ای خدا هم چه اگر کفر و ادنی ذکوة را علم بایست مرا کنند که از

ص ۳۳۶

نیز بایست اگر کسی نیست بدنی فرا تر دهد و بتانی بنگاه بزرگ علم نیست بلون  
 هم نشاید گفت و اگر کسی را مال نباشد و بایست مال نیز جاشد هم لفظ  
 علم از وی بپایستد فتوح الله من الجمل

فصل

از مشایخ متوفی بوده اند که ذکوة بسته اند و کسی بوده است که  
 نترسد آن را که فقر با اختیار بوده است نترسد که چون مال جمع کنی ذکوة  
 نیز نباید داد و از ادبای دنیا نتایم تا به شان عیا نبود و ادان با سق  
 و اگر فقر مقرر بوده اند بسته اند به مرا بایست خود را بکد بدان  
 آن خواسته اند که فریضه از گردن برادر مسلمانی بر دارند چون نیست این  
 بود به عیا این باشد که آن دهنده اگر دست دهنده عیا بودی دست  
 ستانده سق باطل بودی این معنی قوله تعالی و یا اخذوا الصدقات بایستی تا ذکوة  
 دهنده فاضل آمدی از ستانده در ۱۲۲۵ و این افتقاد بین غلات بود و  
 عیا آن باشد که چیزی بکم واجب آن از برادر مسلمان بستاند تا پاره آن  
 از گردن وی بیفتد و صدایشان دنیائی نیست بلکه ایشان عقباتی اند و  
 اگر محتاجی بار از گردن دنیائی بر گیرد حکم فریضه بر وی لازم شد و بیقیمت  
 دانی با خود شد پس حق تعالی را محتاجی ما بپایگی سمل امتحان کرد و دنیائیان  
 آن بار فریضه را از گردن خود توانستند گزارد و لا محاله به عیا به قرا  
 بود که بر موافقت حق شرح خود ستانده است ادا که حق خدای  
 بتادک و تعالی بر مردی واجب بود و اگر به ستانده به سق  
 بودی چنانکه گوی از اهل حشو می گویند و پیشبران بایستی که  
 سق بودی که ایشان حق خدای تعالی می بپردازند و بشرط بصورت می  
 رسانیدند و در خط اند و می خواهند که با بر شده اند و از پس

ص ۳۳۵

پیغمبران را آنچه درین مهم درین آمده اند که حق بیست عالم را می خوانند و  
 در هر قطعه است اگر چه بیست خوانده و با عقل گردید و با بد و خشنود و با عیا  
 داند و این هر دو اصل قوی است و اندک کسوت و بد معنوی این عقل  
 باب الحود و الحاد و من طرفی بدین پیوندم و یا شد التوفیق و  
 (الصفحة)

## باب الحود و الحاد

پیغمبر گفت علی الله علیه وسلم یعنی قدیب من البتة و فیما من البتة  
 یعنی قدیب من البتة و فیما من البتة و فیما من البتة و فیما من البتة  
 معنی باشد آنچه صفات خلق را که مرحق تعالی با خود خوانده و معنی این ۱۴۲۷  
 خوانند هر معنی توفیق را که در حق خود را بدین نام خوانده است علی الله  
 علی الله علیه وسلم نیز خبری نیامده است و باطراح اهل سنت و جماعت را  
 نیست که کسی خداوند تبارک و تعالی را نامی خود را مقتضای عقل و لغت  
 تا کتاب و سنت بدان تعلق نباشد چنانکه خداوند تعالی عالم است و باطراح ائمت  
 او را عالم شاید تا فاضل و فقیه نشاید خواند اگر چه این هر سه معنی  
 بود نام عالمی بر وی اطلاق کردند بر صحت توفیق را و ازین دو نام احتراز  
 کردند بر هم توفیق را هم چنان نام براد وی را اطلاق کردند بر صحت  
 توفیق را و از معنی احتراز کردند بر هم توفیق را و مردمان فرقی کرده  
 اند میان خود و خدا و گفته اند معنی آن بود که اندک وجود تمیز کند و  
 آن چه که در عقل و غرضی و سببی باشد و این مقام اقتضا دارد اندک وجود  
 بود اگر تمیز کند و گردش بی غرضی بود و فاعل بی سبب و این حال  
 دو پیغمبر بود صلوات الله علیهما یکی خلیل و دیگر حبیب و اندک اخبار معراج  
 آمده است که در اسلام چیزی نخوردی تا معانی نیامدی و حق سه روز  
 بود تا کسی نیامد گری بر وی سوا وی نیامد و حق گفت تو چه مردی





پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم در روز دوم میسر نام است پیغمبر الهی صلی الله علیه و آله و سلم  
چهار صد و هشتاد و نه روز از دنیا فراتر شد گفته چرا می گویی ای فرزند پیغمبر  
گفت از آنچه در تفحص حال این مرد تقصیر کردم تا وی را بذل سوال آوردم  
و او سئل مصلحتی هرگز مدتی بدست هیچ درویشی نخواهد و چیزی که بخشدی  
اندر دست کنی نخواهد بر زمین نخواهد ایضا بدو اشتدای از وی پرسیدند وی گفت  
دیده ایم آن نظر نیست که از آن دست مصلحتی باید داد تا به زمین برآید  
و بدو وی مصلحتی نشود و از پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم پرسید که مصلحتی شک  
و در آن شک بهشت بر سرش است که یک بار از آن آب که در آن بود به زمین  
نهد تا آید و از آن زمین را به زمین بدهد که از آن آب که در آن بود به زمین  
صلى الله عليه وسلم وی را یک دای بیان در کوه پُر گوشت بخشد من ۳۴۰ چون وی بگویم خود  
از گشت گفت که قوام مسکن است که نزد عطا ای بخش که وی بدو پیش  
ترسد و هم از آن روایت کند که پید عالم را صلی الله علیه و آله و سلم هشاد هزار  
هستم پیاد دهنه وی آن بر گیتی فرو ریخته تا هر نداد از جای برخواست  
ترغی علی گیر رضی الله عنه که من بگویم از آن حال بر شکم بسته بود  
از گرگی و من دیدم درویشی را از متاع آن که سلطان سی صد دم سنگ  
در ساد بر سرش که این بگراید به دی بگراید شد و این جمله بگراید آن داد  
و بدست و پیش ازین اندر از هب و لورین است آب ایشان ازین معنی کلمات گفته ام  
و اینجا زمین را اختیار کردیم و الله اعلم بالصواب

کشف الحجاب السالغ فی الصوم

خدا عز و جل گفت یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام آیه و بید  
عالم صلی الله علیه و سلم گفت که جبرئیل علیه السلام را خبر داد که خدای تعالی  
گفت که الصوم بی و اثنای اجزای بیست و هفت روز از آن نیست و مجرای آن این

اولی تیم از آنچه عبادت سری ست که بظاهر هیچ تعلق ندارد و غیر ما  
از آن هیچ نصیبی نیست و از آن آید سبب بی تعلق بود و گویند که  
و حل بهشت خلق را بدست خود و در وقت عبادت و عود مجرای روزه از آنچه حق  
بندک و تعالی گفت انا احب به و بید گفت رضی الله عنه الصوم نصف الطریقه  
روزی داشتن نمی از طریقت ست و دیدم از شاخ (ص ۱۴۴) که روزه پیوسته  
داشتندی بود دیدم که چون ماه رمضان داشتند و آن از آن است که روزه  
این ترک اختیار خود و ریا ما دیدم که روزه داشتندی و کس ندانستی چون  
طعام پیش آوردندی بخوردندی و این موانع ترست رست را بخبر عایشه  
و حنفه رضی الله عنهما که پیغمبر صلی الله علیه و سلم نزدیک ایشان  
آمد آمد گفتند انا قد ضیعتنا کال حیة السلام اما انی کنت اریک  
الصوم ولکن تقریه صوما صوما دیدم که ایام یمن و عشرهای ماه مبارک  
روزی داشتندی تا موجب و شبان و رمضان نیز داشتندی و یزد دیدم که  
موم داند علیه السلام داشتندی که آن را پیغامبر علیه السلام غیر الصیام خوانده است  
و آن موم روزی و نظر بدو دیگر من وقتی نزدیک شیخ احمد بخاری  
آمد آدم طبعی حلا اندر پیش دی نهاده بود و همی خورد من اشارتی کرد  
من به حکم عادت کودکی گفتم روزه می دادم گفت چرا گفتم بر موافقت فلان  
گفت درست بناید مریض را با خلق موافقت من تمرد کردم تا روزه بکشایم  
گفت چکن از موافقت وی تهرای کتی پس موافقت من کنی که من  
هم از خلقم و این هر دو چون یکی باشد و حقیقت روزه اساک باشد و  
کلی طریقت اندرین مفرست و کترین درجه اندر روزه گرنگی است و الجرح  
طعام الله فی الارض گرنگی طعام خوانده ست اندر زمین و گرنگی بهر زماضا  
ت از آن میان خلق ستور است شرفا و عطا پس در وقت یک ماه باشد  
پیوسته بر عاقل (ص ۱۴۶) بالغ مسلم صحیح قیسم و ابتدای آن از رویت









# باب الجمع و ما يتعلق بها

خداوند گفت عز و جل وَ كَتَبْنَا لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ الْقَوْمِ وَ الْجَمْعِ وَ الْقَوْمِ  
 الْفُتُوٰلِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الشَّعَائِرِ وَ بِيْضَامِرٍ كُنْتُ جِهَ الْعِلْمِ وَ السَّلَامِ بَطْنِ جَالِيْعٍ  
 احب الي الله من سبعين عابداً عافلاً براكه گزینی را شرف بزرگ است بزرگیک  
 بخدا اعم و اعلی ستوده است ازانچه از روی ظاهر گرسه ما ظاهر تیز تر بود  
 و قریح دی معتدب گردانیده باشد لاقا الجمع نفس خضوع و للقلب خشوع جالچ  
 را تن خاضع بود و دل خاشع ازانچه قوت نفسانی بکمر ناچیز گردد و رسول گفت  
 من الله عليه و سلم ابیضا بطونكم و اعداء اجسادكم و اظلمات اكبادكم بعلکم قلوبكم  
 تنی الله جیلتا فی الدنیا حکم حا را گرسه دارید و بگر حا را تشه دارید و تن حا  
 را برهنه دارید تا گر خداوند تعالی را به بینید جل و دنیا اگرچ تن را از  
 گزینی بلا بود دل را بدان بیبا بود و جان را صفا بود و سر را نقا بود  
 و چون سر تنها بیاید و تنها صفا و ذلک شیا چه زبان اگر تن به بیاید که سیر  
 خوردگی را بس غلری نیست که اگر غلری بودی ستودان را سیر گردانیدی که سیر  
 خوردگی کار ستودان بود و گزینی علاج بیدان و نیز گزینی عمارت باطن و  
 سیر خوردگی عمارت باطن کی عمر الله عمارت باطن کند تا عرق را مقود  
 شود و از علاج مقود شود و بگردد برادر بود با آنکه عمر الله عمارت  
 بدن کند و خدمت صوای تن کند کی با عالم از برای خوردن باید و

کی را خوردی در ۱۳۸۸۰ از برای عمارت کردن بسیار زنی باشد میلان این ص ۳۲۸  
 و آن بطن و التقدیمون با سكون و حیثوا و اهتم و تفتشون و تاجلوا و متفان از برای  
 زیستن می خوردی و زیستن شیا از برای خوردن و المخرج طاهر الصدیقی و صلیک  
 السیدین و قدما الشیاطین بیرون افتادن آدم از بهشت و دور گشتن وی از  
 جوار حق تعالی بعد قتل او از برای تفتش بود و تحقیقت آنکه از برای جوع مظهر  
 بود جالچ باشد ازانچه طالب اکل خود اکل بود و در هر عرق بود تبارک اکل  
 بود و از اکل منوج بود و اگر اندر حال وجود اکل تکلیف آن بدید و بار  
 و رنج گزینی بکشد دی جالچ باشد و قیو شیطان و بیس صوای نفس بجز  
 گزینی باشد و کثانی رفته الله علیه گوید من حکم العبد ان یکفه فيه ثلاثة  
 اشياء نومه خلة و سلاحه حذیة و باسکله بناقاة شرط مرید آن بود که اند  
 دی سه چیز مورد بود یکی خواب دی بجز غلبه نباشد و سفش بجز بصوت  
 و و خوردش بجز باقاة و باقاة بجز بیک بعضی در شیان روز بود و  
 بزرگیک بعضی رفته شیان روز بود بزرگیک بعضی ایک رفته بود بزرگیک بعضی  
 پهل روز ازانچه متفان برانند که جوع صادق پهل شیان روز یکبار بود و  
 آن جان داری سلاحه بود و باقاة آن میان آنچه بدیدر آید و آن شمر و طرد  
 طبع بود بجان حاکم و الله که عروق اهل معرفت عمارت برهان برادر شانه  
 ست و دل های شان موضع نظر متعالی است و آن دلها اندر  
 مقود شان صفا با کشاده است و عقل جوار صواب و نگاه ایشان رفته  
 املت بوقی ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹ ص ۳۵۹  
 مدی و هر چه که اکل جالچ آید با فدی پرورش بیش باید نفس قوی تر  
 شود و جوار تربیت بیشتر باید و به مولد بود و اخفا پرانکه جوی  
 شود و اندر هر عرق از عروق مردم بجای دیگر گرسه بدیدار آید و چون  
 طالب اخفا از نفس باقاة گیرد صفا صیفت تربیتی نشود و عقل قوی تر





باشد اگر زیارت سنگی که اندر مالی بود نظری باشد فریغ بود و دلی که  
شمار روزی بود می صد و شصت نظر بود زیارت او اولی باشد اما اهل  
تختی را اندر هر قدم از راه که نشانی ست و چون محرم رند از هر یکی  
علتی یابند و از یزید گیرید رحمة الله علیه (ص ۳۵۲) هر کرا ثواب و جزای  
جهالت بنوا افتاد خود هر روز او عبادت نکرد که ثواب هر نفسی از جهالت و مجاهدت  
اندر حال حاصل ست و هم گوید که به نختی حج می جو خاند هیچیز ندیم و  
دوم بار هم خاند دیدیم و هم خداوند خاند و بیوم بار خداوند خاند را دیدیم و  
سج خاند را ندیم و در جلا آنها بود که مشاهده تنظیم بود آن را که سئل  
عالم میباد گاه قربت و غلوت گاه انس نباشد وی را از دوستی هنوز چیز باشد  
و چون بنده مکاشف بود عالم جلا حرم وی بود و چون محجوب باشد حرم  
در اظلم عالم بود مصحح اظلم الاشهاد دار المحجوب بلا سبب پس قیمت مشاهده و  
را ست اندر عمل غلوت که خداوند سبب آن معنی دیدار کمر را گردانیده  
است و قیمت کمر را ست اما سبب را بحر سبب تعلل می باید  
کرد تا طاعت حق تعالی از کدام کین گاه روی نماید و از کجا پیدا  
شود و مراد طالب از کجا روی نماید پس مراد مردان اندر تعلق مفازات و  
برادی نه غیر حرم بوده است که دوست را رؤیت حرم حرام بود که مراد  
مجاهد بوده است (اندر شوق متعلق و به آرزوی گذاری اندر محبت و دلم  
و یکی نزدیک بنید آمد او را گفت از کجا می آئی گفت کج بوده ام  
بنید رحمة الله علیه گفت حج کردی گفت بی گفت از ابتدا که از خاند  
برفتی و از وطن رحلت کردی از همه ماسی رحلت کردی گفتا نه پس گفت  
رحلت نکردی گفت چون از خاند رفتی اندر هر منزلی بشب مقام کردی مقامی  
از طریق حق اندران مقام (ص ۳۵۲) تعلق کردی گفتا نه گفت پس منزل  
و بسپری گفت چون محرم شدی حیثیات از صفات بشریت جدا شدی چنانکه

ص ۳۵۲

ص ۳۵۲

از چهار و عادات گفتا نه گفت پس محرم نشدی گفت چون بعزات دانفت شدی  
اندر کشف مشاهده وقفه پدیدار آمد یا نه گفتا نه گفت پس بعزات نه ابتدای  
گفت چون بزدل شدی و مرادت حاصل شد همه ملاحظای نفسانی را ترک کردی  
گفتا نه گفت پس بزدل نشدی گفت چون خاند را طواف کردی بیدیدم سر  
اندر محل تنزیه لطایف حضرت محال حق را دیدی گفتا نه گفت پس طواف  
کردی گفت چون سسی کردی در بیان صفا و مروه مقام صفا و درجه مروت را ادراک  
کردی گفتا نه گفت هنوز سسی نکردی گفت چون بنا آمدی بینمای تو از تو  
ساقط شد گفتا نه گفت هنوز بنا رفتی گفت چون بمحگاه آمدی و قرآن  
کردی خواستای نفسانی را قرآنی کردی گفتا نه گفت پس قرآن نکردی  
گفت چون سنگ انداختی هر چه با تو صحبت داشت از صفاتی نفسانی  
همه بپزداختی گفتا نه گفت پس هنوز سنگ بپزداختی و حج نکردی باز گرد  
و بدین صفت حج بکن تا بنقام ابراهیم برسی شنیدم که یکی از بزرگان  
اندر مقابله کمر نشسته بود و می گریست و این آیات را بر زبان می

راوند شصت

و احصیت يوم القدر العیس شغل

و کان حادی الحادی بنا وهو مجهل

اسایل عن شمس فمیل من محفل

هان له علما بما این محفل

لقد اقمات حقی و نسکی و عمردی (ص ۳۵۲)

و فی السری شغل عن الحج مشغل

سارجع من حامی لمحبة قابل

فان الذی قد کان لا يتقبل

فقیل بن یحیی رحمة الله علیه گوید یزانی دیدیم اندر توقف غامض استاده و

ص ۳۵۳

سر قو انگه هم خلق اند دعا بودند و وی خاموش می بود گفتیم ای  
 جوان چرا تو نیز دعائی و ایسائی نکنی گفت مرا دشمنی افتاده است  
 و دقتی که داشتم از من فوت شده هیچ دعای دعا کردن ندارم گفتیم  
 دعا کن تا خداوند تعالی ببرکات دعای این جمع ترا بسر مراد تو رساند  
 گفت خواست که دست بر آرد و دعا کند نمره اندو جدا شد و  
 پانش با آن نمره برآمد و ذو النون مصری گوید رحمة الله علیه جوانی دیم  
 بنا ساکن نشسته بود و هر خلق بقرآنی ها مشغول من اند وی بنگاه  
 می کرد تا چه کند و کیمت جوان گفت بار خدایا هر خلق بقرآنی ها  
 مشغول من نیز می خواهم که نفس خود را قرآن کنم اند حضرت تو از  
 من بپذیر این بگفت و با انگشت شهادت خود اشارت کرد و بینداد و  
 چون نگاه کردم روح از وی جدا شده بود رحمة الله علیه پس چچ عا  
 در گرد بود ای احمد غیبت و دیگر اند حضور آنکه اند چهار مکر در  
 غیبت باشد چنان بود که اند غایب خود اند غیبت بوده باشد انانچ  
 غیبتی از یقینی اعلی تر باشد و آنکه اند غایب خود حاضر باشد چنان  
 بود که بگو حاضر باشد حضرتی از حضرتی اعلی تر نه باشد پس چچ  
 مجاهدتی است مر کشف مشاهدت را و مجاهدت طاعت مشاهدت نه  
 بلکه سبب رس ۱۴۵ است و سبب را اند حقیقت معانی تشریری بیشتر  
 نه باشد پس مقصود از چچ نه دیدار غایب باشد که مقصود کشف مشاهدت  
 باشد اکنون بانی که متضمن این معنی باشد بیایم تا بمحصل مقصود تو  
 متعرب باشد و الله اعلم بالصواب

ص ۳۵۵

## باب المشاهدة

پیامبر گفت صل الله علیه وسلم اجبوعا بطوبکم دعوا المحرص و اعرفوا  
 اجسادکم قهقروا الاصل و انما اذا احببکم دعوا الدینا نعمکم قدوت  
 الله بقلوبکم و نیز گفت اند حال سوال جویش علیه السلام از احسان اعهدوا  
 الله کانتک تراه فان لم تکن تراه فانه يراك و وی فرستاد بداند علیه السلام  
 یا داند آتندی ما المعرفة قال لا قال هی سبعة القلب فی مشاهدتی و مراد  
 این طایفه از عبادت مشاهدت دیدار دل است که بدل حق تعالی را می بیند  
 اندر ملاطیجون و پیچیده و اب الیاس بن عطا گوید اند قول خدای عز و جل یون  
 الذین قالوا ربنا الله بالمجاهدة ثم استقاموا علی ساط المشاهدة و حقیقت  
 مشاهدت بر دو گونه باشد یکی از صحت یقین و دیگر از قلب محبت که  
 دوست در قلب محبت بدو برسد که کیمت وی هم حدیث دوست  
 گردد جز وی را نه بیند و محمد بن واسح گوید رحمة الله علیه ما رأیت شیئا  
 قط الا و رأیت الله فیه ای بصحة یقین ندیم میچیز الا که خدای تعالی  
 را اندران بدیم و یکی از مشایخ گوید رحمة الله علیه ما رأیت شیئا الا و  
 رأیت الله قبله و این دیدار بود از حق بخلق و شبی گوید رحمة الله علیه  
 رس ۱۴۶ ما رأیت شیئا قط الا الله یعنی بفطانت المعیة و غلبان للمشاهد  
 پس یکی فضل بیند و پنجم سر و دران نظر فاعل بیند پنجم سر و باز

ص ۳۵۶



یکی را محبت فعل از کنی برآید تا خود همه فاعل بیند پس طریق این استنباط  
بود و ازان سر او جنبی و معنی این آن بود که یکی مسئول بود تا اثبات  
دلائل حقایق بر وی بیان گردد و یکی مجتوب و برود شوق حق باشد یعنی  
دلائل و حقایق را در حجاب که لایق عین شمیلا لا یعلم غیبه و من  
است شمیلا لا یعلم و لا یطالع غیبه استکشاف الشیء و الاعتراض  
علیه فی احکامه و افعاله آنکه بشناسد یا غیر نیاند و آنکه دوست دارد غیر ند بیند  
پس بر فعل منازعت کند تا منازع باشد و بر گردش اعتراض کند تا مقصود  
نباشد و خداوند تعالی از رسول صلی الله علیه و سلم و سراج وی با را خبر داد  
و گفت مَا تَرَاعَ الْبَصَرُ وَ مَا لَمْ يَرَ مِنْ اَشْءٍ شَوْقَهُ اِلَى اللّٰهِ چشتم هیچ چیز  
باز نکرد تا آنچه بجایست بدل بیند هر گاه که محبت چشم از موجودات فزاد  
کند لا محاله بدل موهب را ببیند و خدای عز و جل گفت لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ  
رَبِّهِ الْكُبْرَى و نیز گفت قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ ابْصَارَهُمْ اِی الْبَصَارِ  
الْبَیِّنَاتِ مِنَ الْمَشْهُوَاتِ و البصائر القلوب عن المخلوقات پس هر که مشاهده  
چشم سر را از مشهورات بخواند لا محاله حق را بچشم سر ببیند فمن کان  
اخلاصاً مجاهدی کان اصدق مشاهدی پس مشاهده باطن متون مجاهده ظاهر  
ص ۱۳۵۷ بود و فصل بن عبد الله تستری رحمه الله علیه گوید من غُضِّ  
بَصَرُهُ عَنِ اللّٰهِ طَوْفَةً عَیْنٍ لَا یَصُدُّهُ طَوْلُ عَمَةٍ هَرَّكَهُ اَعْبَرُ بِمِیْرَتِ بَیْکَ  
طَرَفَ الْعَیْنِ از حق فزاد کند هرگز راه نیابد از آنچه القاب غیر باز گشتن بود  
بغیر هر گاه بغیر باز گذاشتند هلاک شد پس اهل مشاهدت عمر آن بود که  
الله مشاهدت بود و آنچه اندر نماید بود آن را از عمر نشترند که آن به  
حقیقت مر ایشان را مرگ بود چنانکه ابو یزید را رحمه الله علیه پرسیدند که  
هر تو چند است گفت چهار سال هست گفته این چگونه بود گفت خداوند  
سال است تا اندر حجاب دنیا ام اما چهار سال است تا وی را می بینم

روزگار حجاب از عمر نباشد و شبلی گوید رحمة الله علیه اندر حال دعا اللهم  
اجعل الجنة والنار في جنابا غيبك حتى لا تصير واسطة بيني وبينها بمحضت و  
دورخ را اندر خزائن غیب خود نشان کن و یاد کن از طل خلق قراوش کن  
۳ ترا از برای آن نپرستند چون در بهشت طبع را نصیب ست امروز بحکم  
یقین قائل عبادت از برای آن می کند چون دل را از محبت نصیب نیست  
قائل لا محاله از مشاهدت محبوب باشد و رسول علیه السلام از شب مراجع  
عایش را خبر داد که حق را ندیم و این مجالس روایت کرد که رسول صلی الله  
عیه وسلم مرا گفت که حق را ندیم پس خلق با این اعتقالات با آمدند و آنچه بهتر  
بایست عجب از میان برد انا آنچه گفت به دیدش عبادت از چشمم سر کرد  
و آنچه گفت ندیم بیان از چشمم سر کرد یکی ازین دو از اهل باطن ندیده  
ص ۱۵۵۸ و یکی از اهل ظاهر و سخن با هر یک بازآوردند تقم دی گفت  
پس چون چشمم سر دید اگر واسطه چشم نباشد چه زبان و بینه گوید رحمة  
الله علیه اگر خداوند مرا گوید که مرا ببین گویم بنیعم که چشمم اندر دوستی  
غیر بود و بیگانه و غیرت غیرت مرا از دیدار می باز دارد که اندر  
دینا بی واسطه چشم همین دیدنش پس در بعضی واسطه چه کنم شعور

الى لاجسد فاطري عليهما

فَاعْصِ طَرَفِي إِذَا تَغَلَّتِ الْيَعَا

دوست از دیده خود دریغ دارد که دیده اش بیگانه باشد پیری را گفتند  
خواهی تا تفاوت را به بینی گفتند چرا گفت منی خواست  
فرید و محمد علی الصلوة و السلام خواست بدید پس خواست ما مجاب  
اعظم ما بود از دیدار حق تعالی از آنچه وجود ارادت اندد دوستی مخالفت  
بود و مخالفت مجاب باشد و چون ارادت احمد و دنیا پسرکی شده مشاهده  
حاصل آمد و چون مشاهدت ثبات یافت دنیا چون عتی بود و عتی

چون دنیا و دار نیزه گیرد رحمت الله علیه ان الله سبحانه و سبحان عن الله في الدنيا و الآخرة لا تتعدا فداوند تعالی را پندگانه که اگر چه دنیا و عقبی بطریق  
ایستی از وی محجوب گردند مرتد شوند یعنی پیوسته مر ایشان را بدوام مشاهده  
می دهد و بخود محبت نشان داده می دارد لا محاله چنان مکاشف محجوب  
گردد معلوم گردد و قد انزل معری رحمة الله علیه مدی اندر مصر  
می رفتم کودکان را دیدم که سنگ اند بجای می انداخته گفتم از وی  
چه می خواهید گفتند این مرد دیوانه است گفتم بچه طاعت جزن بر وی  
پایه می آید گفتند می گوید در ۱۳۵۹ که من فداوند را می بینم گفتم  
ای جوان مردان تو می گویی یا بر تو می گویند گفتا بی من می گویم که  
اگر من یک لحظه حق را نبینم محجوب باشم و طاعت ندارم اما اینجا آدمی با  
قلبی افتاده است از اهل این قصه و می پندارند که رؤیت قلوب و مشاهده  
آن صورتی بود که اندر دل دهم مر آن را اثبات کند اندر حالت ذکر و  
یا فکر و این تشبیه محقق و ضلالت صریحا بود از آنچه فداوند تعالی را افلاک  
نیست تا اندر دل دهم الهاده توان کرد و یا عقل بر کیفیت وی مطلع  
شود و هر چه بوهوم باشد آن هم از جنس دهم باشد و هر چه معتدل  
باشد از جنس عقل حق تعالی بهائس اجناس نیست و لطایف و کثایف بعد  
جنس یکدیگرند اندر حالی مضاده ایشان را یکدیگر با جنس باشد از آنچه اندر  
تحقیق توحید شده جنس بود اندر جنب قدیم که اعداد محدث اند و حوادث  
یک جنس اند تعالی عن ذلك و عتا یصفه الملاحدة علوا کبیرا پس مشا  
اندر دنیا چون رویت بود اندر عقبی چون اتفاق و اتحاد جواد صواب اندر عقبی  
رویت بود پس مشاهدت اندر دنیا نیز بود پس فرق نباشد میان خبری  
که از مشاهدت عقبی خبر دهد و میان خبری که از مشاهدت دنیا خبر  
دهد و هر که خبر دهد ازین دو مستحق باجازه از مشاهده خبر دهد نه

مدی یعنی گوید که دیدار و مشاهدت فداوند را می گوید که مرا مشاهده نمود  
است و ۳ اکنون هست از آنچه مشاهدت صفت می رسد و خبر دادن هجرت زبان  
و چون زبان ما از متر غیر بود ۳ هجرت کند این مشاهدت نباشد که مدی  
بود از آنچه چیزی که حقیقت آن اندر عقل در ۱۳۶۰ ثبت بنابر زبان بگردد ص ۲۶۰  
ازان هجرت تواند کرد و غیر همین نهاد لان للمشاهدة قصور اللسان بخصوص  
اللعنات پس ازین معنی سکوت را درجه برتر از تلقی باشد از آنچه سکوت هجرت  
مشاهدت بود و تلقی نشان شهادت و بسیار فرق باشد بمان شهادت و  
چیزی و میان مشاهدت چیزی و ازان بود که پیتامبر صلی الله علیه و سلم اندر  
درجه قرب و محل اهل که حق تعالی وی را بدان مخصوص گردانیده بود  
گفت لا یحصى ثناء علیک من شئای ترا احصا توانم کرد از آنچه اندر مشاهده  
بود و مشاهده اندر درجه کمال دوستی یگانه بود آنگاه گفت انت کما اشتهت  
علی نفسك لا آتی که بر خود ثنا گفته یعنی اینجا گفته تو گفته من  
باشد و شئای تو شئای من و من مر زمان را اهلیت آن نظام که  
از حال من هجرت کند و نیز بیان را مستحق آن نه بینم که حال مرا  
ظاهر کند و ازین معنی گویند گوی شعور

تمیث من اهدی خلقنا و ایتة

ایضا قلل املك لسانا و لا طرفا

ایست احکام مشاهده بقای بر سبیل اختصار با الله التوفیق

### کشف المحجوب التاسع فی الصیحة مع آدابها و احکامها

فداوند تبارک و تعالی گفت یا ایها الذین آمنوا کونوا انفسکم و اهلیکم  
قائم ای اولادهم و رسول صلی الله علیه و سلم کنس الاحباب عن الایمان  
و نیز گفت ایها الذین آمنوا کونوا قاصصا تأویها پس بدانکه رویت و زیب هر امر



و فیاتی و در پیش روی من متعلق بآداب است و در هر مقامی که از مقامات اصناف  
خلی ادبی است و متفق اند کافر و مسلمان و فاجر و ستم و سستی و  
مبتدع و غیر آنکه حسن ادب اند مصالحت و یکدست و هیچ و هم اند عالم  
بی استعمال ادب ثابت نگردد و بآداب اند مروج حفظ مروت بود و اند  
دین حفظ مروت و اند محبت حفظ مروت و این هر سه یکدیگر پیوسته است  
از آنچه هر کس مروت نباشد متابعت سستی نباشد و هر کس حفظ سستی نباشد  
رعایت مروت نباشد و حفظ ادب اند مصالحت از تعظیم مطلوب حاصل  
آید اند دل و تعظیم حق و شایسته ای انور تقوی بود و هر که به  
بی حقی تعظیم مشاهده حق را بپذیرد پای گردد و ای اند طریقی تعقیب  
هیچ نصیبی نباشد و هیچ حال مکرر غیر مرغاب را از حفظ آداب  
منع نکند از آنچه ادب مرغاب ایشان را بطلد بود و عادت فریاض طبیعت  
بود و شرکت طهای از حیوان اندر هیچ حال تصور ندارد که تا جرات  
بر جا است سکوت آن حال باشد پس تا شخص انسان را بهای است  
اند کل احوال آداب متابعت بر ایشان باری است انسان به جا است گاه  
بشکست و گاه بی شکست شرط ادب نگاه می دارد و چون حال شان صبر  
بود ایشان شکست حفظ آداب می کنند و چون حال شان مکر بود حق  
تعالی ادب بر ایشان نگاه دارد و هیچ صفت بتارک الادب دل نباشد  
لان المودة عند الآداب و حسن الآداب صفة الاحباب و هر که حق  
تعالی کرامتی دهد دلیل آنی بود که حکم آداب دین را بر وی دهم ۱۲۶۲  
نگاه دارد بحالات گردنی از جمله قسم الله که گویند که چون بنده  
اند محبت مطلوب شود حکم متابعت از وی ساقط شود و این  
معنی بهای دیگر مبتنی بر پیام انشاء الله تعالی اما آداب بر سه قسم  
است یکی اندر تعظیم یا حق جل و جلاله و آنی چنان بود که اند

غلامان خود را از بی حقی نگاه دارد و متابعت چنان کند که اند مشاهده  
مکرر کند و اند اجتناب بجهار است که روزی پنجاه مرتبه علی الله علیه و سلم  
گرد پای نشسته بود جبرئیل آمد و گفت یا محمد اجلس جلسة البیضة یعنی  
چون بندگان نشین اند حضرت خداوند گویند عارث محاسنی چهل سالی پشت  
بر دیوار باز افتاد و جز بود از انقششت از دلی پدید آمد که خود را  
چرا رنج می داری گفت شرم دارم که اند حضرت مشاهدت حق جز بنده  
دارم بشنیدم و من که علی بن عثمان البکابی ام رضی الله عنه در دیار خراسان  
بجای رسیدم که آن را کندی می گفتند و در آن جا مردی بود معروف که دلی  
را بآداب کندی خوانند و فضل امام داشت این مرد بیست سال پای  
رشته بود و جز بقتل نماز نشستی از وی علت آن پرسیدم گفت مرا  
هنوز در آن آن نیست که اند مشاهده حق بشنیدم و از او پرسید  
رضی الله علیه و سلم پرسیدند که ایم و جدلت کما وجدلت قال بحسن العصبية  
مع الله عز وجل و اجل بچه یافتی آنچه یافتی گفت با آنکه با حق تعالی  
صحت نیکو و با ادب کرم و اندر خلا همچنان بودم که اندر غلامان  
را باید که حفظ آداب اند مشاهده مجبور از دنیا آموزند که چون با  
یوسف در ص ۱۲۶۳ طوالت کرد و از یوسف قرآن خود را بجا است تلاوت ص ۱۲۶۳  
نخست روزی بت خویش پیچیزی پوشید و یوسف صلوات الله و سلامه  
علیه گفت چه می کنی گفت روزی مجبور خود می پوشم که تا دلی  
مرا با تو بدین بی حقی ندانند که آن شرط ادب نباشد چون یوسف  
علیه السلام پیغمبر علیه السلام رسید و خداوند تعالی دلی را وصال یوسف  
کرامت کرد زیرا که ایمان کرد و اسلام را نمود و بزی یوسف داد  
است قصد دی کرد زیرا که از دلی می گفت گفت ای زلیخا من  
این دل برای تو ام از من چنان می گزینی که دوستی من از دولت

پاک شده است گفت لا و الله که مدتی دیات است تا من پیوسته کذاب  
حضرت مهدی خود نگاه داشته ام آن روز که با تو خلوت کنم مهدی من  
تو را آنگاه می بینم که چشم خود چیزی بر آن پوشیدم تا قسمت بی ادبی  
از من ببرد و خود اکنون می بینی وادم که بجا است بی منت و آلت  
و هر صفت که باشم موی بند و من تو را که تارک ادب باشم  
و چون رسول را علی الله علیه وسلم بخواج برده از حفظ ادب بکنی  
نگریست تا خداوند تعالی گفت مَا دَاغَ الْبَصَرُ وَمَا حَلَقَ مَا دَاغَ الْبَصَرُ  
ای بصیرت دنیا و ما حلق ای بصیرت ابدی و دیگر قسمت ادب با خود  
اندر سلامت است و آن چنان باشد که اندر همه احوال مروت با  
رعایت کند با نفس خود آنچه اندر محبت خلق و حق بی ادبی  
باشد اندر محبت خود استعمال نکند و مثال این آن بود که بز دست  
نگیرد و آن چنان بود که آنچه خود بر غلات آن بود بر زبان  
راند که آن بی مروتی باشد و دیگر آنکه کم خورد تا بطاعت نگاه  
دش ۱۳۷۳ کمتر باید شد و سدیگر آنکه اندر چیزی نگردد اذان خود  
که بجز او را کسی دیگری نشاید نگرست که از امیر المؤمنین علی کرم الله  
وجه می آید که هرگز عورت خود را ندیده بود و از وی پرسیدند  
گفت من شرم دارم از خود که اندر چیزی نگرم که نظر باجناس آن  
حرام بود و دیگر قسمت ادب با خلق بود و بزرگ ترین آداب محبت  
خلق آن است که اندر سفر و حضر با ایشان سخن سلامت و  
حفظ سنت باشی و این هر سه نوع آداب را از یکدیگر جدا کردن  
کرد و اکنون نیز مقدار اسکان بر این ما ترتیب دهم تا به تو بر  
خوانندگان طریقی آن معلوم گردد انشاء الله تعالی

دش ۱۳۷۳

# باب الصحبة وما يتعلق بها

خداوند گفت من و جلی إِنَّ الْإِنْسَانَ أَعْمَى وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَهْجًا  
لَهُمْ الرَّحْمَنُ وَدَا ای سخن رعایتهم الاخوان مومنان که کردار ایشان نیکو  
بود خداوند من و جلی ایشان را دوست گیرد و دوست گرداند اندر دل ها  
بدانکه دل ها نگاه دارند و حق ها برادران بگزارد و فضل ایشان بر خود  
به بیند و رسول گفت علی الله علیه وسلم ثَلَاثُ تَصَلِّينَ لَكَ وَدَّاعِيَةً  
ان تَسْلَمَ عَلَيْهِ لَنْ تَقِيَّتَهُ وَتُوسِعَ لَهُ فِي الْمَجْلِسِ وَتَقْلَعُوهُ بِأَحَبِّ أَسْمَاءَ  
آن چه وی فرمود علی الله علیه وسلم از سخن رعایت و حفظ عورت بود  
گفت دوستی برادر مسلمان را سه چیز معفا کند یکی بدون عیبی او را  
سلام کنی اندر راه ها و دیگر جای بر وی فراخ گردانی اندر مجلس ها  
و سوم آنکه او را بنامی خوانی که آن نزدیک وی دوستی تمام ها بود  
دش ۱۳۷۵ و نیز خداوند عزوجل گفت إِنَّ الْكَاذِبُونَ إِفْرَاقًا فَاصْطَرَبَتْهُ أَنْتَ كَذِبًا رَا تَعْلَفُ وَ لَفْ  
فرمود میان دو برادر مسلمان تا دل های شان با یکدیگر خراشیده نباشد و  
رسول علی الله علیه وسلم گفت الْإِنْفَاءُ مِنَ الْإِنْفَاءِ فَاتَّكَبُ حَتَّى كَيْفَ يَسْتَقِي  
ای بحداب عیاده بین اخوته بعد القیمة برادران باید بگیرد بحداب ادب  
و سلامت نیکو با ایشان نگاه دارند که خداوند تعالی حق بکرم است  
بشتم کرم خود بنده را اندر میان برادران خطاب کند و در قیامت

دش ۱۳۷۵



آیا باید که صحبت از برای خداوند باشد و از برای صواب نفس و حصول  
 مراد و غرض را تا بحد ادا آن باشد مشروط گردد و مالک بن دینار  
 گفت هر جامه خود را بپوش و بن شیره را بکنج و صاحب امر تستند  
 منه فی حینک خذوا خابند عتک صحبت حق تسلیم هر برادر برادری و یاری  
 که بین ترا اند صحبت وی نایده آن بختی نباشد با وی صحبت کن  
 که صحبت آن کس بر تو حرام بود و معنی این آن بود که صحبت  
 با هر از خود دار یا با که از خود اگر با من از خود صحبت داری  
 ترا از وی نایده باشد و اگر با که از خود صحبت داری ترا نایده  
 دینی آن بود که از تو چیزی آلوده هر آینه هر سوز نایده دینی  
 حاصل آید و اگر تو از وی چیزی آلودی همچنان و اذان بود که  
 پیغمبر صلی الله علیه و سلم گفت ان من تمام التقوی تعلیم من لم یعلم  
 کمال بدینکاری آموختن علم بود هر کسی را که نماند از آموختن بن معاذ  
 رازی می آید رضی الله عنه که گفت بشن الصدیق دس ۱۲۶۶ صدیق  
 تحتاج ان تقول له اذکونی فی حفظک لا یحسن الصدیق صدیق محتاج  
 ان تعیش معه بالمداخلة و یحسن الصدیق صدیق بطریق الالتماس  
 فی ذلک کانت منک بد یاری و آنگاه در این حدیث باید که حق  
 صحبت یکت را بد و نایده باشد و بد یاری بود که با وی زندگانی  
 بخارای باید کرد بلکه سرای صحبت باطل است و بد یاری  
 بود آنگاه وی بگنجی که بد یاری و نایده باشد از وی نایده  
 خواست از آنچه عند شرط بیگانگان بود و اند صحبت بیگانگی بها بود و  
 رسول گفت صلی الله علیه و سلم اللوم علی دین غلیله فینظرو احدکم  
 من یحالی من دین دارد و آن طریق که دوست وی نگاه کن  
 تا دوستی و صحبت با که دارد اگر صحبت با نیکان داری وی اگر چه بد

دس ۱۲۶۶

صفت نیک است از آنچه آن صحبت بود و در این یک گفتند و اگر صحبت  
 با برادران دارد وی گرچه نیک است بد است از آنچه وی با برادران ایشان  
 است و با من است یعنی بد است اگرچه وی نیک باشد بد باشد و  
 اند حکایات است که مروی گرد که طواف می کرد و می گفت اللهم  
 اصلح احوالی یا رب تو برادران مرا نیک گردان وی را گفتند چون باین  
 ختام شریف رسیده چرا خود را دعا می کنی که همه برادران را دعا  
 می کنی گفت ان لی اصبح الیهم فان صلحا صلحت معهم و ان فسدوا  
 فسدت معهم مرا برادرانی اند چون ایشان باز گردم اگر ایشان را در صلاح  
 یابم من بصلاح ایشان صالح شوم و اگر در فسادشان یابم بفسادشان  
 دس ۱۲۶۷ منفرد گردم و چون قاعده صلاح من بر صحبت مصلحان بود  
 من برادران خود را دعا کنم تا مقصود من و اذن ایشان بر آید و اراش  
 این جمله آنست که نفس را سکون با یاران بود و در میان هر گروه  
 که باشد عادت و فعل ایشان گیرد از آنچه همه معاصات و اراش حق  
 و باطل اند و مرکب است آنچه بیند از معاصات و اراش فسادش باید  
 و قلبه گیرد به اراش دیگران و صحبت با تاثیر عظیم است اندر طبع  
 و عادت ما مولی صعب است تا بحدی که باز بصورت آدمی عالم می  
 شود و مولی بتسلیم تامل می شود و اسباب نیز بریاضت از حد  
 عادت بیهی عادت آدمی می آید و مانند این جمله اندر ایشان تاثیر  
 صحبت است که عادت از عویزی شان مغلوب گشته است و مشایخ  
 این قاعده را رضی الله عنهم نخست از یک دیگر حق صحبت طلبند و  
 مردان را بدان تفریع فرمایند تا بحدی که صحبت اندر میان ایشان چون  
 فریفته گشته است و پیش ازین مشایخ اندر آداب صحبت این گونه کتب  
 مشرح ساخته اند چنانکه بنید رضی الله عنه کتابی کرد نام آن تفسیر الاماره

و یکی احمد بن شعوبه کتابی جمع کرد نام آن الرایه بحق الله و محمد بن  
علی ترمذی رضی الله عنه نیز کتابی کرده است آن را بیان آداب المریدین  
نام کرده بود و القاسم بکرم الله وجهه نیز در ذوق و سسل و عده الله و الله  
بد الزین السلی و استاد ابو القاسم قشیری رحمهم الله جلد اندرین معنی کتب  
مستوفی ساخته اند و این جلد در این کتاب از آن آمده اند و مقتضی من  
اندرین کتاب است تا هر کما این باشد بکتب دیگر حاجت مند نگردد و  
پیش ازین گفتیم اندر مقدمه کتاب اندر حال سوال تو تا این کتاب مر  
تا بهم رسیده باشد و سر غلاب این طریقت را اکنون اجاب اندر این  
آداب معالجات ایشان مرتب پیام و الله اعلم

ص ۳۷۸

## باب آدابهم فی الصبحه

و چون دانستی که مهم ترین چیز عا مر مرید را صحت بود لا محاله  
طاعت حق صحت و رفاه گشت از آنچه تنها بودن مرید را هلاک کند ازین  
جاست که در پیامبر گفت صلی الله علیه و آله و سلم و سلم الشیطان  
مع الواحد و هو من الاثنین بعدا ویر با آن کس باشد که تنها باشد  
خداوند تبارک و تعالی گفت مَا يَكُونُ مِنْ بَحْوٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ هُوَ مَكْرُمٌ بِنَافِ  
از شما سه آلا چهارم ایشان خداوند پس هیچ آفت مرید را چون تنها  
بودن نیست و اندر حکایات یافتیم که مر مرید را اذان جلید رضی الله  
عنه صحت و رفاه که دوی و بدو کمال رسید و صحت او تنها بودن و در استر  
از صحت بگوشه باز شد و سر از صحت نجات اند کشید و چون شب  
اندر آدمی آستری بیاروند دی را گفتندی که تا بهشت می باید شدن  
دی بدان آستر نشستی و می رقی تا های گاهی پدید آید ختم و گوی  
خوب صورت و طامع های خوش و آب های بدان تا سحرگاه در آنها  
باشند و آگاه بآداب اند شرفی و چون بیدار شدی خود را بر آورده و صبح  
خوش یاقی تا بوقت ادیت اند و می تغییر خود بگزینید و نوبت اندر  
دل دی تاثیر کرد و در ۱۳۶۹ زبان دوی بگشود و می گفت مرا چنین  
حالتی می باشد خیر بچید و رحمت الله علیه و بدو دوی به غایت و بدو صبح

ص ۳۷۹



دی برید دی را یافت که خوشین بینی و تکبر در سر دی جا گرفته حلق از  
 دی پیریه دی جمله با بنید گفت بنید گفت چون اشپ بدان موضع  
 بری یاد آر تا سر یار بگوئی لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم  
 چون شب آمد آمد دی را ی بودند و دی بر بنید رفته اند علیه السلام  
 انکار می کرد و چون زمانی بر آمد سر تیره را سر بد کرد لا حول و لا قوة  
 این جمله بخود شنیدند و رفتند و دی یافت خود را اندر مریه نشسته و لغتی  
 اتزان حای مردار اندر گرد دی خود بر خطای خود دقت شد و تعلق توبه  
 کرد و بصحبت پیوست و مرد را میخواست گفت چون تنهایی نباشد و شرط  
 صحت ایشان آنست که هر کسی را اندر درجی می شناسد تا بار پیر محبت  
 بودن و با چنان بشارت زیستن و با کدگان بشفقت در دیدن و با پیران  
 صحت نگاه داشتن چنانکه پیران را اندر درج پدران پادشاه و هم پسران را  
 اندر درج پادشاهان و کدگان اندر اندر محفل فرزندان و از آن محفل بخواهد که  
 و از حد هر چه بود و کینه اراض کند و بصحبت از هیچ کس دریغ ندارد  
 و معام نیست اندر محبت یکدیگر با غیبت کردن و بیخاست و در زمین و قتل  
 و قتل یکدیگر را انکار کردن از آنچه چون محبت از برای خداوند بود بشلی  
 با اتوبی که از این بده ظاهر شده برید و گردد و صفت کردی که لا  
 شیخ المشایخ از القاسم گرگانی تقدس سرور پدیدم در ۱۳۶۰ که شرط محبت پیوست  
 گفت آنکه حفظ خود بخوانی اندر محبت که هر که آفات محبت از آنست که  
 هر کسی اذعان حفظ خود طلبد و طالب حفظ را تنهایی بهتر از محبت و  
 چون حفظ خود فرو بگذارد و حفظ صواب خود بداند رعایت کند اندر محبتش  
 معیوب باشد یکی گوید از درویشان که وقتی از کوفه قصد کردم ایام  
 خواص و شایسته رفتم رفته اند علیه السلام ماه و از دی محبت خواستم گفت محبت  
 ما امیری یا پیر فرزان بوداری چه خواهی که ما امیر تو باشیم یا پیر

ص ۳۷۰

گفتم امیر تو باش مرا گفت اکنون تو از فرزان امیر بیرون میا گفتم روا  
 باشد گفت چون بمنزلی رسیدم مرا گفت بنشین چنان کردم دی آب از چاه  
 بر کشید سرور بود حیزم فراهم کرد و آتش بر آذوقه و مرا گرم کرد  
 و بر کار کرد که من قصد کردم مرا می گفت که بنشین و شرط فرزان نگاه  
 دار چون شب آمد آمد پادشاه عظیم اندر گرفت دی رفته خود را  
 بیرون کرد و پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه  
 ما اندر می داشت و من شرمیده می بودم و بکم شرط هیچ سخن  
 توانستم گفت چون پادشاه شد گفتم ایها الشیخ امروز امیر من باشم  
 گفت صواب آید چون بمنزل رسیدم دی همان خدمت بر دست گرفت  
 ی گفتم از فرزان بیرون میا گفت از فرزان آن کس بیرون می آید  
 که امیر را خدمت خود فراید تا بکند هم بدین صفت با من صحبت کرد  
 و چون بکند آیم من از شرم بگویم تا در می می مرا بدید و گفت  
 ای پسر تو را یاد کردی که پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه پادشاه  
 کردم و از انس بن مالک رضی الله عنهما در روایت آورده که ص ۳۷۱  
 گفت صحبت رسول الله صلی الله علیه وسلم و خدمته عشر سنین فوالله  
 ما قال لی لفت کلمة و ما قال لی بفت کلمة و لفت فعلی خطا و لا شیء  
 له اقله لما لا فعلت کذا گفت ده سال رسول را صلی الله علیه وسلم  
 خدمت کردم بخدای که هرگز مرا آت نگفت و هرگز هر کاری که کردم  
 چرا کردی و آنچه کردم هرگز مرا نگفت که فلان کار چرا نکردی پس جمله  
 درویشان دو قسم اند یکی میتمان و دیگر مسافران مشایخ را صفت آنست  
 که باید تا مسافران میتمان را بر خود فضل نهند از آنچه ایشان بر  
 نصیب خود نمی دانند و میتمان میتمان میتمان میتمان میتمان میتمان  
 علامت طلب است و اندر میتمان آت یافت پس فضل باشد آن را

که یافت و فرو نشست بر آنکه می طبع و ایمان با هم با پیوسته که مسافران را  
بر خود فضل نموده ایشان را صاحب طلاق اند و مسافران از طلاق مزور و  
و مجور اند و مسافران اندر طلب اند و ایمان اند و وقت و پاییز تا  
پیران از طلاق با خود فضل نموده که ایشان بدینا قریب آمده تر اند  
و گمان ایشان کمتر است و ایمان از پیران با خود فضل نموده که  
ایشان اندر عبادت سائق اند و اندر غرمت متقدم و چون چنین باشد که یاد  
کردیم هر دو گروه یکدیگر نجات یابند و الا هلاک گردند

## فصل

و حقیقت آداب با جماع حاصل نمیشود و آداب ایشان از ادب و مویه با  
ازان مویه خوانند که در وی هر چه نباید ایمن باشد فلهذا به جمع فیه حاصل  
المعنی هو ادیب و اندر بهاری عادت کسی که علم لغت دارد و مرثی (ص ۱۳۷)  
و نحو داند و ادیب خوانند و ادب نیز یک این طایفه ادیبان و انوار مع المستغنی  
و معناه این تعامل در ادب است و علاقه و ادا کنند و کذا کنند و ادیبان  
کنند و صفتها و این که نکند و کذا کنند و کذا کنند و ادیبان  
های متوجه گفتند معنی این چه بود گفت آنکه بار خاندن معاشرت و ادیبان  
کشی اندر ظاهر و باطن و چون ادیب با معاشرت گماشته شود تو ادیب  
باشی اگرچه زبان نمی باشد که معاشرت با اندر معاشرت قیمتی باشد و  
اندر همه احوال طلاق از گمان تو از طلاق و یکی از اینها است و یکی از اینها  
است و بدینکه که شرط ادیبان است گفت معنی این ادیبان  
تو بگیرم که شنیده ام یعنی ادیب آن بود که اگر بگوئی گفتات صدق  
باشد تو اگر معاشرت کنی معاشرت حق ندی گفتار صدق اگرچه بدوشت  
میخورد و معاشرت خوب اگرچه بدوشتار و بدوشتار و بدوشتار پس چون

ص ۳۷۷

بگوید اندر گفت خود معیوب باشد و چون خاموش باشد اندر خاموش خود  
کشی و فرق نیکو که است شیخ از نصر سراج صاحب لمع اندر کتاب خود  
بیان ادیب که گفته است الناس فی الادب علی ثلاث طبقات اما اهل الدنیا  
فاکثر آدابهم فی الصلحة و البلاغة و حفظ السور و اسرار الملوك و اشعار  
العرب و اما اهل الدین فاکثر آدابهم فی بياضة النفس و تلویب المحارح و  
و حفظ الحدود و ترك الشهوات و اما اهل الخصوصية (ص ۱۳۷) فاکثر  
آدابهم فی طهارة القلوب و مراعاة الاسرار و الوفاء بالعهود و حفظ الوقت  
و تلبس الالفاظ الی الخواطر و احسن الجمل فی معاشرت الطلب و اذواق  
المحضر و مقامات القرب مردان اندر آداب به سه قسم اند یکی اهل دنیا  
که ادب بنزدیک ایشان فصاحت و بلاغت و حفظ علوم و سرهای ملوک و  
اشهر عرب است و دیگر اهل دین که ادب بنزدیک بیاخت نفس  
و تادیب بوارح و نگاه داشت حدود و ترک شهوات است و سوم  
اهل خصوصیت اند که ادب بنزدیک ایشان طهارت دل بود و مراعات سر  
و وفا کردن عهد و نگاه داشتن وقت و کترین نگریستن بخاطر پراگنده و  
نیکو کرداری اندر محل طلب و وقت حضور و مقام قرب و این سخن  
جامع است و تفصیل این اندرین کتاب پراگنده بیاید و الله ولی التوفیق



باب أدبهم في الصُّحبة في الإقامة

چون درویش را اقامت اختیار کند بدون سفر شرط اول وی آن بود که  
چون مسافری بدد حکم صحت بشادی پیش وی باد آید و وی را بخدمت  
قبول کند و چنان دانند که آن یکی از اهل بیت است و از اهل اسلام از  
کثرین و او وی آن کند که از اهل بیت اسلام یا همان خود بیکدیگر بی شکست  
آید و او را پیش آورد چنانکه خدای گفت عز و جل تعالای رحمتی  
و پروردگار او کدام دینی آدمی را بخواهد که از وی بخواهد که از اهل  
داری و عزت حکم او را پس آدمی از حق بپذیرد و از ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳  
شایسته وی حق و بیستم شایسته حق نگاه نگاه کند تا راحت او اندک  
خلوت بود یا اندک صحبت اگر اختیار وی خلوت بود یا صحبت او خلوت  
کند و اگر اختیار وی صحبت بود بی شکست صحبت کند حکم انس  
و عشرت و چون مسافر شب سر بیایی با خود باید تا میتم  
دستی بر پای وی خند و اگر بگذارد و گوید که عادت تمام اندک  
نیازد تا وی گران به گردد و دیگر بعد گریه بر وی عرض کند و  
گریه پاکیزه ترین بردش و جامهای وی را از میرزهای گریه نگاه  
دارد و بگذارد که خادم جنبی وی را خدمت کند باید که هم جنس  
او با خدمت کند با اعتقاد تا پاک گردانیدن وی آن کس از همه

آفات پاک شود و نماید که تا پشت روی بخارد و در آن صابون و کف های  
و پیش بمالد و بیشتر این شرط نیست و اگر این نیتیم را دست من  
آن باشد که او را چاره از سادو تقصیر کنند و اگر باشد تکلیف کند  
همان طوق را که لازمی کند تا چون آن گریه به آید آن اندوه بدو  
و چون از گریه بجای خود آید از بدو دوا شود که دیگر نباشد و اگر  
اندر شهر یا پیری باشد و یا جماعتی و یا امامی از ائمه اسلام او را  
گوید اگر صواب باشد برایت ایشان وی شومیم اگر بیاید صواب و اگر گوی  
دل آن حمام به وی تکلیف و انکار کند از آنچه وقت باشد هر طلب  
حق تعالی را که دل خود هم ندارند نمیدی که چون از ائمه خواص را  
گفتند که از نمایب اسفاد خود را با چیزی بگوئی گفت بجهت تر آن خود  
که حضرت علیه اسلام در ۱۲۷۵ از من صحبت خواست اجابت کردم و دل وی  
نداشتم و اندران دست خود نگرفتند حق کس را نزدیک دلم خطر و مقدار باشد که  
وی را رعایت باید کرد البته روا نباشد که نیتیم را مسافر را بسلام گوی  
اهل دنیا بجهت و یا بجهت اهل دنیا یا بجهت اهل دنیا یا بجهت اهل دنیا  
نیتی را که از مسافران این طبع بود که ایشان را آلت گدائی سادو و  
ازین خاطر بدان خود بخدمت تا کردن وی بجهت ایشان تا اهل دنیا  
از آنکه این ذات بر تن ایشان رسانیدن و مرا که علی بن عثمان الجلالی  
ام اندکان سفاد خود شیخ مشقت و رنج صعب تر بدان نمودی که  
غلمان جاهل و میثاق بی پاک گاه گاه مرا بداشتندی و از خاد این  
خواج بخاد آن دهقان می نمودی و من بجا من با ایشان بکراحت می  
رفتمی و بظاهر مسافری کردم و آنچه میثاقان با من کردند از  
بی طرفی من نند کردی که اگر من بجهت نیتیم شوم با مسافران این  
نیتیم و از صحبت بی ادبانه فایده بیش ازین نباشد که آنچه تا خوش

نیاید از معاملات ایشان و آن گوی که اگر در شهری مسافر متعطل شود  
 و مردی بهر محبت و دایره و بایست و دنیا اظهار کند متعطل را از آن چاره  
 نباشد که وی را از آن بایست و وی خود را در حال آنچه خود را  
 اینها حاضر گرداند و اگر این مسافر مدتی در آن محبت باشد و بجهت آنجا نیاید  
 که آن محبتی که در آنجا وی باشد و بایست و حال وی بکار این  
 در طریقت و متعلقان است بپایست و آنکه بازار باید شد و داد  
 کردن و یا بدگاه سلاطین بروی وی را با محبت متعلقان چه کار باشد  
 در ۱۳۷۷ و در گذشت بنید رضی الله عنه با صاحب خود در محرم الله به حکم  
 ریاضتی نشسته بودند مسافری اند آمد بر لیب وی تکلیف کردند و  
 طایعی پیش آوردند وی گفت مرا بجز این فلان چیز نیستی بنید گفت  
 حق بیادار باید باشد که تو مردی است و اوقات و احوال و مساجد و حوائج دینی  
 می آید و مشق با و در پیش و نقد به زیارت این اهل الله و کرم و دینی  
 دوستای دلی خود با یکدیگر گفتیم تا هر یکی را با خوشی و دانه  
 که داریم باید اندیشید تا آن چیز از پلن تا ما خبر دهد و  
 دانه را عمل شود من با خود گفتیم که مرا از وی اشار و مناجات  
 حسین بن منصور باید خواست و آن یکی گفت مرا دعائی بایه خواست  
 تا از آن بپوشد و آن دیگر گفت که مرا طوای صلابتی بایه چون  
 بزرگیک وی رسیدیم فرموده خود تا نزدی نوشته بودند از اشار و مناجات  
 حسین پیش من نخواهد و دست بر شکم آن درویش باید طحال  
 دی کم شد و آن دیگری را گفت طوای صلابتی غذای موافق بود  
 تو لباس و اولیا و داری و این اولیا با مطالبات موافق است بیاید از  
 و یکی باید احتیاج کنی و در محرم متعطل را از آنجا بایست و آن کس واجب  
 نباشد که او بایست حق مشغول باشد و متدک حفظ خود باشد و

ص ۳۷۶

چون کسی بحفظ خود اقامت کند محال باشد که دیگری اند حصول حق وی  
 با وی موافقت کند که درویشان راه بر آن یکدیگر نه در راه نمان چون  
 کسی بحفظ خود اقامت کند دیگری را باید خود را خلاص کند و چون باز  
 حق خود را ترک کرد باید که بحفظ وی قیام کند در ۱۳۷۷ تا اندر ص ۳۷۷  
 هر دو حال راه برده باشد در راه دده و معروف است اندر اخبار پیشامبر صلی  
 الله علیه و سلم که سلطان را با روزی فخری رضی الله عنه برادر داد و بود  
 و هر دو از سرنگان اهل صف بودند و از رئیسان و خادمان پلن بودند  
 روزی سلطان بخلاف خود آمد و زیارت جمال برادر پیش سلطان از وی  
 شکایت کرد که این برادر تو بدو چیزی نخورد و شب نخید سلطان گفت  
 چیزی خوردنی یار چون بیادد به قد ما گفت ای برادر می باید که تو  
 با من موافقت کنی که این برادر بر تو فراق نیست بر تو موافقت  
 کرد و چون شب آمد گفت ای برادر می باید که اندر خفتی  
 نیز با من موافقت کنی ان بلسدك عليك حقاً و ان لا وجه لك  
 عليك حقاً و ان لا وجه لك عليك حقاً چون دیگر روز بود در رضی الله  
 عنه بزرگیک پیشامبر صلی الله علیه و سلم آمد پیشامبر صلی الله علیه و سلم  
 گفت من همان گفتم که دوش سلطان گفت ان بلسدك عليك حقاً  
 به در ترک حفظ خود کرده بود سلطان رضی الله عنه بحفظ وی اقامت  
 کرد و در خود فرو گذاشت و برین اصل هر چه کنی صحیح و مستقیم  
 آید وقتی من اندر دیار عراق اندم طلب دنیا و فای کردن آن  
 تهاکی می کردم و دام بسیار به آمده بود هر کسی را که بایستی  
 بودی روی بمن آوردی و من در هیچ حصول حوائج ایشان مانده  
 بودم بهدی از سعادت وقت غنی زشت که ای پسر نگر تا دل خود  
 از خدای مشغول کنی بفراموشی دلی که مشغول سعادت پس اگر دل



ص ۳۷۸ یابی عروج تر رص ۱۳۷۸ از دل خود روا باشد که بفرمانت آن دل دلی  
خود را مشغول گردانی و الا که دست از آن کار بردار که بندگان خدای  
ملک خدای پندیده باشند و اندک وقت را بدین سخن فراغت پدیدار آید  
این است احکام میخانه اندر صحبت مسافران بر اختصار

## باب آداب محرم فی السفر

د چون در پیش سفر اختیار کند بدون اقامت شرط ادب وی آن بود  
که نخست باری سفر از برای خدا کند به متابعت هوا و چنانکه  
بظاهر ضرری نمی کند بیایند از برای خود بگریزد و دوازم بر طهارت  
باشد و اوراد خود را ضایع نکند و باید که بدان سفر مرادش حج باشد  
یا طودی یا زیارت عرضی و یا گرفتن قایده و یا طلب علمی و یا زیارت  
شیخی و بزرگی و ترقی و اگر در مخطی باشد اندکان سفر وی را اندران  
سفر از مرتبه و سعاد و رکه و جلی و کفشی یا تمییز یا عصائی  
چاره نه تا مرتبه عورت پوشد و بر سعاد نماز بگذارد و بمرکه طهارت  
کند و بعضا آفت ها از خود دفع کند و او را اندران کذب دیگر  
بود و کفش اندر حال طهارت بپای کند تا بمرکه سعاد آید که اگر  
کسی آلت بیشتر ازین دارد هر خط سنت را چون شانه و ناخن بری  
و سوزن و کنگره هم روا باشد و باز اگر کسی زیارت ازین آلت  
سازد خود را در تخیل نگاه کنیم تا به مقام است اگر در مقام عبادت  
است آن هر یکی در بندگی و بتی و مدی و حجابی است بایه اظهار عزت  
نفس وی آن است و اگر در مقام تمکین و استقامت است وی را این  
و بیش ازین مسلم است و من از شیخ ابی مسلم قاری بن غالب القاری  
رضی الله عنه شنیدم رص ۱۳۷۹ که روزی من نزدیک شیخ ابی سعید رفتم





## باب آدابهم فی الاکل

بدانکه از وی گفته اند که چاره ایست که از آفات طبعی چون غلبه  
 شراب نیست اما شرط حرکت است که اندامان مخالفت نکند و روزه و  
 شرب خلل را در پیشگاه لغو مستغرق نگرداند و شامی و صبحی را که در  
 کان هسته ما به داخل جوده کان قیمته ما میخیزد حتماً در هر روز  
 یکی چیز مقرر تر از خود کند بسیار نیست اما پیش ازین از اندیش کتاب اند  
 باب البحر طرفی ازین معنی گفته ایم اما این با این مقدار اندر خود  
 باشد و اندک حکایات یافتیم که اگر از چیزی پریدند که تو در صبح مرگی  
 بسیار گوی گفت آری اگر زخمی گرسنه بودی مرگ نکشتی آنا رَبُّكَ الْأَعْلَى  
 و اگر ناهوش گرسنه بودی باغی نشدی و غلبه نما گرسنه بود بحکم زبانها  
 متوجه بود و پهلان میر شد اتفاق ظاهر کرد و خداوند گفت اند صفت  
 كَانَتْ لَهُمْ يَأْكُلُوا وَيَشْرَبُوا وَ يُنْفِقُونَ لَأَكْلُ شَوْكٍ يُكَلِّمُكَ وَ تِلْكَ تَعَالَى وَ الْيَتِيمَ  
 كَفَرْنَا يَنْتَحِبُونَ وَ يَأْكُلُونَ كَمَا يَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَ الْفَارُّ مَشْوَى لَهُمْ وَ سَل  
 بن عبد الله گوید که حکم پر از غر دوست تر دادم که پر از طعام طلال  
 گفته چنانکه گفت انداچه چون حکم پر از غر شد عقل با وی نیامد و  
 آتش شوقه میرد و خلق از دست و زبان وی لک می شوند با پهلان  
 طعام طلال پر شود فصولی آید و شصت و هفت گوی و نفس

بطلب لمیب ما خود سر بر آورد و گفته اند مشایخ در صفت ایشان که اکلم  
 رص ۱۲۸۶ کاکل المریضی و نومهم کنوز الغری و کلامهم ککله الشکلی خوردن ص ۲۸۲  
 شان چون خوردن بیداران و خواب شان چون خواب غرق شدگان و سخن شان  
 چون سخن بچه مرگانه پس شرط آداب اکل آنست که تنها نخورد و آنچه  
 خورد اظهار نکند بیکدیگر که پیغمبر صل الله علیه وسلم گفت شتر الناس من  
 اكل وحده و شرب وحده و منع فطره و چون به سفر و بغیر غاروش  
 باشد و ابتدا بنام خدای کند و چیزی کند از طعام و برداشت که صاحب  
 را اذن کرامتی باشد و لقمه اول به لب زنده و مر بین خود را انصاف  
 دهند و سئل بن عبد الله پرسیدند از معنی این آیت که إِنَّ اللَّهَ يَنْتَظِرُ  
 عُقُوبَتَكَ وَ الْإِنْسَانُ كَذَلِ گفت عدل آن بود که انصاف بین اند لقمه دهد و  
 احسان آن بود که او را بدان لقمه ادلی تر از خود داند و شیخ من گفت  
 جب دادم اذن دمی که گریه من ترک و بنا گرفته ام و اندر اندیشه  
 لقمه باشد و نگاه باید که طعام بدست راست خورد و بر اندر لقمه خود نگرد  
 و در طعام خوردن آب اینک خورد گر اندر حال تشنگی و چون خورد اندک  
 خورد چنانکه جر تر شود و لقمه بزرگ کند و خود بخاید و شراب کند  
 که ازین حا بیم نگیرد و مخالفت سکت و چون از طعام فارغ شود  
 حمد گوید و دست بشوید و اگر از میان جماعت دو کس یا سه کس و  
 یا بیشتر پنجان از جماعت بدوئی شوند و چیزی بخورند بعضی از مشایخ گفته  
 اند که آن سولم باشد و اندر صحبت خیانت بود لَذَائِكَ مَا يَأْكُلُونَهُ فِي  
 بَطْنِهِمْ إِلَّا النَّاسُ رص ۱۲۸۳ و گوی گفته که چون جماعتی باشد بر فراغت ص ۲۸۳  
 یکدیگر دعا باشد و گوی گفته اند که اگر یک کس باشد هم دعا باشد که  
 او را دعا انصاف اندر حال رحمت می باید داد بل که اندر حال صحبت  
 می باید داد چون تنها باشد حکم صحبت آن ساعت اندکی برخیزد و

بدان موقوف نباشد و مستحقین اهل اندرین تذهب آنست که دولت در پیشی تا رو  
کند و دولت دنیا داری را اهابت کند و بجای ایشان بشود و ایشان چیزی  
نخواهند که اندران دهنی باشد مر اهل طریقت را از آنچه اهل دنیا محرم نیست  
مر قدیشان را و در بحر مرو بکثرت متاع و زیاداد باشد و بکثرت آن هم پیش  
و هر که به تفصیل نظر بر غنا مقرر بود دی دنیا دارد نمود اگر کسی باشد  
و هر که فکر فقر را باشد دنیا دارد باشد اگر مفسدی باشد و چون بدو است  
حاضر شود و در چیزی خوردن و تا خوردن نکند بر حکم دقت برود و چون  
ماحب دولت محرم باشد دعا باشد که متاعی دل بر گیرد و اگر نامحرم بود  
بخانه وی رفتن دعا بود اما همه دقت را تا کردن ادبی تر که سهل است  
بعد الله گوید که الزالة دالة زلزل کردن دلت بود و باشد التوفیق و الله اعلم

## باب آدابهم فی المشی

خداوند گفت عز و جل د جاهد الشیطان الذین یشتکون علی الأیمن هونا  
الکلیه بایه که پیوسته طالب حق اند و روش خود که می رود بداند که هر قدم  
بر چه می کند اما آن قدم بر دلیست یا اذنان دلیست اگر بگوید دلیست  
در ۱۳۸۲ استغفار کند و اگر اذنان دلیست اندران بهتر کند تا زیاده شود  
و از داؤد طائی رحمه الله علیه می آید که معنی داری نموده بود گفتند  
او را که زمانی بدین صحن سرای اند فرا شد تا قایده دارد ظاهر شود  
گفت می شرم دارم که بقیامت خدای مرا سوال کند که چرا قدری چند بر  
لعیب خدای خود نهادی چنانکه گفت د تَشْتَدُّ أَرْجُلُكُمْ بِمَا كُنَّا يَكْبِتُونَ  
پس در پیش بایه که به بیداری در مراقبه بود سر انگشته و بینی سو نگرند  
جز اند بماند و اند ماه اگر کسی دی را پیش آید خود را از دی  
و نکند مر بگرد داشت جامه را که بدد باز نیاید که مؤمنان و جامه  
ایشان همه پاک باشد و این جز رطوبتی و خوشی پدیدار آوردی نباشد و  
باز اگر آن کس کافری باشد و یا پیری بر دی ظاهر بیند دعا باشد  
که خود را از بدزد و چون با محتاجی می رود قصد پیش رفتن  
کند که زیادت بحتی بکشد بود و نیز قصد باند رفتن هم نکند و زیادت  
تواضع که چون تواضع را به پیشه می بکشد شود و تعلیل و کشف را



تا تواند از پلید شدن نگاه دارد مدد تا خداوند تعالی بپرکات آن جامه دی  
را نگاه دارد بشب و بایه که بدون جماعتی و یا یک و دیش یا کسی باشد  
اندر راه یا کسی بیستد و او را انتظار خود نفرایید و آهسته مدد و شتاب  
نکند که برحق حریفان نماید و رسم کند که برحق شکری نماید و گام تمام  
نقد در ۱۳۸۵ در محل باید که پیوسته برحق طالب بدان صفت بود که اگر  
کسی گوید او را که کسی روی بقلع کرده گفت ای قیاد و ای قیاد  
نمی‌شود و اگر بر این چنین باشد برحق دی بر دی دال باشد از این صفت  
غلات از صفت غلات باشد پس هر که اندیشه او بر جمع باشد برحق را  
اقدام دی متابع اندیشه دی باشد و از او بدید روایت آورد که گفت  
بدش درویش بی مراقبت نشان غفلت بود که خود هر چه هست باشد و  
تمام حاصل آید که یکی بر تعبیه حای خود نمود و یکی بر فزاین حای حق  
این یک قدم را بر دایره و آن دیگر را بر جای برآورد که بدش طالب  
علامت قلعه مسافت بود و بر قرب حق مسافت نیست و چون قرب دی  
مسافتی نباشد طالب همچو قلعه پای حای اندک حق سکون چه باشد و  
و الله اعلم بالصواب

ص ۳۸۵

## باب نهم فی السفر و الحضر

باینکه مشایخ را رضی الله عنهم اندرین معنی احتیاط بسیار است نزدیک  
گرمی مسلم نیست مرید را که بجهت جز اندر حال خیزد نوم آن نگاه که  
غواب را از خدا باز نتواند داشت که پیمانبر علی الله علیه وسلم گفت  
اندر این الموضع غواب برادر مرگ است پس زندگانی از خداوند تعالی نعمت  
بود و مرگ بلا و لا محاله نعمت آشوب بود از بلا و از شبلی می آید  
که گفت اطلع بالحق علی فقال من ثامر فقل ذ من غفل حجب و بزرگ  
گرمی ما باشد که مرید با اختیار بجهت در ۱۳۸۶ و اندر غواب شکست کند از  
پس اگر امر حق بجای آورده باشد که رسول گفت علی الله علیه وسلم تفرغ  
القلوب عن الخلق و عن الناس و عن الدنيا و عن كل ما سواها و عن كل ما  
حق یلیق و چون از خدمت قلم برداشته باشد تا آنگاه که بیدار گردد و غفلت  
از حق او نباشد این شده باشد و اختیار از خودی گزاشیده باشد و نفس او  
از دود حای محمول شده باشد و کراماتین از روشنی بیایانده و نورش از  
دروغی گزاشه شد و از دروغ و بیعت باز مانده و ارادتش از حجب و بیا  
بیدار بپایانده لا یملک ولا یستویض و لا یفعل و لا یملک و لا یفعل و لا یفعل  
و در این نامه که ابن عباس نگریه رضی الله عنه لا یملک و لا یفعل و لا یفعل  
نور العاصی فاما ظهر العاصی یقول متی یحیی و متی یقوم حتی یحیی الله له و این

ص ۳۸۶

خواب چندی ما ست با علی بن سعل الاصفهانی و اندرین معنی نامه لطیف ست  
 که علی سعل رفته اند علیه بخند رفته اند علیه نوشت و آن مسروح نیست مقصود  
 ازین آن ست که علی بن سعل گوید رضی الله عنه اندران نامه که خواب  
 غفلت است و تواد احوال باید که محبت را اندر شب خواب و قرار  
 نباشد که اگر بخند اندران چنانچه مقصود است و از خود و از  
 روزگار خود قائل بود و از حق تعالی باز ماند چنانکه خداوند تعالی وی  
 فرستاد بدارد علیه اسلام و گفت در ۱۲۸۷ یا دادد کذب من لدی مجتبی  
 فاذا جئت الیل نادر حق دروغ گفت اگر دعوی بخت من کرد که چون  
 شب در آمد بخت و از دعوی من پیرواغت و بخند گوید رفته اند علیه  
 اندر خواب آن نامه بدان که بیداری با سعادت است اندر براه حق و  
 خواب با قفل حق با ما پس آنچه بی اختیار ما بود از حق با تمام تر  
 انان بود که با اختیار ما بود از ما حق و الله تعالی  
 علی العین و آن عطائی بود از حق تعالی در دستان و تعلق این مشد بهر  
 و سر ست و سخن اندران تمامی گفته آمده است اما محبت ست که بخند  
 رفته اند علیه صاحب موصوفه این عالم است بر سر کرده است عالم  
 که بخند وقت مطلوب بود است و تعلق بر بانش وقت بوده باشد و  
 نیز روا باشد که بر وقت این باشد که خواب خود بین مسو باشد و بیداری  
 بین سر اذانه خواب مغفبت ادریت است و تا آدمی اندر غفلت اوجهاست  
 خود باشد بهر حسب باشد و تا نفعی صفت حق است و چون آدمی  
 از صفت خود را از حق شوم مغفبت باشد من و بیم گویی از مشایخ که  
 خواب ما بر بیداری فضل خداوند بر مواظقت بخند اذانه نمود اولیا و بزرگان  
 و بیشتری پیغمبر خواب پیوسته است و پیغامبر گفت علی الله علیه وسلم از خدای  
 عز و جل ان الله تعالی یباهی بالبدن الذی یلعب فی محضه و یقول الله تعالی

ص ۲۸۷

للملائکته انظروا یا ملائکة الله ص ۲۸۸ حدیسی بدست در محل الهی و بدنه علی  
 بساط الصلاة خدای عز و جل بیجاهاست که بخند که بخند بخند و گوید  
 فرشتگان را بخند اندران بدنه من که جانش با من رانده باز گفتی است و تنش  
 بر بساط جهاد و نیز گفت است رسول صلی الله علیه وسلم من یباهر علی طهارة  
 بدنه لوجه ان یطوف بالعرش و یسجد لله تعالی هر که بر طهارت بخند جان  
 وی را دهنوی دهند که برو و جوش را طوات کن و خداوند تعالی را  
 سجد کن و اندر حکایات یافتیم که شاه شجاع الکرانی چهل سال بیدار بود  
 چون شی بخت حق تعالی را در خواب دید و از پس آن بیدار بختی امید  
 آن که از اندرین معنی قیاس من ظاهر گوید شاعر  
 و انی لاستنصر و علی نیرة  
 صلی الله علیه وسلم یبقی خیالیا  
 و بیم گویی که بیداری را بر خواب فضل می نهادن بر مواظقت علی  
 بن سعل رضی الله عنه اذانه وی دل و کرات اولیا را تعلق به بیداری  
 بوده است و یکی گوید از مشایخ رضی الله عنهم و مکان فی الود حیدر  
 مکان فی بلخه ندر که اگر اندر خواب شیخ خبری بگوید و یا سر بخت و  
 تربت را وقت بیدی بایستی تا اندر بخت که سرای تربت ست خواب بیدی  
 بوی اندر بخت خواب نباشد و خواب بدانتم که خواب خواب بخت و ارباب  
 لطایف گویند که چون آدم علیه السلام اندر بخت بخت برآ از پهلوی  
 در ۱۲۸۹ چندی وی پیوسته اندر عالم خدای عز و جل بود و نیز گویند  
 چون در اطمینان گفت سر اسماعیل علیه السلام یا یحیی ای آدمی فی القادر انی  
 اذینک اسمعین گفت هذا جزاء من نذر عن جیبه لانه تنم لما امرت بفعله  
 الطاهر این جزای آن کس است که بخند و از دوست خود قائل باشد که  
 نفعی نفع دهنی که پیوسته اندر خواب بختی خواب تو اندر بختی پیوسته گویند و

ص ۲۸۹



مولا بی نهایت است. اما قدر حق یک ساعت باشد و در وقت خواب و بیداری می  
آید که هر شب بیکر آنکس آب بیاورد و پیش از خواب و بیداری و چون خواب  
خوابی شد میل افغان روی و اندر دیده کشیدی و من که علی بن عثمان  
الهمدانی اسم رضی الله عنه دیدم پیری را که چون از ادای فرایش ندرخ  
بختی و دیدم شیخ احمد سمرقندی را که بخارا بود چهل سال بیوست شب  
نخستین بیدار شد و اندک بختی و در روح این بخت بدان بود که چون  
مرگ بنزدیک کسی دوست از زندگانی بود باید تا خواب دوست از بیداری بود  
و چون زندگانی بنزدیک کسی دوست از مرگ بود باید تا بیداری بنزدیک وی دوست  
از خواب بود پس قیمت آنکه بیدار باشد بلکه آفت  
آن را بود که بیدارش گرداند چنانکه رسول صلی الله علیه و سلم را خداوند  
بر گوید و بعد از اعلی رسانید و در خواب بخت کرد و اندر بیداری  
آن گاه قرآن آمد که تَبٰرَكَ الَّذِي لَا تَلِيْلًا يَضَعُ رِجْلَيْهِ اَوْ الْقَمْعُ يَضَعُ  
تَلِيْلًا و نیز هم در آن ما قیمت بود که بخت بخند قیمت آن را  
بود کش بخوابند چنانکه خدای عز و جل اصحاب الکف ما بر گوید و  
بخت اعلی رسانید و لباس کفر از ایشان بر کشید ایشان را اندر خواب  
بخت کردند و اندر بیداری تا حق تعالی بر ایشان بر گاشت و بی اختیار  
ایشان را ایشان را می پندرد چنانکه گفت خدای عز و جل وَ تَقْبَلُهُمُ الْاَقْطَا  
وَ لَهُمْ رُجْعَةٌ وَ تَقْبَلُهُمُ ذَاتُ الْمِيزَانِ وَ ذَاتُ الْاِشْقَالِ و این هر دو اندر حال  
بی اختیاری بود و چون شده بدستی رسد که اختیار وی برسد و پیش از کل  
بریده گردد و حش از غیر اعراض کند و اگر بخند و یا بیدار باشد بدان  
صفت که باشد حزن باشد پس شرط خواب مردان را آن باشد اول خواب  
خود را چون آخر محمد خود داشت و اندر مامی توبه کند و عصیان را نخواستند  
کند و طهارت پاکیزه کند و بر دست راست روی سوی قبل بخند و کارهای

ص ۳۹۰

دینا رامت گرداند و نعمت های اسلام را شکر کند و شرط کند که اگر بیدار گردد  
بر سر مامی شود پس هر که در بیداری کارهای خود ساخته باشد او را از  
خواب یا از مرگ بکی نباشد و اندر حکایات مشهور است که آن پیر بنزدیک آن  
امامی که اندر رعایت جاه و کلاه و عزت نفس اندر مانده بود اندر آمدی گفتی  
یا فلان می باید مردی را اذن سخن بدهی بیل می آمدی که این مرد  
گذری مردان با من این رس ۱۲۹۱ سخن می گوید روزی گفت من فردا ص ۳۹۱  
ابتدا کنم دیگر روز آن پیر اندر آمد این امام گفت یا فلان می باید  
خود دی ستاده بگسترانید و سر باز نهاد و گفت مردم اندر حال هانش  
بر آمد دی را اذن تنبیس پیدا آمد دانست که آن پیر دی را می فرمود  
که تمیز مرگ کن چنین که من کرده ام و شیخ من رضی الله عنه مردان  
را بدان داشتی که جز اندر حال غلبه نوم نخفتند و چون بیدار شوند نیز  
نخفتند که خواب شالی بر مردان حق حرام باشد و بیکاری و انبیا منی سخن  
داند آید و الله اعلم بالصواب





و نه برود بکشت حکم بخازان باشد و خداوند در بیان این امر میفرماید  
 قَوْمًا لَا يَسْمَعُونَ دَاعِيَ اللَّهِ وَلِيَّ اللَّهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ كَيْفَايَا يُفْقَهُوا و شَاءَ  
 تَحْتَ لِحْيَتِهِمْ كَقُلُوبِهِمْ يَوْمَ يَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً  
 تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً  
 تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً  
 تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً تَأْتِي السَّحَابَ فَتُفْصِلُ مِنْهُ عَلَامًا بَازِلَةً

لَسَانُ الْعَالِ أَفْهَمُ مِنْ لِسَانِ

و صَفَى عَنْ سَعَالِ الْوَسْطَانِ

د اندر سخاوت یافتیم که مدعی را بر شایسته الله علیه در کربخ بغداد در ۱۲۹۲  
 من رفت یکی تا دید انا و بیانی که می گفت السکوت بغیر من الکلام فقال  
 الشبی سکوتک بغیر من کلامک لان کلامک لا یفهم و سکوتک هذا لا کلامی علیه  
 من سکوتی لان سکوتی حله و کلامی حله و خاموشی تو بهتر از گفتار تو شبلی  
 برده الله علیه گفت خاموشی تو بهتر از گفتار تو از آنچه گفتاد تو است و است  
 خاموشی تو حلال و گفتار من بهتر از خاموشی من از آنچه سکوت من حلال است  
 و کلام من حلال و اگر علم بگیرم علم بران داند و اگر بگیرم علم بران داند  
 چون بگیرم بگیرم باشم چون بگیرم بگیرم باشم و من می گویم که علم بران  
 عثمان الهادی اسم کلامی برده بود است و سکوت هم برده بود و گفته  
 کلام یکی حق بود و یکی باطل و سکوت یکی حصول مقصود و دیگر غفلت پس  
 هر کس می خواهد که علم بگیرد باید گرفت از علم حلال و سکوت اگر کلامش حق  
 بود گفتارش بهتر از خاموشی و اگر باطل بود خاموشی بهتر از گفتار و اگر  
 خاموشی از حصول مقصود و مشاهده بود خاموشی بهتر از گفتار و اگر از حجاب  
 و غفلت بود گفتار بهتر از خاموشی و عالمی اندین دو معنی سرگرداند و گوی  
 ایشان در بیان بخشی از حدیث خود میفرماید و چهار آیه از معانی عالی را بر دست گرفته اند

ص ۲۹۲

و می گویند که گفتار فاضل تر از سکوت و گوی می از سخن که خنده را از چاه  
 نشاند سکوت بحال خود باز بسته و می گویند که خاموشی بهتر از گفتار و این  
 مرد چون بیکدیگر باشد پس تا کرا کرا بگفتار آید و کرا خاموش کنند آلا من  
 نطق اصاب به غلط و من انطق بحصم من الشطط هر که بگیرد در ۱۳۹۵  
 خطا گوید یا مواب و هر گرا بگفتار آید از غلط و غلطش بجا و داشتش چنانکه  
 ابریس گفت نه الله تا حقه بینه و آدم را بگویند نه دینا ظننا انفسنا پس و ایمان  
 این طریقت اندر گفتار خود ماذون و مضطر باشند و اندر خاموشی قسیر زده  
 و بیچاره من کمان سکوتی جیاء کمان کلامه جیء از آن که خاموشی از جیاء  
 بود کلامش مر دل ها را جیات بود از آنچه گفتار شان از دیوار بود و گفت  
 بی دیوار نزدیک ایشان قرار بود و تا گفتن دودستر از گفتن دارند تا با خود  
 باشد و چون غایب شد خلق مر قول ایشان را بر جان نگارند الزان بود که  
 آن پیر گفت رضی الله عن من کان سکوتی له ذهباً کان کلامه نسیماً فانهما  
 پس باید تا طالب ربائی را که خوشش اندر بودیت بود خاموش کند تا ربائی  
 که نطق بر بریتیت بود بگفتار آید و جرات وی میاید دلمای مریدان شود و  
 ادب اندر گفتار آید که بی امر گوید و جو اندر امر گوید و اندر خاموشی  
 آنکه جاهل باشد و بحال یعنی نباشد و فاضل نه و مرید را باید که اندر سخن  
 پیران دخل و تصرف نکند و جرات بر ایشان غریب نیارد و بدان زبان که شهادت  
 گفته است و بتوحید مقرر آمده در درخ و غیبت گوید و مسلمانان را زنجاند و  
 درویشان را بنام برده خواهد و تا چیزی از دی پیرند گوید پس بسن گفتن  
 ابتدا نکند و شرط خاموشی در پیش آن بود که بر باطل خاموش نباشد و شرط  
 گفتن آنکه بر حق گوید و این اصل را فرح بسیار است و لطایف بی شمار  
 من باین مقدار پیوسته کردم کتاب مطلق انشود و الله اعلم بالصواب ۱۳۹۷

ص ۲۹۵

ص ۲۹۷

بازمانده از کتب قدسیه

## باب آدابهم فی السؤال و ترکہ

خداوند گفت سر و جل لا یسئلون الناس المالاً سوال بالمات کنند و چون کسی از ایشان سوال کند منع نکنند چنانکه خدای گفت مر پیغمبر را صلی الله علیه وسلم و اما السائل فلا یتعذر و ... تواند سوال چنانکه از حق تعالی بکنند و غیر وی را در محل سوال نهند که سوال اراض باشد از حق بجز حق و چون بده از حق تعالی اراض کرد بیم باشد که لا ما اند محل اراض بگذارد یا قسم که یکی از اهل دنیا را بدهد عده را گفت یا بایم چیزی بخواد از منی تا مرادت حاصل کنم بایم گفت ای خدا من شرم دارم از طالع دنیا که از وی دنیا خواهم پس چون شرم ندارم که از چون خوشی چیزی خواهم از دنیای گویند که اند وقت به مسلم صاحب دعوت در پیشی را بی گناه بتمت ددی برگزید و بجهاد طاق مراد ما باز داشتند چون شب اند آمد به مسلم رفته الله علیه پیغمبر صلی الله علیه وسلم را بجا آمد دیدی را گفت یا ای مسلم مرا خداوند تعالی برتر فرستاده است که دوستی از دوستان من بی جوی الله زهرا است بر غیر وی را بیرون آید به مسلم از خواب بخت و سود پای برهنه بدهد زهرا دید و فرمود تا در زمان را بیکادند و آن در پیشی را بیرون آمدند و از وی طلب خواست و گفت که حاجتی بخواد در پیش گفت ایها الامیر کسی که چنین خداوندی دارد که بنیم شبها به مسلم را از بستر

بر انگیزد و بفرستد تا به را از بلاها برهانند روا باشد (ص ۳۰۴) که از ص ۳۰۳ دیگران سوال کند و حاجت خواهد به مسلم علیه الرحمة گریان شد و آن در پیشی از پیش وی برفت و از آن گوی میگوید که دعا باشد در پیش مرا که ... خلق سال کند که خداوند تعالی نمی گوید که لا یسئلون الله ایا می گوید سوال کنید و دلتان امانت نکلید و رسول صلی الله علیه وسلم نیز سوال کرد مر ساختن کارهای واجب را و ما را نیز گفت که اطلبوا الصالحات حذوا الله و مشایخ همهم الله تعالی به علت سوال کردن ما داشتند یکی مرا از وقت دلی را مانده باشد و گفتند که ما را دو کرده ما آن قیمت نخیم که روز شب اندر انتظار آن گذاریم و چون او حاجتی نباشد ما را بخواند بعد حال اضطرار اذ آنچ شیخ مشغولی چون شغل تمام و انتظار آن نیست و اذان بدهد که چون ما بیدار مر مرید شقیق را پرسید که آن حال که در بیابان وی آمده بخدمت آن حال شقیق بمرید گفت ای خداوند خلق را فرستاد شد ست و بر حکم زکی نشسته بر بیدار رفته الله گفت چون باز گوی بگوی مراد ما مگر تا دیگر خدای را بدهد کرده نیازمانی چون گرسنه گودی دو کرده از هم بفرمان خود بخواد و باز نامه توکل یکوی نه تا آن شکر و ولایت اند شوی مسالمت تو بر زمین فرو نشود و دیگر مر ریاضت نفس را سوال کرده اند تا وقتی آن بکشند و رنج اند دل خود نهند و قیمت خود بدانند که ایشان مر کسی را بچای آورند تا بکبر کنند ندیدی که چون نبی رحمت الله بجهاد روم الله (ص ۳۰۸) که بنید گفت یا ای بکر ترا نخواست آن الله مرست که من پس از حاجب الحجاب نبینم و این را بکبر بکنم الا تو شیخ کادی نباید تا بیاورد بیرون نشوی و از هر که پیشی سوال کنی تا قیمت خود بدانی چنان که مر مدد خدا بآتش است ترا ندیدی که مر سال بآتش دید که الله همه بآتش گفت و کس چیزی ندانش باز آمد و ما بنید بگفت بنید رحمت الله علیه گفت یا ای بکر اکنون قیمت خود بدان که خلق را هیچ چیز می نرزدی دل الله



ایشان. بنده و ایشان را هیچ چیز نمیگردد. این معنی هر بیاضی است. بود و  
 مرکب را و این است که التوا معری در آن طبعی و طبیعت کرده اند که گفت  
 نیتی و ششم مراتب خدای تعالی را. ما بحضرت محمد و از حضرت وینا حضرت  
 حتی رسیدنش را بآب ویم گفتم خدای تعالی تا تو چه کردی گفت مرا بیارید  
 گفتم به چه حضرت گفت مرا بر پای کرده و گفت ای بنده منی بسیار قول  
 و نه هیچ مشکلی و نه بیخاک کشیدی و دوست پیش ایشان دراز کردی و اندران صبر  
 کردی تا آنکه بآن بقیتم او را دیگر آنکه مریم است حق را و این خلق سوال کردند و هر  
 مالهای دنیا را اذان حق تعالی دانستند و هر خلقان دنیا و کیلان دی و پند و از  
 چیزی که بنیست نفس ایشان را نماند گشت. الله وکیل دی و خواسته الله و نه منی بخود  
 با دی گفت ای و آنکه شامد تلخیص این را بعد که بایست خود بیکل توضیح کند  
 بمرمت و طاعت و از بویک اثر اذان بود که بعد خداوند پس سوال شای از غیر  
 دولت حضور و در اقبال شکوه بختی که بسبب طبیعت و از احوال از حق دی ۳۹۹ م  
 یافتیم که یکی بن معاذ رضی الله عنه را دختری بود روزی مراده را گفت  
 مرا فلان چیز می آید مادر گفت ای خدای بخوان گفت ای مادر من شرم  
 دارم که بایست نفسانی را از دی بخواهم و آنچه تو می خواهی هم اذان دی بود  
 روزی متکلم من را داشت پس کتاب سوال بآید باشد که اگر مقصود سوال  
 بر نیلید قوم تو اذان باشی که برآید و خلق را اندر میانه و بیچی و  
 از زبان و اصحاب اسواق سوال کنی و باز خود جو آن نمائی که بر  
 صلی مال دی بر آن باشی تا تا زمانی سوال بر بیست خود کنی و اذان  
 تهن و که خدائی نسازی و آن ما ملک گردانی و مرگم وقت ما باشی  
 و خدایت خدا را بر دل نگذاری تا بملک جلالانی بخورد گردنی و خدای  
 ما را هم گردانی خود نسازی و بر او خود پادشاهی پیدا کنی که تا را پادشاهی  
 تو را چیزی پیش و منتهی بیاورم پیری را که بختی و متوجه بگویم الله را و

۳۹۹ م

بر آمده بود فاقه زود و رنج راه کشیده بپا در کوفه اندر آمد کفشی بر دست  
 نشاند و می گفت که کیست که از برای این کفشک مرا چیزی دهد گفتند ای  
 خدا این چه می کنی گفت حال باشد که من گویم از امر خدای مرا چیزی  
 دهد بدینا به چیزی را شوق تو را آید این اندکی است از بسیار آنچه اندرین  
 باب شرط است فتمم کردیم بر عفت تطویل را و الله اعلم

بسم الله الرحمن الرحیم  
 الحمد لله رب العالمین  
 و الصلوة علی محمد و آله

## باب آدابهم فی التزویج والتجریه

خدای عز و جل گفت جنة یساق لکم و آتشم یساق لکم و رسول گفت  
 صلی الله علیه و سلم تناکوا تنکثوا فانی اباهی بکم الاعم من ۱۵۰۰ يوم القيامة  
 و لا بالقط و نیز گفت ان اعظم النساء برکة فلقهن مونة و احسنهن  
 وجوها و اراخصهن مهرا و این از صحاح اخبار است و در جمله نکاح  
 مباح است. در جمعی مردان و زنان و زنی که اگر از حرام تواند پرهیزد و  
 سنت در آن را که حق خیال تواند گوارد و از مشایخ این فقه گوی گفتند  
 که مذهب در دفع شحوت را باید و کسب در فراغت دل را و گروهی گفتند  
 در اثبات نسل را باید تا فرزندی باشد و چون زوجه بود اگر پیش از پدر  
 از دنیا بشود شریع پدر باشد و اگر پدر پیش از وی شود دعا گوی مانند  
 و الله خبر است که عمر بن الخطاب رضی الله عنه مر اتم کلثوم را که  
 دختر فاطمه بنت محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم و رضی عنها علیه کرد از پدرش  
 علی بن ابی طالب رضی الله عنه و کرتیم الله وجهه علی گفت او پس خود است و  
 تو مردی پیری و مرا نیست آن است که او را بمراد داده خود تو اعم داد  
 بعد الله بن جعفر عز کس فرستاد یا ابی الحسن الله جلان زنان بزرگ بپارند  
 و مراد من از ام کلثوم در دفع شحوت است که اثبات نسل است که  
 از پیغمبر صلی الله علیه و سلم شنیدم که کل نسب و حسب ینقطع بالموت الا

ص ۵۰۰

نسبی و احب و یرقی محل صبی و نسب الا نسبی و نسبی اکون را سبب  
 هست بایم که نسبت نیز باشد تا بعد از وفات متابعت وی حکم گردانند باشم  
 علی رضی الله عنه ام کلثوم را بمر داد و زید بن عمر از وی بیاید رضی  
 الله عنه (ص ۵۰۱) و پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم تنکم النساء علی اربعة علی  
 المال و النسب و الحسن و الحسین فعلیکم بذات الدین فانه ما استقام احدکم  
 بعد الاسلام حتی من توجه مؤمنة موافقة یسر بها اذا نظر الیهما فویل  
 و تعابید بختی چیزها از پس اسلام زنی مؤمنه موافقه باشد تا بدو انس  
 گیرد مرد مؤمن و الله دین بصحبت وی قوی باشد و اندر دنیا مولتی که هر  
 دشت حاکم اندر تنهایی است و عمر راحت حاکم اندر صحبت و رسول گفت صلی  
 الله علیه و سلم الشیطان مع الواحد و بحقیقت مرد یا زن چون تنها باشد خری وی  
 شیطان بود که شحوت را اندر پیش دل وی می آساید و هیچ صحبت اندر حکم  
 حرمت و این چون زناشوی نباشد اگر بهاست و موافقت باشد و هیچ مشغولی  
 و عقوبت چندان در بود بلکه چون زنی تا مجلس باشد پس در پیش را  
 باید که نخت اندر کار خویش تامل کند و آفت های تجریه و تزویج الله  
 پیش دل صورت کند تا دفع کدوم آفت بر دش سلسل تر بود نتایج آن  
 باشد و در جمله در تجریه در آفت یکی سترک سلفی از سنن مصطفی صلی  
 الله علیه و سلم دیگر پردردن شحوت الله دل و نظر افتادن اندر حرام و تزویج  
 را نیز در آفت یکی مشغولی دل بگیری و دیگر شغل تن از بدای حق نفس  
 و اصل این مسئله بجزلت و صحبت باز گردد آنکه صحبت اختیار کند با خلق  
 و تزویج شرط باشد و آنکه عزلت بوی از خلق در تجریه زینت بود و پیغمبر  
 گفت صلی الله علیه و سلم (ص ۵۰۲) سیدوا ففقد سبق المردود یعنی بر شما  
 بهت گرفتند و حق البصری گوید تجا المخلصین و هلك المشقلون و از ابراهیم  
 خواص می آید که گفت بیکی اندر آدم بقصد زیارت بزرگی که آنها بود چون

ص ۵۰۲



بخانه دی برقم خانه دیدیم پاکیزه چنانکه مسجد اولیا بود و اندر دو دروازه آن  
خانه در محراب ساخته اند یک محراب آن پیر نشسته و اندر دیگر دروازه پاکیزه  
و روشن نشسته و هر دو صیفت گشته از جرات بسیار آمدن من شادی بسیار  
کردند و سه روز آنها بدم چون باز خواهم گشت پریشان آن پیر که این عقیقه  
تراجم باشد گفت از محراب دختر غم و از دیگر جانب خیال گفتیم اندین دو  
سه روز سخت بیگانه دار دیدیم همان اندر صحبت گفت آری شصت و پنج  
سال است تا چنان ست گفتیم علت این مرا بگو تا بچهارست گفت بلکه  
ما در کودکی داشتن یکدیگر بودیم و پدری دی او را بمن نمی داد که دوستی  
ما را یکدیگر را مسلم می گشته بود مدتی رجح آن بکشیم تا پادشاه دی وفات  
یافت پدر من ختم می بود او را بمن داد چون آن شب ابتدای یکدیگر  
پریشان می مرا گفت دانی که خدای تعالی با ما چه نعمت کرم کرده است  
که ما را یکدیگر رسانیده و دل ما را از آنکه و خوف قارغ کرد  
گفتم بی گفتا پس ما ایشب خود را از صوای نفس باز داریم و مراد  
خود را نریز پای آرییم و بر خدای را بجهادت کنم شکر این نعمت را گفتم  
صواب آید دیگر شب همان گفت نمی دیدم گفتم اکنون دو شب (ص ۵۰۳)  
از برای تو شکر بگوایم امشب از برای من نیز جهادت کنیم اکنون شصت  
و پنج سال است که ما یکدیگر را ندیده ایم بحکم ملاست و هر عمر اندر  
شکر نعمت می گوایم پس چون درویشی صحبت اختیار کند باید تا ثلث آن  
مستوره از حلال کند و معریش از حلال گزارد و تا از حقوق خدادادی  
و از ادا می چیزی باقی مانده باشد بحفظ نفس خود مشغول نشود و چون  
اوراد خود بگزارد قصد فراش می کند و صوم و مراد خود را اندر خود  
بکشد و با خدای تعالی به وجه مناجات بگوید یا خدایا از شخصیت اندر خاک  
اوم شرقی مرا آبادانی عالم را و اندر علم خود خواستی که مرا این صحبت باشد

ص ۵۰۳

یا رب این صحبت من دو چیز را گردان یکی مرصع حرام ما بحال و دیگر  
فرزند دل رضی مرا از ذاتی داده به فرزند می که دل من از تو مشغول کند  
و از سهل بن بعد الله تشری می آید که او را پیری بیام هرگاه که  
بهری از ماده طعام خواستی مادر گفتی از خدای خواه اندر محراب شادی و صبر  
کردی مادرش آن مراد اندر همان بود دادی بی آنکه می دانستی که آن  
مادر داده است تا غوی بدرگاه حق کرد مدتی از دیرستان اندر آمد و  
مادرش حاضر بود سر بجهت نهاد خدای تعالی آنچه بایست او بود پدید  
آمد مادر اندر آمد و آن پیر گفت ای پسر این از کجا است  
گفت از آن ها که هر بار بود و چون ذکر صلوات الله و سلامه  
علیه نزدیک می خدای تعالی اندر آمدی بتابستان میوه زمستانی دیدی  
و زمستان (ص ۵۰۴) میوه تابستانی دیدی به وجه تعجب پرسیدی که آئی  
کوی هذا می گفتی من چند الله پس باید که باستعمال شتی مرادش  
ما اندر طلب دنیا حرام و شغل دل نبیند که حلاک درویش اندر خرابی  
دل می بود چنانکه خرابی تو اگر اندر خرابی سرای و طاق و مان پس آنچه  
توانی را خراب شود آن ما عوض بود و آنچه درویش را خراب شود  
آن ما عوض نباشد و اندر زمان ما ممکن نکرد که کسی را زنی مرافقه  
باشد بی نه بایست زیادت و ثنول و طلب محال و ازان بود که  
گروهی تجرید و تخفیف اختیار کردند و رعایت آن چیز بر دست گرفتند  
که پیغمبر گفت علی الله علیه وسلم خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحساد  
قیل یا رسول الله ما خفیف الحساد قال الذی لا اهل له ولا ولد له  
و نیز گفت سیفا سبق المردود برید که مفردان بر شما سبقت گرفتند  
و بجنح اند مشایخ این طریقت بر آنکه بهترین و فاضل ترین اهل طریقت  
مفردانند و بخودان اگر دل نشان از آفت خالی باشد و طبع نشان از

ص ۵۰۴

ادوات از کتاب مسامی و شمعوات معزول و عوام در انکاب شعوت غیر مودی که  
 پیغامبر گفت صل الله علیه و سلم محبت الی من دنیا که ثلث الطیب و النعمه و  
 جعلت قرة عینی فی الصلوة حجت سازد و گویند چون زنان محب دی باشد  
 باید تا تزویج نماند تر باشد گوئیم که پیغامبر صلی الله علیه و سلم گفت لی حضرتان  
 الفقر و الجهد پس چرا دست از حرقش نمی دارید م ۵۰۵ اگر آن محب  
 و بست این همه عزت است پس بگویم آنکه هوا تان را بدان می بیشتر است  
 م صوای خود را محب پیغامبر خواندن محال باشد و کسی که پنجاه سال  
 متابع صوای خود بوده باشد چندانکه متابع سنت است و در غلظت عظیم  
 باشد و در محبت نختین فتنه که بر سر کرم علیه السلام پیدا آمد سبب  
 آن زن بود اندر بهشت و نختین فتنه که اندر دنیا پدیدار آمد هم سبب  
 آن زن بود یعنی فتنه حابیل و قایل و چون خداوند تعالی دو فرشته را  
 خواست که عذاب کند هم سبب آن زن گردانید و آن روز که هر دو  
 فتنه های دینی و دنیائی زنانه و پیغامبر گفت صل الله علیه و سلم ما ترحمت  
 بعدی فتنه اضرة عن الرجال من النساء هیچ فتنه نگذاشتیم پس از خود زبان که  
 حر بود مردان از زنان پس فتنه ایشان اندر ظاهر چه درین است اندر باطن  
 خود تا چند باشد و من که علی بن عثمان الهلایی ام رشی الله عنه از پس  
 آنکه مرا حق تعالی مرا پانزده سال از آنست تزویج نگاه داشته بود هم  
 و تقدیر دی بقتله اندر اقدام و ظاهر و باطن اسیر صفتی شد که با من  
 کرد بی آنکه رؤیت بوده بود و یک سال متفرق بودم چنانکه نزدیک بود  
 که دین بر من تنه شود تا حق تعالی بکمال لطف و تهاشم فضل خود عصمت  
 را با استقبال دل بیچاره من فرستاد و برکت خلاصی ارزانی داشت و الحمد  
 لله علی جزیل نعماته و در محبت قاعده این طریقت بر تجربه نهاده اند چون  
 تزویج آمد حال دیگرگون شده و هیچ عسر نیست از عساکر شعوت الا که

م ۵۰۵

م ۵۰۴ از آنش شعوت آن را با جفا و توان نشاند از آنچه آفتی که از تو خیزد آفت  
 دفع آن هم با تو باشد غیر یزید تا آن صفت از تو زایل شود و زوال  
 شعوت بدو چیز باشد یکی آنکه اندر تحت شکفت در آید و دیگر آنکه از دایره  
 کسب و محبت بیرون باشد اما آنچه اندر تحت شکفت آدمی است آن گرسنگی  
 باشد و آنچه از شکفت بیرون است یا غنی مقلقل است و یا محب صادق  
 که بتطابق هم جمع شود و محبت سلطان خود اندر اجزای جسد پدیدارند و  
 جود حواس را از وصف حواس معزول کند و کل بنده را بجز گرداند و هرگز  
 را از دی قانی گرداند و احمد خلای سرخی با داد اندر رفت و آنها  
 می بود دی را گفتند ترا تزویج حاجت بود دی گفت و گفتند چرا  
 گفت و آنچه من اندر روزگار خود با غایب باشم از خود یا حاضر بود  
 چون غایب باشم خود از کونین بادم نیاید و چون حاضر باشم نفس خود  
 را چنان دارم که چون ثانی بیاید پندارد که هزاره در یافته است  
 پس تشنگی دل عظیم کاری باشد بمر چه خواهی که باش و گرومی  
 دیگر گفتند که ما نیز اختیار خود از هر دو حال منقطع کنیم تا از حکم  
 و تقدیر و پرده غیب چه ظاهر شود اگر تجربه لیب با آن  
 اندران بعفت کشیم و اگر تزویج بود متابع سنت باشم و بزارخ  
 دل کوئیم که چون داشت حق با بنده باشد در تجربه بنده چون آن  
 دوست بود و با ای زیبا رشی الله عنها که اندر حال قدمت بر مراد  
 خود از مراد خود روی بگردانید و از مراد بی مراد گشت و بقصر حوا  
 و بدویت م ۵۰۶ محب نفس خود مشغول باشد و اندران وقت که  
 زلی با وی خلوت کرد و اندر تزویج هم اگر داشت حق تعالی بود چون  
 تزویج ابراهیم علیه السلام بود و از غایت اعتمادی که دی را  
 بر حق تعالی بود شغل اهل را شغل او نداشت تا چون سارده رنگ

م ۵۰۶



پیدا کرد و تعلق بقرینت که از ایم حایر را بر گرفت و برادی غیر ذی ذریع  
 بود و بخلاف سپرد و مدی از ایشان نگذاشت تا قیامی داشت خود بر ایشان  
 را سپرد و چنانکه خواست پس هلاک بند نه اند نزدیک و تجویز است که  
 برای او اند اثبات اختیار و متابعت صوابی خود است و شرط آداب متاهل  
 آن است که او را برادر از او راوی قوت نشود و احوال صالح نگردد  
 و اوقات را تمام نکند و با اهل خود تعلق باشد و نفوذ محال نازدش و  
 از برای او رعایت فکر و سلاطین نکند تا اگر فرزندی باشد بشرط باشد و  
 اند حکایات معروف است که احمد بن حنبل بنی ثوابی رحمة الله علیه مدنی با  
 جماعتی از رؤسای و سادات بخار که اسلام او آمده بودند نشست بود که  
 آن پسر شراب خوارش مست و سرود گویان اند آمد و بریشان گذاشت  
 به بی حشمتی و از کسی نپندیشید آن جمله معنی شدند احمد آن تغییر  
 اند ایشان دید گفت شما را چه بود که تغییری پدید آمد هر یک گفتند  
 به گذشته آن پسر برین حال به تو شرم زده شدیم و دی از تو  
 نپندیشید احمد گفت دی محدود است از آنچه شای با ما از عادت همای  
 خودی آورده من و عیال ایشان بخوریم آن شب با ما صحبت بود یک  
 جا در ۵۰۸ این فرزند ایشان پیوست و خواب بر ما افتاد و او را  
 ما بشد چون بامداد بعد از تفتیح حالی خود کردیم و بدان همای باز گشتیم تا  
 آنچه فرستاده بود از کما بعد گفت از عیالی آورده بودند ما را چون نگاه  
 کردیم از غار سلطانی بود و شرط آداب همزه است که چشم را از ناشایست  
 باز دارد و نگاه دارد و تا دیدنی نبیند و تا آنچه بدینی نپندیشد و از آن  
 شصت برگشتی بنشاند و دل از دنیا و مشغولی حوادث نگاه دارد و بر صوابی  
 نفس را علم و الحام نگوید و به ابھی شیطان را تاویل نراند تا در طریق  
 متول باشد این است اختصار آداب و معانی چنانکه آنک بر بسیار دلیل

ص ۵۰۸

باشد و الله اعلم

### کشف الحجاب العاشر فی بیان منطقهم و حدود الفاعلهم و حقایق معانیها

بدان اسدک الله تعالی که بر اهل هر صنعتی را و ابواب هر معاشی را  
 با یکدیگر اند جریان اسرار خود بهارات است و کلماتی که بجز ایشان معنی  
 آن ندارند و مراد از وضع آن عبارات دو چیز باشد یکی حقیقی تفهیم و تسبیل  
 خواص ما تا بفهم مرید نزدیک تر باشد و دیگر کلمات سراسر از کسانی  
 که اهل آن علم نباشند و دلائل آن واضح است چنانکه اهل سنت مخصوص  
 اند بهارات موضوع خود چون قل یا ای و قل مستقیل و صبح و متقل و  
 ایت و نفیس و ناقص و آنچه بدان مانده و اهل غیر مخصوص اند بهارات  
 در ۵۰۹ موضوع خود چون رفع و ضم و نصب و فتح و خف و کسر  
 و بهم و بر و بر و منفوت و تا منفوت و آنچه بدین مانده و اهل عیون  
 مخصوص اند بهارات موضوع خود چون بحر و عدایه و سبب و فقه و جمله  
 و آنچه بدین و حلیان مخصوص اند بهارات موضوع خود چون فقه و فقه و  
 ضرب و ضرب و کعب و جذر و اضافات و تعریف و تحریف و جمع و تفریق و  
 آنچه بدین مانده و تقیما مخصوص اند بهارات موضوع خود چون علت و معلول و  
 قیاس و اجتماع و دفع و لازم و آنچه بدین مانده و غرضی از خصوص بهارات  
 موضوع خود چون مندر و مرسل و آماد و منزه و جرح و تعدیل و آنچه بدین  
 مانده و مشکلیان مخصوصند بهارات موضوع خود چون عرض و جوهر و کلی و جزو  
 و جسم و حدث و تمیز و تولی و آنچه بدین مانده پس این علایق را  
 نیز الفاظ موضوع است هر کون و تصور سخن خود را تا اند طریقت خود بدان  
 تعریف کنند و آن را که خواهند متصور خود دریابند و از آنکه خواهند بیرون  
 پس من بعضی از آن کلمات را بیانی مشرح بیایم و فرق کنم میان هر دو

ص ۵۰۹

کلمه که مراد شایان اذن چه چیز باشد تا در آن خوانندگان این کتاب را قایم  
تمام شود و مراد حای یکست حاصل آید ان شاء الله تعالی

فمن ذلک الحال والوقت والفرق بینهما

وقت اندر بیان این طایفه معروف است و مشایخ را اندرین سخن بسیار است  
و مراد من اثبات تحقیق است نه تطویل بیان پس وقت آن بود که بعد  
بدان از ماضی و مستقبل فارغ شود پس ۵۱۰ چنانکه دادی از حق بدل  
او پیروند و ستر دی را بدان بخت گرداند چنانکه اندر کشف آن وقت  
نه از گذشته یاد آید و نه از تا آمده پس هر خلق را اندرین دست  
نرسد و نداند که سابق یا بر چه رت و عاقبت بر چه خواهد جو  
عادندان وقت را فکر گویند علم را مر عاقبت و سابق را ادراک تواند  
کرد ما را اندر وقت با حق تعالی خوش است که اگر بفرود مشول گردیم  
و یا اندیشه دی بر دل گزینیم از وقت محجوب شویم و محاب پراگنده گی  
عظیم باشد پس هر چه دست بدان زدند اندیشه آن حال باشد چنانکه از  
سید عزاد گویند رحمة الله علیه که وقت عزیز خود را جزو بجزو ترین  
چیز ها مشول کن و عزیز ترین چیزهای بنده شغل باشد بین لایقی و  
استغیال و رسول گفت صلی الله علیه و سلم لا مع الله وقت لا یسعی فیه ملک  
مستغیال و ۷۱ بقا رسول صلی الله علیه و سلم با خدای تعالی وقتی است که اندر آن وقت عزیز  
هزار عالم را بر دل من گذرد باشد و در چشم من خطر نه و اذن بود  
که چون شب سراج زینت ملک زمین و آسمان را بر دی مومنه کردند هیچ  
چیز باز نگریست تا عدادند تعالی گفت ما ذاع المصود دما طئی زانچه عزیز  
بود و عزیز را جزو بجزو مشول کنند پس اوقات مومنه دو وقت باشد یکی  
اندر محل فقه و دیگر اندر حال عهد یعنی یکی در محل وصل و یکی در محل

ص ۵۱۰

قرآن اندر هر دو وقت اندر مقصود باشد زانچه در محل وصل و محل محجوب  
فصل فمصل بحق بود و انقیاد و کتاب دی اندر آن جهات و ثبات در آن نیاید  
تا خود را و حق را بتوان کرد و چون سلامت اغیار بنده از بودگار دی بریده  
شود آنچه کند و بید از وقت باشد و از بنید رضی الله عنه می آید  
که گفت در پیشی مرا دیدم اندر باوید و بجزو بجزو نشسته اندر محاب  
و با شکت گفتم ای مادر ترا چه چیز رنجا نشاند است بدین ساکن اندرین  
های بدین می گفت پدیده مرا دقت بود این جان ضایع شده است اکنون  
بدین یا نشسته و اندر می گزاردم گفتم چند گاه است تا این جای گفت  
دوازده سال است که در شغل میمندی و در کار می کنی تا باشد که برادر خود  
برسم و وقت خود را در بایم بنید رضی الله عنه گفت ای برقم و حج بکوم  
و نافرمان دعا کردم و اجابت شد و دی اندر بود و بعد چون ماند بایم  
دی را یافتیم همانها نشسته گفتم ای برادر من کون وقت را یافتی چرا  
این محاب فرا ترا نشوی گفت ایضا اشج های گاهی را لازمست که هم که  
حق و حجت بود و برایت رنجا که هم کرده بستم و تا باشد که اکنون به جانی  
ما که سرور آنجا بماند یافتیم و من این می کشیدم بگذردم شغل سلامت بود  
که خاک خوشین را با خاک این جایگاه برهم غرام آیم تا بقیامت  
هر آنرا خاک بود بر آن که محل آنی و سوره هست شیع

فکل امری یولی الجحیم محبت  
و کل مکان انیت العز طیب

پس چیزی که حکم آن اندر تحت کسب آدمی نیاید تا بتکلف حاصل کند  
در بهادره نغوشند تا بهان بپوش آن نصد و دی اندر محاب بود  
دفع آن اوقات نمود هر دو طوط دی اندر رعایت آن تسادی بود و  
انقیاد بنده اندر تحقیق آن باطل و مشایخ گفتند ان الوقت سیف قاطع





تحت و از اذن پندیده را علی بن ابی طالب و اهل بیت که هر یک را اذن  
 عمل تشریف بود از بیرون نشان باز اذن مقام اصلی خود بودی و این اذن  
 منصب حاشیای طرفی که از مقامات بیان کرده ایم و بیان حال در مقام فرقی کرده  
 ام اما این جای اذن چهار نیست و بدانکه راه خدای بر سه قسم  
 است یکی حال و دیگر مقام و سوم تمکین و خداوند عز و جل همه  
 اینها را از برای بیان کردن راه خود فرستاده تا حکم مقامات نشان  
 کنند و بعد از این چهار چهارده پندیده را صلوات الله علیهم امین آمدند  
 با بعد و بیست و چهار هزار و دوازده مقام و با آنکه پندیده را علیه السلام  
 اهل هر مقامی را عالی پدیدار آمد و در جان جای پادشاه که کس غفلت  
 اذن منتفع بود تا این تمام شد بر خلق و نعمت بغایت بسیار تا  
 خداوند گفت عو و بقل آیتهم اکتلت کلکم و اکتلت من ۱۵۵ خلیفکم  
 یفتقروا و یفتقروا لکم الاسلام دنیا آن گاه تمکین حکمتان پدیدار آمد و اگر  
 خواهم که احوال همه بر شمرم و مقامات شرح دهم از مراد باز نام  
 آن تمکین جارت است از مقامات مختلفان اذن و کمال خود درجه اعلی  
 پس اهل مقامات را از مقامات گلد ممکن بود و از تمکین گذر محال  
 باشد از پنجه مقام درجه پندیده است و تمکین هزار گاه منتفیان از  
 برایت و بغایت گذر باشد و از نهایت گذشتن روی ندارد از آنچه  
 منازل راه باشد و تمکین هزار اندر پیشگاه و دستان حق اندر راه غایب  
 باشند و اندر منازل بیگاه بر سر ایشان و در حضرت بود و در حضرت آنک  
 است و ادوات غیبت و غفلت و اندر جاهلیت شعرا مر مدحان خود  
 را در مقام کردند و تا چند گاه بر نیامدی شعرا را اذن نگردیدی  
 پس که چون شامی حضرت محمدی و پندیده شمشیری و کشیری و پندیده  
 اند و شمشیر شکستی و در مراد اذن آن بودی که در سوره بدان

ص ۱۵۵

ی با است ۳۳ مسافت حضرت تو بدان نوروم و شمشیر بدان تا بهودان خود را  
 که مر از خدمت تو مانع گردند از خود باز دادم اکنون که تو دریم است  
 مسافت بجز کار گیر متوجه را کنیم که در صورت آن تو در دایم شمشیر شکستم  
 که قطع از درگاه تو بر نال میگویم تا چون چند روزی از آن گاه  
 شعرین خواندی در حق تعالی موعی را صلوات الله علیه و همین فرمود که  
 چون قطع نهادل به گذشتن مقامات محل تمکین رسیدی ابواب من ۱۵۶ توفیق اذن  
 ساقط شد و حق تعالی فرمودش فَاَخْلَعْ تَقْلِیْکَ وَ اَلْقِ عَصَاکَ لَنْبِیْنِ از پای تیردن  
 کن و عصا بیگی که آن آلت مسافت است اندر حضرت دولت و شست  
 آلت مسافت محال باشد پس ابدای دوستی طلب کردن بود و انقضای قرار  
 گرفتن آب تا اندر اذن باشد روان بود چون پدیدار رسد قرار گیرد و  
 چون قرار گرفت طعم بگردد ۳ هر که در راه آب باید بصیحت خدای میل  
 کند و بصیحت وی آن یکس میل کند که در راه بواهر باید ۳۳ بزرگ  
 جان بگیرد و مشقه طلب بر پای بند و در گوناگون ابدای خود شود و در هر  
 طریقی و در هر مکان و در هر وقت اذن را جان خود بخورد و نماند و یکی گوید  
 از شایخ محمد اندر تمکین رفع تیردن تمکین رفع تیردن است و تیردن هم  
 از عبارات این ظاهر است چون حال و مقام و با یکدیگر معنی نزدیک  
 اند و مراد اذن تیردن تغییر و گشتن از حال محال خواهند و مراد ازین  
 که آنست که ممکن متوجه باشد و شست یکسو حضرت برده باشد و  
 اندر شمشیر غیر از اذن متوجه شود و معانی درود بخورد که حکم ظاهرش بدل کند و  
 در حال باشد که حکم باطنش تغییر گرداند چنانکه موعی صلوات الله علیه و علی  
 بن ابی طالب بود و حق تعالی یک نظر که بعد تجلی کرد عرش از وی شد  
 چنانکه خدای عز و جل گفت وَ خَرَّ مُوسَىٰ صَبَقًا و رسول صلوات الله علیه علم  
 حکمتی از بگذاشتن مقامات و همین تجلی بود آن حال شکست و تغییر

ص ۱۵۶



نه شد و این درجته اعلی بود و الله اعلم پس تمکین شد بد گونه باشد  
یکی آنکه نسبت آن به شاهدین درین ۱۵۱۹ حق باشد و یکی آنکه صفات آن  
بشاهد خود باشد آن را که نسبت به تمکین بودی به شاهد خود بود و باقی  
اصفیه باشد و آن را که حواله بشاهد حق بود ذاتی اصفیه باشد  
و امر ثانی اصفیه را بخود صحت و حق و باقی خود وجود و  
علم و دوستی نماید و از این دو قیامت ارجح از صفات اعلی می باشد و چون در صورت  
متفرق باشد و حکم اقامت و منفی از وی منساقط شود و از انبوی منفی من  
بهر است و من درین اعتقاد کردم که با شاهد انبوی

ص ۵۱۷

ومن ذلك المحاضرة والمكاشفة والفرق بينهما

بر آنکه محاضرة بر حضور در آنقدر در عایت بین و مکاشفه بر حضور تخیل  
افتد و آنکه حلیفه و جهان پس محاضرة اندر شاهد آیات باشد و مکاشفه اندر  
شاهد اشاهد و علامت محاضرة درام فکر باشد اندر رویت آیت و علامت  
مکاشفه درام تخیل اندر کنه عقلت فرق میان آنکه اندر افعال بنظر شود  
و بنظر اندر همان آنکه اندر جهان متخیل بودی که در این دو یکی فاعل و یکی  
غنی بود و یکی دیگر قریب به حقیقت مدیدی که چون تحلیل محلات باشد علی  
بنیان بود و اندر بگوشت آسمان ها نگاه کرد و از انبوی حقیقت وجود آن  
سائل و فکر کرد و دش بان که حاضر شد بر رویت فعل طاب فاعل گشت  
تا حضور دی فعل را نیز دلیل فاعل گردید و در کماں معرفت  
گفت اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلدِّیْنِ فَطَرْتُ السَّمَوَاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَ مِیْبَ  
را چون ملکوت بود چشم رس ۱۵۱۸ از رویت کل فرا کرد فعل نمید  
و در خلق اندر بود و خود را در معنی مدید تا فاعل میکاشف شد پس  
انبوی کشف شوق بر شوقش میفرود و نقشش بر خلق زیاده شد

ص ۵۱۸

طلبه رویت گردید رویت خودی بخود رای انبوی کرد و قربت ممکن نشد  
و قصد وصلت کرد و وصلت صورت نیست هر چند که به دل حکم  
تزیه دوست ظاهر تر شد شوق زیادت تر شد و روی اعراض بود  
و در آن امکان اتقال متخیل شد پس (بها که غفلت بود) کفر نمود  
و اینها که غفلت بود و وصلت شرک باشد و و حیرت و غمزه باشد از انبوی دور  
غفلت حیرت اندر هستی بود و آن شرک باشد و در محبت حیرت اندر  
چوکی و این توحید باشد و ازین معنی بود که پیوسته شبلی گفتی برتر الله علیه  
یا دلیل المتحدین نادانی تحصیل از انبوی زیادتی تخیل اندر شاهدت زیادتی  
درج باشد و اندین معنی گویند و اندر حکایات مشهور است که چون الله  
میفرمود خدا رحمت الله علیه یا ابراهیم صلی الله علیه و آله و سلم ایضا  
دوست خدای را بدیدند پریدند از وی که راه به حق به چیز است  
گفت راه حق دو است یکی راه حرام و دیگر راه خواص گفتند که این  
ما شرح کن گفت راه حرام آنست که تو برانی که بتنی تهری کنی  
و بتنی ند کنی و خواهان خواص آنکه ایشان معطل طاعت بنهند و طاعت خود  
حقیقت این حکایات بشرح گذشته است و مراد جو این نیست و باشد  
الترقی

ومن ذلك القبض والبسط والفرق بينهما

بر آنکه قبض و بسط بطلان احوالی که بکلفت باشد از انبوی نفس ۱۵۱۹  
ساقط است چنانکه آیدش یکمی نباشد و نقشش بخود بود خداوند  
گفت عَزَّ وَجَلَّ اِنِّیْ اَسْطِطُّ عَلَیْکُمْ وَ اَنْتُمْ اَسْطِطُّونَ عَلَیَّ اَمَّا اَنْتُمْ  
قبض و تلوین و اندر احوالات جواب به بسط و نادانی است و از بسط تلوین اندر  
حالت کشف و این امر دو است یکی کشف و یکی قبض و در کشف

ص ۵۱۹





دی باشد از آنچه آن از صفت بند باشد و آرام با طیر اندر محبت کذب  
 و دوی و پنداشت بود و باز هیبت او مشاهده عظمت باشد و لا عظم  
 صفت حق بود بسیار فرق باشد میان بند که کارش از خود بخود باشد  
 و میان بند که کارش از قای خود بقای حق بود و از شیخ شری  
 رحمة الله علیه حکایت کرد که گفت من چندین گاه پنداشتم که طلب بند  
 محبت حق می کنم و انس با مشاهده دی می گم کنون دانستم که  
 انس بود با نفس نباشد و باز گزینی گفتند که هیبت عزیزه فراق و  
 عقوبت بود و انس نیزه وصل و رحمت باید تا دوستان در ۵۲۲  
 از اخوات هیبت محفوظ باشد و با انس قرن که لا محاله انس محبت  
 اقتضا کند و چنانکه محبت با حالت محال است مر انس با هم  
 حال باشد و شیخ من گفتی رحمة الله علیه طلب دارم از آنکه گوید  
 انس با حق تعالی ممکن نشود از آنکه گفته است و إِذَا سَأَلْتَهُ بِعَادِي  
 عِقِّي فَإِنِّي كُنتُ يَا عِبَادِي لَا حُوثَ عَلَيْكُمْ بِالْوَعْدِ وَلَا أَنتُمْ تَعْتَدُونَ  
 و لا محاله چنانکه بند این فعل بند او را میبرد و چون دوست  
 گرفت انس گیرد از آنچه از دوست هیبت بیگانه بود و انس بیگانه و  
 صفت ادبی نیست که با منعم انس گیرد و از حق با چندین نعمت  
 و با ما بود صرف حال باشد که با حدیث هیبت کنیم و من  
 که علی بن عثمان الهذلی اسم که هر دو گروه اندرین معصیب اند  
 لا اختلاف شان از آنچه سلطان هیبت با نفس باشد و انحراف آن و  
 تا گردانیدن بشریت اذعان به سلطان انس با سر بود و پیروان حضرت  
 در سر پهن حق تعالی بقی جان نفس دوستان را نانی کند و چنانکه  
 محال سر نشان را باقی گرداند پس آنرا که اهل ثناء بودند هیبت را مقدم  
 گفتند و آنرا که در باب ثناء بودند انس را تفصیل نمادند و پیش ازین باب

ص ۵۲۲

اندر ثناء و ثناء شرح آن داده شده اند و ثناء در ثناء

ومن ذلک القهر واللفظ والفرق بینهما

این دو جهات است مر این طایفه را آنکه اندر بزرگوار خود بیان کنند و  
 مراد ایشان از قهر تمییز حق باشد بقا کردن مراد ها را از داشتن نفس از  
 آوردن ها بی آنکه ایشان را اندران مراد باشد و مراد از لفظ تمییز  
 حق باشد بقای سر و تمام مشاهده در ۵۲۲ و قرار حال اندر درج ص ۵۲۳  
 اشتیاق است تا حدی که گزینی گفتند که کرامت از حق تعالی حصول مراد  
 است و این اهل لطف بودند و گزینی گفته اند که کرامت نیست که  
 حق تعالی بند را برادر خود از مراد دی باشد دارد و به بی مرادش مقصود  
 گرداند چنانکه اگر بدینا شود در حال تشنگی بدینا خشک شود گویند اندر بخواه  
 در دوش بودند از تشنگان قرار یکی صاحب قهر و یکی صاحب لطف و پیوسته  
 با یکدیگر رفتار بودند و هر یکی مر بزرگوار خود را مزیت نهادی بزرگوار  
 صاحب خود یکی می گفتی لطف از حق بندم اشرف اشیا است از آنچه گفته  
 است اَللّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ و دیگری گفتی قهر از حق بجزه اکل اشیا است  
 از آنچه گفته است وَ هُوَ الْقَاهِرُ الْكَفِيُّ بِعِبَادِهِ و این سخن میان ایشان دراز شد  
 تا وقتی این صاحب لطف قهلا که کرد و بادیه فو شد و بگو درید سالها  
 خبر دی لکس نیافت تا وقتی یکی از که بخواه ای آمد و ما دید بر سر  
 راه بان گفت ای ابو چون براق شوی آنک رفیق مرا اندر کرخ بگوی که  
 اگر خواهی تا بادیه ما با مشتقت این چرخ بگردان بیل با مجایب  
 آن گویا که این که بادیه اندر حق نفس چون کرخ بخواه دست مبین که  
 این دوش بکرخ بخواه رسید دی ما بید و پیغام بگوارد رفیق را گفت  
 چون با گزینی لا یلی بگوی که اندران شرفی نباشد که بادیه با مشتقت

ص ۵۲۳

ما اندر حق تو بپای کرخ بنهاد گرداند ۳ از نگاه نگریز شرف دین باشد  
 که کرخ بنهاد را با نعمت و انعام آن اندر حق با بود گردانید در ۱۵۲۳  
 با شرف و با اندران ختم باشم و از نیلی می آید که گفت اندر  
 مناجات عظمی ای پادشاه اگر اسلحه من گدانی می بینم را  
 پای بند من گدانی و عالم را جمل بجز من نشد گدانی می از  
 تو نه کردم و شیخ من گفتی که سالی مر ایلیا خداوند را احتیاجی  
 بود اندران بیان باد و پیر من صریح بجهت پادشاه علیه مرا با خود آنها  
 بود گردمی ما دیم هر یک بر تفتی می آمدند و گردمی را بر  
 تفتی می نمودند و گردمی می پدیدند و هر یک می آمدند این جنس  
 صریح برت پادشاه علیه بریشان التفات نکرد تا جوانی دیم که می آمد  
 ملین گشت و عصای شکسته و پای از کلاه برنده سر برهنه و اندام  
 سوزنده و بیضی و زلف کشیده چون پدیدار آمد صریح بجهت پادشاه  
 و پیش از شد و دی ما بدرجه بلند بخاند من متعجب شدم  
 از پس آن از شیخ پرسیدم گفت او ولی است از ایلیای خداوند  
 که متابع ولایت نیست که ولایت خود متابع وی است و کلمات می  
 التفات کند و در جمل آنچه ما خود را اختیار کنیم بلای ما بود و من  
 بود آن نخواهم که حق مرا اندران آفت نگاه دارد و از شتر نسیم باز  
 رها کند اگر مرا اندر قهر دارد تفتی ملین کنم و اگر اندر لطمه دارد  
 ابدیت کنم بپادشاه که با خدا اختیار می وی اختیار نیست

و من ذلک النقی والاثبات والفرق بینهما

مشایخ این طریقت را می اندر منم جو صفت آدمیت را با اثبات مجید حق  
 تعالی نفی و اثبات خواند اندر و نفی نفی صفت بشریت خواند و

ص ۵۲۳

اثبات اثبات سلطان حقیقت از آنچه هر دعاب کل بود و نفی کل بود در ۱۵۲۵  
 در صفات نیست از آنچه در اثبات در حال بقای یکت نفی صورت گیرد  
 پس باید که تا نفی صفات مذکور باشد با اثبات حصول محمود یعنی نفی نفی  
 بود اندر دوستی حق تعالی با اثبات معنی از آنچه دوستی از دلزات نفس  
 باشد و اندر بویان طاعت ایشان چون حکم ادعای منقول سلطان حق  
 گردد گویند که نفی صفات بشریت است با اثبات بقای حق و اندرین  
 معنی پیش ازین اندر باب فقر و فقر و فقر و فقر و فقر و فقر است  
 و برای اختیار کردم و نیز گویند که مواد بدین نفی اختیار بنده باشد  
 با اثبات اختیار حق و ازان بود که آن موافق گفت اختیار الحق باشد  
 مع علمه خیر من اختیار عباد نفسه مع جمله بریده از آنچه دوستی  
 نفی اختیار محبت باشد با اثبات اختیار محبوب و ای مقرر است بزرگوار  
 و اندر حکایت باقم که در پیش اندر دریای حقایق غرق می شد یکی گفت  
 ای ای غرضی تا بر می گفت و گفت پس غرضی تا غرق شوی گفت  
 و گفت بجهت کاری نه هلاک اختیار کنی و نه نجات گفت مرا با اختیار  
 چه کار باشد که من اختیار کنم اختیار من آنست که حق مرا اختیار کند  
 و مشایخ گفته که کترین درجه اندر دوستی نفی اختیار خود است پس انبیا  
 حق الهی است نفی آن ممکن نکرد و اختیار بنده عرضی بود نفی بدایع  
 بود باید تا درست اختیار عرضی ما به زیر پای بود تا اختیار الهی بقا بود  
 چنانکه موسی علیه السلام چون به کوه شمع شد تا از حق تفتی رسید که  
 و با اثبات اختیار خود کشید با حق گفت نیت آموختی حق گفت کن شکر کنی

گفت ای خدایا و خدا حق و می مستحق منع آن در ۱۵۲۶ بهر نظر آمد ص ۵۲۶  
 که دیوار حق است تا با اختیار اندر لطف باطل است و اندرین معنی حق  
 بپایان آید تا برادر من پیش ازین بود تا جانی که مقصود قوم ازین



مبادات چه چیز است و یا شد التوفیق و ازین جمله ذکر مع و تفرقه و تفاوت  
و تفاوت و غیبت و حضور گذشته است. انکه از ادعای مستوفد از آنها گرفته ذکر  
مورد و سکر و اشکال است این معانی آنها باید طلبید. از آنچه های بیانی  
بهم این ها بود. اما بحکم لابد آن ها بیادیدم تا درصوب هر کسی بیان  
مشرح شود.

### و من ذلک المسامرة والمحادثة والفرق بینهما

این دو مبادات است از دو حال از احوال کمالان طریقت حق و حقیقت  
و آن حدیث ستر باشد مقول بکوت زبان یعنی محادثه و حقیقت مسامره  
دوام زیاده بکمال ستر بظاهر معنی بدانکه مسامره دقتی بود بنده و  
با حق بشب و محادثه دقتی بود برود که اندکان سوال و جواب بود  
ظاهری و باطنی و از آن جهت که مناجات شب با خداوند متعال و محاورات  
بعد از عبادت پس حال روز یعنی بود بر کشت و اندان شب یعنی بود  
ستر و اندر دوستی مسامره کامل تر بود از محادثه و تحقق مسامره بحال  
پنجم است. علی الله علیه و سلم پس چون حق تعالی خواست تا وی را  
دقتی باشد از بی خبری با جبه اسلام یا با حق به نزدیک وی درود تا وی  
دلت بشنود از آنکه در بقایه و صحت و سلامتی و در آنجا حق تعالی گفت که ای خدا  
سخن بشنید و چون به حاجت رسید زبانش اندر کشت بحال دلت گشت  
و دلت اندر که حکمت (ص ۲۵۷) تغییر و طش از ادراک باز ماند  
و زبانش از مبادات مایه شد گفت لا احمی و لا احمی و لا احمی و لا احمی  
بحال موسی است که چون وی خواست تا وی را با حق و تحقیق باشد حق  
را از پس پهل روز از دهه و اختصار بود بطور آمد و سخن خواهد  
تعالی شنید و در آنجا سوال و دعوت کرد که از آنرا و از آنرا و از آنرا

ص ۲۷۷

از وی شد چون بهوش باز آمد گفت شئت ایلت تا (ق) ظاهر شد بیان آنکه  
آورده باشد شمعان الیقین شایسته و بیان آنکه آمده باشد و کما یکتا مؤمنون  
بیشتر پس شب وقت طلوع و در آنجا بود و در وقت خورشید در آنجا  
چون بنده از حد محدود اند گذرد که را زهر گشت باز دوست را حد باشد  
تا اندر گذشتن آن مستوجب تلاطم شود که هر چه دوست کند جز پسندیده

دوست نباشد و شایسته  
و شایسته

### و من ذلک علم الیقین و بین الیقین و حق الیقین و الفرق بینهما

بدانکه حکم اصول این جمله مبادات از علم بود و علم بی یقین و صحت بنا  
معلوم بود علم نباشد و چنانچه علم حاصل آمد فجب اندکان چون بین باشد از آنچه  
فرا مونی که مر حق را نه بیند هم برین صفت بیند که امروزش می دانند  
و اگر به غلات آن بیند یا رؤیت مسیح باشد فردا و یا علم در دست نیاید  
امروز این هر دو علت غلات رسید باشد از آنچه امروز علم خلق بود درست  
باشد و فردا رؤیت نشان درست پس علم یقین چون بین یقین باشد و حق  
یقین چون علم یقین و بعضی گفته اند در ۱۵۲۸ که بین یقین استراق علم  
بود در رؤیت و آن حال است از آنچه رؤیت هر حصول علم را آتی است  
چون سماع و فاعل این چون استراق علم از آنجا سماع حال بود اندر رؤیت چیز  
حال بود پس مواد این باید. علم یقین علم مبادات و یا است و احکم و  
ادامر و از بین یقین علم حال نزع و ذلت بیرون رفتن از دنیا و از  
حق یقین علم بکشف رؤیت امر محض و کیفیت احوال آن معاینه پس  
علم یقین درجه چهارم است بحکم استقامت نشان بر احکام احد و بین یقین  
مقام کاروان است بحکم استعداد نشان مرگ تا و حق یقین نگاه دوتای  
است بحکم اراض نشان از حق موجودات پس علم یقین تمام است بود

ص ۲۳۸

و بین ایتین برانست و حق ایتین مشاهدت بود و این یکی عالم است  
و از دیگر عاقل و بیوم خاص الخاص

### ومن ذلك العلم والمعركة والفرق بينهما

علمای اصول فرق کرده اند میان علم و معرفت و هر دو را یکی گفته  
اند بجز آنکه گفته اند شاید که حق را عالم خوانند و نشاید که حالت  
خوانند و مردم تفریق را تا مشایخ این طریقت رضی الله عنهم علی ما  
که مقرران محاسن و جمالی باشد و عالم آن چهارست از حال خود که آن  
را معرفت خوانند و در عالم آن را حالت و هر علمی ما که از معنی  
بخود بود و از محاسن غالی آن را علم خوانند و در عالم آن را عالم  
پس آنکه بسنی چیزی و حقیقت آن عالم بود و در حالت خوانند و آنکه بهایت  
بخود و حفظ آن بی حفظ سننیش عالم بود و در عالم خوانند و انان معنی  
است که چون در ۵۱۹ خوانند آن طایفه به اتران خود اشتباهت کنند و  
را دانستند خوانند و در حاتم را این فکر آید و مرادشان نه کوشش دی  
است بعملی علم بلکه مرادشان کوشش دی است برک سلطات ائمه الصالحین  
قائم بنعمه و حالت قاهر برتبه و اندری معنی سخن رفته است اندک کشف  
مجاوب المعرفه و این علم این مقدار کفایت باشد

ص ۲۹

### ومن ذلك الشريعة والحقيقة والفرق بينهما

این دو جدت است بری قوم را که یکی از صحت حال ظاهر گفته  
و یکی از اقامت حال باطن و در گروه اندین معنی بنمیشد یکی علای ظاهر  
که گویند فرق نکنیم اندانچه شریعت خود حقیقت است و حقیقت شریعت و  
یک گروه از آنکه که قیام هر یک ازین بی دیگری روا دارند و

گویند که چون حال حقیقت کشف گشت شریعت بر فیض و این سخن قرامط  
است و ازان ثبوت و ازان مرسومان و نشان و دلیل بر آنکه شریعت اجماع  
حکم از حقیقت جدا است آنکه تصدیق از قول جدا است ایمان و  
دلیل بر آنکه اجماع اصل یکی است آنکه تصدیق بی قول ایمان نباشد و قول  
بی تصدیق کوشش و فرق ظاهر است میان قول و تصدیق پس حقیقت  
جرات است از معنی کوشش بران روا باشد و از حد کم تا قنای عالم  
حکم آن متناهی بود چون معرفت یعنی و صحت محاسن خود بخود نیست  
و شریعت جرات است از معنی کوشش و تبدیل میان روا بود و چون  
احکام و امار پس شریعت فعل بنده بود و حقیقت داشت خداوند ص ۵۳۰  
و حفظ و عصمت وی پس اقامت شریعت بی وجود حفظ حقیقت محال  
باشد و اقامت حقیقت بی شریعت هم محال و مثال این بهیچ شخصی  
باشد ازنده بجان چون آنکه از وی جدا شود آن شخص مرداری شود  
و جان چون بادی که قوت شان بقاوت یکدیگر است هم چنین شریعت بی حقیقت  
برای خود و حقیقت بی شریعت نقای و خداوند تعالی گفت و الذین جاءوا  
بشأن تَقْصِيَّتِهِمْ نَبَأَ جَاهِدِ شَرِيْعَتِ آدَمَ و هِدَايَةِ حَقِيْقَتِ آن یکی حفظ  
بنده باشد در احکام ظاهر را بر خود و آن دیگر حفظ حق بود و  
احوال باطنی را بر بنده پس شریعت از مکاسب بود و حقیقت از  
مواهب نوع آخر این حدود جاباتی است که اشعارت پذیرد اندک کلام  
ایشان و تفصیل و شرح حکم آن شکل تر شود و امنی بر اختصار بیان  
این نوع بحکم الله تعالی الحق مراد شان از حق خداوند باشد  
چون و علی اندانچه این نامی است از نام صای حق چنانکه گفت ذلک  
بأن الله هو الحق الحقيقة مراد شان برین لفظ اقامت بنده باشد از  
محل وصل خداوند و وقوت سر وی بر محل تنزیل المنطرات آنچه بر دل



گفتند از احکام تنزیق و طاعت آنچه در سر متعلق بود از معانی الهی الطمس لای  
 معنی باشد مگر اثر آن بماند الرحمن نفی معنی باشد عاثر آن از دل الفسلف  
 الهی که طالبان تعلق بدان گفته اند مراد از آنکه واسطه الهی که بتعلق  
 کردن در ۱۵۳۱ آن مراد رنده لغات زیادة افکار باشد الفوائد ادراک سر مر  
 لایة خود را الهیاً اعتماد دل بمحصل مراد آن المنها غلام یافتن دل از غل  
 آفت المستحبة اشتراق اوصاف آدمیت بکلیت الدائم ثبات مراد با دمود نفی آن  
 اللامع اظهار نور بر دل با بقای قوای آن اصطلاح طلوع افکار معارف بر دل  
 الطواست دادی بدل بشارت یا برزخ اندر مشاهدات شب اللطيفة اشارتی از دقایق  
 حال السر تحقیق احوال دوستی الصبی تحقیق آفات از اطلاع غیر الاشياء اجزاء غیر  
 از مراد بی جرات زبان الایمان تمویض خطاب بی اشارت و جرات الواسطه حصول  
 معانی بدل الاشياء احوال حقیقت از دل الاشياء اشکال حال اندر دو طرف  
 حکم حق و باطل المقام فعال تردد از حقیقت حال الانزعاج تحریک دل خود  
 اندر حال دگر ایتس معنی بعضی از الفاظ ایشان به اختصار نزع اکثر این حدود  
 اغالی است که اندر توجیه حق تعالی استعمال کنند و اندر بیان اعتماد نشان  
 اندر خلاق بی استعانت و آن بحر یکی تحت العالم جرات است از محکومات  
 خداوند تعالی و گویند که هر دو هزار عالم و پنجاه هزار عالم و فاضل گویند  
 دو عالم یکی عالم علوی و دیگر سفلی و مقامی اصول گویند از عرش تا شری  
 هر چه هست عالم است و در بحر عالم اجتماع مختلفات بود و اهل این  
 طریقت نیز عالم ارواح و عالم نفوس گویند و علو نشان از آن بود که مراد  
 فاضل است ۱۵۳۲ مراد نشان بدان اجتماع ارواح و نفوس باشد  
 المستند متاخر اندر وجود یقینی نموده و پس بوده تقدیم سابق اندر وجود  
 و همیشه آنکه هستی وی سابق بود بر همه محسوسات و احوال و این نیز  
 خداوند تعالی نیست لکن آنچه مر آن را اقل نیست لکن آنچه مر آنرا

ص ۵۳۱

ص ۵۳۲

آخر نیست الذات هستی چیز و حقیقت آن الصفة آنکه نعمت به پیروی از آنچه بود  
 تأییم نیست الاسم غیر معنی التسمیة خبر از معنی النفی آنکه عدم معنی  
 اتصافا کنه الایجاب آنکه وجود مثبت اتصافا کنه الشیطان آنکه وجود یکی دیگری  
 روا بود الضد آنکه روا نبود وجود یکی با بقای وجود دیگر احد یک حال  
 البیان آنکه در هر یک لغای دیگری روا بود الجوهر اصل چیزی آنکه بود تأییم بود  
 الصن آنکه بوجه تأییم بود الجسم آنکه مؤلف بود از اجزای پراکنده السؤال  
 طلب کردن حقیقتی بود الجواب خبر دادی از مضمون سوال الحزن آنکه موافق امر  
 بود القیوم آنکه خائف امر بود السعة ترک امر بود الطمع تمایل چیزی  
 بهای که نه اندر نور آن بود العدل تمایل هر چیزی بهای خود العله  
 آنکه بدان اعتراض نتوان کرد که نه که نیست آن حدود که طالب را  
 ازین چاره نباشد به سبیل اختصار نزع آخر این جهات است که بشرح  
 عاجزیم باشد و اندر بیان متقوله متداول است و مقصود نشان از این جهات  
 به آن باشد که اهل سان را معلوم گردد از ظاهر لفظ الخاطر از ظاهر  
 حصول معنی خواهند اندر دل با سرعت تعالی آن خاطری دیگر و قدرت صاحب  
 خاطر بود به دفع کردن آن از دل و اهل خاطر متابع خاطر اقل باشد  
 اندر ۱۵۳۳ که آن حق تعالی باشد و نه خود و نه علت  
 و گویند که غیر نتایج رتبه الله علیه را خاطری پدید آید که بنیاد رتبه الله  
 علیه بر در است آن خاطر را خواست که از خود دفع کند خاطر دیگر  
 به آن آید هم دفع آن مشغول شد به دیگر خاطر بیرون آمد بپدید  
 ما رتبه الله علیه دید بر در ایستاده گفت یا خیر اگر خاطر اقل را  
 متابع بودی و بهر متابع بهای آوردی ما چنین بر در بنایستی ایستاد  
 و متابع گفته اند اگر آن خاطر بود که خیر را اشارت افتاد انانی بنیاد  
 چه بود گفتند که چون بنیاد پیر خیر بود و لا محاله پیر بر کمال احوال

ص ۵۳۳

مرید مشترب باشد الواقع از واقع معنی آبی خواهند که اند دل پدید آید و  
 بقا یابد بخلات خاطر و هیچ مال را طالب را آلت دفع کردن آن باشد چنانکه  
 گویند خطره علی قلبی و دفع فی قلبی پس دل را محو عمل خواهرند تا واقع  
 بولایت بر دل صورت بگیرد و محو این را محو می گویند حق باشد و نیست از آنست که  
 چون مرید را الله راه حق تعالی بدی پیدا آید آن را تید گویند و گویند  
 را واقعی افتاد و اهل سالان با واقع اشکال خواهند الله مایل و چون  
 کسی آن را جواب گویند و اشکال بر دارد و گویند واقع عمل شد اما اهل  
 تحقیق گویند که واقع آن بود که عمل آن را باشد و آنچه عمل شود  
 خاطر بود و واقعی که بد اهل تحقیق اند چیزی خیر باشد که هر زمان  
 حکم آن بدل شود و از عمل بگردد و الله اعلم بالصواب الاختصاص آن  
 خواهد که اختیار آن نخواهد بود اختیار حق را است و اختیار خود بخواهد بداند حق  
 تعالی ایشان را در حق ۲۵۳ اختیار کرده است و از هر چه و شر پندیده که باشد  
 و اختیار کردن بد و اختیار حق تعالی را هم با اختیار حق بود که اگر  
 آن بودی که حق تعالی او را بی اختیار اختیار کردی و بی هرگز اختیار خود  
 فرد گذاشتی و از او بپزید رحمت الله علیه پدید آمدن که باشد گفت آنکه  
 او را اختیار ندارد باشد و اختیار حق که را اختیار گفته باشد الله پندیده  
 الله علیه می آید که وقتی که را نب آمد گفت بار خدایا مرا عافیت ده برش  
 نه آمد که تا کیستی که اند ملک من سخن می گوئی و اختیار کنی من تیری  
 ملک خود بستر از لایحی خاتم تو این اختیار من اختیار کنی نه خود را  
 با اختیار خود پدید آورد و الله اعلم بالامتنان باین نظر امتحان دل اولیا خواهند  
 که از حق تعالی گنا گون با ما بدل ایشان در چون عود و حزن و قبح  
 و هیبت و باشد این چنانکه خداوند تعالی گفت اُولَئِكَ الَّذِیْنَ اَمْنَعَهُ اللهُ  
 كَلَّمَكَمْ لِيَتَذَكَّرَ لَكُمْ مَخْرُجًا وَ اَنْجُوْكُمْ مِنْ اَیْدِیْهِمْ وَ اَللهُ اعْلَمُ

ص ۲۲۷

با الصواب البلاد بجا امتحان دوستان خواهند بود گونه مشتت ها و بیاری ها و  
 رنجها و هر چند که با بر باشد وقت بیشتر پیدا می کند قوت نبوده می شود  
 و با حق که با باس اوها ست گامواره اصفا و خدای انبیا نمیدی که  
 پیشانی گفت صلی الله علیه وسلم نحن معاشر الانبیاء اشد الناس بلاه و نیز  
 گفته اشد الناس بلاه الانبیاء ثم الاطیاء ثم الاعمل فالاعمل و در ظاهر با  
 ام رنجی باشد که بر دل و تن بنده در ۲۵۳ مومن پیدا آید که حقیقت  
 آن نعمت بود و حکم آن که ستر آن شد پوشیده باشد باقتفال کردن  
 اهلیم آن او را ثواب باشد و باز آنچه بر کافران باشد که آن نه  
 با الله که آن شتوت بود و هرگز در کافران و الله شتوت باشد  
 پس مرتبه با بدگتر از مرتبه امتحان بود که تاثیر امتحان بر دل بود  
 و تاثیر با هم بر دل و هم بر تن و این قوی تر بود و الله  
 اعلم بالصواب الحق تعالی تشبه باشد بقم ستوده بقل و عمل و پتیر گفته  
 صلی الله علیه وسلم یس الامیان باقتل و التمسک لکن ما یقر فی القلوب  
 و صلته العمل پس مانند کردن خود با بگوشی بی حقیقت معاملت تعالی  
 بود و آنکه بنایند و باشد بود فیضت شوند و باز شان اشتکاف شود  
 هر چند که نزدیک اهل تحقیق ایشان نصیحت شوند و باز شان اشتکاف الصلح  
 تعالی تاثیر افاد حق باشد حکم اهل بدل مقبلان که بدان تبحر شایسته آن  
 شود که بدل مر حق را تعالی ببینند و فرق میان این رؤیت و رؤیت  
 اهلان آن بود که تحقیقی اگر خواهد ببیند و اگر خواهد نه ببیند یا وقتی  
 ببیند و وقتی نه ببیند باز اهل اهلان اند بخت اگر خواهد که نه ببیند  
 توانم که نه ببیند که نه تحقیقی است و باینکه بود و باینکه بود و باینکه بود  
 باشد و الله اعلم الصلح تعالی اراض باشد از اشتغال باشد مر بنده را  
 از خداوند و یکی اذان دنیا ست که دست اذان عالی کند و دیگر اذات

ص ۲۲۸





راحت انس را این طایفه شرب خوانند و هیچ کس کاری بی لذتی شرب  
 نتراند کرد و چنانکه شرب تن از آب باشد و شرب دل از ماحات و  
 عادات باشد شیخ من رضی الله عنه گفتی که مرید بی شرب و عادت با شرب  
 از عادات و عادات بیگانه باشد از آنچه مرید با شرب که اندک عادت خود  
 شرابی بود تا حق طلب اندر عادات بها آورد و عادت را نماید که شرب  
 باشد و تا بدون حق با شرب آید با جالی بود اگر نفس باز گردد و تا با شرب  
 الله اعلم الذوق هم الله شرب باشد اما شرب جز الله ماحات مستعمل نیست  
 و ذوق در ۱۵۴۱ سر ریخ و راحت را محمل بود چنانکه کسی گوید ذقت  
 الخلافة لم ذقت بالهلاکة و ذقت الرئاسة لم ذقت بالهلاکة و ذقت الشرب لم ذقت  
 بالهلاکة بحسب الوصل الله بحسب الیة و مانند این از آنچه خدای تعالی بچون  
 حدیث شرب یاد کرد گفت کَلَامًا وَ اَشْرَبًا حَتَّى يَمَّا كُنْتُمْ تَمْلُكُونَ و چون  
 از ذوق یاد کرد گفت ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ و های دیگر گفت  
 ذُقُوا مَتَى سَقَدَ آيَاتِ احکام حدود الفاظ متداول ایشان که یاد کردیم و  
 اگر بخواهی بدان شربت کف کتاب مکتوب شود و الله اعلم بالصواب

ص ۵۳۱

### کشف المحجوب الحادی عشر فی السماع

بدان که ابواب حصول علم را پنج است یکی سمع و دیگر بصر و  
 بسم ذوق و چهارم شتم و پنجم لمس و خداوند تعالی مر دل را این پنج  
 دریا زینبده است و هر جنس علم یکی از این پنج است و سمع با علم  
 اصوات و اخبار و بصر با علم احوال و امکان و ذوق با علم بحال و شتم  
 و شتم با علم بطن و مایه و لمس با علم بخت و لین و این پنج حواس  
 چهار حسی و یکی عقل مخصوص و خداوند است و یکی از شایع گردانیده است که اندک  
 اعضا یعنی سمع را محلت گوش گردانیده است و بصر را چشم و ذوق را کام

و شتم را بینی و لمس را اندر همه اقسام بحال داده است و از آنچه بچون پنجم  
 و بصر و گوش نشود و بچون را بینی و بچون را چشم و بچون را بصر و بچون را  
 حواس تن و جودش بصر را از دست و بچون را بصر و بچون را بصر و بچون را بصر  
 باید باشد که این علم یکی از شایع باشد چنانکه لمس را بزرگ  
 محمل هر یکی از این علم مخصوص است و بچون را بصر و بچون را بصر و بچون را بصر  
 بمراسم لمس که آن را محلی مخصوص نیست و چون یکی از این پنج را محلی  
 مخصوص نیست و این یکی بدین صفت روا بود پس دیگران را نیز روا بود  
 باین صفت و مراد این با این اجرا نیست اما ازین مقدار چاره ندیم  
 در تحقیق بیان معنی را پس چهار حواس که فکر آن گذشت یعنی شتم و بصر و بصر و بصر  
 سمع است یکی بیند و یکی ببیند و یکی بچشم و یکی بپاود و روا باشد  
 که اندر دیدن این عالم بدلیج و برینین چیزهای خوش و بدبین نعمت های  
 نیک و بد بودن چیزهای زهر و عسل را دلیل گردد و بخداوندش باده نماید  
 از آنچه بداند که عالم حدث است که محل تغییر است و آنچه از حادث  
 حال باشد حدث بود و این را آفریدگاری است و از جنس دی که این  
 ممکن است و آفریدگار دی ممکن و این جسم است و آفریدگار دی جسم  
 آفریدگارش قییم است و کلمه حدث و آفریدگارش تا متن می است و او قاضی  
 و قادر است بر همه چیزها و بر همه کارها توانا و عالم است بمهم  
 معلومات و تصرفش اندک ملک جایز است آنچه خواهد تواند کرد و رسولان  
 فرستاد با برهان های صادق اما گردیدن دی رسولان دی واجب نیاید تا در باب  
 معرفت بسمع معلوم شود و گرداند و آنچه موجب شرح و بیان است و از نیست  
 که اصل سَمْتِ فضل نمند سمع را بر بصر اندر دار تکلیف و اگر عقلی گوید  
 که سمع محل خبر است و بصر موضع نظر و دیدار خداوند قاضی در ۱۵۴۱  
 از شنیدن کلام دی باشد باید تا بصر قاضی از سمع باشد گوئیم بسمع

ص ۵۳۰

ص ۵۳۱



می دانیم که رؤیت خداوند جایز بود مؤمنان را اندر بهشت که اندر بخواند  
 رحمت بخت محاب آن از کشف اولی تر نباشد از آنچه تا بحال و استیم که مؤمنان  
 را بکاشت گرداند و محاب از پیش چشم ایشان برگیرد تا خدای تعالی خود را  
 بر ایشان پس مسیح فاضل خود که از بعد از نیز جز احکام شریعت بر مسیح  
 معنی است که اگر مسیح نبودی ثبوت آن حال بودی و نیز انچه علیهم السلام  
 که آمدند تحت بگفتند تا آنکه مسیح بودند برگردیدند آنگاه مجزه نمودند و اندر  
 دید مجزه تاکید آن هم مسیح بود و دلایل امر که سماع را آنگاه که  
 به کثرت شریعت را آنگاه کرده باشد و حکم آن بر خود پوشیده و اکنون می  
 مستوفی حکم این ظاهر کنم انشاء الله تعالی

### باب سماع القرآن و ما يتعلق بها

اولی ترین مصروفات مرد دل را در لغایه و در ستر راه بنمایند و گوش را  
 لذت کلام خداوند عز و جل است و با صدق هم مؤمنان و حکمت هم  
 کاذبان از آدمی و پدی بشیدن کلام ایزدی و از معجزات قرآن یکی آن  
 است که طبع آله خواندن و شنیدن آن محل بگردد از آنچه اندران در وقت  
 خنیم است تا مدتی که کفایت قریش شب حا بیامدی اندر خفا و پشامبر  
 صلی الله علیه و سلم اندر نماز ایزدی ایشان می شنیدندی آنچه می خواندی  
 و آنچه می نمودی چون نظر می داشت که افسح ایشان بود و وقت  
 رجب که بیاضت سحر می نمود در ۱۵۲۷ و به جعل بن هشام که بخط  
 و برابری یر بینا می نمود و مانند ایشان تا مدتی که پشامبر صلی الله علیه و سلم  
 نبی سوره می خواند فیه از عرش بشد با اید جعل گفت مرا معلوم گشت  
 که این سخن معجزات نیست و خداوند تعالی پریان را بفرستاد تا آج فرج  
 بیامند و سخن خدای تعالی بشنیدند چنانکه خدای تعالی گفت فَقَالُوا يَا حِشَاةُ كُفْرًا  
 بَعَثْنَا آتَاكُمَا هَٰذَا هَٰذَا لَوْلَا عَلَيْنَا أَنْزَلَ هَٰذَا هَٰذَا تَرَاهُمَا قَدْ كَفَرَا  
 رَا بَدِيلِ مَوَاب و گفت بَقُولِي إِلَىٰ لَارْتِي كَانَتَا يَوْمَ ذَٰلِكَ تُشْرِكُ رَبَّنَا  
 پس چند آن بگویند است از همه آنچه ما را لفظش مجوز تر از قلمها بود  
 امرش بلیغ تر از همه امرها و نبییش خابر تر از همه نبیها و وودش

۵۲۷





و بتعليم شود و نیز گفت الْيَوْمَ يَكْفُرُ اللَّهُ بَعَثْتُ قُرُونَهُمْ دَلِ هَاي  
 رن ۱۵۳۴ مستعان کلام حق چه دلیل باشد و نیز گفت الْيَوْمَ يَكْفُرُ اللَّهُ  
 تَعْلَمُونَ قُلُوبُهُمْ يَكْفُرُ اللَّهُ أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَعْلَمُونَ قُلُوبُهُمْ تَرَاهُمْ دَلِ هَا  
 انه ذکر خداوند بخت است عز و جل و نماند این عالم است از آیات  
 مگر این قول خدا باشد بکس آن که میگویم هر آن که در حق کلام خدای  
 حق نشنود و از گوش بدل راه ندهد و گفت صَالِحُ خَلْقِ اللَّهِ عَلَى قُلُوبِهِمْ  
 وَ عَلَى أَسْمَائِهِمْ وَ عَلَى أَسْمَائِهِمْ غَشَاةٌ مَوَاضِعُ مَسْجِدِ ثَمَانِ مَسْجِدِ هَا  
 گفت اند نیامت اهل دوزخ گیرند که حُكْمًا تَسْمَعُ أَذْ تَقُولُ مَا كُنَّا فِي  
 أَصْحَابِ السَّعِيرِ اگر قرآن را حق بشنیدی و یا تحقیق بدانی بدوزخ گرفتار  
 نمیگشتی و نیز گفت وَ مِنْهُمْ مَنْ يَسْتَنْجِ إِلَيْكَ وَ جَنَّتْ عَلَى قُلُوبِهِمْ أَلَيْسَ أَنْ  
 يَتَذَكَّرُوا فِي آيَاتِهِمْ وَ قُرْآنِهِمْ أَنْ تَرَوْا بَشَاطَةً مِنْ هَاي ثَمَانِ حجاب  
 باشد و در گوشهای ثمان مهم تان چنان باشد که نشنیده باشد و نیز گفت  
 وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَأْتُوا سَبْعًا وَ هُمْ لَا يُسْمَعُونَ بر وجه شکایت گفت  
 چنان میباشد که آن گروهی گفتند شنیدیم و نشنیدیم یعنی شنیدیم اما نه بدل  
 و نام این آیات بسیار است اندر کتاب خدای عز و جل و از پیشامیر علی  
 علیه السلام و علم می آید که امر این رسول خدا را گفتند اِنَّكَ هَلْ تَقُولُ اَنْتَ  
 عَلِيكَ وَ عَلِيكَ اَنْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا  
 اسعه من آفیدی و این دلیل واضح است بر آنکه مستح کامل حال از تباری  
 بود که گفت من آن دوست دارم که بشنوم از غیر خود آنچه تباری را حق  
 گوید یا از غیر خدای را مستح بود حال نشنود رن ۱۵۳۵ که اندر خلق آدمی  
 از تکبر بود و اندر استماع که تراضی نیز گفت پیشامیر علی علیه السلام  
 پیشینی سوره هود شنیدن سوره هود را پیر کرد و گوید این اذان گفت  
 که اندر آخر سوره هود این آیت بود کُنْ تَائِبًا مِمَّا كُنْتَ تَفْعَلُ و آدمی حاضر

ص ۵۳۵

ص ۵۳۶

ست اند استقامت و توبه حق بحقیقت. از آنچه بعد بی توفیق حق هیچ تواند  
 کرد پس چون گفتند تَائِبًا مِمَّا كُنْتَ تَفْعَلُ چه شد و گفت این بگوید خود  
 بود که حق حکم این امر قیام توانم کرد. از آنچه بعد بی توفیق حق هیچ  
 رنج بر هیچ نبودت شد. از آنکه روزی اندر خدای عز و جل می فرماست دست ما  
 بر زمین نهادیم و تو توت کردی و از آنکه صبیح گفت این چه حال است  
 یا رسول الله و خدای عز و جل جواب داد توبه است بگوید مرا پیر  
 کرد یعنی سماع این امر و علم بدان توت گرفت که تو توت میخاسته و  
 یکی از اصحاب از ابی سید الخدری روایت کرد که گفت کنت فی عصابة فیها  
 ضعفاء المهاجرین و ان بعضهم یستر بعضا من العربی و قادی یقرء عیونا و  
 نحن نستمع لقراءته قال فجاء رسول الله صلی الله علیه و سلم علی قاهر عیونا  
 فلما راى القادی سکت قال فسلم فقال باءا کنتم تصنعون فلما یا رسول  
 الله کان قادی یقرء عیونا و نحن نستمع لقراءته فقال النبی صلی الله علیه  
 و سلم الحمد لله الذی جعل فی امتی من امریک ان اصبر لنفسی معهم قال  
 ثم جلس و سلطان یحسد انفسهم فیهما ثم قال بیده هكذا یفعلون القوم فلم  
 یعرف رسول الله صلی الله علیه و سلم (ص ۵۳۷) منهم احد قال و کانوا  
 ضعفاء المهاجرین فقال النبی صلی الله علیه و سلم البشرای حبابک المهاجرین یا  
 لقوم القاهر یوم القیامة کذبوا و حنة قبل اغتیابا بضعف یوم کان حقدار  
 بضمیماته عامرا من با گروهی بدویم از قزاق مهاجرین که ایشان بعضی از نام  
 خود پوشیده بودند بعضی دیگر از دیگری و قادی بر قادی می خواند و با طمع  
 می گویم قزاق دی را تا پیشامیر علی علیه السلام بیاید و هر سر با  
 با سواد بیون قادی آدمی را بیدار خاموش شد و پیشامیر بر ما سلام کرد و  
 گفت شما اندر بخار بودید گفتیم یا رسول الله قادی می تواند و را  
 سماع می گویم قرآن خواندن او را آنگاه پیشامیر علی علیه السلام گفت

ص ۵۳۷





## باب سماع الشعر وما يتعلق به

و در حد ثنیدن شعر مباح است و پیغمبر صلی الله علیه و سلم شنیده است و صحابه رضی الله عنهم گفته اند و شنیده و از وی می آید مولات الله و سلم علیه که گفت ان من الشعر لحكمة و نیز گفت للحكمة خاتمة المؤمنین و بعدها فهو اسحق بها از شعر شریعت که حکمت باشد و حکمت خاتمه مؤمنان بود که از وی غایب است اگر بیاید اولی تر باشد و نیز پیغمبر گفت صلی الله علیه و سلم اصدقی كلمة قالها العرب قول لبيد راست ترین کلامی که عرب گفته است شعر

ولا كل شيء ما خلا الله باطلا و ۱۵۶ و حکم نیمه ۲ حلة ذایل

و عموم بن الشریع روایت کند از پدرش رضی الله عنهما قال استشهدني رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تردى من شعر أمية بن أبي الصلت شيئا فافشده ما شاء فافضة فجلت كلها مردك عن بيت قال هيفة فقتال رسول الله صلى الله عليه وسلم بكاد ان يسلم في شعبة مني مداتي كند از اشد ائمة ابی الصلت گفتیم بی حد بیت روایت کردم و اندر آخر هر بیت که می گفتیم او می گفت هیه یعنی دیگر بگوی و مانع این روایات بیاید آمده است از وی صلی الله علیه و سلم و از صحابه رضی الله عنهم و عمر رضی الله عنه گفت مروان را اندرین خط ما افتاده است گویی

ص ۵۵۹

ثنیدن جمله اشعار حرام گویند و رد و شب فیت مسلمان می گویند و گروهی بجز آن را حلال دانند و رد و شب قول و صفت مدی و زلف و بانه شوند و اندرین معنی بر یکدیگر هیچ آورند و مراد من اثبات و نفی و گفت و شنود ایشان آنست ما مشایخ متعوض را رضی الله عنهم اندرین باب طریق آنست که از پیغمبر صلی الله علیه و سلم پرسیدند از شعر وی گفت کلام حسنه حسن و قبیحه قبیحه معنی است که یکو آن یکو بود و زشت آن زشت یعنی هر چه ثنیدن آن حرام است چون عیب و بختی و فاحش و ذم کسی و کفر کفر بنزد و بنظم هر حرام باشد و هر چه ثنیدن آن بضر حلال است چون حکمت و مواظب و استدلال الله آیات خداوند و نظر اندر شواهد ص ۵۵۰ حق بنظم علم حلال باشد و در جمله هم چنانکه نظر اندر بحالی که محل کثرت بود حرام و محظور است ثنیدن آن نیز بنظم و نشر حرام و محظور بود و ثنیدن صفت آن بمان وجه نیز حرام بود و اگر این معنی را مطلق حلال گویند نظر و بسودن را نیز حلال باید گفت آن گاه آن کفر و زندقه باشد و اگر گویند که من اندر زلف و پنجم و قد و خال هر حق می شنوم و حق می طلبم پس واجب که تا دیگر اندر نگردد و در خال او بیند و گویند که من هر حق می بینم و حق می طلبم از آنچه پنجم و گوش عقل عبرت است و منع علم پس واجب که که تا دیگری گویند من می بسامم هر شخصی را که آن یکی ثنیدن صفت آن مدای دارد و آن دیگر مدای مدای دارد و گویند من هم بدان حق می طلبم و گویند که حواصی از حواصی ادلی تر باشد از ادراک معنی را همچو کثرت شریعت باطل شود و رسول گفت صلی الله علیه و سلم العینان تنبیهان هم حکم این بر نيزد و هم لامت بسودن تا حواصی منتقل شود و در شریعی ماقط گردد و این غلات ظاهر بود و چون محظور

مستغرقان مستغرقان را دیدند که سماع می کردند بحال ایشان پنداشتند که نفس  
می آید چنانکه ایشان را دیدند گفتند که بحال است و اگر بحال نیستی ایشان  
گفتند که این تعلیم کردن تظاهر بر گرفتن روح باطن نگذاشتند خود حلاک  
شدند و قوی با حلاک کردند و این از آفات زمان است و بجای  
خود شرح ستای گویم ان شاء الله تعالی

## باب سماع الاصوات همراه اول الحان

پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم زکیوا اصواتکم بالقرآن بیارایید آوازهای  
خود را بفرکان خواندن و خداوند تعالی گفت یَبْقِیْ فی الخلقِ مَا یَشَاءُ  
مفسران گفته که این صوت حسن باشد پیغمبر گفت صلی الله علیه وسلم  
من اسمع ان یسمع صوت داود فلیسمع صوت ابی موسی الاشرعی هر که  
خواهد که صوت داود بشنود هر که صوت یوسف اشعری بشنود و اندر  
اخبار مشهور است که اندر بهشت مر اهل بهشت را سماع باشد و  
آن چنان بود که از هر درختی صوتی و لغتی مختلف می آید چون آن  
احوال که با یکدیگر مختلف بودند مؤلف شوند بطایع با اندران لذت عظیم  
باشد و این نوع سماع ماقم است اندر بیان خلق از آدمی و غیر  
آن که زنده اند بکلمه آنکه روح لطیف است و اندر اصوات لطافتی  
است چون بشنود جنس جنس یابی شود و این قول گروهی است که گفته  
و البته ما و آنان که دوی تحقیق کنند از اهل خبرت اندیشی سخن بسیار  
ست و اندیشی تالیف الحان کتب ساخته اند بر آن ها عظم داده  
و امروز آثار منت ایشان تظاهر است اندر مزامیر که آن را مرقب  
کرده اند بر وقت هوا و طلب سبب و هر دا بکلمه موافقت با شیطان  
تا حدی که گویند اسحاق موصی اندر باغی خا می کرد و هزار و ستانی



می سراید از لذت خنای وی خاموش شد و او ساج می کرد تا از دست  
 اند افتاد و مرد و ازین جنس حکایات بسیار شنیده ام اما مراد می بخور این  
 این نیست که ایشان گویند (ص ۵۵۱) هر هفتادان را تالیف بلای از حمایت  
 و ترکیب اصوات بود و الحان و ادایم خواص رضی الله عنه که در قتی  
 بجای از ایجای عرب رسیدم و بلاه ضیف ایرک از امر بزدل کرم بیامی  
 ورم مظل و مسل بر در نیمه گفته اند آفتاب شفق از دلم پدید آمد  
 و قصد کرم تا به ما شفاعت بخارم از امیر چون غلام پیش آوردند مرا کرام  
 حیت اما امیر بپایان ما من موافقت کرد چون دی قصد غلام خود را کرد من  
 با کرم و بر عرب میخیز سخت تر از انک نیاید که کسی غلام ایشان نخورد مرا  
 گفت ای برادر چه چیز ترا از غلام خودی بلا می نماید گفتم امید می که  
 به کرم تو دادم گفت هر ملک من ترا و تو غلام من بجز گفتم مرا  
 ملک تو حاجت نیست این غلام را اند که من کن گفت نخست از  
 برش پرس آگاه بند از وی بر گیر که ترا بر هر ملک من حکم است  
 تا در ضیافت مانی گفتم بگو تا برش چه چیز است گفت بد آنک این غلامی  
 است عادی و صوتی خوش دارد من این را بفضای خود فرستادم با اشتری  
 چند تا مرا از آن آموخت وی بدست او رفت و در نزد اشتری بر سر اشتری نهاد  
 و اند ماه عادی می کرد و اشتران می شناسند تا بدنی قریب ایجا  
 آمد با دو چندان آید که فرموده بدم چون بار اشتران فرود گشت اشتران  
 یگان در دوگان هر هلاک شدند ادایم رضی الله عنه گفت مرا سخت  
 آمد گفتم ایها الامیر مشرت تر ترا بجز راست گفتن انفرایه اما مرا  
 برین قول برحانی آید تا دیدی سخن (ص ۵۵۲) بدم اشتر چند از  
 بادیه بجهاد حاکم آوردند اما آب و دود امیر پریدند بچه دود است که تا  
 این اشتران آب نخورده اند گفتند سه روز این غلام را فرود تا

ص ۵۵۱

ص ۵۵۲

بندی صوت بر کشاد اشتران اند صوت وی و شنیدن آن شتول شدند و هیچ  
 دمان آب نکردند تا ناگاه یک یک در رسیدند و در بادیه پدید آمده شدند و آن  
 غلام را بکشاد و بمن بخشید و با بعضی ازین اند مشاهده می بینم که چون  
 اشتران در خربزه ترقم می کنند اند راه اشتر و غلام را طری پدیدار می آید  
 و اندر همانان صوتی عادی است که حیوانات که قشایند و غیره بگیرند مشتق برزند  
 تا آنکه گاه از اشتران بشنودند که بپایان ایشان می آید و در آن گیرند و مشهور  
 است که در هندستان گروهی اند که بدشت بیرون می روند و غلام  
 می کنند و من می گردانم اصوات آن بفرود قصد ایشان کنند ایشان گردی می گردند و غلامی که در آن  
 از لذت آن چشم فرو گیرد و بچند اشتران مراد میگیرد و اند که کان فرود این حکم خاص است که چون بگریه اند گویا  
 کسی توانی بزند خاموش شوند و مر آن قوا را بشنوند و البته مر این  
 کودک را بگویند که حق دوی درست است و بزرگی زیک باشد و از ان  
 بود که یکی از ملک بجم را دقت آمد از وی پرسد دو ساله ماند  
 و در آن گفتند این را به تخت ملک باید خواند با بوزر جهر تعبیر کردند  
 وی گفت صواب آید اما بپایه آید تا حسن او درست است که  
 دو امیدی توان داشت گفتند تعبیر این چیست بفرمود تا منبیا بر سر  
 وی غنا کردند اند از میان بلرب آمد و دست (ص ۵۵۳) و پای  
 زدن گرفت بفرمود جهر گفت ازین امیدی است ملک و اصوات را بشنود  
 ظاهر از ان است نزدیک عطا که یا نهد برهان دی حجت آید و هر  
 که گوید مرا بالان و اصوات و مزامیر خوش نیست او یا بدوخ گوید و یا  
 نفاق کند و یا حق ندارد و از جمله طبع مردمان و مردمان بیرون باشد و منع  
 گروهی بمان از ان است که رعایت امر خواهد کند و فقها حقیق اند که چنان  
 ادوات طامی باشد و اندر دل بشنودن آن لمن فتنی پدیدار نیاید شنیدن آن  
 مباح است و برین اخبار و آثار بسیار است چنانکه عائشه رضی الله عنها

ص ۵۵۳

روایت کرد و قالت جندی جادیه تنفق فاستلوه عجز فلما استنقه فزنت فلما دخل جند  
تبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له عمر ما اظنك يا رسول الله قال  
كانت جندنا جادیه تنفق فلما استنقه فزنت فقال عمر لا ابرح حتى  
اسمع ما كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فحدثنا رسول الله صلى الله  
عليه وسلم الجادیه فاستلوه تنفق و رسول الله صلى الله عليه وسلم يستمع و  
بشاری ان صاحب رضى الله عنهم الله این روایت کرده و شیخ ابوالحسن  
اسلمی این جمله را جمع کرده است اندر کتاب السماع و بااحتیاج آن قلیل  
کرده و مراد مشایخ متقدمه ازین سماع بهر اذان است از آنچه اندر احوال فرایه باید  
بااحتیاج طلبیدن کار عوام باشد و بر حق مباح شود مانند بندگان مکلف را باید  
تا از کار بگذرد و طلبند و حق می بود و عدم یکی از این اهل حدیث اگر  
معروف ترین ایشان بود (ص ۵۵۵) مرا گفت که من اندر بااحتیاج سماع  
کتابی کرم گفتم بزرگ مصیبتی که اندک این بهر آنکه خواهم از امام خودی را  
که اصل همه فسق جا است حلال کرد مرا گفت پس اگر حلال نمی خواری تو  
چرا می کنی گفتم حکم این بر وجود است بر یک چیز قلیل نتوان کرد اگر  
تاثیر آن اندک دل حلال بود سماع آن حلال بود و اگر حرام بود حرام و  
اگر مباح بود مباح چیزی که حکم ظاهر حکمش فسق است و اندر باطن  
مالش و خودش بر وجود است اطلاق آن بیک چیز حال باشد باشد اعظم

ص ۵۵۵

### باب احکام السماع

بدانکه سماع را اندر بلای حکم حای مختلف است هم چنانکه ارادت  
اند دل خا مختلف است و شتم باشد که کسی مر آن را بر یک  
حکم قلیل کند و در بعد مستمان بر دو گروه یکی آنکه معنی شوند و دیگر  
آنکه صوت شوند و اندکی هر دو اصل فرایه است است از آنچه  
شنیدن اصوات غرض غیایان آن معنی باشد که اندک موم مرکب بود اگر  
حق حق بود و اگر باطل باطل کسی را که باطل بطریق قیاد بود آنچه بشنود  
هم فساد باشد و بعضی این معنی اندک حکایت داده صلوات الله علی  
بنینا و علیه بیاید که چون حق تنالی او را غلبه خود گردانید و را صوت نوش  
داد و خلق او را مزاج گردانید و کرد ما را دلی مر دی گردانید تا صدی  
که دوش در پیوسته اند که دشت و سماع آغاز ادی بیاید و سبب  
از رقیق را نادیدنی و مرغان از صوای انسانی و مانند آن است که یک  
ماه آن خلق انسان صرا شیخ چیز خوردندی و اطفال نگرینندی و شیر  
نواهندی و هرگاه خلق (ص ۵۵۹) از آنها باز گشتندی بسیار موم از لذت  
کلام و صوت و لحن وی روه بدوندی تا صدی که گویند یک بار هفت صد  
کینزک خدا بشنود و برآمده بود که موه با صدق و داده هزارت نیز مرده  
بودند و آنکه چون حق خواست که مستمع صوت و نتایج طبع را بجا کند

ص ۵۵۷



از اهل حق و مستحق خجسته ایس ما اضطراب طبعی کثرت گرفت و ارباب  
 و سراسر انسان در دل وی پرید آمد و تندی خواست باطله جل خود با ایشان  
 و توری یافت بیام و نای و طرد ساخت و اندر برادر سماع داد و صلوات الله  
 علی بنیتا و طبعی نمود گسترده تا آنکه که موت طرد صلوات الله علی  
 بنیتا و طبعی می شنیدند بدو گرده شدند یکی اهل شقاوت بودند و دیگر اهل  
 سعادت آنکه اهل شقاوت بودند بزمیر ایس بیل شدند و آنکه اهل سعادت بودند  
 با موت داد و بازند و باز آنکه اهل غنی بودند موت داد و غیر آن صلوات  
 الله علی بنیتا و طبعی اندر پیش دل شان نمود اندر چه هر حق را می دیدند  
 که هزار دیو شنیدند از اهل حق از حق دیدی و اگر موت طرد شنیدند  
 اندران طاعت از حق دانستند تا از کل باز ماند و از تعلقات احوال  
 کردند و هر که گره را چنگ زد بدو بدین صوبه طاعتی و طاعتی و غفلتی و  
 آن را که سماع بدین صفت بود هر چه بشود هر حال باشدش و گوی  
 گفتند از دریان که ما با سماع بر غلات آن می افتد که هست ۵۵۷  
 و این حال باشد اندر چه کمال ولایت آن بود که هر چیزی را که بینی  
 بدان بینی که هست تا دیده صفت باشد و اگر بر غلات آن بینی دیدار  
 درست نباید دیدی که پیغامبر صلی الله علیه و سلم گفت اللهم ارنا الاشیاء  
 کما هی ار خدا را همانی اما را هر چیزی را چنانکه هست و چون دیدی  
 درست تر از اینها را آن است که بینی باطن صفت از آن طاعت که  
 هست باید که سماع نیز صفت آن بود که بشنوی هر چیزی را  
 چنانکه هست آن چیز اندر هست و حکم و آنکه که به مزایم متوجه شوند و  
 بهر صورت مشورت متوجه شوند از آنست که غلات آن می شوند که هست  
 اگر بر واقعت حکم آن سماع کنیدی از هر آنکه در صدی کنیدی که  
 اهل صلوات کلام غلاتی بخنود و اندران صلوات شان صلوات بر صلوات

ص ۵۵۷

زیاده شد چنانکه نصر بن الحارث هذا اساطیر الدلیلین گفت و میباشد این صم  
 الی شرح که کتاب وی بود گفت فَمَتَّيَاكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ و گوی لا  
 تَدْرِيكَ إِلَّا بَصَارًا یا دلیل نفی مذمت ساقط و گوی ثُمَّ اسْتَدَى عَلَى الْعَرْشِ  
 را اثبات مکان و محبت گفت و گوی وَ جَاءَهُ نُورٌ وَ الْمَلَكُ صَفًا صَفًا یا دلیل  
 می گفت چنان دل شان محل صلوات بود شنیدی کلام خداوند ایشان را هیچ  
 صد نداشت و باز نموده چنان اندر شر شاعر نظر کردند از غنای طبعی بود را  
 و آرینده غارش را اندران اقتدر فعل بود بر فاعل دلیل کرد تا آن  
 گوی احمد حق را گم کردند و این گوی احمد اهل راه یافتند و انکار این  
 صافی ۵۵۸ مکاره جهان باشد و الله اعلم

فصل

و شایع را دخی الله ضم اندین معنی کلمات بلیف ست بیش از آنکه  
 بجای آن را این کتاب محل کند تا آنچه ممکن شود من اندین فصل  
 اثبات کنم تا قایده تمام تر باشد و الله اعلم ذی القول مصری  
 رضی الله عنه گوید للمسمع ولله الحق یدفع القلوب لی الحق فمن اصغى  
 الیه بحق تحقیق و من اصغى الیه بنفسه تنفذت سماع وادع حق است  
 که دل را با بدان برانگیزد و بر طلب وی حویس کند هر که آن  
 را بحق شنود بحق راه یابد و هر که بغض شنود اندر زندگه افتد  
 و مواد آن پیر ازین د نیست که باید تا سماع طاعت وصل حق  
 باشد بلکه مواد آنست که مستمع باید تا معنی بحق شنود و موت بخود  
 وصل وی محل وادع حق باشد پس چنان آن معنی بیل رسید دل  
 را برانگیزد اگر اندر سماع متاج حق باشد کاشف شود و اگر سائق  
 و متاج نفس بود محبوب گردد که تعلق بتبادل کند بهنگاه ثمره آن

ص ۵۵۸

سماح کشف باشد و آنرا این سماح مقرر با ذوق پاری است و سبب  
و زبان نظم زنده تبدیل بود و بیان سبب ایشان تفسیر کتاب خود را نقد  
و بازند خوانند و چون خواستند اهل لغت که ابائی بپوش را نامی کنند  
و ذوقی هم کردند ایشان بکلمه ای گفتند هر چیزی که این مسلمان می  
گویند آن را سماح است که ظاهر حکم آن را نقض کند و تنزیل دخول  
باشد اندر دیانت و تبدیل سماح بود از دیانت و امر به ایقت ایشان از شیعه  
مصرعین گویند و این اسم دلتی بر ایشان را اسم نظم گشت پس مراد  
و در القرآن در ۲۵۰ الین آن آمده است که اهل تحقیق و سماح محقق  
شوند و اهل حاد اهل که آن را سماح بید کنند و بیان سبب و نقض  
افتد و شبلی رحمة الله علیه گوید که السماح ظاهر لغت و باطنه عبادت و  
عوت الاشارة حلا له استماع العبد و الا فقد استدعى الفتنه و  
تعرض للبلية ظاهر سماح نقد است و باطن سبب اگر اهل اثرات است  
مراد را استماع سبب حلال باشد و الا آن دیگر صاحب نقد است و  
تسلی به بلا یعنی آن را که بکلیت و بش متفرق حدیث حق نیست سماح بای دی  
است و آفت گاه دی و از علی مددبری رحمة الله علیه گوید اندر سوال و جواب  
مردی که از ما پرسید از سماح بختنا تخلصنا رأساً برأس کاشکی ما این سماح  
سر بر برمی اندازد آری اندر گواردن حق همه چیز ما فاجز است و چون  
حق چیزی فوت شود بنده تفسیر خود به چند و چون تفسیر خود دید گوید  
کاشکی برادر برمی یکی گوید از مشایخ السماع تنبیه الاساس لما یبه من للمقیات  
گفت سماح پیرای کردن مترع است از چیز صافی که غیت واجب کند ۳  
بلان پیوست حاضر باشد بکن تا پنجه غیبت امرای درجیان را سخت بگوید  
است و از ذوم ترین لوصاف ایشان باشد از پنجه دوست از دوست اگر چه  
غایب بود حاضر بود بدل و چون غیبت دل آمد دوستی برخواست از دی



و ما یخبرنا عن شایعین که در میان ایشان است که میگویند که ما در این کتاب

## باب اختلاف فہم فی السماع

اختلاف است میان شایع و متحان اندر سماع گردی گفتند که سماع آلت  
غیب است دلیل آوردند کہ اندر مشاہدہ سماع حال باشد کہ دوست اندر  
عمل وصل دوست اندر حال نظر بدست مستفی بود از سماع از آنچه سماع غیر  
ما بود و غیر اندر عمل میان دودی و صباب و مشغول باشد پس سماع آلت  
مبتدیان باشد تا از پراگندگی حای خلعت جان بجمع شود اگر بجمع بود و عالم  
جان پراکنده گردد و گردی گفتند کہ سماع آلت حضور است از آنچه مبتدیان  
خواهد تا کل عبت محبوب مستغرق نشود وی اندر محبت ناقص باشد پس چنانکہ  
دل ما اندر عمل وصل نصیب محبت است و سر را مشاہدہ و مدح ما  
صلت و تن با خدمت باید تا گوش نیز در نصیب بود چنانکہ چشم را  
است از رؤیت محبت نیکو گفت آن شاعر اندر عل عزل کہ جوی دوستی  
فر کرد شاعر

ص ۴۱

لا فاسقنى غملا و قتل لی من الحمر

و لا تمسنى سوا اذا امکن الجمر

یعنی ای دوست مرا تا چشم ببیند و دقتم بجاود و کام  
بچند و بی جوی اگر یک مانت بی نصیب می ماند و آن گوش است  
پس بگو این شعر است تا گوش نیز نصیب باید تا هر حواس ما اند

بعد آن شود انان لذت یابد و گویند کہ سماع آلت حضور است کہ  
غیب خود غیب است و غیب مکر بود و مکر اهل آن بود پس  
سماع بر حد گذر باشد یکی ماسد و دیگری بی ماسد آنچه از تازی  
شود آلت غیب باشد آنچه از پاری تالی شوق آلت حضور و انان بود  
کہ آن پیر گفت کی مخلوقات را دران عمل قسم کہ حق ایشان بشنوم  
یا حدیث ایشان گویم بجز نامگان حق و الله اعلم بالصواب

## باب مرآتجهم فی حقیقه السماع

اما که هر یکی با ادیشانی اندک سماع مرتبه است که مشرب و ذوق دی  
ادانی بر مقدار مرتبه وی باشد چنانکه کتاب هر چه شنود و ما حد معرفت  
و مرامت بود و مشتاق را باید شوق رعیت و موثق را تاکید یقین و مرید  
با تحقیق بیان و صحبت با باعث اقتضای علاج و فخر ما اساس نویدی از  
کل و مثال اصل سماع چون آفتاب باشد یکی با ی شود که بر همه چیزها  
بتابد با هر چیزی با بر مقدار مرتبه وی اذعان ذوق در ۵۶۲ و مشرب  
باشد یکی با ی سرزد و یکی با ی غودد و یکی با ی فادد و یکی  
با ی گداد و این همه طرایف که گنیم اندر تحقیق آن بر سه مرتبه  
اند یکی اذانی بتدیان و دیگر درتکمان و سوم کلالان و می اندک شرح حال  
هر یک اندک سماع فصل بیام تا بنهم که قریب تر باشد انشاء الله تعالی

### فصل

چنانکه سماع با اذانی حق است و تزکیه نفس از غزل و لغو است و هیچ  
حال طبع بتدی قابل حدیث حق نباشد و از دود آن صحنه ربانی مرغی  
با اثری باشد بحقت و قهر چنانکه گوی اند سماع همیشه شوند و گردی  
چاک گردند و هیچ کس نباشد الا که طبع او از حد اعتدال بیرون شود

و این را بحال ظاهر است و معروف است که اندک بدم چیزی ساخته اند  
اندک بیارتانی سخت بجنب که آن را از یکدیگر خوانند و اندک هر چیزی که عجیب  
بسیار باشد آن را بدانیان بیان نام خوانند آن را چنانکه صحت را از یکدیگر  
خوانند آن بر دوش مانی با و اندک این و مراد ازین در اظهار حکم است و آن  
مثال دودی است از دود های و اندک هفته دو روز بیادان را آنجا برند  
و دهن گیرند بر مقدار وقت آن بیمار را آواز آن بشنوند هنگام او را  
از آنجا بیرون آورند و چون خواهند که کسی را هلاک کنند زمانی بیشتر آنجا  
چنانکه تا هلاک شود و بحقیقت آجال مکتوب بت آتا مرگ را اسباب باشد  
و آتا البته و دیگران پیوسته آن می شنوند و اندک ایشان هیچ اثر نکند  
ادانچه موافق نیست آن با طبع (ص ۵۶۳) ایشان و مرام است بطبع این  
مبتدیان و اندک هندستان [دیم] که اندک زهر قاتل کوی پدید آمده بود و  
زندگی بود [مان زهر بود] ادانچه کیفیت او هم آن بود و اندک ترکستان  
دیم [شمری بسرد] اسلام که آتش اندک کوی افتاده بود و می سوخت و  
[از تنگ های آن] زشادر بیرون می جوشید و اندران آتش موشی بود  
[چون از آتش] بیرون آمدی هلاک شدی و مراد بجز اینست غرض آن است  
که هر که اضطراب مبتدیان اندر طول دارد حق تعالی اذعان می باشد که بشر  
ایشان از آن با مخالفت است چنانکه آن ختمون شود بتدی اندرون مسکن  
شود غریبی که چون بهر میل عید السلام در ابتدا بیامد پیغمبر صلی الله علیه  
و سلم طاقت رؤیت وی نداشت و چون نصایت رسید اگر یک ساعت بمانی  
تنگدل شوی و این را خواهد بسیار است و این شکایت هم دلیل اضطراب  
مبتدیان است و هم بزرگان سکون منتضیان اندک سماع و معرفت است که  
چند را رحمت الله علیه مریدی [آورده است] که اندک سماع اضطراب بسیار  
کرد و حدیثی بسیار مشغول [شدندی پیش شیخ] شکایت کردند او را



گفت اگر بعد ازین اندر سماع [اضطراب کنی نیز من با تو] صحبت کنم و به  
محمد جبریری گوید اندر سماع من [اندکی] نگاه می کردم لب بر هم نهاده بود  
و خاموش بود تا از هر مویی چیزی از اقدام دی بگشت و حوش از وی بلند  
د [یک روز] بیخوش بود پس من به انتم دی اندر سماع دست دادم ۱۵۶۴  
بعد با صومیت به دلش تکی کرد و گوید که مری اندر سماع نرو بعد به  
دی ما گفت خاموش باش دی هر چه زانو نهاد و بچون نگاه کند مری بعد  
د از شیخ بر مسلم قاری بن غالب القادی شنیدم گفت دیدم اندر سماع اضطراب  
می کرد یکی دست بر سر دی نهاد که بنشین نشستی دی بعد و رفتن از دنیا  
و بنید روحه الله علیه می گوید دیدم هوشی را که اندر سماع جان داده و  
دوئی روایت آمد از دناج که گفت می با این اثری به کثرت و بعد می  
رفتیم بهانه بصره و آب به کوشکی در رسیدیم مری دیدم بر بام کوشک نشسته و  
کبوتری در پیش وی نشای کرد و این بیت می گفت شعر  
لی سبیل الله دناج کان سق لك اقبل  
حکل يومه تتکلف خیر هذا ملک اجل

د جوانی ما اندر دیدم آن کوشک ایستاده با ابرقی و مرتقه گفت ای  
کبوترک بخدای می تو که این بیت را می گوئی که از زندگانی من یک  
نفس بیش نمانده است تا باری با سماع این برآید کبوترک دیگر باره بخوان آن  
سلووت کرد آن جوان قمر بود و جان از وی جدا شد خلوت کبوترک  
[ما گفت که تو] آزادی و خود فرود آمد و تجمیز [دی مشغول شد و  
هم] اهل بصره بر دی نماز کردند پس آن [مرد بر پای خواست و گفت]  
یا اهل بصره من که غلام بنی فلاحم هم [الاک خود سبیل کردم] و ملک  
ما آزاد کردم هم از آنها برنت [و کس خبر آن مرد نیافت] ۱۵۶۵  
این حکایت آن است که مری را اندر نغمه سماع حال پندین بیاید که سماع

ص ۵۶۴

ص ۵۶۵

دی فاستان را از قفق نهات دمد و [آندین] زمانه گدومی گم شدگان بهمان  
فاستان حاضر شوند و گویند ما سماع از حق می کنیم و فاستان مر ایشان را  
اندر آن موافقت کنند بر سماع کردن و بفق و بقر حویص تر شود تا خود  
ما و ایشان را حاک کنند و از بنید روحه الله علیه پرسیدند که اگر ما به دی  
اعتقد اند بکلیا شوم روا بود و اذان مراد ما بهر آن نباشد تا دل کل  
ایشان به بینیم و بر نعمت اسلام شکر کنیم دی گفت اگر بکلیا در توانید  
شد چنانکه چون شاه بیرون گوید تا چند از ایشان با خود بدرگاه تواند  
گردد بپذیرد و اگر د فترت پس اهل صومیه اگر بهزیات شود عزایات صومیه  
دی شود و عزایاتی چون بصومیه شود صومیه عزایات دی شود یکی گوید از  
مشایخ کهار که من بهخدا می رفتم با دوشی آواز منقش شنیدم میخواند شعر

مَنْ أَنْ تَكُنْ حَقًّا تَكُنْ أَحْسَنَ الْمَنْ

وَالْأَفْعَدُ حَشْدًا مِمَّا زَمْنَا رُفْدًا

آن دوشش قمر بود و از دنیا برفت و مانده این به علی معبداری گوید  
روحه الله علیه که دوشی [را دیدم] که آواز منقش مشغول گشته بود من نیز  
گوش نهاده بدم ۳ دی چه می گوید آن کس بصوت مزین می گفت شعر  
أَمَّا كَفَى بِالْخَصُوعِ إِلَى الَّذِي جَادَ بِالْعَنَجِ

آنکه آن دوشش باگی بکرد و بهخدا ۱۵۶۶ چون نزدیک به شدم که را  
مرد با منم یکی گوید با ابراهیم خواص برامی می رفتم اند که طری اندر  
دلم پذیر آمد و بر خواندم شعر

صَفْحٌ عَنِ النَّاسِ فِي عَاشِقٍ غَيْرِ أَنْ كَرِهَ فُضَاءَ حَشَقٍ لَمْ

مَالِيْنَ فِي بِلَاسِ شَيْ حَسَنٍ لَا وَ أَحْسَنَ مِنْهُ صَوْتُ حَسَنٍ

ما گفت با ابراهیم باز گویی این بیت را باز گفتیم دی بکم خواهد قوی چند  
به زمین زد چون نگاه کردم آن اقدام دی چون در موم بران سنگ

ص ۵۶۶

فری رفت آنگاه بپوش بپنادر چون بموش آمد مرا گفت اندر رومنه  
بمشت دوم تو عیدی د زین بلس بحیات بیش ازان است که این کتاب  
آن را تحمل باشد و من معاینه اندر دوشی دیدم که اندر جمال آذر بیجان  
ی رفت متفر و بانودی گفت این بیت ما را بشاب شعر

و الله ما طلعت شمس ولا غربت  
الا و انت غنی قللی و وسواس  
ولا جلیست الی قوم اجدلهم  
الا و انت حدیثی بین جللی  
لما ذکرک محزوناً و لا طویاً  
الا و جک مقبول بانفس  
و لا همت بشرب الماء من عطش  
الا و ات خیالاً متک فی الکام  
فلو قدرت علی الایان لزیتکم  
محباً علی الوجه و حباً علی اللسان

از سماع این متغیر شد زبانی بهشت علی باز نهاد و جان برادر رفته  
الله علیه

### فصل

و گروهی از مشایخ این طایفه شنیدن قصاید و اشعار خواندن قرآن باطمان  
چنانکه حروف آن در پیرون برآمد کراهیت داشته اند و مطلق را عقد فرموده  
اند و در ۱۵۶۷ و خود برهیز کرده اند و اندران قدر نموده و ایشان چند گروهند  
و هر یکی را اندران علت دیگر است گروهی ازان آمانند که اندر تحمیل آن مدلیات  
یافته اند و اندران محتاج صفت صالح شده و بریشان تقلید کرده چنانکه زبرد

کردن بهتیمز علی الله علیه و سلم مر شیون کینک حقایق بن ثبوت را از غنا کردن  
و دره زدن عمر رضی الله عنه مران مصافی را که غنای کرد و انکار کردن علی  
کم الله وجه بر مصافیه بدانچه کینکان تنقید داشت و منع کردن وی مر حسن  
رضی الله عنه را [ از نظاره آن زن حبشه ] که غنای کرد و گفتی که او  
توین شیطان است و مانند این و نیز گویند دلیل بزرگ ترین ما بر کراهیت  
داشت غنا اجماع است و مانند این و اندر زاهد با هم پیش از  
ما بر آنکه آن کراهیت است یا آنکه گروهی حوام مطلق می گویند و اندرین  
معنی از رو الحدیث بنانی دعایت کنند که من اندر صلح کردن بهتیمز دوم  
شبی یکی بصومعه من آمد گفت جماعتی از طلب درگاه خداوند تعالی بجمع اند و بدیدار شتافتند

منکر اگر فضل [کنید] و رنجه شود گفت [ پیرون آمدن و بر اثر وی  
می رفتم پس برآ نیامد که گروهی رسیدم که حلقه زده بودند و پیری اندر  
بیان ایشان بود مرا کرامتی کرده فتنه اقامه و آن پیر گفت اگر زبانی تا  
بچی بر خوانند من اجازت کردم دو کس باطمان خوش ابیات خواندن گرفتند  
ابیاتی که شرا و زقاق گفته بودند و ایشان جمله برادر و خاندان و زرق  
صای خوش می زدند و اشارت صای در ۱۵۶۸ لطیف می کردند و من  
بتعجب حال ایشان مانده بودم و خوشی [ وقت ایشان ] بود تا صبح نزدیک  
آمد آنگاه آن پیر مرا گفت ایسا اشخ [ هیچ چیزی مرا ] که تو کیستی و  
این گروه کیانند گفتم حشمت تو مرا از سوال باز می دارد وی گفت و  
خود عزیزی بوده است اکنون ازبیت داین جمله فرزندان وی اند و اندرین نشستن  
و خا کردن دو قایده است یکی آنکه مصیبت فراق خود دائم و ایام  
دولت را یاد کنم و دیگر آنکه پارما مردان را از راه ببرم و اندر غلط  
انگهم بد گفت ارادت سماع ازان گاه از دل من نمی شد و من که  
علی بن عثمان الجلابی ام رضی الله عنه از شیخ الاسلام علیه السلام است



شیدیم رضی الله عنه که گفت مدعی در محمی بودم گدشی سماع می کردند و این بیدار اند و اینان ایشان پای بازی می کردند و آمد ایشان می دیدند و ایشان گرم شدند و [گرمی] دیگرند که از خوت و غلر ریوان تا آمد بلا بطالت نینفتند و ایشان تقلید کنند و از سر توبه [با سر مصیبت باز نیایند و صواب اند] ایشان قوت بگیرند و حوس را خویش [صالح ایشان تا قبح نکند] اگر آن معرض بلا و فتنه است سماع نکنند و آمد میان ایشان و نشسته و از جید رضی الله عنه می آید که سر میری ما گفت آمد حال ابتدای توبه او که اگر سلامت دین می خواهی و رعایت توبه کنی اند سماع موفیان که کنند مگر شو و خود ما او اهل آبی مان ۳ [بحالی و چون پیر] شدی دس ۵۹۹ هجری را بر خود بود کار کن گرمی دیگر گفتند که اهل سماع [اگره اند] کی آنکه که لایمی باشد و دیگر آنکه لایمی باشد لایمی مذموم باشد و اذان ترشد لایمی برافات و مباحات و باقلاط دل از غلغات و احوال تر از مگوشت فتنه از خود دور کند باشد و اذان این شده بیون ما و ازین گروه باشیم و نه اذان گروه ترک آن ما را بستر و مشول شدن پییزی که موافق وقت ما است ادلی تر گرمی دیگر گفتند چون غلام ما اند سماع فتنه است و از شیدک ما اعتقاد مردمان مشوش می شود و از درجت ما اندران بگویند و ما بزرگ کاری شود پس عام را شفت کنیم و خاص را نصیحت کنیم و برزیت غیرت دمت اذان بداریم و این طبعی پندیده است و گرمی گفتند که پیغامبر صلی الله علیه و سلم گفت من حسن اسلامه السمء تنوک ما ۷ یسئیه دمت از چیزی بدایم که اذان گریز است از آنچه ما لا یعنی مشول شدن نصیحت وقت است [و وقت دوستان] با دوستان عویض حاج نباید کرد و گروه دیگر از خواص گفتند که سماع خبرست و لذت آبی یافت مراد و این

س ۵۹۹

کودکان باشد که اندر جهان خبر را بچه مقدار بود پس کار مشاهدت دارد این است احکام سماع که یاد کردیم بر وجه اختصار اکنون اندر دهد و دهد و تواند ایشان باقی مرتبه گردانم توفیق الله تعالی

باب الوجود والوجود والتواجد والمراتبه (ص ۵۷۰)

چنانکه دهد و وجود مصدر اند یکی بمعنی آمده و دیگری بمعنی یافتن و قابل  
هر دو یکسان یکی باشد و هر فرق نتوان کرد میان آنی چنانکه گوید وجود  
یعنی وجوداً و وجداناً چون بیافت وجود وجوداً و وجداناً چون آمده گین شد و  
نیز وجود یعنی وجوداً چون توأکر شد و وجود یعنی موجوداً چون در  
شتم شد و فرق این همه معاصره باشد و باضال و مراد این ظاهر از  
دهد و وجود اثبات در حال باشد که مر نشان را پدیدار آید اندر سابع  
یکی مترون آمده باشد و دیگر موصول یافت مراد و حقیقت آمده فقد  
محبوب و خرج مراد باشد و حقیقت یافت حصول مراد و فرق میان حزن  
و دهد آن بود که چون تمام اندمی بود که اندر نصیب خود باشد  
و دهر تمام اندمی باشد که اندر نصیب غیر باشد به وجه محنت و این  
تغییرات همه صفت طالب است و الحق لا یتغییر و کیفیت دهد اندر  
تحت حمایت نیاید از آنچه آن علم است اندر معاینه و علم لا یقلم بیان  
توان کرد پس وجه ستری باشد میان طالب و مطلوب که بیان اندر کشف  
آن نیست بود و کیفیت وجود نشان و اشارت دست نیاید از آنچه این  
طلب است اندر مشاهدت و طلب را بطلب اندر نتوان یافت پس وجه  
مفصل باشد از محبوب بهجت که اشارت از حقیقت آن موصول بود و

ص ۵۷۰

بزرگیک من وجود اصابت الهی باشد هر دل تا نیاید از فرج یا از طرح یا از  
کشف یا از طرب وجود انزالت [یعنی نازل دل در معلقات] معلقات آن و صفت  
واید آقا حرکت بود اندر فیهان [شوق اندر حال] در ۵۷۱ ص ۵۷۱ محجوب و آقا  
مکون اندر حال مشاهدت اندر حال کشف آقا زبیر و آقا نصیر تا حین و  
تا این آقا حین و آقا حین آقا حین آقا کرب و آقا طرب و مختلف مشایخ تا وجه  
تمام هر یک وجود گروهی گویند که وجود صفت مرید است و وجود صفت بهادران  
و چون درجه طاعت از مرید بلند تر بود باید که وصف بهادران روی بملاحظه  
بود از آنچه هر چیزی که اندر تحت یافت اندر آمد [ممدک] شد و شد و شد  
آن صفت جنس است بهما که در ادراک صفت انقیاد کنند و خداوند تعالی  
بی حد است پس آنچه بهند یافت بهر مشربا بنده و آنچه نیافت طالب  
در اندران متعلق شد و از طلب آن عاجز مانده حقیقت باشد و گروهی  
گویند که دهد حقت مریدان بود و دهد تحفه بهمان وجهی که تر اند مریدان باید  
تا آرام با تحفه تلم تر باشد از حقت اندر طلب و این معنی کشف  
نگردد بهر اندر حکایتی و آن آنست که بعدی شبلی رحمة الله علیه اندر [فیهان  
حال خود بنزدیک] بنید رحمة الله علیه آمد وی را یافت آمده [گین] گفت  
ایها الشيخ چه کرده است بنید رحمة الله علیه گفت من طلب دیدم شبلی  
رحمة الله علیه گفت لا بل من دیدم طلب آنگاه شایخ اندرین سخن گفت  
از از آنچه یکی نشان از وجود داد و آن دیگر اشارت بوجود کرد و بنزدیک  
من مقبره قلی بنید رحمة الله علیه ایها الشيخ چون بنده بهشتی است که معبود  
او از جنس او نیست آمده وی در ۵۷۲ ص ۵۷۲ گوید در اندرین معنی سخن فرمود  
است اندرین کتاب و تنقید مشایخ رضی الله عنهم که سلطان علم قوی تر باید  
از سلطان دهد از آنچه چون قوت غیر سلطان دهد یا باشد و باید به عمل برخط بود  
و چون قوت مر سلطان علم را بود عالم در علم اندر و مراد از آن آنست که

ص ۵۷۱

ص ۵۷۲



اندر همه احوال باید که طالب محتاج علم و شریع باشد و چون بهر طلب شود  
 خطاب از وی بریزد و چون خطاب برخواستن ثواب و ثواب به نیت و چون  
 ثواب و ثواب برخواستن کرامت و احسان و نیت و پس آنگاه حکم دی حکم بمانی  
 بود در اذان اولیا و ثمران و چون سلطان علم غالب باشد بر سلطان حال  
 بنده اند کشف اوامر و نواهی بود اندر سوار بوده صوت مذکور و همیشه مشهور  
 و در بلاد چون سلطان حال غالب بود بر سلطان علم و در از حدود خارج شود  
 و از خطاب محرم باشد اندر محل نقیض شود و آنگاه معذرت و آنگاه عذر و معنی  
 این معنی قول معین است [رضی الله عنه که گفت] آنگاه راه بود است  
 یا علم یا بدوش بدوش [که بی علم بود اگر چه] یکو بود و جمل و نقیض  
 باشد و علم اگر بی بدوش بود و حق و ثمران باشد اذان بود که بد  
 بزرگ رحمة الله علیه گفت که اهل الهمة اشتوت من اسلام  
 اهل الهمة نه اهل همت که فراد کفران مودت بگیرد اما اگر تقدر  
 کشف اهل همت با کفران کامل تر باشد از اهل همت باطلی و  
 معین نه ثوابی را رجحان الله گفت [رضی الله عنه] انشیل سکوان و در لسان  
 من مسکون لجهاد منة لعماد يستفتح به فوا افرح حکایات مشهور است که  
 بلید و محمد بن مسروق و ابو الیاس بن عطا بن جیح بود و قول یحیی  
 خواند ایشان قوا به می کردند و می ساختن می بود گفتن ایضا اشخ حرا  
 ازین سماع هیچ نصیب نمی باشد و می بر خواند قول غای خالی  
 قَسْبَمًا حَبَابَةً وَ قَدْ جَنَّ تَنْسَرُ مَوَّ الْقَصَابِ اِنَّه قَوَّاهُ مَكَلَفَ بَدُو اَنْ  
 ایشان بهر دهن و این عرض ماکونی انعام و شواهد حق باشد بر دل  
 و اندیشه ایصال و از حق بدوش مردان نیت گودمی اندرین مرسوم اند  
 که تقلید کرده اند حرکات ظاهر و لا ترتیب رقص و از تزیین اشارات و نشان  
 و این مرسوم بعضی باشد و گودمی محقق اند که مراد نشان اندرین مطلب

احوال و درجه ایشان است و حرکات و رسوم و پیشامیر گفت علی الله علیه وسلم  
 من تشبه بقوم فهو منهم و نیز گفت اذا قرأتم القرآن فليکوا و ان لم  
 یکوا فليکوا و این غیر مطلق است و اباحت قوا به را و اذان بود که آن  
 پیر گفت رضی الله عنه هزار رنگ بدوخ بودم تا یک تدم اذان صدق  
 آید و سخن اندرین باب پیش اذان است آنگاه من پیرین اختصار کردم و باشد  
 از تزیین و الله اعلم بالصواب

# باب الرقص وما يتعلق به

بدانکه اینه شریعت و طریقت هر رقص را هیچ اصلی نیست الا آنچه آن لود  
 بود با اتفاق هر عقلا چون بهجت باشد و لغوی چون بحزل بود و هیچ کسی  
 از مشایخ آن را نستهاده اند و اندران (ص ۵۷۳) قلم گرفته اند و هر  
 اثر که اهل سحر اندران بیارند آن هر باطل بود و چون حرکات دجری و  
 مسالک اهل تظاهر بدان مانده بود مست گردی از اهل حول بدان  
 تقلید کردند و اندران غالی شده و اذان ذمبی ساخته اند و من دیدم  
 از خواص گردی که می پنداشته اند غضب تعوت بهر این نیست آن  
 بر دست گرفته و گردی اصل آن را مکر شده اند و در  
 جل پای بازی شرما و عقلا داشت باشد از عجز مردمان و عل  
 باشد که فضل مردمان آن کشف اما چون نفی در دل را پدید  
 آمد و غفائی بر سر سلطان شد وقت گرفت حال اضطراب نمود  
 پیدا کرد و ترتیب و رسوم بر قاست آن اضطراب کی پدید آید نه  
 رقص باشد بازی بود و طبع پدیدون که آن جای گداختی بود  
 و سخت بود اقتدر آن کس از طریق صواب که آن را رقص خوانند  
 و این حالی است که بخلق این ما با کس بیان نتوان کرد من  
 نه بیذوق لا میدری

ص ۵۷۳

## النظر فی الاحداث

و اینه بکار نظاره کردن اینه احداث و صحبت با ایشان محظورست و بجز  
 این کلمه باشد و هر اثر که اندین آید بحالت و محال و من دیدم  
 از محال گردی تحت آن با اهل این طریقت مکر شده و دیدم که  
 این ذمبی ساخته اند و مشایخ رحمهم الله هر این را آفت دانسته اند  
 و این اثر از طویان مانده است نسیم الله اینه میان لایای خدای تعالی  
 و مشهور است الله اعلم بالصواب (ص ۵۷۵) بسم الله الرحمن الرحیم

ص ۵۷۵



## باب الخرق

بدانکه خرقه کردن جامه اندر میان این طایفه مستحکم است و اندک محج کهای  
 بزرگ که مشایخ بزرگ حاضر بوده اند این کرده اند و من از علمای گدای  
 دیم که بدان فکر نموده و گفته که ما نباشد جامه درست را پاره کردن  
 و آن فساد بود و این حال باشد که فساد که مراد اذان صلاح بود  
 صلاح باشد و هر کس جامه درست را برود و پاره کند و [بدوزد] چنانکه  
 آستین و تنه و تریز و جیب از یکدیگر جدا کند و باز بصلاح آید و  
 هیچ فرق نباشد میان اگر جامه را بعد پاره کند و برهم بدوزد و میان  
 کسی که تنگی پاره کند و برهم بدوزد یا آنکه اندک هر پاره را دست دل مؤمنی  
 است و تقاضای حاجتی اذن دی که بر مرقه بدوزد و هر چند که جامه خرقه  
 کردن اندر طریقت اصلی نیست و البته اندر صلاح آن را اندر حال صحت  
 تشایر کرد که آن جز اسرار نباشد اما اگر مستح یا غیره پدیدار آید  
 چنانکه خطاب از دی بر میورد و بی خبر گردد و [مخدور باشد یا چون یکی را  
 بدان اندک اگر حاجتی بر موافقت] دی خرقه کند ما نباشد و بعد خرقه ال  
 این طریقت بر سر گود باشد یکی آنکه درویش خود خرقه کند و آن اندر  
 حال صلاح بود بکلمه عقبه و دوم آنکه جماعت و اصحاب بکلمه پیری و  
 مقتضای جامه دی را خرقه کند یکی اندر حال استغفار از پیری و دیگر اندر

حال سر اندر دهدی و شکل ترین این همه خرقه سازی باشد و آن بر دو گود رس ۵۷۷ ص  
 باشد یکی مجروح و دیگر درست و جامه مجروح را شوی و بهیچر باشد یا بدوزد و بد  
 باز دهنده این جماعت و یا به درویش دیگر ایشاد کند و یا مرتبیک ما پاره پاره  
 کند و قسمت کند اما چون درست باشد بگیم تا مراد آن درویش مستحق که جامه  
 بپوشد چه بود اگر مراد قبول بود وی را باشد و اگر مراد جماعت بود ایشان  
 را و اگر بی مراد افتاد بکلمه پیر باشد تا چه فواید دهد که جماعت را بپوشاد  
 تا خرقه کند و یا یکی از ایشان اذنانی بپوشد داشت و یا بقول بپوشد ماد پس  
 اگر قبول ما باشد مراد درویش موافقت اصحاب شرط نبود از آنچه آن جامه و  
 اصل می شود و آن درویش یا با اختیار داده باشد یا با اضطرار دیگران یا اندر  
 هیچ موافقتی نیست پس اگر مراد جماعت خرقه جامه شده است یا بی مراد ایشان  
 موافقت شرط باشد و چون در جامه انگشتان موافقت کردند بهیچر  
 قضایه که بقول دهد جامه درویشان آما ما بود اگر مجتی اذان مویش ایشان  
 چیزی فدا کند و جامه را درویشان باز دهد و یا هر خرقه کند و قسمت  
 کند و اگر جامه اندر حال متولی افتاده است مشایخ رحمهم الله انبیین مختلفه  
 بیشتر گویند که قوال را باشد بر موافقت خبر پیامبر صلی الله علیه و سلم که گفت  
 من قتل قتیلا مله مسلمه جامه متولی قتال را بود و اگر بقول محمد از  
 شرط طریقت بدون آینه و گوهی گویند و اختیار نیست که چنانکه آنجا بجنب  
 یعنی از قمه جز بوزن رس ۵۷۷ امام جامه متولی قتال را دهنده اینجا ۵۷۷ ص  
 نیز بر ائمه این جامه بقول محمد اما اگر خواهد که پیر محمد کس  
 را بپوشد وی حرج نباشد و الله اعلم بالصواب



## باب آداب السماع

بناگره شرط آداب سماع آن باشد که تا نیاید گفتی و مر آن را عادت  
 نسازی [در پیر گفتی] تا تقسیم آن از دل نباشد و باید که تا چون  
 سماع [گفتی پیری آنها حاضر] بود و جای سماع از حرام غالی باشد و قوال  
 بوقت [و دل از اشتغال غالی] و طبع از لغو لغو و تکلف از میان داشته  
 [و تا وقت سماع] پیدا نیاید شرط باشد که اندران بمانند گفتی [چون وقت گرفت]  
 شرط باشد که از خود دفع کنی و وقت را متابع باشی به آنچه آتش [کند اگر  
 بجهانند] بهی و اگر ساکن دارد ساکن باشی و فرق قائل کرد میان وقت طبع و  
 حرکت و چه و باید که مستمع را بپندارند دیدار باشد که دارد حق را قتل تواند  
 کرد و عادت آن بفرمان داد و چون سلطان آن بر دل پیدا آید بتکلف آن  
 از خود دفع نکند و چون وقت آن گستره شود بتکلف بذب نکند و باید  
 که اندر حال حرکت از کس مساعدت چشم ندارد و چون کسی مساعدت نماید  
 منع نکند و اندر سماع کس دخل نکند و وقت وی بشود اندر اندر مدبر  
 او تعصرت نکند و مر او را ببال بخت او ننهد که اندران پراگندگی و  
 بی برکتی بیاید باشد آذماینه را و باید که قوال اگر خوش خواند وی را  
 گوید که خوش می خوانی و اگر ناخوش خواند و یا شمر نامزدن گوید که طبع  
 پراگندگه گرداند گوید که بمنز خوان و بدل یا وی خصومت نکند و من ۱۵۲۸ و

وی را اندر بیاید بنیید و اولی بخت کند و وی راست نشود و اگر گروهی را  
 سماع گرفته باشد وی را از آن قیصیب نموده باشد شرط نیست که بصورت خود اندر  
 سکر ایشان نکند باید که بوقت آراییده باشد و مر سلطان وقت را تعیین کند  
 تا بکات او بدو رسد و من که علی بن عثمان الجلابی ام رشی اندر عز آن دوست  
 دارم که بتدیان را بسامع نگذارند تا طبع ایشان بشوید نشود که اندران خلوصای عظیم  
 است و آفت آن بزرگ نیست که زبان از پای و با از های چندیشان ناظر باشد  
 اندر حال سماع ایشان را ازین مرستمان را جاب های صعب افتد و با یکی از  
 اسرار اندر میاد باشد از بعد آنکه بحال متصرف این بعد را نصب ساخته اند  
 و صدق از بیاد برداشته و من استغفار کنم از آنچه رفت ست بر من از احواس  
 این آفت و استغانت خواهم از خداوند تعالی تا ظاهر و باطن مرا از آفت  
 نگاه دارد و درجیت می کنم ترا و خوانندگان این کتاب را بر رعایت حقوق این کتاب  
 و تزیینه را بر جای حفظ این یاد دارند و یا الله التوفیق و الصمد لله رب العالمین  
 و الصلوة و السلام علی رسول محمد و آله اجمعین و سلم تسلیما کثیرا کثیرا

و کتبه الحاج ابی حمزة الله المتین اشرف المساکین  
 بهاء الدین و کتبه حق الله عنه و عن سایر المسلمين و  
 جمل یومه خیرا من امسه الی یوم الدین من امر  
 الله فی شهر ۵۲۶

کاتب: محمد شمس سکنای مرفوع بهارچ کی متصل رسول مکر خلیع گرجاوند  
 تزییل لاصور ادا و کتابت چوک دال گران

محمود المرام ۱۳۸۷  
 پیرلی ۱۹۹۷



[illegible]

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

عکس صفحہ ۱۰۱

۱۰۰

عکس صفحه آخر که دارای مهرهاست

